قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفۂ ہدایت نشور مولفۂ جناب مولنٰنا مولوی محمد عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمیٰ بہ

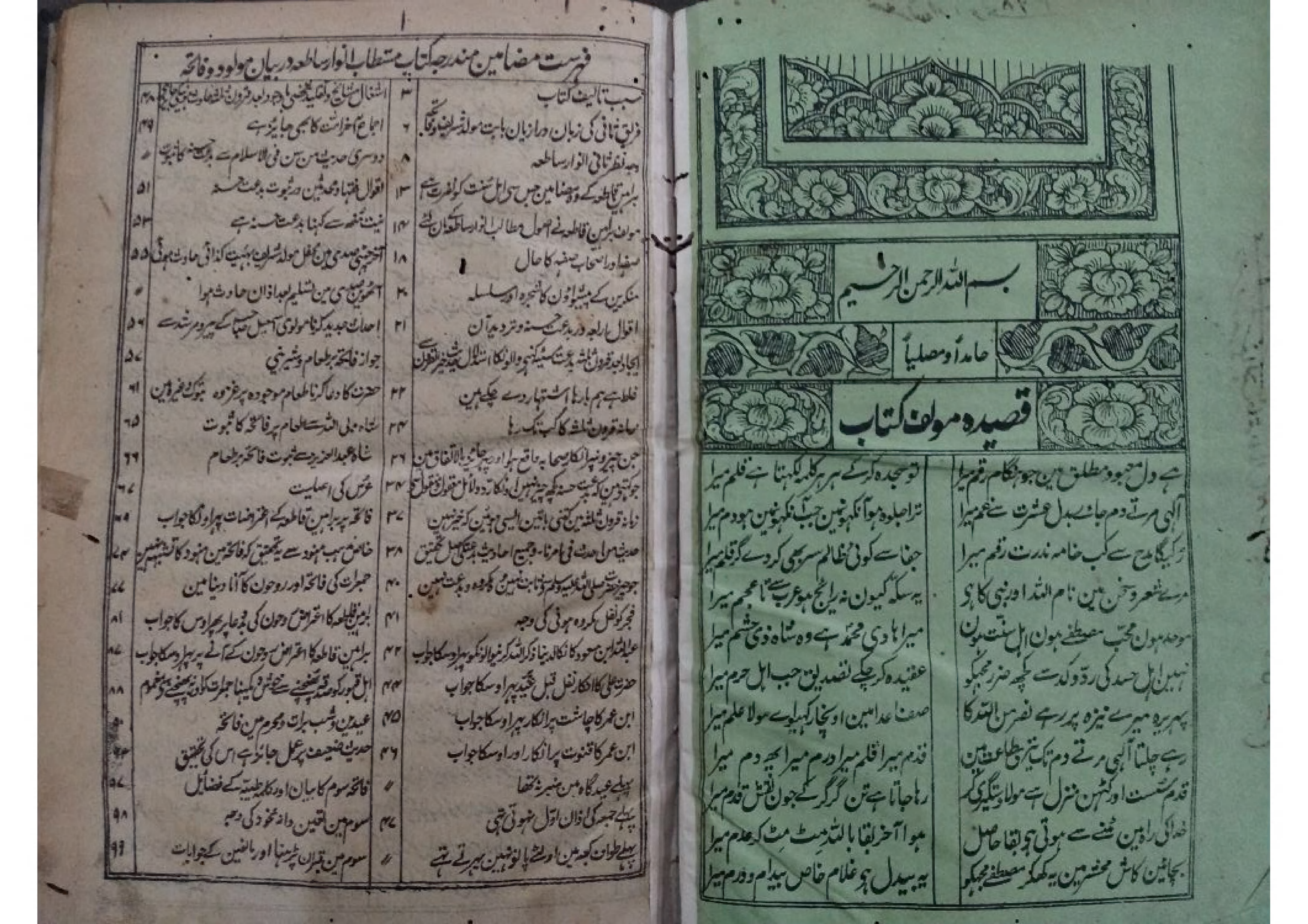
انوار ساطعه

در بیان

مولود و فاتحه

بتعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد مظفر حسین خان صاحب میونسپل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ باہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

قصیدہ مولف کتاب

ہے دل معبود مطلق مین جو ہنگام رقم میرا — تو سجدہ کر کے ہر ہر کلمہ لکھتا ہے قلم میرا
الٰہی مرتے دم جاوے بدل عشرت سے غم میرا — ترا جلوہ ہو آنکھون مین جب آنکھون مین ہو دم میرا
رکیگا مدح سے کب خامہ ندرت رقم میرا — جفا سے کوئی ظالم سر بھی کر دے گر قلم میرا
مرے شعر و سخن مین نام اللہ اور نبی کا ہے — یہ سکہ کیون نہ رائج ہو عرب سے تا عجم میرا
موحد ہون محب مصطفے ہون اہل سنت ہون — میرا ہادی محمد ہے وہ شاہ ذی حشم میرا
نہین اہل حسد کی رد و کد سے کچھ ضرر مجھکو — عقیدہ کر چکے تصدیق جب اہل حرم میرا
پھریرہ میرے نیزہ پر رہے نصر من اللہ کا — صف اعدا مین اونچا رکھیوے مولا علم میرا
رہے چلتا الٰہی مرتے دم تک تری طاعت مین — قدم میرا قلم میرا درم میرا ابھی دم میرا
قدم سست اور کٹھن منزل ہے مولا دستگیری کر — رہا جاتا ہے تن گر گر کے جون نقش قدم میرا
خدا کی راہ مین مٹنے سے ہوتی ہے بقا حاصل — ہوا آخر بقا باللہ مٹ مٹ کر عدم میرا
بچائین کاش محشر مین یہ کہکر مصطفے مجھکو — یہ بیدل ہے غلام خاص بیدام و درم میرا

فہرست مضامین مندرجہ کتاب مستطاب انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ



ہزار ہزار شکر تیرا اے منعم حقیقی کہ تو نے ایسا حبیب مقبول عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا جسکا وجود
باجود مومنین کے لیئے موجب نور ایمان اور باعث آرام جان ہے - لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز
علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم - پھر لاکھون کروڑون درود اوس امام رسل ہادی
سُبل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم وہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مُردگان غمناک کی ارواح
کو فاتحہ درود سے راحت رسان ہے - ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل
فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم - **اما بعد** عرض کرتا ہے امیدوار فضل باری حقر العباد
عبد السمیع انصاری کہ اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک
گُل پژمردہ کی طرح سموم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کُملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تند باد
شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے نہ زبانین سچی نہ سینے صاف - سیکڑون مفسدے
ہزارون اختلاف - کوئی یہہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے - من اصدق
من اللہ حدیثا - اوس کو امکان کذب کا دھبہ لگاتا ہے - اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات
جنہون نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ ایکم مثلی - یعنی کون ہے تم مین میری مانند - لست کاحدکم
ایک تم مین میری طرح نہین - اور وہ تو دور ہی مین اُن کی بیبیون کی وہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے - یا نساء النبی لستن کاحد من النساء - پھر اس زمانہ مین ایک ادنے سا آدمی ہے کہ
وہ کہہ رہا ہے "رسول اللہ میرے بھائی ہین" - واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے
کُل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین - اِس لفظ مین معاذ اللہ ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء
کے ساتھ ہے - اب کس کس اختلاف کو بیان کیجیے - ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پھر تین رکعت ضرور
نہین اور تراویح بیس پڑھنی بدعت اور آٹھ سنت ہین - اس ملک مین جو قدیم الایام سے تین رکعت
وتر اور بیس رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق تھا اوس مین پھوٹ ڈالتے ہین - اور ایک یہہ کیا
بہت باتون مین طرح طرح کی شاخین نکالتے ہین - وہ محفل میلاد جسکو عالم عامل محدث
کامل فقیہہ فاضل حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمیع اطراف و جوانب ارض
مین اہل اسلام پڑھتے ہین مولد نبی کریم اور پاتے ہین اس کے سبب برکات عظیم - اب اس دورہ
مین کوئی آدمی اوسکو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے - نعوذ باللہ منہا علی ہذا القیاس
وہ اموات جو محزون و دردناک ایک غار تنگ و تاریک مین پڑے ہوئے آس کر رہے ہین کاش
میرا بیٹا یا بیٹی کچھ مجکو دین یا بھائی بہن فاتحہ درود بھیجین - اب اس وقت مین بعض صاحب ہین - کہ
بے دھڑک فتوی دے رہے ہین کہ یہہ سب امور بدعت اور حرام ہین - عوام جو تعیین تواریخ کی تقلید
مین کچھ گذرتے تھے وہ بالکل شتر بے مُہار ہو گئے - بدعت سُنکر مصارف خیر سے سُبکدوش اور دست
بردار ہو گئے - امداد اموات بند ہو گئی - تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تھا
اب چودہوین شروع ہوئی دیکھیئے کیا قیامت ہو - جینا مین کیا خرابی اور دین مین کیا مصیبت
ہو - سنہ ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مین دہلی کی تین علماء غیر مقلد اور علماء دیوبند و گنگوہ و سہارنپور
کی حُسنِ توجہ سے اور مطبع ہاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتوی چار ورق پر چھپ کر اکثر اطراف
مین تشہیر کیا گیا - اوس کی لوح سرنوشت یہہ تھی (فتوے مولود و عرس وغیرہ) اس
فتوے کا جہان ذکر اس کتاب مین آویگا - فتوی اول انکاری لکھا جاویگا - خلاصہ مضمون
اوس کا یہہ ہے کہ محفلِ مولد شریف علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت اور سیئہ اموات کی

فاتحہ و درود جو ہندوستان مین رایج ہی یہہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہی کچھ دن اسپر نہ گذری تہی کہ فتوی دوسرا جو بتیس صفحہ کا اوسی مطبع ہاشمی مین چہپکر مشتہر ہوا اوسکا نام لوح پریہ لکہا (فتوی میلاد شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاوی) اس فتوی کا جس جگہہ اس کتاب مین ذکر آویگا فتوی ثانی انکاری لکہا جاویگا اس فتوی مین زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہی اور وہ چہو ورقہ جو پہلی چہپا تہا پہر دوبارہ اسمین چہپا مجہسے بعض اخوان طریقت نی بتاکید تمام یہہ فرمایش کی کہ اس فتوی کی سبب کچہی لوگ ادنی تشکیکات مین پڑی جاتی ہین اور معاندین اس فتوی کو جابجا دکہاتی ہین اور اس فتوی کو پڑہ پڑہ کر اپنی مسلمان بہائیون کو بیدردیسی چڑاتی ہین اور فتنہ کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سی بہڑکتی ہی بہڑکاتی ہین اب تمکو چاہیی کہ تم خبر لو اور ایک قول حق افراط و تفریط سی خالی اس باب مین لکہدو ورنہ عوام جگر خام گرداب ضلالت مین ڈوب جاینگی اور پہر کبہی ساحل ہدایت کی طرف خروج نہ پاینگی تب حضرت ملہم الصدق والصواب نی جسکی قبضہ قدرت مین بنی آدم کا دل ہی میری دلمین یہہ ہی ڈالدیا کہ بالفعل در اس مقدمہ مین یہ حکم فیصل لکہنا چاہیی اور عوام کو تشکیکات رد و جدال مین نہ رکہنا چاہیی تب مینی یہ رسالہ لکہا اور نام اسکا **انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ** رکہا اسمین چار انوار مین **نور اول** مین پانچ لمعی ہین **لمعہ اولی** مین نقل مین کچہہ عبارتین مفتیان فتاوی انکاری کی **لمعہ ثانیہ** مین وجہ نظر ثانی انوار ساطعہ کا بیان ہی **لمعہ ثالثہ** مین حال ہی کتاب براہین قاطعہ کا **لمعہ رابعہ** مین ذکر ہے علمائی مشایخ سلسلۃ النبوت مفتیان فتوی انکاری کا **لمعہ خامسہ** تحقیق بدعت حسنہ و بیان اقوال و شرح حدیث خیر القرون بیان امور یکہ بران باہم انکار واقع شدہ مثل اذان جمعہ اعراب قرآن وغیرہ و ثبوت بدعت حسنہ بدلیل عقلی و نقلی و شرح حدیث من احدث فی امرنا و دیگر احادیث بدعت و شرح اثر عبد اللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ در احداث و بیان امور یکہ در زمان نبوت نبودند مثل منبر عیدگاہ و اذان اولی جمعہ و رمع القہقری طواف رخصت و عجب نیست کہ یکی عامل باعمال مشایخ و تقلید باشد چہ طور منع کند فاتحہ و مولد شریف را و تحقیق من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ و اقوال

فقہا و محدثین در اثبات بدعت حسنہ **نور دوم** مین چہہ لمعی ہین **لمعہ اولی** مین جواز فاتحہ و جواب دلائل مانعین **لمعہ ثانیہ** مین جمعرات کی فاتحہ **لمعہ ثالثہ** عیدین و شب برات و عشرہ محرم مین فاتحہ **لمعہ رابعہ** جواز طریقہ فاتحہ سوم **لمعہ خامسہ** ذکر جہلم و بستم و دو ہر کا اور بہیجنا گہرونکا مساجد مین بہ نیت امداد مصلیان مساجد **لمعہ سادسہ** نصایح در باب اموات **نور سوم** مین نو لمعے ہین **لمعہ اولی** اثبات محفل میلاد بابرکت بمذہب جمہور امت **لمعہ ثانیہ** مین یہہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کے مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئی اور جناب مرشدی و مولای حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب عم فیوضہ بہی شریک محفل مولد شریف ہوتی ہین **لمعہ ثالثہ** یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف کو کنہیا کی جنم اور نصاری کی بڑی دن سے مشابہت ہی پہر اسکا جواب **لمعہ رابعہ** یہہ اعتراض کہ محفل بدعت سیئہ ہے پہر اسکا جواب اور اصول مقررہ مولوی اسمعیل صاحب سے ثابت کرنا کہ یہہ محفل سنت ہی بدعت ہرگز نہین کیونکہ اسکی اصل بہی ثابت ہی اور نظیر و مثل بہی **لمعہ خامسہ** یہہ اعتراض کہ محفل خاص بارہوین ربیع الاول کو کیون کرتی ہین اور ہر سال دوام کیون ہی پہر اسکا جواب اور ثبوت تخصیص یوم و عمل دائمی چند دلایل سے **لمعہ سادسہ** یہہ اعتراض کہ قیام شرک ہی اور روح کا وہان حاضر جاننا شرک ہے پہر ان سب کا جواب اور چلنا پہرنا روحون کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہہ بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچتی ہے محفل مولد شریف کی در قیام کی شبہات کا جواب اور یہہ تحقیق کہ تعین قیام اسلئی نہین کہ روح مبارک تشریف لاتی ہی بلکہ قیام چند وجوہ سی شرع مین پایا گیا ہی **لمعہ سابعہ** یہ اعتراض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہین الفاظ حاضر مخاطب کی اور اسلئی بولنی کفر ہین پہر اسکا جواب دلایل قاطعہ سے اور ثبوت اوسکا عہد صحابہ سے اب تک **لمعہ ثامنہ** اعتراضات متفرقہ پہر اسکا جواب **لمعہ تاسعہ** اسمای مبارک حضرات عالی درجات فقہا و محدثین مجوزین عمل برکات تعظیم مولد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین **نور چہارم** مین تقریظات رشیق و تنمیقات انیق جو اس عصر کی علما و فضلا ذوی تحقیق

وتدقیق ونیز بعض عنایت فرمایان شفیق نے رقم فرمائی ہین **مؤلف رسالہ ہذا** بصد التجا اہل اسلام
کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مین ایک مرد مریض ونقیہہ دکم طاقت حوائج علایق سے عدیم الفرصت
ہون ترددات سے دم بھر خالی نہین - جنگ وجدال اور تضییع اوقات سے بچتا ہون کیونکہ مین کوئی
وارستہ مزاج لااُبالی نہین - اپنے کاروبار کو اصلاح دین کے لیئے چھوڑکر یہ رسالہ لکھتا ہون - اے اہل اسلام
للہ نظر انصاف سے سکو دیکھو نفسانیت کو ہرگز دخل نہ دیجیو اگر حق سمجھ مین آجاوے قبول کیجیو اور قول
سابق سے رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجھیو - اور اگر ہدتون کی ڈہی ہوئی دل سے نہ نکلو تو اتنا ضرور
کیجیو کہ طرف ثانی کی تشنیع سے زبان سنبھالیو - **ع** مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان - جو لوگ باقتدای
سلف صالح ان امور حسنہ کے قایل ہین اُن کے پاس اپنی تقویت مین بہت دلایل ہین اور ادلہ شرعیہ سے
مدلل اُن کے مسایل ہین - **نور اوّل** مین پانچ لمعے ہین **لمعۂ اولیٰ** مین نقل ہین کچھ عبارتین مفتیان
فتاوی الانکاری کی **قال** - انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون
ثلثہ سے ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس بروز عیدین وغیر عیدین وپنجشنبہ وغیرہ مین فاتحہ مروجہ ہاتھ
اوٹھا کر پایا نہین گیا البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے للہ مساکین وفقرا کو دیکر ثواب پہونچانا
اور دعاے استغفار کرنی اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال سویم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنون اور شیرینی
وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث وکتب دینیہ سے خلاصہ یہہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہین (مولوی حفیظ اللہ صاحب)
(مولوی شریف حسین صاحب) (مولوی آلہی بخش صاحب) (مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اول مدرسۂ دیوبند)
(مولوی محمد محمود حسن مدرس مدرسۂ دیوبند) یہہ عبارت فتوی اوّل الکاری صفحہ ۳ اور فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱۶

مین ہے **قال** جوابات سب صحیح ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار
(کتبہ فقیر محمد عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ) فتوی اوّل الکاری صفحہ ۳ فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱ **قال**
ایسی مجلس ناجایز ہے اور اس مین شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر
حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہے ایسی محفل مین جانا اور شریک ہونا ناجایز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے
اور سویم بھی کہ رسم ہنود کی رسوم ہے - البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قید روا ہے اور کا مضائقہ نہین فقط -

واللہ تعالی اعلم (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی) یہ عبارت فتوی اوّل الکاری صفحہ ۴ وفتوی ثانی الکاری کے صفحہ ۱ مین ہے **قال**
التزام مجلس میلاد بلا قیام وروشنی وتقسیم شیرینی وقیود لایعنی کے ضلالت سے خالی نہین ہے وعلی ہذا القیاس سوم وفاتحہ
بر طعام کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی - فتوی اوّل الکاری صفحہ ۴ فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱ **قال** مجلس مولود
جیسا کہ اسزمانہ مین اس ہیئت کذائیہ منہورہ کے ساتھ مروّج ہے یعنی مجتمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹون بڑون کا بلکہ
عورتون اور امردلڑکون کا اور پڑھنا اشعار کا راگنی مین اور پڑھنا روایتون موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہین اور دین
اور طالب الدنیا لوگون نے روپیہ کمانیکے واسطے اونکو گھڑکر عوام الناس کی تسخیر کے لیئے اپنی باتکو چکنی چپڑی کرنا چاہا
اور ہر ایک کس وناکس کو اوس مین بلانا خواہ وہ لوگ لباس اوپر اور برے خلاف شرع کے پہنے ہوئے ہون اور خواہ
ڈاڑھی منڈائی ہوئی ہون - یہہ عبارت صفحہ ۲ فتوی ثانی الکاری مین مرقوم ہے **قال** باینہہ وجہ کہ روح پاک
علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت مین تشریف لائی اوسکی تعظیم کو قیام ہے تو بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ
مین قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے - پس یہہ ہر روز اعادہ
ولادت تو مثل ہنود کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین یا مثل روافض کی نقل شہادت اہل بیت ہر سال
بنالی ہین معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہہ لوگ
اوس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معینہ پر کرتے ہین ان کے یہان کوئی قید نہین جب چاہین یہ خرافات فرضی بناتے ہین
یہ عبارت فتوی ثانی الکاری صفحہ ۴ مین مرقوم ہے **قال** نہین جانتا مین اس مجلس مولود کی کچھ اصل کتاب وسنت مین
اور نہین نقل کیا گیا کرنا اوس کا کسی سے علماء امت مین سے جو کہ پیشواے دین اور چنگل مارنیوالی ہین ساتھ آثار اگلون کے بلکہ یہہ
ہے ایجاد کیا اوسکو بیہودہ لوگون نے اور خواہش نفسانی ہے کہ ارادہ کیا اوس کا ٹکر گدھون پیٹ کے کُتون بہت کھانیوالون
نے بچاوے اللہ منہم واعاذنا اللہ من شرورہم - آمین بچاوے اللہ ہمکو اون لوگون سے اور پناہ مین رکھے ہمکو اونکی شرارتون سے
آمین - فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱۸ مین یہ عبارت درج ہے - اور مولوی محمد حسین صاحب فقیر اگرچہ اس فتاوی مین شریک نہین
مگر بہت کچھ مذمت مولد شریف کی کرتے ہین وہ اپنے جریدہ فقیر مین جو کہ اس فتوی سے بہت پہلے طبع ہو چکا ہے لکھتے ہین
ع ہزاروں فاسق وفاجر ہین جمع محفل مین ❊ عجیب نفس کی لذت ہے محفل میلاد ❊ جو چشم دل ہے بینا تو دیکھ شیطان کو
کہ اوسکے زیر حکومت ہے محفل میلاد ❊ حرام فعل ہو یا ہو حلال ان کے لیئے ❊ قضاے حاجت ہے محفل میلاد ❊

چہرہ پی داڑہی تو موچہی بڑہی ہین اکثر کی ٭ بہری انہین بکثرت ہے محفل میلاد ٭ بہت ہی سول خدا یشان مین
یہہ منکر کوئی علامت ہے محفل میلاد ٭ اگرچہ یہہ عبارتین اس قابل نہین کہ درج کتاب کیجاتین لیکن بعذر کیے لکہی گئین
کہ یہی ایسی مقالات پریشان سے تنگ ہو کر قلم اوٹہایا ہے اصحاب عدل و انصاف مجہکو معذور فرمائین لمعہ ثانیہ مین وجہ نظر ثانی
انوار ساطعہ کا بیان ہے واضح ہو کہ جب کلمات مانعین کے دراز نفسی سے حد سے بڑہی مولد شریف کے پڑہنے والون کو مکر و کہہ دیا اور بیچ گوئی
اور ہندو نصیحی سے بدتر ٹہیرایا اور مولد شریف کو خرافات رسا نگ بتایا چنانچہ یہہ کلمات قبیحہ وری مطبوعہ میں ہے بقید مہہ وصفحہ
اول مین نقل ہو چکی علاوہ اوسکے بعض مسائل منکرین اسمین بہی لکہی گئی اور نہین بہی الفاظ ناشایستہ مندرج تہی اسوجہ سے اس
نحیف نی بہی کتاب انوار ساطعہ مین جو سنہ تیرہ سو دو ۱۳۰۲ مین چہپی تہی کہین کنایۃً بطور ظرافت اور کہین صراحۃً بطور
ملامت کچہ کلمات لکہی لیکن وہ اون کے گوئی برابر بلکہ کمتر سودہ بہی اس سبب سے کہ بم شرعاً انتقام کی مجاز ہیں برہ شوری
مین ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی برائی کا بدلا برائی ہی مثل اوسکی لہذی بخلاف اون صاحبون کی کہ سلیقہ زبان درازی
اول انہین نی برتا بلا سابقہ ظاہر فرما چکے اور ہرگز اپنی پاس کچہ بہی دلیل شرعی اسکے بدستی کی نہین رکہتی اور جو لکہا تہا
بہت کم تہا لیکن وہ بہی میری طرز کی خلاف تہا کیونکہ طعن و تشنیع سی مبرا ہون ہر ایک سے مسلماً روی کہتا ہون
یہی وجہ تہی جو مینی اپنا نام انوار ساطعہ مطبوعہ سنہ تیرہ سو دو ۱۳۰۲ مین ظاہر نہین کیا تہا آخرکار لوگونمین فہم و بخود
چرچا ہو گیا تمام شہرون نہین بہانتک کہ ملک عرب مین بہی میرا ہی نام ظاہر ہوا کہ مکہ معظمہ سے زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً
جناب مرشدی و مستندی و سیدی و مقتدی ملاذی و ملجای و عدتی نعیم روحی و جسدی مرشد العلماء رد الفضلاء
شیخ المرشدین و الکملاء شریعت آگاہ طریقت پناہ معرفت دستگاہ حقیقت الکتاب المولی الحافظ الحاج
المہاجر فی سبیل اللہ شیخنا المدعو بحاجی شاہ امداد اللہ مد ظلہ العالی مدی الایام و اللیالی کا یہہ ارشاد
عشرہ تیرہ سو چار ۱۳۰۴ ہجری مین پہونچا کہ انوار ساطعہ کے مسائل و دلائل مجہکو پسند آئی لیکن مرضی کی خلاف
یہہ بات ہی کہ او رعلماء ہم عصر و ہم قافلہ کی نسبت بعض الفاظ شنیع لکہی بہہ ارباب تحقیق سے بعید ہے مینے
اوسکا عذر پیش کیا کہ ابتدا اودہر سی ہوئی لیکن پذیرا نہوا اور کسطرح ہوتا آپ تو اوسید رجہ کی
نصیحت فرمائینگے کہ آپ جس مقام پر مین یعنی خود ہی کو مٹائی ہوی اپنی نفس پر جابر اور قاہر لوگونکی
ایذا ؤنپر صابر اور شاکر تعمیل الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس آپکا شیوہ اور دستور زبان ہے

یہہ آیت جاری ولمن صبر و غفر فان ذلک من عزم الامور الحاصل مینی حضرت کا فرمان مان لیا
اور مولوی خلیل الرحمن صاحب جو اون ایام مین مکہ مین موجود تہی حضرت سی مثنوی شریف پڑہتی تہی
مینی اونکو ایک خط اون ایام مین لکہا تہا اوسمین یہہ مضمون لکہدیا کہ حضرت سی عرض کر دیجو کہ جو الفاظ
تیز و تند کسیکی نسبت لکہی گئی ہین انکو نکالدونگا اور فریق ثانی جو کچہ زبان درازی کرچکی ہین اور کرینگی
تو سپر صبر کرکی انتقام نہ لونگا پہر اوسکی جواب مین حضرت مرشدی کا جو کرامت نامہ تقدس شمامہ جاری
ہوا نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے ۔۔ عزیزی و محبی مولوی عبد السمیع صاحب دام محبتکم ۔ السلام علیکم و
رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد دعای ازدیاد علم و اخلاص مکشوف باد کہ باطلاع مضمون خط شما کہ بہ خلیل الرحمن نوشتہ
بود بسیار بنہایت محظوظ شدم چونکہ آخر کار معاملہ بخدای علیم بذات الصدور افتادنیست لازم آنکہ از کتاب الفاظ ہجا
خود کلامیکہ دران تیزی قلمی و غلبۂ نفسانی شدہ باشد کہ این بالطرز تحریر اصحاب تحقیق و ارباب تہذیب بعید است
و اسمای برادران طریقت خود و عبارت عام اسمای دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند و
مضمون شکر فی مابینکم و بین اللہ تعالی با خلاص برای اظہار امر حق باشد باقی دارند انشاء اللہ تعالی مقبول
خواہد شد و اگر کسی تردید آن چیزی نویسد شما دیگر تحریر جواب الجواب نشوند چرا کہ قصد شما اظہار حق بود
ظاہر شد و بس فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید
جزاکم اللہ خیر الجزاء اللہ تعالی ما و شمارا و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود داشتہ حسن خاتمہ
نصیب کند آمین الراقم الاثم فقیر امداد اللہ عفی عنہ محررہ ۲۲ شوال ۱۳۰۴ از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب انتہی
اور ایک خط مولوی خلیل الرحمن صاحب کا مکہ معظمہ سی آیا اوسمین لکہا تہا کہ حضرت مرشدی ارشاد فرماتی ہین
کہ جب دوبارہ کتاب انوار ساطعہ مطبوع ہووی پانچ چہہ نسخہ ہماری پاس ضرور روانہ کرینا انتہی الحاصل
بعد ورود صحیفہ شریفہ حضرت مرشدی و مستندی کی مجہکو فرصت نظر ثانی کی نہ ملی جناب علیہ یات ملتوی
رہی جب خطوط ہر طرف سی طلب انوار ساطعہ مین آنی لگی مجبور ہو کر یہہ ٹہیرا کہ اب دوبارہ مطبوع ہونا چاہیے
سنہ ۱۳۰۵ مین نظر ثانی شروع کی حضرت مرشدی و مولائی کا ارشاد زبانی بعض آنیوالونکی مکہ معظمہ سی
پانچ مقام کی لیی تہا مینی یہہ کیا کہ ہر مقام سی جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجہا نکالدیا حتی کہ نسخۂ

کرامت نامہ جناب حاجی صاحب

بعض آمیز عبارتین معہ جواب کل خارج کردی گئیں جو وہ بھی الفاظ بعینہ انوار ساطعہ مین نقل کی جاتی تو
انکی جواب مین اوسیطرح کی الفاظ جواب ترکی بہ ترکی آ جاتی بلکہ اسپر اختصار کیا گیا کہ فریق ثانی کی
بعض عبارتونکو بلا ذکر جواب لمعہ اولی مین بطور نمونہ لکھدیا جسکو رضا جوئی حضرت مرشدی مولائی کی
بجان و دل منظور ہی تعمیل ارشاد مرشد مین قصور کرنا سراسر قصور ہی تعجب کرتا ہون ان لوگون کی
حال پر جنہون نی شہر میرٹھ کی مطبع حدیقۃ العلوم مین اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ فلان فلان علما نی
حاجی صاحب یعنی حضرت مرشدی و مستندی سی بیعت تصوف مین کی ہی نہ شریعت مین الی آخرہ
اگرچہ وہ لوگ اس گفتگو کو اپنی کسی کوٹھی مین ہی سکوت کرتا لیکن جب یہ بات مطبوع ہو کر مشتہر
ہوئی اور کسی صاحب نی اسکی تلافی نکی تو مجھکو اسکا دفعیہ کرنا ضرور ہوا واضح ہو کہ تصوف
کی چار منزلین ہین شریعت طریقت معرفت حقیقت جب تصوف کی بیعت مان لی تو چارونمین
بیعت مان لی پہر ایک منزل سی خارج ہونا عجب فسانہ ہی ان ہذا لشئ عجاب اور حضرت کی
بیعت شریعت سی کیون انکار کرتی ہین حضرت کو اتباع شرع شریف مین بڑا اہتمام ہی اور مسائل
فروع و اصول عقاید اہل سنت مین تحقیق تام ہی بس آپ عارف بھی ہین اور عالم ہی اور عالم شریعت
ہونیکی لئی علم فلسفہ وغیرہ کی حاجت نہین چنانچہ اکثر علما حضرت کو منطق و معقولات مین مزاولت نہین
کیا ضرور ہی منطق ایک آلہ ہی جس سی خطا فی الفکر سی آدمی محفوظ رہتا ہی میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ
خود تصریح کی ہی جو لوگ من عند اللہ موید ہین بنفوس قدسیہ وہ علم حقایق مین محتاج فکر و انکار کی نہین ہین
یعنی اونکو منطق سی کچہ کام نہین انکی ذہن مین حق سبحانہ ایسا حدس پیدا کر دیتا ہی کہ جست مبادی سی
مقاصد کو پہنچ جاتی ہین بلا فکر و نظر جس شخص کو یہ بات آزمانی منظور ہووی تو جسوقت حضرت ممدوح
شریف لاوین تی ہین اوسوقت دیکھی اور معلوم کری کہ جن مطالب مین بڑی بڑی معقولی متحیر
آپ ایک اشارہ مین حل فرا دیتی ہین حق یہ ہی کہ حق تعالی نی آپ کی ذات کو جامع علم شریعت و
طریقت بنایا ہی اور یہ تخفیف شریعۃ اور طریقۃ ہر طرح حضرت سی اعتقاد رکہتا ہی اسلئی تعمیل ارشاد
حضرت کی بجا آوری واجب سمجہی اور اس کتاب مین نظر ثانی کر کی جو جو عبارت طعن تشنیع آمیز تہی

نکالدی لیکن جب سلیم ترمیم یہ اس وجہ خاص سی دیکہا یا تو پہر یہی خیال مین آیا کہ بعض عبارتوں کو جو ایسی
مطالب صلیہ کی موقوف علیہا ہی مثل کیفیت تعمیر مسجد دیوبند و مسئلہ سماع وغیرہ وغیرہ تو گھٹا دی گئی
اور جو فقرہ مویدہ مطالب بہی وہ اور بڑہا دی گئی اور بعض مضامین جنکو انہین کی عبارت سی
سمجہتی بہی دوسری عبارت سی سمجہائی گئی واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق لمعہ ثالثہ
نہین حال ہی براہین قاطعہ کا واضح ہو کہ جب سنہ ۱۳۰۲ہجری مین انوار ساطعہ مطبوع ہو کر مجلس خلایق
ہوا اکثر شایقین حق طلبی نی دور دور سی کسینی ہدیۃ منگا کر مطالعہ کیا قاصی باد و لا کہون
بلاد سی بہت شکریہ کا مضمون لکہا آیا کہ الحمد للہ ہمنی اس کتاب کی سبب بہت مغالطات اور اوہام و
تشکیکات سی امان پائی پہر دو برس بعد یعنی سنہ ۱۳۰۴ہجری مین ایک کتاب براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ
مطبع ہاشمی میرٹھ مین چہپی اس پتہ سو کہ یہ کتاب بسلطان مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبوع ہوئی دیباچہ
مقام اظہار نام مولف بیلی و انکی مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا نام ہی اور ختم کتاب پر مولوی
رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ واسطی تصدیق جواب تایید تحسین کتاب کی زیب اتمام ہی مجہکو میری بعض
احباب نیز بعض علماء دہلی و پنجاب و میرٹھ نی خطوط لکہی کہ تم براہین قاطعہ کا جواب کیون نہین لکہتی یعنی اس کتاب
مین تحقیق حق بلکہ غیظ قلبی کو ظاہر کیا ہی نہ کوئی دلیل معقول نہ موزون جواب صرف کلمات غیر مہذب
اور ناسزا سی کتاب کو بہر دیا مغالطات مین کوئی لفظ باقی نہین رکہا جو انمین لکہا اگر سارے کتاب
کا جواب ہو تو غالبا مضمون سب شتم و غلظ و غضب ہین نصف کتاب ہو سکتا کچہ جواب لکہنا بہت
ضروری ہی مینی کہا انہین کہو اب چند وجوہ سی سکوت مناسب ہی وجہ اول یہ ہی کہ حضرت
مرشدی جناب حاجی صاحب امام الابرار شاہ کا تحریر جواب بجواب خود ہی کتاب چہپ گئی رسالہ ناصواب
ہوا با اقتضای رفع نزاع واقع مین چنانچہ رقیمہ ہدایت رقم حضرت کا لمعۃ ثانیہ مین منقول ہو چکا مرشد
مذاق یہ کہ علامہ دیباچہ المشتہر الاسنۃ و الافواہ استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمۃ اللہ الہندی
الکیرانوی ثم المکی خصہ اللہ بالنعامۃ الجلی و الخفی نی بہی ایک نامہ بہ نسبت ختم اسی مضمون مین کہ ارقام فرمایا ہی
جو کہ بجنسہ منقول ہوتا ہی رقیمہ مولویصاحب شفیق عالم مولوی عبد السمیع صاحب سلامت سلام مسنون

بعد مرام یہہ ہی کہ آپ جو قدیم سی محیط و ربی نکلنی ہی اصلی لکھتا ہون کہ جو آپکی اور مولوی شاہ محمد
کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر یہی اب بڑی سختی سی ہوتی ہی اصلی حافظ عبد الوہاب جو مدرس دوم
مدرسہ فقیر کی ہین اونکو دہلی سی چھتاری و اہلی یعنی زر مقررہ دو برس کی جو سرکار چھتاری سی وصول
نہین ہوا بھیجنا ضرور تھا سو اونکو تاکید کی گئی کہ جاتی بار آتی آپسی بھی میرٹھ مین ملین سو وہ ملاقات
کرکی زبانی ہی آپسی کہینگے کہ یہہ مقدمہ جتنا دبیگا اوسیکی دبائیو اور ہرگز نہ بڑہائیو فقط والسلام راقم احقر
محمد رحمۃ اللہ از مکہ معظمہ انتہی یہ ہکلا جنکا استاد اور پیر دونو نکا ایک ہی ارشاد ملک العلما و جلیل القدر یعنی علی حسین
آئی تو بندہ کسطرح اس باب مین قلم اوٹھائی **وجہ ثانی** یہہ کہ شروع مین جب بانی نے مولد شریف
کرنیوالونکو احمق اور ضال اور کنہیا کی جنم کرنیوالون سی ہی بڑہکر لکہا اور یہہ کلمہ دور دور یعنی روم و شام
و مصر و یمن و حرمین شریفین و بیت المقدس وغیرہ کی علما اعظام اور مشایخ کرام اگلی پچہلی حیات و اموات
غرضکہ جمیع ذوات بابرکات تک پہنچتا تہا تب اونکی بہارت اور مذہب حق کی نصرت کی لئی میری
رسالہ انوار ساطعہ لکہا تہا اور اسی خلاص نیت انتصار حق کی باعث یہہ رسالہ طالبان حق مین مقبول
اور مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور ہوا اب جو یہ کتاب براہین قاطعہ چہپی ہی تمام من و طعن وغیرہ سی
بہری ہی نہ کوئی مضمون سنجیدہ نہ موزون تقریر جہانتک نظر کیجئی میری ذات خاص کی توہین و تحقیر
بنا اوس علیہ میرا اپنی ذات خاص کا انتقام نہین لیتا اونکی الفاظ ثقیلہ کا جواب نہین دیتا حدیث خیر الانام علیہ
اکمل الصلوۃ والسلام سی ہم معلوم کر چکی ہین کہ جبتک انسان اپنی برائیون کو سنکر چپ رہتا ہی اوسکی طرف
فرشتہ جواب دیتا ہی اور جب یہہ خود جواب دینی لگتا ہی تب وہ فرشتہ جو انتقام کرتا ہی چپ ہوکر اپنی
راہ لیتا ہی اسلئی مجہکو منظور نہین کہ مین بذات خود اپنی نفس کا انتقام لون اب یہی اچہا ہے کہ تم کو جواب
سے تہام لون **وجہ ثالث** یہہ ہی کہ جب براہین قاطعہ چہپکر یہان و ہر جا شایع ہوا اور اوسکی
مقلدین نی انوار ساطعہ کو برا کہنا شروع کیا تب مینی اپنا رسالہ انوار ساطعہ علما عصر کی خدمت مین بہیجا
تاکہ اسکا ملاحظہ و الی آخرہ حرفا حرفا فرمائین اگر مضمون درست و حجت حجت پائین تو اپنی تصدیق
اور ترقیم تقریظ سی اسکو مزین فرمائین چنانچہ بڑی بڑی شہرون کی نامی گرامی فضلا اور دور دور کے

مشاہیر علمانی اس کتاب کو بالاتفاق پسند کیا اور ترقیم تقریظات سے اس نحیف کو سربلند کیا اون تقاریظ
سے یہہ ہویدا ہی کہ انوار ساطعہ کا دعوی اور دلیل سب درست بجا ہی چنانچہ وہ تقاریظ تو جلد دوم
مین انشاء اللہ تعالی ہم مرقوم کرینگی ورنہ ناظرین اونکی مضامین بلاغت آئین معلوم کرینگی پس ہمکو جواب
دینی براہین قاطعہ کی کیا حاجت ہی ہماری مضامین پر کثرت سی اجماع ہوا سلف و خلف کا اور نیز
اتفاق اسوقت کی علمای ذی شرف کا کافی حجت ہے **وجہ رابعہ** یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ نی
بہت مضامین ایسی لکہدیے جس سی اکثر اہل اسلام متوحش و نفور ہو گئی مثلاً یہہ کہ صفحہ ۳ براہین قاطعہ
مین ہی کہ جو کوئی یون کہی کہ خدا تعالی کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اوسپر طعن کرنا جہالت ہے صفحہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جملہ بنی آدم کی بہائی ہین الی آخرہ ۔ قید ایمان کی بہی شرط نہ رکہی جو آیۃ کریمہ انما المومنون اخوۃ
سی بعض آدمی ثابت کرتی ہین صفحہ وتر کی ایک رکعت کو قوت ہی صفحہ جو کوئی آٹھ رکعت تراویح کو
سنت جانی نہ بیس کو وہ قابل اعتراض نہین صفحہ ۲۶ دیوبند کی عالمون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام
ہندی بولنا آگیا صفحہ حرمین شریفین کے علما کو رشوت دیکر جو چاہو فتوی لکہوا لو الی آخرہ ۔ پس گویا
آیہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی مصداق ہین صفحہ ۹۹ عوام کا مذہب معین نہین ہوتا
الی آخرہ ۔ یعنی سب لا مذہب ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ دنیا مین زیادہ تر عوام ہین اور جو خواص ہین تو
کہتی ہین کہ ہمکو خود بصیرت حاصل ہی چنانچہ فرقہ غیر مقلدین کی زبان پر جاری ہی پس خواص بباعث
علمیت اور عوام بباعث نام قعنیت تقلید سی نکل گئی تو تقلید ائمہ جسپر اجماع مدت سے چلا آتا ہی کہان گئی
ایسا مسئلہ ایسی وقت پر شور و شر مین لکہنا خلقت مین آگ لگانی ہی صفحہ ۱۳ مسائل اختلافی بلا ضرورت
ہی جایز ہی الخ یعنی تقلید امام واحد کی واجب نہین جسکا جی چاہا بلا ضرورت مسئلہ کسی امام کا لیلیا
صفحہ ۲۷ جسکو ایک نماز فوت ہونیکا اندیشہ ہوا وسکی ذمہ سی حج ساقط ہو جاتا ہی ۔ مکار حیلہ طلب
آدمیونکی لئی اچہی دستاویز لکہدی وہ کہدیا کرینگی کہ ہمہی جہاز اور راہ وغیرہ کی سفر مین بیشک نماز ادا نہو گی
بناء علیہ ہمکو جانا حج کی لئی ضرور نہین ہمین کیا حکمت ہے کہ ایک فرض ادا کرنیکو جائین دوسرا قضا ہو جائے
صفحہ [illegible]

گو رنگ و طریق بدلگیا دیگر صـ۱۶۸ سطر ۱۴ انہین کو حرمت ولادت کو برا کہین الخ ذکر ولادت کو منع
کرین بلکہ ایسے امر مستحسن مین الی آخرہ دیگر صـ۱۶۷ سطر ۹ سچ ہی کہ حرمت ولادت فخر عالم مین جسقدر کیا
جاوی بوجہ شروع وہ تہوڑا ہی الی آخرہ دیگر صـ۱۹۶ سطر ۶ بدعت حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اور اسکو
بدعت باعتبار ظہور اور شیوع کی کہاجاتا ہے الی آخرہ ۔ پس ہم کہتی ہین فاتحہ طعام اور مولد شریف
دونون سنت ہین کیونکہ انکی اصلین قرون ثلثہ سی ثابت ہین گو ظہور اور شیوع اون امور کا بہیئت کذائیہ
بعد مین ہوا پس اس ظہور خارجی اور شیوع کی سبب انکو بدعت حسنہ کہنا چاہی نہ بدعت ضلالت دیگر
صـ۱۹ سطر ۱۵ کہانی اور شیرینی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اوسکی مباح اور تخصیص مدت تاکد مروج سی
کراہت پیدا ہوئی ۔ یہ ذکر ہی کہانی اور شیرینی محفل مولد شریف کا دیگر صـ۲۰ سطر ۲ قیام مباح تو تہا
مطلقًا اور تعظیم شان فخر عالم علیہ السلام کی واسطی مستحب ہی تہا مگر جہلا کی تقیید اور تخصیص اور عوام کی سنت
اور وجوب سی بدعت ہوا انتہا صـ۲ سطر ۸ اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی (یعنی قیام مولد شریف)
کو تو اصل مطلق کی فرد کی وجہ سی کہا ہی بظن غالب وہان عروض اس قید اور تاکد کا نہوا تہا بخلاف ہمارے
زمانہ کی الخ دیگر صـ۲۲ سطر ۸ تاویل جلبی کی یہ ہی کہ وہ ذکر مطلق کی فرد کی وجہ سی قیام کرتی تہی اور
تقیید مطلق کا وہ جو اس قیام مین ہے نہین تہا اور نہ عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتی تہی اب وہ امر نہین
رہا مکروہ ہوگیا ۔ دیکہی قیام کو بہی مان لیا باقی یہ بات کہ اب مکروہ ہوگیا سو یہ ان حضرات کی اجتہاد
سی مکروہ ہوا اسکو ہم تسلیم نہین کرتی دیگر ندای یا رسول اللہ جو بعض اشعار و قصاید مین ہوتی ہی اوسکی
بابت براہین قاطعہ صـ۲۲ سطر ۱۳ مین لکہا ہی اگر ذات فخر عالم کو حاضر ناظر بالذات کوئی عقیدہ کری تو
شرک ہوتا ہی اور اگر یہ عقیدہ نہین بلکہ محض محبت مین کہتا ہی یا بوجہ اسکی کہ اگر ضمن صلوۃ و سلام مین
تو ملائکہ آپ تک پہنچا دینگی اور جو بدون اوسکی ہی وقت عرض اعمال کی پیش ہو جاویگا تو جائز ہی الخ
دیکہی یہ مطالب لکہی ہوئی انوار ساطعہ کی سب تسلیم کرلئی ہین اور وہ جو ہر ایک بات مین تسلیم کی ساتہ
کچہ کچہ شاخ انکار کی بہی پیچ کی ہی سو حقیقت اوسکی انوار ساطعہ مین ناظران حق طلب ملاحظہ کرین کہ ہر حجت
کی کیفیت اپنی اپنی مقام پر کہولدی گئی ہی علاوہ براین فلان سخن فہم بخوبی سمجہتی ہین کہ یہ شاخ نکالنا

الی آخرہ ۔ تو صدقہ اوسکا رسمی اور ریائی ہوا اونکو مشرک ٹہرایا صـ۱۰ سطر ۱ اور ہندوستان کی آدمی
تعیین تاریخ مین تشبہ بالہنود کرتی ہین اور تشبہ کو دوسرے مقام صـ۱۳۵ پر لکہا کفر ہی ۔ گویا سوم و چہلم کرنیوالی
کافر ٹہرائے یہ کیسی بے انصافی اور زبان زوری ہی کہ سبکی نسبت حکم ریا اور رسم و تشبہ بالہنود کا دیدیا
صـ۱۳ محفل مولد شریف کرنی والی کنہیا کا جنم کرنے والوں سے بہی بڑہکر ہین وہ تو سال بہر مین ایکبار
کرتی ہین یہ جب چاہتی ہین خرافات فرضی اور سانگ ولادت کا کرلیتی ہین الحاصل بہت مقامات
پر ایسی ایسی تقریرین دل آزار رقم کی ہین جس سے اہل اسلام علما و غیر علما سب کبیدہ خاطر ہو گئی کوئی
قلم سی کوئی زبان سی ہر شخص حسب استعداد اونکی مسائل کی تردید کر رہا ہی جب اس کتاب کی یہ حالت ہے
تو مجہکو جواب لکہنی کی کیا حاجت ہے ہان جو کوئی شبہ صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجہا جائیگا اوسپر
نظر ثانی کر رہا ہون خاص اپنی انوار ساطعہ مین وہ شبہ کو لکہکر حل کر دیا جائیگا **وجہ خامس**
یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ کو اگرچہ بظاہر میری مسائل و دلائل پر شدت سی انکار ہی لیکن
اوسی انکار مین خاصی طرح اقرار ہی چنانچہ صـ۲۳ سطر ۵ مین آپ لکہتی ہین کہ آیات مندرجہ انوار ساطعہ کی بابت
(انکی سب آیات منقولہ مسلم ہین) دیگر صـ۸ سطر ۱ مین لکہا جمع بین العبادتین کا کوئی منکر نہین الی آخرہ
۔ ہم کہتی ہین فاتحہ و طعام مین جمع بین العبادتین ہی تو ہی دیگر صـ۹ سطر ۸ ہر روز ثواب پہنچانا
اور عیدین کا اور شب برات کو بہی درست ہی الی آخرہ ۔ پہر فاتحہ و طعام ان ایام مین ایصال ثواب
ہی کی لئی تو ہوتا ہی دیگر صـ۹ سطر ۱ مین لکہا کہ جو فقرا کو اسطرح بطور صدقہ تو نفس طعام مباح ہی فقرا
کو اگرچہ تعیین یوم کی بدعت ہی الخ صـ۱۲ سطر ۱۳ اگرچہ طعام صدقہ ہی اور ثواب پہنچیگا مگر اس فعل تعیین
کی وجہ سی مکروہ ہوگا الی آخرہ صـ۲ سطر ۱۲ انہین اس عمل کی بدعت ہونیکی قایل ہین کہ ایسی صورت
مین منکر وصول ثواب کی ۔ دیکہئے ایصال ثواب تعیینات مروجہ ہند مین بہی ہو جانا تسلیم کیا اور
تعیین کو بدعت کہا سو ہم بدعت حسنہ کہتی ہین اور دلائل انوار ساطعہ مین مذکور ہین دیگر صـ۱۳۲ سطر ۱
طرز اشغال گو متقدمین سی لیکن آجتک بدلتی چلی آتی ہین اور نسبت کا رنگ بہی بدلتا رہتا ہی مگر اصل مطلق
واحد ہی الی آخرہ ۔ یہی جواب ہمارا فاتحہ اموات و محفل میلاد شریف مین ہی کہ اصل مطلق واحد ہی

اصلی ہی کہ جب تمام تردید انوار ساطعہ کا لیا گیا تو شاخ نکالدینی چاہیی ورنہ سب لوگ کہینگی کہ کیا
رد لکھا ہی کہ ہر بات کو مان لیا ہی اور بڑا فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ حاصل ہوا کہ پیشتر اکثر نا واقف
آدمی ہم سی الجھا کرتی تہی کہ میلاد سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات و نیز فاتحہ اموات بدعت ہے
اور بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو بدعت ہی وہ ضلالت ہی اور جو ضلالت ہی وہ فی النار ہی ہر چند
ہم ثبوت دیتی کہ بدعت دو قسم ہی ایک سیئہ مذمومہ دوسری حسنہ محمودہ لیکن وہ ہرگز نہ مانتی جب مینی انوار ساطعہ
مین تقسیم بدعت کا قاعدہ مدلل بدلائل شرعیہ ترقیم کیا مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۱۳ مین اوسکو تسلیم کیا عبارت
اونکی یہہ ہی (جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کی حادث ہوا اطلاقاً خواہ محمودہ ہو خواہ مذموم اعنی اوسکی جواز کی
دلیل شرع مین موجود ہو یا نہو سو اوسکی دو قسم کرتی ہین قسم اول محمودہ کہ جسکی دلیل جواز کی شرع مین ہی
اور دوسری مذموم کہ دلیل اوسکی جواز کی نہین پس قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکہتی ہین اور ملحق بالسنت
جانتی ہین اور دوسری قسم بدعت ضلالہ ہی الخ) واضح ہو اگرچہ مولف براہین قاطعہ یعنی مولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا اس قاعدہ کو تسلیم کرنا فی نفسہ نظراً الی ذاتہ و صفاتہ کسی اہل شرع کی نزدیک
مخالفین یا موافقین مین قابل اعتماد و استناد نہ تہا لیکن چونکہ اونکا یہ سب مسودہ درحقیقت اونکی پیر و مرشد
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی انعکاس تنویرات افادات و افاضات سی منور ہی اور پہر بنظر ظاہر تقریظ
بہی اونکی آخر کتاب مین بجلوۂ تصدیق جمیع مسائل و دلائل جلوہ گر ہی بنا بر علیہ اوس کتاب کا ہر مضمون
بقاعدہ مشہورہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مولوی رشید احمد صاحب ہی کا مضمون تحقیقی ہو کر ہمارے ملک ضلاع
وغیرہ مین جمیع مانعین کی نزدیک مستند و معتبر ہی الحمد للہ کہ مانعین کو اپنی ایسی مسلم الثبوت کی زبانی
ہمارے ہی قاعدہ کی تصدیق کامل ہوئی اور ہمکو اونکی سمع خراشی لایعنی سی نجات کلی حاصل ہوئی دوسرا
فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ ہوا کہ بعض اصحاب علم و نظر اگر تقسیم بدعت کی قائل ہی ہوتی تہی تو یون
کہتی تہی کہ بدعت حسنہ اگر ہی تو بس قرون ثلثہ تک کا ایجاد درست لا کلام ہی اور بعد قرون کا ایجاد
بالکل ضلالت اور حرام ہی مینی اسکا رد انوار ساطعہ مین کامل کیا اور بدلائل شرعیہ ثابت کیا کہ ایجاد کسی
امر کا جو کہ خیر اور سعد ہی جائز ہی گو قرون ثلثہ کی کتنا ہی بعد ہی چنانچہ اسکو بہی مولف براہین

قاطعہ نی صفحہ ۲۹ سطر ۱۰ مین تسلیم کیا عبارت یہہ ہی جسکی جواز کی دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی
اون قرون مین ہو چکا ہو یا نہیں ہوا اور خواہ اوسکی جنس کا وجود خارج مین ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہی الی آخرہ پہر صفحہ
۲۹ مین گیارہ سطر کی بعد لکہتی ہین کہ ہمکو تقلید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ مین موجود ہی گو وجود خارجی اوسکا
کبہی ہوا ہو اس سی ہم کو بحث نہین الی آخرہ پہر چار سطر کی بعد لکہا لہذا بالتعیین وجوب وغیرہ تقلید شخصی کا
بعد زمانہ قرون ثلثہ کی ہوا اگرچہ وجود شرعی اسکا قرون ثلثہ مین ثابت تہا الی آخرہ دیکہیی مولف براہین نی
اس مقام پر یہی قرار کر لیا کہ یہہ ضرور نہیں جس امر کا وجود خارجی قرون ثلثہ مین نہوا ہو وہ منع ہووی بلکہ صرف
دلیل جواز کا وجود قرون ثلثہ مین پایا جانا کافی ہی جس امر کی دلیل کا وجود اون قرون مین پایا گیا پہر وہ
امر بوجود خارجی خواہ کبہی کسی زمانہ قریب یا بعید مین موجود ہو وہ سب سنت ہی اور صفحہ ۱۹۶ مین لکہا بدعت
حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو بدعت باعتبار شیوع اور ظہور کی کہا جاتا ہی چنانچہ اوپر بہی یہہ عبارت نقل
ہو چکی پس جو بعض ناواقف منکرین جہگڑا کرتی تہی کہ محفل مولد شریف نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی منعقد
فرمائی نہ کسی صحابی نی نہ کسی تابعی نی نہ تابعین کی اتباع نی بنا بر علیہ یہہ محفل بدعت سیئہ ہی سو یہہ دعوی اور
دلیل اور سب قال و قیل اونکی تقریر براہین قاطعہ سی باطل ہو گئی اسلئی کہ اس محفل کا موجود بوجود خارجی ہونا
اون قرون مین کچہہ ضرور نہین دلیل جواز کا پایا جانا اون قرون مین کافی ہی باقی رہی یہہ بات کہ کوئی تہوڑی
سمجہہ کا آدمی دلیل کی معنی یہہ نہ سمجہی کہ اگر اوس فعل خاص کا نام صراحتہً اور اوسکی کل کیفیات کا بیان بعینہ قرون
ثلثہ مین ہوگا تب وہ فعل بعد قرون جائز ہوگا ورنہ ناجائز ہوگا خوب یاد رکہو کہ یہہ ہرگز مراد نہین اسکا تصفیہ
بہی مولف براہین قاطعہ نی کر دیا ہی اسلئی کہ انوار ساطعہ مین یہہ مضمون لکہا گیا ہی کہ تعمیر مدرسہ کو بہی تم بدعت
حسنہ یعنی ملحق بالسنت اور سنت حکمیہ مانتی ہو پہر ایسی ہی محفل مولد شریف اور فاتحہ اموات بہی ہی اگر یہہ امور
اوس وقت مین بہیئت کذائیہ ثابت نہین تو تعمیر مدرسہ بہی بہیئت صفت کذائیہ مروجہ حال قرون ثلثہ سی
ثابت نہین اسکا جواب براہین قاطعہ صفحہ ۱۹۵ سطر ۲ مین یہہ دیا ہی مثال تعمیر مدرسہ کی محض کم فہمی ہی صفہ کہ
جسپر اصحاب صفہ طالب علم دین و فقراء مہاجرین رہتی تہی مدرسہ ہی تو تعمیر کا فرق ہی لہذا اصل سنت ہو گیا
ان تبدل ہیئت مکان کی ہو گئی الی آخرہ اب ہم براہین صاحب براہین قاطعہ کا حال کہولتی ہین واضح ہو کہ

صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اصل اوسکی یہ تہی کہ تحویل قبلہ سی پہلی مسجد شریف
کی جانب شمال قبلہ تہا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اولی کی دیوار قایم رکہی تاکہ یہان فقیر مسکین یعنی جنکا
گہر بار کچہہ نہین ہے آکر رہین کذا فی جذب القلوب الی دیار المحبوب اور منتخب اللغات مین ہی کہ صفہ ای از غریبان اہل
اسلام کہ خانہ نداشتند در موضعی از مسجد کہ بالایش پوشیدہ بود میگذرانیدند انتہی اور صحیح بخاری مین ہی جب
صدقات کہین سے آتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو بہجدیتی اور مشکوۃ کی باب فضل الفقرا مین ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہی کہ مینی ستر اصحاب صفہ دیکہی کسیکی پاس چادر نہ تہی اور میزر ہی کو نہتا البتہ ایک کمبل
ہوتا تہا کسیکی پاس [illegible] بندہا تہا کسیکی پاس چادر تہی جسکو گلی مین باندہ لیتی تہی کسیکی
آدہی پنڈلی تک وہ کملی یا تہبند پہنچتا تہا اور کسیکی ٹخنون تک اور لوگ اپنی کپڑی کو سجدہ وغیرہ کی حالت مین
سمیٹا کرتی تہی کہ مبادا مقام ستر عورت کہل جائی اور دوسری کو نظر آئی انتہی اور کام اونکا یہ تہا جو قرآن
شریف مین ہی یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یہ آیۃ کریمہ دو جگہ ہی سورہ انعام مین اور سورہ
کہف مین کہا قتادہ مفسر نی یہ آیت اصحاب صفہ مین نازل ہوئی وہ ایک نماز پڑہ کی بیٹہی رہتی کہ اب
دوسری نماز پڑہین گی [illegible] یہ ہی کہ نماز پڑہتی ہین اور یہی حضرت ابن عباس
اور مجاہد سے بہی روایت ہی اور بعضی مفسرین نے کہا کہ یدعون ربہم سی یہ مراد ہی کہ دعا کرتی ہین خدا سے
اور یاد کرتی ہین اوسکو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سی روایت ہی کذا فی التفسیر الکبیر و المعالم اور شاہ
ولی اللہ صاحب نے بہی یہی معنی اختیار کئی ہین سورہ انعام مین جہان یہ آیۃ کریمہ مرقوم ہی الصدر فرماتی ہین -
مناجات می کنند با پروردگار خویش بامداد و شام می طلبند رضای او را انتہی اور شاہ عبد القادر لکہتی ہین
پکارتی ہین اپنی رب کو صبح شام چاہتی ہین اوسکا منہہ انتہی اور صبح شام سی مراد دوام ہی یعنی وہ لوگ سدا
مناجات الہی مین رہتی ہین اللہ کو پکارتی ہین اب مدرسہ کا سلسلہ معلوم کرنا چاہی کہ سب علمائی زمانہ
تعمیر مدرسہ کو جایز فرماتی ہین [illegible] اصطلاح کی موافق سنت [illegible] اور ملحق بالسنۃ کہا اور کسی نی بدعت حسنہ
قرار دیا صفہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی نظیر اور دلیل ٹہراتی ہین اب اصحاب انصاف عدل
خیال فرماوین کہ اصحاب صفہ کی حقیقت اور اشغال اور طلبا مدرسہ کی کیفیت اور [illegible] افعال مین کیا کیا

کچہہ تباین ہی اور اسی طرح بنا صفہ اور تعمیر مدرسہ مین حقیقۃ [illegible] دونون ایک سے [illegible] خلاف ہی کسی چیز مین اشتراک
نہین نام نہ تعمیر مکان مین کیفیت اشغال اصحاب مکان مین بجز ایک بات کی کہ صفہ بہی ایک مکان تہا جسمین
مسلمان طالب دین رہتی تہی مدرسہ بہی ایک مکان ہی جسمین مسلمان طالب دین رہتی ہین یا ایک علت جامعہ مشترک
دونون مین یہ ہی کہ تمام علما موافق و مخالف مدرسہ کو جایز رکہتی ہین چنانچہ اسی مبنی پر [illegible] براہین
اونکی مرشد اور مقرظین نی تعمیر مدرسہ کا جواز مسلم رکہا اور ثابت ہو گیا کہ [illegible] جواز و استحسان کی
لئی اتنی دلیل کافی ہی جیسی آجکل کی ہیئت کیفیت مدارس کی [illegible] وجود صفہ دلیل کافی سمجہی گئی [illegible]
ہیئت بدرجہ کمال ہی جب یہ مقدمہ صحیح و واضح ہی تو [illegible] براہین قاطعہ نی تسلیم کر لیا ہی اب ہمکو انکی
کتاب کی رد و جواب کی حاجت کیا ہی ہماری [illegible] رسالہ مین مقصود اصلی و مطلب ہمارا [illegible] عمل مولود
علیہ افضل الصلوۃ و التحیۃ [illegible] یہ دونون مسئلہ تقریر مولف براہین سی ثابت ہو گئی ہم کہتی ہین کہ [illegible]
وہم و چہلم وغیرہ ایصال ثواب ہی تو ہی اور محفل میلاد شریف روایت معجزات ہی تو ہی گو ہیئت بدل گئی اسم
تام بدل گیا جیسی مدرسہ باقرار مولف براہین قاطعہ صفہ ہی تو ہے گو ہیئت بدل گئی اور نام بدل گیا اور [illegible]
لوگ ہیئت کذائیہ ہی مین سخت خراشی فضول کیا کرتی ہین سو [illegible] تبدل ہیئت و نام صفہ [illegible]
تسلیم کر کی ہمکو فتح پائی مجادلین سی نجات بخشی کہ تبدل ہیئت سابقہ اور حدوث ہیئت کذائیہ [illegible]
نزاع نہین رہا [illegible] کہتی ہین کہ [illegible] حقیقت براہین قاطعہ [illegible] کچہہ ہماری مخالف نہین بلکہ [illegible] موافق
اور یہی جو اصول و دلائل [illegible] اثبات [illegible] سا بجا قایم کیا ہی اہل نظر تامل
فرما دیکہی کہ ہر دلیل جاری دلیل صفہ سی کہین بہتر اعلی ہی معلوم رہی کہ جس مقام پر [illegible] براہین
قاطعہ کا کتاب ہذا مین نقل کیا ہی [illegible] حاجت چہپوانی [illegible]
جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی لکہی ہوئی [illegible] ایک سال [illegible] براہین قاطعہ ہی جسکا
جواب انوار ساطعہ [illegible] مین ذکر ہی [illegible] مسلم الثبوت [illegible]
[illegible] فتاوی [illegible] مولوی [illegible] دہلوی [illegible]
[illegible] دہلوی [illegible] کی تصانیف مین [illegible]

حاصل ہی اور بعضون کو مریدی طالبان ربطون کو محض تقلیداً پیروی پس مولوی اسمعیل صاحب کا خاندان
طریقت یہ ہی کہ وہ مرید ہین سید احمد صاحب کی اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی
مولوی اسحق صاحب علم حدیث مین شاگرد ہین شاہ عبد العزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اور شاہ ولی اللہ
صاحب کا سلسلہ اوپر کو اس طرح چلتا ہی خاندان مجددیہ مین کہ وہ مرید ہین اپنی باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کی اور وہ سید
عبد اللہ کی اور وہ سید آدم بنوری کی اور وہ امام ربانی مجدد الف ثانی کی الیٰ آخرہ اور دوسرا سلسلہ اپنا
شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انتباہ مین یہ لکھا ہی کہ اس فقیر نی علم حدیث لیا اور خرقہ تصوف پہنا اور خلافت
پائی شیخ ابو طاہر سی اور انہون نی شیخ احمد قشاشی سی اور انہون نی شیخ احمد شناوی سی اور انہون نی
اپنی باپ علی ابن عبد القدوس سی اور انہون نی شیخ عبد الوہاب شعرانی سی اور انہون نی شیخ جلال الدین
سیوطی سی اور انہون نی شیخ کمال الدین امام کاملیہ سی اور انہون نی شیخ الاسلام ابو الخیر ابن الجزری سی شیخ القراء
والمحدثین سی الیٰ آخرہ الحاصل یہ بزرگوار ان مندرجہ سلاسل مذکور مقتدا اور پیشوا ہین منکران فتوی انکاری
کی اور نقل کیا ہی ان اکابر کا انکی مسلم الثبوت کتب مشایخ مثل انتباہ وقول الجمیل وغیرہ ہی اور ایسی کہ ہم جو قول
یا دلیل پیدا کرینگی تو وہ یا خود ان بزرگوارونکی تصانیف مین ہوگی یا ان بزرگوارون کی مسلم الثبوت کتابون مین

مطلب مسئلہ مین اثبات ہی بدعت حسنہ کا واضح ہو کہ یہ مسئلہ ایک اصل عظیم ہی اصول دین متین سی
جب یہ ثابت ہو گیا تو جان لو کہ اکثر مسائل متنازعہ فیہا طی ہو گئی بنا برعلیہم اولاً اسی مین گفتگو کرتی ہین
بحول اللہ وقوتہ القوی ای طالبان حق بیدار دل ہو کر سنو کہ بدعت حسنہ مین چند اقوال ہین **قول
اول** یہ ہی کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کی زمانہ مین ایجاد ہوا وہ سنت ہی
اور جو بعد انکی ہو وہ بدعت ہی اور ہر بدعت ضلالت ہی یہ مولوی اسمعیل صاحب کی مقلدونکا قول ہی بارہا
معارضات مین پیش کرتی ہین اور قید نظیر کی جو رسالہ تذکیر الاخوان مین مولوی اسمعیل صاحب نی لکھی ہی اسکو
دیکھتی ہین کہ اسی رسالہ مین دوسری مقام پر لکھا ہی کہ نظیر کا سمجھنا کام مجتہد کا ہی پس جو کام از روی نظیر
مثل ایجاد ہو گا وہ بھی مثل مجتہدین مطلق کی وقت مین اگر ایجاد ہو گا تو جائز ہو گا ورنہ ناجائز ہو گا چنانچہ
اسی بنا پر منعیان فاتحہ کی انکاری مولود و فاتحہ کو بدعت ٹھیراتی عبارتین انکی جلد اول مین نقل ہو چکین انعقاد محفل

میلاد و قیام قرون ثلثہ سی ثابت نہین ہوا پس یہ بدعت قبیحہ فتوی انکاری ثانی صفحہ علی ہذا القیاس مرسوم
فاتحہ بر طعام کہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی فتوی ثانی انکاری صفحہ اور مولوی اسحق صاحب کی مائۃ مسائل
سوال بست و نہم مین ہی مجملہ در مولود ہم اختلاف است زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر
معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا برین علمای در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند
انتہی اس عبارت سی بھی ظاہر ہی کہ جو علما مولد شریف کو منع کرتی ہین بباعث نہونی عین اس امر کی اون
قرون مین منع کرتی ہین نہ بباعث نہ پائی جانی نظیر کی اور تحقیق الحق صفحہ مین تفہیم المسائل و قرۃ العینین
سی نقل کیا ہی جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی وہ بدعت سیئہ سراسر ظلمت لئی موجب ضلالت ہی
نصاب الاحتساب مین ہی ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمان چیزی
را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف است زیرا کہ در مصنف گوید کل بدعۃ ضلالۃ انتہی یہ مضمون اربعین کی چند
رسائل مین موجود ہی الحاصل یہ لوگ تذکیر الاخوان کا مطلب بیطرف راجع کرتی ہین کہ مجتہدین رہی تک جو کچھ ہو گیا
سو ہو گیا آگی سب بدعت ضلالت ہی اور راقم الحروف کی نزدیک معنی عبارت تذکیر الاخوان کی وہ ہین جو مباحث
مولد شریف کی لمعہ رابعہ مین لکھی جاوینگی لیکن اس مقام پر اسمین گفتگو کیجاتی ہی جو انکی مقلدین کا قرار دادہ ہی یعنی
اور بعض صاحب اس فریق کی یہ بات بھی زبان پر لاتی ہین کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو چیز بدعت ہوئی اوس مین حسن
کہان یہ بات رسالہ تحفہ وغیرہ مین مندرج ہی **دوسرا قول** یہ ہی کہ جو چیز بعد صحابہ اور تابعین کی
نکالی جاوی وہ بدعت ہی اور نامشروع یہ مائۃ مسائل کی سوال چہل و ہشتم مین لکھا ہی امریکہ منقول نباشد از
حضرت صحابہ و تابعین غیر مشروع است الی آخرہ اور تمامی مسئلہ ہذا مین لکھا ہی عدم نقل از حضرت صحابہ
و تابعین دال است بر بدعت و کراہت فعل الی آخرہ قول اول مین تبع تابعین تک کی بات سنت معلوم ہوتی تھی
اس قول مین فقط تابعین تک کا قول مستند ہی **تیسرا قول** یہ ہی کہ صحابہ کا فعل تو سنت مین داخل ہی
لیکن صحابہ کی بعد جو قول و فعل حادث ہو وہ بدعت ہی اور ضلالت ہی چنانچہ جلد اول مکتوبات مجددیہ کی
مکتوب ایک سو چہیاسی مین صفحہ ۱۹۶ ہی ہر چہ در دین محدث و مبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفاء راشدین او نبود
علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف را با جمعی کہ با او ہستند

گرفتار عمل ان محدث گردانا ہو اور اسی کتاب کے آخر میں لکھا ہی خیال کرو الاقتصار علی متابعة سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والاکتفاء علی اقتداء اصحابہ الکرام اب دیکھو اس کلام سے اگر استدلال کیا جائیگا تو قول و فعل تابعی کا بھی نہ سند اور
واجب الاجتناب ہیگا **قول چوتھا** یہ ہی کہ تابعین و تبع تابعین میں خود صحابہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اونکی
باتون کو بھی بدعت کہتے ہین ان علما کی نزدیک بدعت کی یہ معنی ہین البدعة الامر [illegible] فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر حضرت کی بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کرین ان علما کی نزدیک وہ بدعت ضلالت ہے غیر مقلدون کا یہ ہی
عمل ہی اگر وہ خلفاء راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجائز کہتے ہین اور جب اونسے کہا جاتا ہی کہ حضرت سے
روایت ہی کہ آپ نی فرمایا ہی لازم پکڑو سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی تو اسکا جواب یہ دیتی
ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین یہ ہی کہ نہیں مراد سنت خلفاء راشدین سے مگر ایسا طریقہ اونکا کہ موافق
طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور معلوم ہی قواعد شریعت سے کہ کسی خلیفہ راشد کو نہیں پہنچتا کہ کوئی
طریقہ سواے اوس طریقہ کی کرادے [illegible] تشریع کرے انتہی ملخصا اور کتاب مفاتیح الاسرار التراویح
مین ہی کہ مراد سنت خلفاء سے وہ سنت اونکی ہی جو سنت کے موافق اور متبع سنت نبوی ہین نہ وہ کہ جسکی وہ خود موجد
ہین الی آخرہ دیکھو ان مجتہدون کی نزدیک تو صحابہ کرام بھی کہ بعض امور انہون نے زائد کئی ہین بدعتی ٹھہرتے ہین
نعوذ باللہ منہا چنانچہ مصابیح التراویح تصنیف مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ منکرین گیارہ رکعت کو سنت
جانتے ہین اور بیس کو بدعت [illegible] جو بیان کی گئی یہ [illegible] شاہ [illegible]
بعض علما [illegible] کہا [illegible] ہماری معاصرین [illegible] کیا
[illegible] ہی یہ [illegible] کرتا ہی [illegible] متقدمین و متاخرین
[illegible] سنت کی یہ تعریف نہین کی کہ سنت وہ شی ہی جو قرون ثلثہ مین پائی جاوی یا یہ کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین
حادث ہو وہ سب سنت ہی [illegible] حدیث سے یا قول صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے یہ بات صراحة
ثابت [illegible] کو [illegible] ہی کہ [illegible] کسی کتاب سے [illegible]
[illegible] قرون ثلثہ کی [illegible]
[illegible] الفاظ [illegible] اصحاب [illegible] تابعین کیا

زبانی ارشاد فرمائی ہوئی ہو کہ [illegible] اسنادسی [illegible] کہ جب تمہاری نزدیک اعتماد و
قرون ثلثہ ہی پر حصر ہو گیا چنانچہ براہین قاطعہ گنگوہی مین اسکی تصریح ہی عبارت یہ ہے [illegible] ضرور
کہ [illegible] قواعد [illegible] جواز کی محدود بزمان ہی بعد قرون ثلثہ کی جو کوئی قاعدہ تجویز [illegible] وہ ہر حال [illegible]
انتہی کلامہ [illegible] تو ہم اس قاعدہ کا بھی خاص قرون ثلثہ ہی سے ثبوت مانگتے ہین کہ کس طبقہ مین طبقات مذکورہ
سے یہ قاعدہ جاری کیا گیا اور اگر بعد مین یہ قاعدہ ایجاد ہوا یا اسی دورہ مین ہوا لیکن [illegible]
تو یہ قاعدہ بموجب قرار داد تمہاری بدعت سیئہ ہوا جاتا ہی اور تم مصداق [illegible] حدث فی امرنا [illegible]
کی ٹھہرتے ہو الغرض بارہا مطالبہ دلیل کیا گیا لیکن کچھ بھی نہ لا سکا [illegible] مولف براہین قاطعہ [illegible]
خروش ظاہری [illegible] کہا کہ حرف [illegible] خوش ہو گئی [illegible] کتاب [illegible] مطلوب نہ لا سکے
اور لاوین کہان سے سب کا مستند فقط ایک حدیث پڑھتی ہین خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
اور حال استدلال کا یہ ہی **اولا** خود حضرت عمران بن حصین صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی راوی [illegible]
بیان فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی قرن کی بعد دو قرن بیان فرمائی ہین یا تین صحیح مسلم
مین ہی قال عمران فلا ادری اقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد قرنہ قرنین او ثلثا [illegible] بخاری [illegible]
مسلم مین عبد اللہ بن مسعود کی [illegible] حدیث روایت کی ہی اور [illegible] قال [illegible] ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم فلا ادری فی الثالثة او فی الرابعة قال ثم یتخلف من بعدہم [illegible] روایت [illegible]
اور [illegible] قال ابو ہریرة فلا ادری [illegible] اور صحاح بخاری اور مسلم کی [illegible]
بیان کرتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اپنی قرن کی بعد دو قرون بیان فرمائی یا تین [illegible]
تین قرن بیان فرمانی کا شک ہے تو چار قرن کا احتمال ہی [illegible] کیا جاتا ہی [illegible]
اعلی اس فریق کی نزدیک سنت ہر ہر بعد قرون [illegible] بوجہ [illegible]
[illegible] قاعدہ [illegible] نکانا یہ کہ اس حدیث مین لفظ قرن [illegible]
[illegible] قرن [illegible] کہا [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

قال الحسن وغیرہ القرن عشر سنین وقتادہ سبعون والنخعی اربعون وزرارۃ بن ابی اوفی مائۃ وعبد الملک بن
عمیر مائۃ وقال ابن الاعرابی ھو الوقت انتھی اور بعضون نے کہا کہ زمانہ نہین بلکہ اہل زمانہ مراد ہین قرن ایک طبقہ
کی آدمیون کو کہتی ہین القرن کل امۃ ہلکت فلم یبق منہا احد اس تقریر پر بعضون نے کہا کہ حدیث مین قرنی سی
مراد صحابہ ہین الذین یلونہم سی انکی اولاد دوسری الذین یلونہم سی اولاد کی اولاد اور کہا بعضون نے کہ اول
وہ ہین جنہون نے آپکا جمال باکمال دیکہا پہر جنہون نے انکو دیکہا پہر جنہون نے انکو دیکہا اور کہا بعضون نے اس لفظ سے کہ اول
صحابہ ہین دوسری تابعی ہین تیسری تبع تابعی ہین یہ سب اقوال شرح مسلم مین موجود ہین پس لفظ قرن مشترک
ٹہرا معانی کثیرہ مین اور لفظ مشترک کی تعیین مین مدہ دینا قطع اور ہٹ دہرمی ہی اور حکم اوسکا توقف ہی کما تقرر فی علم الاصول
ثم التشابہ کہ لفظ مشترک مین تامل وتفکر کرکی جو معانی متعددہ سے کسی ایک معنی کو بقرائن ودلائل ترجیح دیکر
واسطے عمل کی لیلیا کرتی ہین سو اوسکا بہی حال مختلف ہی کوئی کسیکو ترجیح دیتا ہی کوئی کسیکو مولوی
عبد الجبار اور امداد علی صاحبان اپنی رسائل مین عینی شرح بخاری سی نقل کرتی ہین ہذا انما کان فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد کثرت
الاحوال وکثرت البدع الی آخرہ اس سی معلوم ہوا کہ جب سن نود ہجری پر نوبت پہونچی قرون ثلثہ
تمام ہو چکی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۳ مین لکہتے ہین واما ایستدل
بہ علی خلافتہم من حدیث القرون الثلثۃ فقد اخرج احمد عن ابراہیم عن عبیدۃ عن عبد اللہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یاتی بعد ذلک قوم تسبق
شہادتہم ایمانہم وایمانہم شہادتہم وبنای این استدلال بر توجیہ صحیح است کہ اکثر احادیث شاہد
آن است قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلی اللہ علیہ
وسلم وقرن ثانی از ابتدای خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وقرن
ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہر قرنی قریب بدوازدہ سال بودہ است انتہی اور مجمع
البحار صفحہ ۸ جلد سوم مین وفات عثمان رضی اللہ عنہ کو لکہا ہی وقتل ثانی عشر من ذی الحجۃ سنۃ خمس و
ثلثین پس موافق تقریر شاہ ولی اللہ صاحب کی سنہ پینتیس ۳۵ ہجری مین کل انقضاء قرون ثلثہ ہو گیا اور

جناب مولینا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری فرماتی تہی کہ یہ معنی خیر القرون کی نہایت موزون
اور چسپان ہین اسلام کی شوکت جیسی کچہ خوب بہی پہر خانہ جنگی شروع ہو گئی اور خیریت قرون ثلثہ کی
جاتی گم ہو گئی اور تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۸ مین ہی وقد ظہران مدۃ ما بین البعثۃ الی آخر من مات من
الصحابۃ مائۃ وعشرون سنۃ بالتقریب ان اعتبرت وفاتہ کان مائۃ واما قرن التابعین فان اعتبر من
سنۃ مائۃ کان نحو سبعین او ثمانین واما من بعدہم فان اعتبر منہا کان نحو خمسین فظہران مدۃ القرن تختلف
باختلاف اعمار اہل کل زمان والاتفاق ان آخر اتباع التابعین من عاش الی عشرین ومائتین الی آخرہ
اس روایت سی معلوم ہوا کہ قرون ثلثہ کی مدت تخمینا دو سو بیس ۲۲۰ کی بعد تمام ہوئی آپ دیکہئے قول اول
کی موافق تو یہ چاہئی کہ جن چیزون کو مجتہدین بدعت حسنہ قرار دیکر بقیاس واجتہاد جائز فرما چکی ہین وہ
بہی سب بدعت ضلالت اور سیئہ ٹہرین کیونکہ مجتہدین اربعہ کا افتاء واجتہاد بعد نوے سال کی شائع
ہوا ہی پہلی اور قول ثانی کی موافق خود صحابہ رضوان اللہ علیہم کی باتین بعد عہد عثمان رضی اللہ عنہ کی
بدعت ٹہرتی ہین اور موافق قول ثالث کی اکثر مذاہب مبتدعین کی مثل روافض وخوارج ومرجیہ و
قدریہ ومعتزلہ سب سنت مین داخل ہوئی جاتی ہین کیونکہ یہ مذاہب ایک دو سو بیس کی پہلی پہلی ایجاد
ہو چکی اور ان لوگون کی نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کی اندر ایجاد ہو وہ سنت ہی تو یہ سب مبتدعین مذکور
کی بدعتین سنت ہو گئین آور یہ جو بعض آدمی ان اعتراضات سے بچنے کی لئی قید لگاتی ہین کہ جو چیز قرون
ثلثہ مین بلا نکیر رائج ہوئی ہو وہ سنت ہی اور جسپر انکار رہا ہو وہ بدعت ہی سو جواب اسکا یہ ہے کہ
اس فقرہ کی سند ہی ہم قرون ثلثہ سے طلب کرتی ہین حدیث صحیح یا اجماع صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین
سی دلیل گذار کسی نی یہ فقرہ روایت کیا ہی لیجئی ورنہ تمہارا یہ فقرہ ہی ایک فقرہ ہی بالکل غیر مستند
وغیر مسلم ہی ثانیا اگر تم ایسا مان لوگی تو تمہاری بہت چیزین جنکو تمہاری پیشوا اور مقتدا ومعظمین
مدرسین ومحدثین استعمال کر رہی ہین بدعت ضلالت سیئہ مظلمہ ہو جاینگی ایسے سمجہئے دو چار باتین لکہی
جاتی ہین شرح بخاری مین ہی کہ جو چیزین جدیدا وحدث ہین او نمین سی ایک جمع کرنا احادیث کا
ہی کتاب مین پہر تفسیر کرنا قرآن کا پہر جمع کرنا مسائل فقہ کا پہر جمع کرنا ان چیزون کا جو اعمال کی

متعلق ہین پس انکار کیا اول بات پر عمر اور ابو موسی اور ایک جماعت نے رضی اللہ تعالی عنہم ور اکثر
نی اجازت دی اوسکی اور اوس دوسری بات پر انکار کیا ایک جماعت تابعین شعبی وغیرہ نی اور اون
تیسری بات پر انکار کیا امام احمد نی اور ایک جماعت نی الی آخرہ اب قرآن شریف کی کتابت مین
اختلاف دیکھیے احیاء العلوم وغیرہ مین ہی حضرت حسن بصری اور ابن سیرین انکار کرتی ہتی کہ قرآن شریف
مین خمس عشر نہ لکھی جائین اور شعبی اور ابراہیم مکروہ جانتی ہتی زیر و زبر لکھنے کو اور ہدایہ وغیرہ مین ہے
کہ ہمارے ائمہ متقدمین سب مکروہ جانتی ہتی زیر و زبر لکھنی کو اور شرح بخاری مین بسند صحیح ثابت کیا ہے
کہ انکار فرماتی ہتی حضرت عبد اللہ ابن مسعود کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن مین
نہ لکھی جائین اور یہہ بہی روایت ہی کہ وہ جہان لکھی دیکھتے ہتی چہیل دیتی ہتی ان دونو سورتون کو اور
کتب فقہ حنفیہ مین ہی کہ جائز نہین فرماتی ہتی حضرت امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
قرآن ور حدیث اور فقہ کی پڑہائی کو اور اجرت امامت اور وعظ اور اذان کو اور جسوقت
مدرسہ معین ہوا انکار کیا اوسپر علما نی کشف الظنون مین ہی کہ جب علماء ماوراء النہر کو خبر پہنچی
کہ بغداد مین مدرسی قایم ہوئی بہت غمگین ہوی کہ اب تک ابرار طالب آخرت خالصا للہ پڑہتے
پڑہاتی ہتی بنا علیہ اغین بعض افراد کاملین نکل آتی ہتی اب اجرت قرار پائی تو علماء طالب الدنیا ہونگی
اور مواہب وغیرہ مین ہی کہ ابن ابی شیبہ نی ابن عمر رضی اللہ عنہ سی روایت کی کہ فرمایا اونہون نے
الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت مین وہی اذان ہتی جو خطیب
کی آگی کہی جاتی ہی اب جو قبل اوسکی یہی اذان ہوتی ہی اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نی بدعت فرمایا اور
تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہی کہ قرآن شریف کا بیچ کرنا برا جانتی ہتی اور انکار کرتی ہتی ابراہیم
نخعی اور اعمش و ابی موسی اشعری وحسن بصری و سعید بن مسیب و عبد اللہ ابن عمر اور امیر المومنین
عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین الحاصل کہان تک شمار کرون صحابہ و تابعین کے اختلافات و نکیر کو اگر یہہ
قاعدہ گہڑا ہوا یارون کا صحیح ہووی تو تمام روی زمین پر کوئی آدمی سنی نہ نکلے ایک نہ ایک بدعت
مین ضرور گرفتار ہوگا کیونکہ وہ باتین بہت کم ہین کہ جنپر کسیکا انکار نہوا ہو اور چند باتین جو ہمنی اوپر لکہی ہین

ایک تتمہ ہین لی ولیکن ہی اور بہت باتین ہین لباس وطعام ونکاح وبنای مسجد وفرش ومعاملات مین کہ
جن پر انکار رہا ہی اور اونکو اب منکرین بلا انکار استعمال کر رہی ہین اور یہہ قاعدہ یاد رکہو کہ منکرین
اسبات کو مان چکی ہین کہ ایک آدمی کا انکار ہی معتبر نہی اجماع کو توڑ دیتا ہی پہر منکرین میلاد دکہا دین اپنی
عبادات ومعاملات مین سوای فرایض متفق علیہا کی کہ کون کون بات انکی اجماعی ہی کہ جسمین ایک کا بہی
انکار نہوا ہو قرون ثلثہ مین پس واضح ہو کہ اس فقرہ اور اس قاعدہ کی مانی ہین تمام اہل اسلام کی عقاید و
اعمال درہم برہم ہوئی جاتی ہین رابعا اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث
سی یہ قاعدہ سمجہہ جاتی تو ہرگز تین قرون تک کسیکی احداث پر انکار نفرماتی حالانکہ صحابہ نی اپنی زمانہ مین
بہت احداثات پر انکار فرمایا ہی اس حدیث خیر القرون کی راوی حضرت عبد اللہ ابن مسعود ہی ہین کما فی
الصحیحین دیکہو اونہون نے جہر سی ایک جماعت کو ذکر اللہ کرتی ہوا اونکو دہمکایا اور اونکی فعل کو بدعت قرار دیا کتب
فقہ وحدیث مین یہ روایت مذکور ہی حالانکہ وہ لوگ اونکی ہم عصر تہی یا صحابہ تہی یا تابعین اگر فعل
اونکا اس حدیث کی موافق سنت ہوتا تو اس حدیث کی راوی عبد اللہ صحابی کیون اونکو منع فرماتی
خامسا صحابہ اور تابعین اس حدیث کی یہہ معنی کسطرح سمجہتی وہ کلام کا مغز سمجہنے والی ہتی کوئی
قاعدہ استدلال کا اس حدیث شریف سی نہین بن پڑتا اسلئی کہ مراد شارع سمجہنی کی لئی قواعد یہہ ٹہری
ہین کہ مدعا یا عبارت النص سے ثابت ہوگا یا اشارت یا دلالت یا اقتضا سی اور عبارت النص مین
ضروری یہ بات کہ مدعا کی الفاظ ظاہر ہون اور کلام اوسی مدعا کی لئی واقع ہوا ہو منار مین ہے
اما الاستدلال بعبارۃ النص فہو العمل بظاہر ما سیق الکلام لہ اور یہان ظاہر ہی کہ دونون باتین
نداردد حدیث مسلم مین ہی سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی الحدیث یعنی حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا گیا تہا کہ آدمیون مین کونسی آدمی اچہی ہین آپنی فرمایا میرا قرن الی آخرہ
معلوم ہوا کہ لوگون نی یہ نہین پوچہا تہا کہ کس کا ایجاد بدعت ہوگا اور کسکا سنت اور نہ حضرت نے اپنی
طرف سی اس قاعدہ کو یہان بیان فرمایا کم سی کم پڑہا آدمی بہی جان سکتا ہی کہ احکام ومعانی
الفاظ سی پیدا ہوا کرتی ہین پہر اس حدیث مین بدعت اور سنت اور احداث کی الفاظ کہان ہین

لہذا یہ استدلال عبارت النص ٹھہرا اور اقتضاء النص بھی نہین اسلئے کہ اقتضا کی تعریف یہ ہے ہو الذی
صدق و لا لۃ اللفظ علی معنی خارج یتوقف علیہ صدقہ او صحتہ الی آخرہ کذا فی التلویح پس قرون ثلثہ کی
خیریت کی صدق و صحت کیواسطے کب لازم ہے یہ بات کہ اگر اونکا ایجاد سنت ہو جائے تب تو اونکی
خیریت ثابت ہووے اور نہین تو نہین پس اقتضاء النص بھی نہوا اب رہی دلالت اور اشارت اگر لفظ
خیر سے جو خیر القرون مین ہے یہ بات ثابت کرنا چاہین تو یہ قاعدہ شرعی پیش کرین کہ اچھا آدمی جو کچھ
ایجاد و احداث کردیا کرے اصول شرع کی موافق یا غیر موافق وہ سب خیر ہوتا ہے حالانکہ یہ بالاتفاق
غیر مسلم ہے چنانچہ چند وقائع قرون ثلثہ کی عنقریب قول نہم بدعت مین ہم بیان کرینگے کہ وہ کسی کی
نزدیک معمول بہ نہین پس واضح ہوگیا کہ وجوہ معرفت مراد شارع کی چارون طرق یہان نہین چلتی اور
جہان استدلال ان طرق سے غیر طرح پر ہو اوسکو نور الانوار مین لکھا ہے فہو من الاستدلالات الفاسدہ
قطع نظر اسکے ہم کہتے ہین کہ اگر لفظ خیر سے استدلال ہے کہ جب وہ لوگ خیر ہین تو ایجاد بھی اونکا خیر ہوگا اس
صورت مین ہم کہتے ہین کہ بہت احادیث مین لفظ خیر واقع ہوا ہے مثلاً روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح
جو عشرہ مبشرہ مین صحابی جلیل القدر ہین او نہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ أحد
خیر منا اسلمنا و جاہدنا معک یعنی یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی اچھا ہوگا ہم اسلام لائے اور آپکی ساتھ ہو کر
ہمنے جہاد کیا آپنے جواب دیا نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی یعنی آپ نے فرمایا کہ ہان
تم سے اچھے تمہارے بعد وہ لوگ ہونگے جو مجھپر ایمان لاوینگے بغیر دیکھے یہ حدیث مشکوۃ مین ہے روایت
کیا اسکو احمد و دارمی نے دیکھو اس مین بھی لفظ خیر موجود ہے جسطرح خیر القرون مین پس چاہیئے کہ بعد کی آدمی
فضل نکالا ہوا بھی سنت ہو بدعت مین داخل نہو اور ابی امامہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طوبی لمن رآنی و طوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی یعنی خوشحالی ہے واسطے اوسکے جسنے مجھکو
دیکھا اور سات مرتبہ خوشحالی ہے واسطے اوسکے جسنے مجھکو نہیں دیکھا اور ایمان لایا - یہ بھی مشکوۃ مین موجود ہے
اور حدیث مین مثلاً وہی مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی حال میری امت کا ایسا ہی
جیسا مینہ معلوم نہین اول اوسکا خیر ہے یا آخر محدثین لکھتے ہین کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ سب امت

میری خیر ہے جیسے مینہ اول سے آخر تک اچھا ہوتا ہے پس ان احادیث کی سبب چاہیئے آخر امت کا
ایجاد بھی سنت ہو جسطرح خیر القرون کا ایجاد سنت کہتے ہو اور اگر فضیلت سے خیریت کلی مراد رکھو گی نہ
جزئی تو خیریت کلی صحابہ کو سب تابعین اور تبع تابعین پر ہے چاہیئے کہ بس دو قرن مابعد کا جو کہ مفضول
ہین ایجاد جائز نہوا اور اگر عام مراد لیتے ہو کہ خیریت خواہ کلی ہو خواہ جزئی تو خیریت جزئی مین وہ سب
افراد شامل ہین جنکی نسبت احادیث مین لفظ خیر واقع ہوا ہے چاہیئے کہ اونکا ایجاد بھی درست ہو
واضح ہو یہانتک کلام تہا اونکی حیلہ اولی مین کہ جو امر قرون ثلثہ مین ہوگا وہ سنت ہے آیا ہم شرح
کرتے ہین دوسری حیلہ مین کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ پیدا ہوگی وہ سب بدعت و ضلالت ہوگی ہم کہتے
ہین یہ بات بھی بالکل بے اصل ہے اولاً اسلئے کہ یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابواب شہادت
مین روایت کرتے ہین عمران ابن حصین سے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ان بعدکم قوم
یخونون ولا یؤتمنون و یشہدون ولا یستشہدون و ینذرون ولا یفون و یظہر فیہم السمن
دوسری روایت عبد اللہ ابن مسعود سے ہے اوسمین ثم الذین یلونہم کی بعد یہ ہے ثم یجئی اقوام تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ و یمینہ شہادتہ یہ دونون روایتین بخاری کی باب فضائل اصحاب مین بھی
ہین اور صحیح مسلم مین بعد ثم الذین یلونہم کے یہ ہے ثم یجئی قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ و یمینہ شہادتہ
اور دوسری روایت مسلم کی یہ ہے ثم یخلف بعدہم خلف تسبق شہادۃ احدہم یمینہ و یمینہ شہادتہ اور
تیسری روایت مین ہے ثم یخلف قوم یحبون السمانۃ یشہدون قبل ان یستشہدوا اور چوتھی مین ہے
ثم یکون بعدہم قوم یشہدون ولا یستشہدون یخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظہر
فیہم السمن اور نسائی کی باب الوفاء بالنذر مین بھی اسیطرح ہے اور ابو داود کی باب فضائل مین ہے
ثم یظہر قوم الی آخرہ و یفشو فیہم السمن ہے اور ترمذی کی فضائل مین یہ الفاظ ہین ثم یاتی قوم بعد ذلک
تسبق ایمانہم شہاداتہم او شہاداتہم ایمانہم اور ابن ماجہ کی ابواب شہادات مین ہے ثم یجئی قوم تبدر
شہادۃ احدہم یمینہ و یمینہ شہادتہ اور دوسری روایت اوسکی یہ ہے ثم یفشو الکذب حتی یشہد الرجل
و ما یستشہد و یحلف و ما یستحلف یہ چہون کتابون مشہورہ یعنی صحاح ستہ کی روایتین ہین خلاصہ

مضمون ان سب روایات کا یہ ہی کہ ان قرون خیر کی بعد ایسے لوگ پیدا ہو جاینگے کہ گواہی دینے پر
بڑی حریص ہونگی کچھ پروا نکرینگی کبھی قسم سی پہلی گواہی کبھی گواہی سی پہلی قسم کہاینگے اور اپنا
بدن موٹا بنایا کرنا پسند کرینگی اور خیانت کرینگی اور کوئی انکو امانتدار نجانیگا عہد کرینگے
اور پورا نہ کرینگی اور ظاہر ہوگا جھوٹ یہان تک کہ آدمی گواہی دیگا اور کوئی اوس سے گواہی
طلب نکریگا اور قسم کہایگا اور کوئی قسم کہانیکو نہ کہیگا دیکھیے ان روایتون مین کسی جگہہ
بدعت اور احداث کا ذکر نہین یہہ کسطرح سمجھہ مین آئی کہ ان لوگون کا قاعدہ تو ایسا بڑا کلیہ
جامع و مانع کہ جسکی سبب اہل اسلام مین پہوٹ اور خانہ جنگی اور تفسیق اور تضلیل و سب و شتم
و غیبت و کینہ و فساد باہم ڈال رکہا ہی پہر نہ معلوم کسی طرح وہی نی لفظ بدعت و احداث اس حدیث مین
روایت کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کہ دانای لغت اور مبین حکم شریعت ہتی اور جابجا تحذیر
بدعات کی لیی لفظ کل بدعۃ و کل محدثۃ و من احدث فی امرنا و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ وغیرہ الفاظ
ظاہرہ منصوصہ فرماتی ہتی اس حدیث مین لفظ صریح منصوص نفرمایا اگر یہ ایسا زبردست قاعدہ
مابہ الامتیاز فاصل بین السنۃ و البدعۃ اور ماہیت سنت اور بدعت کا معرف شارع ہوتا تو یا
آپ یا رواۃ اصحاب کوئی تو صراحۃ نام احداث و بدعت کا بیان فرما دیتا تعجب ہے کہ یہان تو
اسکا نام بہی نہولی و ان حضرات نی وہم مجاوی ثانیا اگر لفظ کذب سے استدلال کرین اگرچہ وہ
ایک روایت مین واقع ہوا ہی اور بہت کثرت سی روایتین ایسی ہین صحیحین وغیرہ کی کہ ان مین
لفظ کذب واقع نہین ہوا جیسا کہ نقل روایات اوپر ہو چکین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ ہر محاورہ دان
جانتا ہی کہ کذب کی معنی جھوٹ ہین اور بدعت کی معنی نئے بات
پہر کہان جھوٹ بولنا اور کہان نئی بات العجب مولوی عبد الجبار صاحب فرماتی ہین کہ بدعت کو
ہر معنی موجب ثواب جانتی ہین پس یہ کذب ہوا انتہی دیکھئے یہ کیسی بڑی جرات ہی کہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم سے لیکر شاہ عبد العزیز صاحب و مولوی اسحق صاحب تک فقہا و محدثین لوگ بدعت حسنہ کو مسلم کہتی
آئے چنانچہ عنقریب نقل کیا جایگا پہر یہ سب حضرات اس قول کی موافق کذب کی قائل ہو گئی

نزدیک کذاب ٹہرے جو بدعت کو حسن و مستحسن اور محمود نی قرار دیا کہ کسینی فرمایا نعمت البدعۃ ہذہ اور
کسینی فرمایا بدعۃ حسنۃ اور کسینی فرمایا من البدعۃ ما یکون مباحا و منہا ما یکون مستحبا و مستحسنا اور براہین
قاطعہ گنگوہی کی عبارت اس مقام مین یہ ہی صفحہ ۳۹ (بدعت بہی جہوٹ مین داخل ہی کذب عام ہی اور
بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہی) مین کہتا ہون کہ اس قول پر بہی وہ اعتراض سابق بحال رہا کہ
صحابہ سی لیکر آجتک کی علمای مجوزین بدعت حسنہ کذب مین داخل ہی اور ایک تیشہ دوسرا اپنی پانو مین
پنجری سی مار لیا یعنی آپ نی عام خاص کا لفظ جاکر یہ چاہا کہ حدیث مین یفشو الکذب و یظہر الکذب کی
معنی یہہ ہو جاوین کہ یظہر البدعۃ حالانکہ اسمین بالکل اپنی ہاتہہ قلم کر چکی یعنی جب کذب کو عام مان لیا
تو وجود عام مستلزم وجود خاص کو نہین ہوتا یہ کلیہ ہر عاقل کی نزدیک مسلم الثبوت ہی پس ظہور کذب سے
یہہ لازم نہوا کہ خاص بدعت ہی ظاہر ہو وہی جایز ہی کہ کسی فرد خیانت و دروغ حلفی وغیرہ مین
ظاہر ہو جای اور مولف براہین بہی اس قاعدہ کو جانتا ہی عبارت اوسکی صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ مین یہ ہے
(وجود عام کا بدون وجود خاص کی ہو سکتا ہی مثلا حیوان بدون انسان کی اسکو ہر عاقل جانتا ہی الی آخرہ)
اب یہہ حضرت جی کی زبانی خود ثابت ہو گیا یعنی آپ صفحہ ۳ مین فرماتی ہین (کذب عام ہی اور
بدعت خاص) اور یہان یعنی صفحہ ۵۵ مین فرماتی ہین (وجود عام کا بدون وجود خاص کی ہو سکتا ہی الخ)
پس یہ مطلب نکل آیا کہ وجود کذب کا بدون وجود بدعت کی ہو سکتا ہی یعنی ممکن ہے کہ بعد قرون ثلثہ کذب
شائع ہوا اور بدعت نہوا انہی کی زبانی انکا مدعا غلط ہو گیا یہ لوگ اوسوقت اپنی مطلب مین کامیاب
ہو سکتی ہتی کہ کذب اور بدعت مین نسبت مساوات یا ترادف ثابت کرتی تو ثبوت کذب مستلزم بدعت
ہو جاتا و اذ لیس فلیس ثالثا یہہ کہ محدثون مین یہہ ٹہرا ہوا ہی کہ بعض حدیثین شرح ہوتی ہین بعض حدیث
کی جیسے روایت مین لفظ کذب واقع ہوا ہی کہ پہر ظاہر ہوگا جہوٹ تو اوسکی وہی شرح ہی جو صحیحین
کی حدیث مین گذری کہ وہ لوگ خیانت کرینگی بد عہدی کرینگی قسم کہانیکو تیار رہینگی بغیر قسم کہلائی اور
گواہی دینی کو تیار رہینگی بغیر گواہی لای اور جس حدیث مین یہ نہین آیا کہ وہ نئی باتین دین مین نکالا کرینگی پس لا محالہ
یہہ بہت سی یہی باتین مراد رکہین نہ بدعت رابعا یہ کہ یہ لوگ اپنی اس معنی پر کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ

قول کسطرح باہم موافق ہونگی پہر مکتوب مذکور مین بعد آٹھ سطر کی لکھتے ہین اینجا فتویٰ متقدمین و متاخرین
مفتی ہا باید ساخت چہ ہر وقت را احکام علیحدہ است الی آخرہ دیکھئے یہان خود اپنی زبان سی تمام متقدمین
و متاخرین کا فتویٰ جواز بدعت حسنہ پر تسلیم فرما کر فرماتی ہین کہ اب وہ فتویٰ نہین چل سکتا ہر زمانہ کا حکم
جداگانہ ہی بہلا اگر جمیع مفتیان دین متقدمین و متاخرین کا قول حضرت مجدد کی موافق ہوتا تو یہ عذر اختلاف زمانہ
کا کیون پیش فرماتی نہین نہین بی انصافی کا کچہہ علاج نہین حق یہی ہی کہ پانچون قول جدا ہین ہر ایک عالم
نی اپنی نزدیک کچہہ مصلحت زمانی سمجہہ کر ایک قول اختیار کیا لیکن فتویٰ عام طور پر نہوگا سوای قول
جمہور علماء امت کی جو عنقریب آ چکا ہی اور بعض صاحبون نے لکہا یہ فرمانا کہ بدعت حسنہ کچہہ چیز نہین یہ ادلہ
عقلیہ و نقلیہ کی بالکل مخالف ہی عقل کی مخالف اسلئی ہی کہ دو مفہوم کلی یا دونو متساوی ہونگی جیسے انسان
اور ناطق یعنی جسکو ناطق کہینگے وہی انسان ہوگا جسکو انسان کہینگے وہی ناطق ہوگا یا وہ دونو مفہوم متباین
ہونگی جیسے انسان اور حجر جو چیز حجر ہوگی اوسکو انسان نہ کہینگے جو انسان ہوگا اوسکو حجر نہ کہینگے دونون
مین بالکل جدائی ہی یہ کچہہ اور ہی اور وہ کچہہ اور یا وہ دونون اور عام خاص مطلق ہونگی جیسے حیوان
و انسان حیوان ہر جاندار کو کہہ سکینگے خواہ وہ انسان ہو یا گھوڑا یا ہاتہی یا اونٹ وغیرہ اور انسان
سوای آدمی کی کسیکو نہین کہہ سکتی تو انسان خاص مطلق ہوا اور حیوان عام مطلق یا وہ دونو مفہوم
عام خاص من وجہ ہونگی جیسی کبوتر اور سفید رنگ انمین تین مادّے ہوتی ہین دو افتراق کی ایک اجتماع کا اس
طرح کہ مثلاً قلعی مین سفید رنگ موجود ہی لیکن کبوتر نہین اور سرخی کبوتر مین کبوتر موجود ہی لیکن رنگ سفید نہین
اور سفید رنگ کی کبوتر مین دونو موجود کبوتر بہی اور سفید رنگ بہی جب یہ معلوم ہوا تو حدیث رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم دیکہنی چاہیئی آپنی ارشاد فرمایا ہی من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان
علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا واضح ہو کہ لفظ بدعۃ ضلالۃ مین ہمکو
اپنی اساتذہ سی روایت حدیث بصیغہ اضافت پہنچی ہی اسیطرح مولانا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری
نی اپنی مطبع کی کتابون یعنی مشکوٰۃ شریف مطبوعہ ۱۲۸۰ھ اور ترمذی شریف مطبوعہ ۱۲۹۲ھ مین ضبط
کیا ہی اور اسیطرح صاحب مجمع البحار نی تکملہ صفحہ ۱۲ مین لکہا ہی عبارت یہ ہی یروی بالاضافۃ و

و تجوز نصبہا علی النعت دیکھئے اگرچہ نعت کو بہی جائز رکہا لیکن اہل حدیث کی روایت کو بالاضافت
لکہا جب اضافت ان دونون لفظون یعنی بدعت اور ضلالت مین ثابت ہوگئی تو اب قاعدہ اضافت ملحوظ
کرنا چاہیئی اگر یہ اضافت بدعۃ ضلالۃ مین بیانی ہی جسطرح فریق ثانی اکثر بیان کر رہی ہین تو مین عام ہونا
ثابت ہی اسلئی کہ اضافت بیانی مین عموم خصوص من وجہ ہوتا ہی قال المولی الجامی فی بیان الاضافۃ
و اما المعنی من البیانیۃ فی جنس المضاف الصادق علیہ و علی غیرہ بشرط ان یکون المضاف ایضا صادقا
علی غیر المضاف الیہ فیکون بینہما عموم و خصوص من وجہ اور اوپر بیان ہو چکا کہ عموم خصوص من وجہ مین دو مادّے
افتراق کی ہوتی ہین ایک اجتماع کا پس مطلب یہ ہوا کہ کوئی شی ایسی ہوگی جو بدعت بہی ہو اور ضلالت
بہی جیسی مذہب جبریہ و قدریہ وغیرہما مبتدعین کی اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ ضلالت ہوگی بدعت نہوگی
جیسے کفر و ارتداد والعیاذ باللہ اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ بدعت ہوگی اور ضلالت نہوگی جیسے مدرسہ
اور محفل میلاد شریف اور اوضاع اذکار مشائخ کرام جو واسطے جلا ہی قلب کی ایجاد کی گئی ایسی ہی چیزونکا
نام بدعت حسنہ ہی تقریر دیگر بدعت اور ضلالت دو مفہوم کلی ہین اور ظاہر ہی کہ یہ دونون باہم متباین
نہین کیونکہ ضلالت محمول ہوتی ہی بدعت پر اور متساوی بہی نہین کیونکہ شرک و کفر پر بہی اطلاق
ضلال کا جابجا قرآن مجید مین موجود ہی من یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا و من یکفر باللہ و ملئکتہ و کتبہ
و رسلہ و الیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا یہان شرک و کفر پر لفظ ضلال کا اطلاق فرمایا حالانکہ یہان بدعت
نہین کیونکہ حقیقت بدعت کی اور ہی اور کفر کی اور بدعت مقابل سنت ہی اور کفر مقابل ایمان کی اور
بدعت عام مطلق بہی نہین ورنہ کلیہ کل بدعۃ ضلالۃ صحیح نہوگا جسطرح کل حیوان انسان صحیح نہین اور نہ خاص
مطلق بہی نہین اسلئی کہ خاص مطلق کی اضافت عام مطلق کی طرف ممتنع ہی شرح جامی و مسالک بہیہ
وغیرہ کتب نحو مین یہ مسئلہ منصوص ہی یعنی جائز نہین کہ کہا جاوی سبت الیوم و فقہ العلم بلکہ کہا جائیگا
یوم السبت و علم الفقہ پس معلوم ہوا کہ بدعت ضلالہ کی اضافت صحیح نہین ٹہرتی اب باقی رہگئی نسبت عام خاص من وجہ ہی جسمین
دو مادّی افتراق کی اور ایک مادہ اجتماع کا جیسا کہ تقریر اول مین ثابت کر چکی ہین پس ایک بدعت وہ نکلیگی جو ضلالت نہین ہی
ایسی بدعت اگر ضابطۂ اباحت مین داخل ہوگی وہ مباح ہوگی اور اگر کلیۂ استحباب مین شامل ہوگی مستحب ہوگی

اور اگر قاعدہ ایجاب کی تحت مندرج ہوگی وہ واجب کی انہی تین قسم کی بدعتوں کو بدعت حسنہ کہتے ہیں
کیونکہ واجب و مستحب و مباح وہی چیزیں ہوسکتی ہیں جن میں کچھ حسن موجود ہی اور حسن کی سبب ایسی بدعتوں
کو صفت حسنہ نصیب ہوئی اور وجہ جو صاحب مجمع البحار نی لکھا کہ یجوز النصب علی النعت اس صورت میں
معنی حدیث کی یہ ہونگی کہ جتنی نکالی ایسی بدعت کہ ضلالت ہی الی آخرہ ہم کہتے ہیں کہ یہی بدعت حسنہ
کا ثبوت ہی اسلئے کہ نکرہ کو نکرہ کی ساتھ صفت کی لانی میں کل قاعدہ ہی کہ وہ فائدہ دیتا ہی تخصیص کا پس صفت ضلالت
نی اپنی موصوف بدعت کو جو عام شامل ضلالت و ہدی کو تھا خاص کر دیا اور تمیز دیدی بعض افراد کو
یعنی بدعت ضلالہ کو بعض سے یعنی بدعت ہدی و حسنہ سے جیسے رجل عالم میں صفت عالم نے تمیز دیدی
رجل کو غیر عالم سے اور صورت نعت و صفت میں یہ معنی کرنی دو وجہ سے ضروری ہوئی ایک تو یہ ہی کہ
اصل توصیف نکرہ میں عادۃ تخصیص ہونا نحو کا قاعدہ مطرد ہی دوسری یہ کہ صفت کی ساتھ پڑھنا
مطابق ہو جائے ساتھ روایت اضافت کی جو اہل حدیث میں شائع ہی پس جس طرح روایت اضافت
میں لفظ بدعت عام من وجہ رہتا تھا اسیطرح صفت و نعت میں بھی عام من وجہ رہی یہہ تقریر اثبات
بدعت حسنہ میں اس عاجز کو اپنی بعض اساتذہ سے پہنچی ہی تغمدہم اللہ بغفرانہ اب شروع کریں ہم دوسری
تقریر یعنی بدعت حسنہ کو لا شی محض کرنا اور اوسکی وجود کا انکار کرنا مخالف نقل کی ہی وجہ اوسکی یہ کہ
جب حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی عہد کرامت مہد میں کچھ رونق کیفیت نماز تراویح کو
بنسبت سابق زیادہ ہوا اوسکو اونہوں نے پسند کیا اور فرمایا نعمت البدعۃ لفظ نعمت زبان عرب میں
افعال مدح سی ہی اس سے تعریف کیا کرتی ہیں کسی شی کی پس آپنی اوس کیفیت زائدہ علی قدر
السابق کی تعریف فرمائی کیا خوب ہی یہ نئی بات دیکھو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جنکی اقتدا کا
حکم [illegible] حدیث ہی اونہوں نے بدعت کی جواز فرمایا معلوم ہو گیا کہ بدعت محمود بھی ہوتی ہی اور
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ صلوۃ ضحی [illegible] لوگوں کو پڑھتی دیکھا اور کسی نے
اونسے مسئلہ پوچھا آپنے یہ فرمایا انہا محدثۃ [illegible] اور بدعت کو حسنہ کہنا
نص قول صحابی ہی سے ثابت ہوا اوس قصہ سے ایک باقتدای صحابہ کرام یا جمیع مجتہدین اعلام و ائمہ

اسلام جمیع محدثات حسنہ کو جائز کہتی ہیں اور بدعت حسنہ فرماتی چلی آئی چنانچہ نقل اقوال فقہاء محققین [illegible]
آئندہ ہی میں پس ثابت ہو گیا عقلا و نقلا ہر طرح کہ بدعت حسنہ کا وجود ثابت اور اطلاق بدعت حسنہ
درست اور صحیح ہی

پانچواں قول مذہب جمہور واضح ہو کہ نزد علماء اہل التحقیق کی بدعت
سیئہ اور حسنہ ہونیکی بنیاد زمانہ پر نہیں یعنی یہ بات نہیں کہ جو کچھ خیر و شر زمانہ قرون ثلثہ میں ہو گیا
وہ سب سنت اور مقبول ہی اور بعد زمانہ قرون کی جو کچھ بھلا یا برا ہوا وہ سب برا ہی اسمیں وہ
کما قدمنا ایک ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں قصہ اول حضرت امیر المومنین عمر اور حضرت عبد اللہ
رضی اللہ عنہما تیمم سے منع فرماتے تھے نہانے کی حاجت والے کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعہ کی صفحہ ۱۶۱
میں ہی اب دیکھئے یہ حکم صحابی کا ہی اور صحابی بھی کیسے خلفای راشدین میں لیکن اس قول کو کسی نے
ائمہ مذاہب میں عمل نہیں کیا دوسرا قصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے اونکا بیٹا یزید
تھا تابعی تھا طبقہ وسطی تابعین میں یعنی جس طبقہ میں حسن بصری اور ابن سیرین ہیں یہ آدمی طبقہ
میں تھا کذا فی التقریب اس تابعی نے جو خیر القرون میں تھا دیکھو کیا کام سعادتمندی کا کیا کہ خدا
کسیکو نصیب نکری کہ مظلمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اوسکی گردن پر ہے تیسرا قصہ یہ کہ حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے اونکا شاگرد واصل ابن عطا تبع تابعین سے تھا وہ مذہب معتزلی کا موجد اور امام
ہوا اوسنی یہہ مذہب نکالا کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہی نہ اوسکو مومن کہنا چاہیے نہ کافر بلکہ یہ
ایک درجہ ہی درمیان دونوں کی یہ بالکل مخالف اہل سنت و الجماعت کی اوسنی اعتقاد کیا
اللہ تعالی اپنی بندوں کو دو قسم فرماتا ہی فمنکم کافر ومنکم مومن قسم تیسری نہیں فرمائی پس
جب واصل ابن عطا نے اپنا وہ عقیدہ بیان کیا تب اوسکی استاد حضرت امام حسن بصری نی ارشاد فرمایا
قد اعتزل عنا یعنی ہم سے الگ ہو گیا ہے پس اوسیروز سے اوس فرقہ کا نام معتزلی ہوا وہ [illegible]
ہیں اور وہ اپنا نام کہتے ہیں اصحاب العدل والتوحید کذا فی شرح العقائد وغیرہ یہ تین قصہ قرون
ثلثہ کی بیان کیے گئے اور ایسے بہت قصص ہیں غرضکہ ان امثال سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خواہ کوئی فعل ہو
یا قول یا اعتقاد اوسکا حسنہ اور سیئہ ہونا موقوف زمانہ پر نہیں بلکہ اوسکا مدار مخالفت اور عدم مخالفت

شروع کرہی اسی دعوی پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح لکھی دیتا ہون **حدیث اول**
قال نبینا الآمر الناہی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد
یہ صحیحین کی حدیث ہی یعنی جسنی نکالی ہماری اس دین مین وہ بات جو دین کی قسم سی نہین
یعنی کتاب اور سنت کی مخالف ہی وہ بات اوسکی رد ہی شارحین حدیث نی لفظ ما لیس منہ
کی شرح مین لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لا ینازع الکتاب والسنۃ لیس بمذموم اور
محدث دہلوی نی لکھا ہے لفظ ما لیس منہ کی شرح مین کہ مراد چیزی ست کہ مخالف و مغیر دین
باشد اور نواب قطب الدین خان صاحب نے ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ لفظ ما لیس منہ مین اشارہ ہے
اسکی طرف کہ نکالنا اوس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کی ہو برا نہین انتہی یہ شروح عربی و فارسی
و اردو کی ایک ایک نظر بس کرتی ہی اور ان شارحین حدیث کو اسطرح معنی کرنی کی وجہ یہ ہی کہ
ابوداؤد مین ہی من صنع امرا علی غیر امرنا فہو رد یعنے جسنے کیا کوئی کام ہماری کام سی غیر طریقہ پر
وہ رد ہی حضرت کا کام کتاب اور سنت ہی کتاب و سنت کی غیر وہی طریقہ ہوگا جو بالکل اسکی
مخالف ہو اور اوسکا مغیر یعنی بدلنی والا ہوگا الحاصل اس حدیث سی دو باتین ثابت ہوئین ایک
تو یہ کہ حضرت نی لفظ من ارشاد فرمایا یہ لفظ عربی مین عام ہے اسمین قید کسی قرن کی نہین
یعنی آپنی یون نہین فرمایا کہ جو کوئی نکالی نئی بات اول قرن مین دوسری مین تیسری مین یا
بالکل آخری زمانہ مین بلکہ عام فرمایا کہ جب کبہی کوئی نکالی وہ رد ہی دوسری بات یہ کہ
اوس نئی بات نکالی ہوئی کا مردود ہونا موقوف ہی اس بات پر کہ مخالف ہو کتاب اور سنت کی
بس یہی ہمنی دعوی کیا تہا کہ حسنہ اور سیئہ ہونا امر محدث کا موقوف مخالفت و عدم مخالفت
کتاب و سنت پر ہی نہ زمانہ پر اور یہ مسئلہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر
ہوتا ہی تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوتا ہی اس حدیث مین فہو رد حکم ہی یہ اصل احداث پر راجع
نہو گا بلکہ اوسکی قید جو ما لیس منہ ہے اوسکی طرف راجع ہوگا یعنی جو نئی بات مخالف اور تغیر دینی والی
دین کی ہو وہ رد ہی نہ یہ کہ جو کوئی بات عمدہ اور صالح اور نیک اصول دین کی موافق نکالی جائے

وہ بہی رد ہی دیکہو اب قاعدۂ اصول کی موافق معنی کرنی سی اس حدیث سی ثابت ہو گیا کہ بدعت
حسنہ یعنی اچہی بات کا ایجاد کرنا برا نہین ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احداث کو تقیید لفظ ما لیس
منہ کی ساتہ نفرماتی بلکہ یون فرما دیتی من احدث فی امرنا فہو رد کیا حاجت تہی لفظ ما لیس منہ
بڑہانیکی اور شرح جوہر التوحید مین ہی ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ
بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلم(ون)
المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما ہو لیس منہ انتہی اس تقریر سی جواب حاصل ہو گیا اون لوگون کا جو
حدیثین بغیر سمجہے بوجہے پڑہا کرتی ہین کہ شر الامور محدثاتہا اور پڑہا کرتی ہین وایاکم ومحدثات
الامور و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ وجہ حصول جواب یہ ہی کہ حدیثین سب ارشادہای رسول
مقبول مین صلی اللہ علیہ وسلم وہ باہم مخالف نہین ہو سکتین جب مقام مذمت مین آپ احداث کو
ما لیس منہ کی ساتہ مقید فرما چکی یعنی وہ محدث بات مردود ہی جو کسی غیر طریقہ اسلام پر ہو اور
مخالف ہو پس جسقدر حدیثین منع احداث و بدعت مین ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام
کی طرف راجع ہونگی نہ احداث خیر اور بدعت حسنہ کی طرف اور اس تقریر سے اوس حدیث کی
معنی بہی بلا تکلف صحیح ہو گئی ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ اسلیے کہ جو بدعت خلاف
سنت ایجاد ہوگی ظاہر ہی کہ وہ سنت کو مٹا دیگی چنانچہ مولوی قطب الدین خان صاحب نے
بہی مظاہر الحق مین اس حدیث کی ترجمہ مین لکہا ہی نہین نکالی کسی قوم نی بدعت یعنی جو بد(عت)
کہ مزاحم سنت کی ہو دیکہیے اس حدیث مین بہی ان لوگون کی علما مستندین ہی خاص اوسی
بدعت کی برائی ثابت ہوئی جو مخالف سنت ہو باقی رہی حدیث تفترق امتی علی ثلث و سبعین
ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی میری امت مین تہتر ۷۳
فرقی ہونگی سب آگ مین جائینگی مگر ایک لوگون نی پوچہا وہ کونسا فرقہ ہی فرمایا جس ملت پر مین ہون
اور میری اصحاب سو مراد اس سی یہ نہین کہ کوئی عمل جزئیہ بخصوصہ اگر آپ نی یا اصحاب نی نہین کیا
تو اوسکا کرنیوالا فی النار ہوگا اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ مدرسہ نہ آپنی کیا نہ اصحابنے [illegible]

مدرسہ بہیئت کذائیہ کرنیوالا مستحق نار ہو معاذ اللہ بلکہ مراد یہ ہی کہ جو آپکی اور آپکی صحابہ کے اصول مین نہ ہو
اوسکی مخالف جو ہوگا وہ فی النار ہوگا اور احداث بدعت حسنہ مخالف اصول نہین بلکہ جناب رسالت مآب
نی خود من سن سنۃ حسنۃ فرماکر ترغیب ایجاد اعمال حسنہ کی دی ہی جیسا کہ آگی آویگا انشاء اللہ تعالی
اور اسیطرح اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے بہت امور خیر ایسی کہ زمان نبوت مین نہ تہی ایجاد فرمائی
اور اطلاق احداث حسن اور نعمت البدعۃ وغیرہ کا کیا پس جو لوگ مولد شریف یا فاتحہ بہیئت کذائیہ
کرتی ہین وہ اس احداث حسن مین خاصی طرح مصداق ما انا علیہ واصحابی کی ہین کہ آپ اور آپکی
صحابہ نے احداث حسن کی اجازت دی اور ہم بہی اونہی کی طریقہ پر قدم بقدم احداثات حسن کو
جائز رکہتی ہین فیا اخی خذ ما آتیک وکن من الشاکرین بعض مانعین کہتی ہین کہ مخالف سنت
احداث کرنی سی مراد یہ ہی کہ جس کام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا وہی کام مخالف سنت
اور بدعت اور مکروہ ہی اوسکا احداث نکرنا چاہی اور صحابہ نی جن امور پر انکار کیا ہی وہ سب
امور خیر تہی اونمین کوئی بات سوا اسکی نہ تہی کہ ہیئت اونکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین پائی
گئی مثلا عبد اللہ ابن مسعود نی ایک جماعت ذکر کرنی والون کو مسجد سی نکالدیا بہیئت خاصہ
جدیدہ پر انکار تہا ورنہ اصل ذکر اللہ خود مامور بہ ہی اور حضرت علی نی قبل نماز عید نفل پڑہنی سے
منع فرمایا حالانکہ خود نماز منہی عنہ نہین حضرت عبد اللہ ابن عمر نی نماز چاشت جو اونکی شروط کی
موافق اداکو ثابت نہوئی تہی بدعت فرمایا اور اسیطرح قنوت جو اونکی زمانہ مین پڑہتی تہی اوسکو
بدعت فرمایا انتہی تو ہم مین کہتا ہون اگرچہ یہ تقریر موافق مشرب قائلین قول چہارم
کی ہی لیکن بعض آدمی اور بہی بیخبری سی یہ بات کہنی لگتی ہین جواب اسکا یہ ہی کہ جو امر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا اوسکو مخالف سنت ومکروہ وبدعت کہنا صحیح نہین ہان البتہ جسمین سے
نص شارع ساکت ہو اوسکو مخالف شرع نہین کہتی ہین دار قطنی نی ابی ثعلبہ سے روایت کی کہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ اللہ تعالی نی فرض فرمائین بعض چیزین اونکو ضائع مت کرو اور حرام
ٹہرائین بعض چیزین اونکی حرمت مت توڑو اور باندہی ہین حدین اون حدون سی آگی مت بڑہو

اور سکوت فرمایا بعض چیزون سی دانستہ اونمین بحث مت کرو یہ حدیث مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی اور حضرت ابن عباس نی ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالی نی حلال کردیا وہ حلال ہی اور جو حرام
کردیا وہ حرام ہی اور جسمین سکوت فرمایا اور کچھ بیان نہین کیا وہ معاف مین ہی یعنی اوسپر اللہ تعالی کی
طرف سی مواخذہ نہوگا یہ مشکوۃ کی باب اکل الاکل مین ہی ان احادیث سی علمانی ایک اصل عظیم پیدا کی ہی کہ
اصل اشیا مین اباحت ہی پس معلوم ہوا کہ جس چیز مین اللہ و رسول کی طرف سی سکوت ہو اوسکو مباح
جاننا چاہیئی نہ بدعت ومکروہ وحرام اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب مصفی شرح موطا الکبیح قبل
عید مین لکہتی ہین مطبوعہ صفحہ ۱۷۰ کہ ماخذ دیگران استصحاب مشروعیت اصل صلوۃ است نیافتن دلیلی کہ
دلالت کند بر منع زیرا کہ نکردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غیر حالت دلالت بر کراہت نمی نماید
ترک فعل خیر نزدیک حضور دواعی آن دلیل کراہت میتواند شد انتہی اسمین خلاصہ شاہ ولی اللہ صاحب نی
کہولکر فرمادیا کہ باوجود موجود ہونی دواعی کی بہی اگر کسی فعل خیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرین
پہر دلیل کراہت کی نہین ہو سکتی انتہی اور وہ جو علما حنفیہ بعد طلوع فجر نوافل مین کراہت ثابت
کرتی ہین اوسمین علت اور ہی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پر بہت حریص تہی جعلت
قرۃ عینی فی الصلوۃ اور اوقات مین یہ بات دیکہی کہ نماز بعض اوقات مین جائز اور بعض
مین نہین بنا علیہ علما نی باوجود اس حرص کی پہر ابدا کبہی نہ پڑہنا نوافل کا اسوقت مین وجہ کراہت
اسوقت کی ٹہرائی الحاصل یہ بات علی العموم صحیح نہین کہ جو فعل خیر آپ نی نکیا وہ بدعت اور مخالف
سنت ہوتا ہی حق الامر یہہ ہی کہ مخالف سنت بدعت وہی امر ہوگا جو امر و نہی شارع کی خلاف
ہوگا اسطرح کا امر جو کوئی احداث کریگا وہ داخل ارشاد من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہو رد ہوگا
اور وہ فعل مکروہ وبدعت وضلالت کہلائیگا امام حجۃ الاسلام غزالی رح احیاء العلوم جلد دوم
صفحہ ۲۱۷ مین فرماتی ہین وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما یحکم باباحتہ
منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماثورا بہا ولم ینقل النہی عن شیء من ہذا
واضح ہو کہ اس مقام مین حجۃ الاسلام نی بیان فرمایا ہی کہ جبتک فی الحال جدید صادق مین کبراہت ...

تو آبدی کہ جماعت اوسکی موافقت مین کہڑی ہوجاتی اور اسیطرح اگر یہ عادت جاری ہوجاتی کہ جب

وہ کسی عالم [illegible] تو سب اپنا اپنا الگ کردین یا اوسکا کپڑا بدن سی الگ ہوجاتی تو لوگ بہی وہ کپڑا

اپنی بدن سی اوتار دالدین اوسکی موافقت مین سو یہ امور البتہ حقوق صحبت اور حسن معاشرت مین داخل ہین اگر

کوئی یہ کہی کہ یہ تو بدعت ہی صحابہ سی منقول نہین ہم کہینگے کہ بہتیری مباح امور صحابہ سی منقول نہین

اور یہ ایسی بدعت کا ہی جو شارع کی کسی سنت ماموربہا کو اٹہا دے نقل نہین کی گئی کسی چیز کی لئی

ان اشیاء مذکورہ سی نہی اور یہ سب موافقت کی ہی انتہی آب دوسرا مقام اسی جلد احیاء العلوم [illegible]

مین ملاحظہ فرمائیی الاحمر والسواد فلیس بمکروہ ولکنہ لیس بمحبوب فان احب الثیاب الی اللہ تعالی

البیض ومن قال انہ مکروہ وبدعۃ اراد بہ انہ لم یکن معہودا فی العصر الاول ولکن اذا لم یرد فیہ نہی

فلا ینبغی ان یسمی بدعۃ ومکروہا ولکنہ ترک الاحب فرمایا امام غزالی حجۃ الاسلام نی کہ فقط سیاہ

لباس پہننا مکروہ نہین لیکن محبوب بہی نہین اسلئی کہ محبوب اللہ تعالی کی نزدیک سفید لباس ہی

اور جسنی یہ کہا کہ مکروہ اور بدعت ہی مراد اوسکی یہ ہی کہ عصر اول مین اوسکا دستور نہ تہا لیکن جبکہ

اوسمین نہی شارع سی وارد نہین تو اسکو بدعت مکروہ نہ کہنا چاہیئی ہان ترک احب ہے یعنی اسواسطی کہ

احب الی اللہ تعالی سفید لباس ہوتا ہی دونون مقام کی تقریرین حضرت حجۃ الاسلام کی صاف

بیان کرتی ہین کہ صدر اول مین مستور ہونا یا منقول ہونا سبب بدعت وکراہت کا نہین ہو سکتا

جبتک صریح نہی شارع کا مستوجب نہو بس جمیع اہل اسلام کو جاننا چاہیئی کہ حدیث من احدث فی امرنا

[illegible] مین جو شارحین حدیث لکہہ رہی ہین کہ نکالنا اوس چیز کا جو مخالف کتاب وسنت کی ہو

پر انہیں اوسکی صاف یہی معنی ہین کہ جس چیز کی نہی کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ مین موجود نہین

اوسکا نکالنا برا نہین اور جسکی نہی موجود ہی وہ ایجاد اور احداث مردود ہی اور وہ نظیرین

صحابہ کی جنکو معترضین پیش کرتی ہین اونمین یہ ہی بات ہی کہ صحابہ نی اپنی نزدیک انکو مقابل

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجہا تہا مثلاً حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا انکار فرمانا اوسکی

روایتین دو طرح پر ہین ایک اسطرح اخرج الطبرانی بسندہ عن قیس بن حازم قال ذکر لابن مسعود

قاص یجلس باللیل ویقول للناس قولوا کذا [illegible] الحدیث اس حدیث مین [illegible]

قصہ گوئی کی بدعت [illegible] اور [illegible] قصہ گوئی کی [illegible] ایسا

کہو ایسا ہی خبر عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ وہان تشریف لیگئی [illegible]

کہ یہ بدعت نکالی ہی [illegible]

جمع کرنا قصہ گوئی کی واسطی بخلاف شرع تہا [illegible] صحابہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ گویون کو [illegible] اصل قصہ بیان کرتی [illegible]

چنانچہ شاہ ولی اللہ [illegible] القصص [illegible]

کان الصحابۃ ینکرون علی ذلک [illegible]

مین ہی ولا قصص [illegible]

مین فرماتی ہین وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم [illegible]

صحیح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاص ایسا ہی قصہ گو تہا [illegible]

لوگون سی درمیان مین ذکر اللہ ہی کراتا جاتا وہ ہرگز منع نہ تہا [illegible]

فی المجلس وصلوا علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام [illegible]

اور دوسری روایت اسطرح پر ہی کہ وہ لوگ ذکر اللہ جہرا کرتی تہی [illegible]

اسکی وجہ یہ ہوئی ہی کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جہر کو مخالف شرع سمجہتی تہی [illegible]

سی روایت آتی ہی اور بعضی جہر قرآن کی آیت سی [illegible]

اور حدیث کتاب الجہاد بخاری کی جو ابو موسی اشعری سی روایت ہی پیش کرتی ہین کہ [illegible]

صحابہ بلند آواز سی لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا [illegible]

لا تدعون اصم ولا غائبا انہ معکم انہ سمیع قریب یعنی نرمی کرو اپنی جانون پر تم کسی بہری اور غائب کو

نہین پکارتی وہ تمہاری ساتہ ہی وہ سنتا ہی پاس ہی اس سی بعض صحابہ یہ سمجہی کہ ذکر [illegible]

اسی بنا پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نی ان لوگون کو منع فرمایا [illegible]

وانما ارادوا بذلک لئلا تشتبہ بصلاة الفرض فيعتقد الناس وجوبہا الى آخرہ ان عبارت تو نسی صاف ظاہر
ہو گیا کہ اگر نماز چاشت پر انکار ہوا ہی تو وہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دائمی اور اندیشہ اشتباہ
فرایض و نوافل کی سبب تہا بناء علیہ یہ سمجہنا معارضین کا کہ یہ انکار فقط عدم ثبوت کی سبب تہا بالکل مخدوش
وساقط الاعتبار ہو گیا **چوتھا انکار** حضرت عبد اللہ ابن عمر کا قنوت پر جو اونکی زمانہ مین لوگ
پڑہتی تہی آپنے اوسکو بدعت فرمایا جواب اوسکا یہ ہی کہ قنوت صبح کی نماز مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ایک مہینہ پڑہا تہا پہر چہوڑ دیا وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ اب ائمہ دین مین
اختلاف پڑا بعضون نی کہا کہ چہوڑ دینا واسطے بیان جواز کی تہا نسخ ہونا اس سی ثابت نہین ہوتا اور جس کام
کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا اوسکو بدعت نہین کہہ سکتی اور بعضون نے کہا کہ جب آپ نی چہوڑ دیا تو منسوخ ہو گیا
والعمل بالمنسوخ لا یجوز اتفاقا اور دار قطنی نی روایت کیا سعید ابن جبیر سی وہ کہتی ہین مین شہادت دیتا
ہون کہ مینی سنا حضرت ابن عباس کو یہ فرماتی ہوئی ان القنوت فی صلاة الفجر بدعة ذکرہ الزرقانی
اور علامہ عینی شرح ہدایہ صفحہ ۱۳۵ مین لکہتی ہین وکان احد من روی ایضا عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ثم اخبرہم ان اللہ عز وجل نسخ ذلک حتی انزل علی رسولہ علیہ السلام لیس
لک من الامر شیء الآیہ فصار ذلک عند ابن عمر منسوخا فلم یکن ہو یقنت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکان ینکر علی من یقنت انتہی تحقیقات متقدمہ سی ثابت ہو گیا کہ حضرت عبد اللہ کی ہمعصر یا صحابہ تہی یا
تابعین وہ قنوت پڑہتی تہی وہ بہی اپنی طرح پر استدلال قایم کرتی تہی اور منسوخ نہین سمجہتی تہی اور حضرت
عبد اللہ ابن عمر نی جو اوس قنوت کو منع کیا تو اونہون نی منسوخ سمجہا اور منسوخ پر عمل بالاتفاق خلاف
شرع اور ناجائز ہی کیونکہ جو عمل پہلی مامور بہ تہا وہ منسوخ ہونیسی منہی عنہ ٹہر گیا بنا علیہ حضرت ابن عمر کے نزدیک
اوسکا پڑہنا مقابل نہی متصور ہو کر بدعت ٹہرا ہمارا دعوی بہی یہی ہی کہ جو مخالف امر و نہی شارع کی احداث
ہو گا وہی بدعت ضلالت ہو گا اور نہین تو نہین اور اگر یہ حضرات اسی بات پر سمجہا وینگی کہ جو کام حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی جس ہیئت سے نہین کیا وہی مخالف سنت اور بدعت ضلالت ہی تو بہت سی کام انکو
چہوڑنی پڑینگی **از انجملہ** عیدگاہ مین منبر بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین قسطلانی مواہب لدنیہ مین

روایت کرتی ہین ابن خزیمہ سے خطب علیہ الصلاة والسلام یوم عید علی رجلیہ وہذا یشعر بانہ لم یکن فی المصلی
فی زمانہ علیہ السلام منبر ووقع فی المدونة للامام مالک ان اول من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان
ابن عفان پس جبکہ حضرت نی عید کا خطبہ پڑہا عیدگاہ مین منبر پر پہر خلیفہ اول و دوم نی بہی نہ پڑہا حضرت
عثمان کی دورہ مین منبر اینٹ اور مٹی سی کثیر ابن صلت نی تیار کیا اور حضرت عثمان نی خطبہ عید اوسپر
پڑہا پس چاہیی کہ منکرین منبر عیدگاہ کو بہی اوڑا دین اور چاہیی تہا کہ صحابہ بہی انکار فرماتی کیونکہ اس
حیثیت سی منبر عیدگاہ آپکی عہد ہدایت مہد مین نہ تہا **اور اسیطرح** چاہیئے کہ اذان اول جمعہ کو
بہی مانعین بالکل موقوف کر دین اسلئے کہ بروایت صحیح بخاری ثابت ہی کہ پہلی ایک اذان ہوا کرتی تہی یعنی
جسوقت امام منبر پر بیٹہتا ہی یہ دستور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا اور یہی عہد خلیفہ اول و دوم مین ہی
بعد ازان جب آدمی زیادہ ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نی ایک اذان سب سے اول زیادہ فرمائی اور
حکم دیا کہ مقام زوراء پر جو خارج مسجد سی بازار مین ایک مقام اونچا تہا وہان ایک اذان کہا کری
اور شرح مواہب لدنیہ زرقانی صفحہ ۲۵۴ مین ہی کہ ہشام ابن عبد الملک نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی اسی برس بعد حکم دیا کہ یہ اذان اول محدثہ عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کی اندر کہی جائی چنانچہ ابتک یہ ہی
مروج ہی کہ اذان اول بہی مسجد مین کہی جاتی ہی اور اذان ثانی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت
مین تہی وہ بہی خطیب کے سامنے کہی جاتی ہی اور بعد اتمام خطبہ تکبیر کہی جاتی ہی پہر اگر یہ ہی قاعدہ صحیح
ہی کہ جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا ہی وہی سنت ہی اوسکی سوا سب بدعت ضلالت ہی تو چاہیی
کہ پہلا اذان بہی معاذ اللہ ضلالت ہو حالانکہ یہ شرقا غربا اہل اسلام مین رائج ہی **اور اسیطرح** طواف
رخصت مین اولٹی پانون پہرنا فتاوی اور متون و شروح کتب حنفیہ مین یہ مسئلہ مندرج ہی کہ جب حاجی
رخصت کا طواف کری تو دعا کری اور روئی اور اولٹی پانو پیچہی پہری حالانکہ یہ اولٹی پانو پہرنا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین مگر کیا اسکو فقہ شامی نی باب الحج مین اور علامہ زیلعی نی اس
اولٹی پانون ہٹنی کی دلیل یہ بیان کی ہی ما العادة جاریة فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر
یعنی جب علامہ زیلعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت

جاری ہی تعلیم مین کچ بزرگونکی سامنی سی پشت دیکر نہین پہرتی پس بیت اللہ سی رخصت ہونی مین
بہی پشت دیکر نہ پہرنا چاہیی جو اسکا انکار کری وہ بیوجہ لڑنیوالا آدمی ہی اور کہا علامہ طرابلسی نی قد فعلہ
الاصحاب یعنی اصحاب مذہبنا پس اتباع فعل اصحاب مذہب اپنی کا کرکی فقہا حنفی حکم دیتی ہین اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تک اسکی اسناد نہین پہنچتی اور تعجب ہے کہ جو لوگ اعمال و اشغال مشایخ صوفیہ عمل مین لاتی ہین اور
تقلید شخصی کو واجب اور حق کو منحصر چار امام مین جانین اور اجماع امت کو درست جانین اور پہر یہہ بات زبان
پر لائین کہ بعد قرون ثلثہ جو کچہ حادث ہوگا وہ بدعت ضلالت و فی النار ہوگا معاذ اللہ یہ نہین جانتی کہ
یہہ جو کچہ حضرات صوفیہ کرام نی ایجاد فرمایا ہی مثل حبس نفس اور اذکار کی کیفیات مخصوصہ دو ضربی
سہ ضربی و چار ضربی اور اوضاع مخصوصہ قیام و قعود وغیرہ کی اور رگ کیماس کا دبانا اور تصور شیخ کرنا
علی ہذا القیاس دیگر امور کثیرہ جو کتب قوم مین مصرح ہین یہ ایجاد بعد قرون ثلثہ کی ہین حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انتباہ مین لکہتی ہین اگرچہ ادای است رابا و خامت در بعض امور اختلاف بود … است پس
صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن اول بصحبت و تعلیم تادب با داب و تہذیب نفس بود … نہ بخرقہ …
ودر زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت الی آخرہ اور مولوی
اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکہتی ہین محققان ہر وقت انرا کابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ
اند الی آخرہ اور حضرت مرشدی و مستندی دام اللہ ارشادہ ضیاء القلوب مین ارشاد فرماتے ہین ع
ذکر اسم ذات و لطائف ستہ از تجویز قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ … تہی
پس گیارہوین صدی تک کی ایجاد تو عبارات مذکورہ سی ثابت ہوئی اور تیرہوین صدی کی … اگی سجاتی ہی
اور اسیطرح تقلید کا یہ مسئلہ کہ تقلید شخصی واجب ہے اور حق منحصر مذاہب اربعہ مین ہی یہ بہی بعد قرون
ثلثہ حادث ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ تحریر فرماتی ہین اہل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی
التقلید الخالص علی مذہب واحد اور بعد اسکی چند سطر کی لکہا اذا وقعت لہم واقعۃ استفتوا فیہا ای مفتی وجدوا من
غیر تعیین مذہب معلوم ہوا کہ چوتہی صدی تک بہی لوگ تقلید خالص مذہب واحد پر مجتمع نہ تہی جب مسئلہ
پیش آتا کسی مفتی سی پوچھ لیتی بلا تعیین مذہب اور مولوی قطب الدین خان صاحب تقریر الحق مین تفسیر مظہری

نقل کرتی ہین اہل السنۃ والجماعۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب خلاصہ یہ کہ
افتراق مذاہب اربعہ قرون ثلثہ کی بہت بعد ہوا اور چوتہی صدی تک بہی وجوب تقلید شخصی پر اجماع
نہوا تہا جس مذہب والی سی چاہتی تہی مسئلہ پوچھکر عمل کرلیتی تہی اور ظاہر ہی کہ چار اماموں مین حضرت
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ بہی ہین اونکی وفات دوسو اکتالیس مین ہوئی اور وہ تبع تابعین مین
نہین صاحب تقریب نی اونکو طبقہ عاشرہ مین لکہا ہی تو ظاہر ہی کہ انکی اجتہاد پر فتوی دینی والی اور حق کو منحصر
چار مین کرنیوالی انسی بہی بعد مین ہوئی اور اسیطرح مسئلہ اجماع کا کہ کسی اصولی نی تصریح نہ فرمائی کہ
اجماع بعد قرون ثلثہ کا کذب و بدعت ہوگا کتاب تمہید مین حضرت امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ
لکہتی ہین اجماع الامۃ معتبرۃ بالاجمال لا بالتفصیل بدلیل قولہ تعالی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکو
نوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا ولم یفصل بین الصحابۃ رضی اللہ عنہم وغیرہم والاستثناء عامۃ
تتناول الکل من الاول الی الاخر اس سی ظاہر ہوا کہ صحابہ سی لیکر آخر امت تک جس طبقہ کی اہل اسلام
کسی بات پر اجماع کرینگی وہ معتبر ہوجائیگا اوسکو بدعت ضلالت نکہا جائیگا پس جو لوگ قائل ہین
کہ قرون ثلثہ کی بعد جو کچہ ہوگا وہ کذب و ضلالت ہی ہوگا اونپر یہ مسائل … اور نظیرین سخت
مشکل پڑینگی یہہ کیا کہ جن مسائل کی خود عامل ہورہی ہو حالانکہ وہ بہی بعد قرون ثلثہ کی محدث
ہوئی ہین انکو مستثنی کرکی اوروں … کو متعصب کہ رہی ہو اور فاتحہ اموات و مولد شریف کو معاذ اللہ
ضلالت محض کہہ رہی ہو یہ بڑی بی انصافی ہی اور ہم پر کچہ اشکال نہین پڑتی کہ ہم ان سب امور کو بلا
فرق تسلیم کر رہی ہین کیونکہ یہہ امور مخالف کسی امر و نہی شارع کی نہین اور ہماری اصول کی موافق
بعض بدعتین کچ واجب بہی ہوتی ہین کما تقدم منا ویاتی قریبا الحاصل یہانتک جس قدر نظائر و مثال مذکور ہوئی
ان سب سی خلاصہ یہہ نکلا اور جسکی بصیرت قلبی پر غشاوہ تعصب و عناد نہین اوس مرد مبصر پر مثل صبح صادق
روشن ہو گیا کہ حدیث شریف من احدث فی امرنا مین مراد احداث مخالف ہے اور مخالف سی مراد
مخالف امر و نہی شارع اور ہرگز قید زمانہ کی اسمین ماخوذ نہین اب دوسری حدیث شریف
ہدیہ ناظرین حق طلب کرتا ہون وہ یہ ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ کتب لہ مثل

اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورہم شئ یہہ صحیح مسلم کی حدیث ہی اسکی معنی اپنی طرف سی نہین لکھتا ہون مجمع البحار
اور شرح مسلم امام نووی کی یہ دو کتابین ان لوگونکی پیشواؤنکی نزدیک بہی نہایت معتبر اور مستند ہین غرض کہ
ان دونو کتابونمین اس حدیث شریف کی معنی یہ لکھی ہین کہ جسنی جاری کیا اسلام مین طریقہ نیک پھر اوسکی بعد اوس
طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جاویگا اوس شخص کیواسطی اوسقدر اجر اور ثواب کہ جسقدر سب عمل کرنے والونکو
اوسکی بعد ہوگا اور اون لوگونکی ثواب مین سی کچھہ کاٹ کر اوسکو نددینگی بلکہ اللہ تعالی دونونکو اپنی خزانہ
لاانتہا ہی سی ثواب دیگا اور وہ طریقہ جو اوسنی جاری کیا ہی خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اوس سی پہلی ایجاد
کیا گیا تہا لیکن کسی سبب سی بند ہو گیا تہا اسنی پھر اوسکو جاری کردیا یا یہ کہ پہلی اس سی وہ طریقہ ایجاد ہی
نہین ہوا تہا اسنی خود اپنی طرف سی اوسکو ایجاد اور جاری کیا اور وہ طریقہ خواہ تعلیم کسی علم کی ہو یا عبادت
ہو یا طریقہ ادب کا ہو مجمع البحار کی جلد دویم صفحہ ۱۴۷ - اور شرح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ مین یہ مضمون مرقوم
ہے دیکھی جسکا دل چاہی اس حدیث کی لانی سی ہماری دو مطلب ثابت ہوی ایک تو یہ کہ بدعت حسنہ کا برا ہونا
تو کیا بلکہ اوس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی وعدہ ثواب کا دیا ہی اور ثواب بہی کیسا کہ جب وہ
آدمی مرجائیگا اور اوسکی بعد دوسری خلق اللہ اوس پر عمل کرینگی تو بعد موت بہی اون سبکے برابر اوسکو
ثواب پہنچتا رہیگا یہی وجہ ہی کہ علماء شریعت نی طرح طرحکی اصول اور قواعد واسطہ تہذیب علم ظاہر دین
کی ایجاد کئی اور اولیاء طریقت نی قسم قسم کی مجاہدات اور اشغال بعد قرون ثلثہ واسطہ تزئین اور تصفیہ
قلب کی پیدا کئی رحمۃ اللہ علیہم وعلینا اجمعین اسیواسطہ لکھا شامی شارح درمختار نے اوائل جلد اول مین کہ یہ
حدیث قواعد اسلام سی ہی اور یعنی اس حدیث کی ان الفاظ سی لکھی ہین کل من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ
مثل اجر کل من یعمل بہ الی یوم القیمۃ دوسرا مطلب اس حدیث سی یہ نکلا اس بدعت حسنہ کی ایجاد مین بہی
وہی لفظ من جو عربی زبان مین ایک عام لفظ ہی ارشاد فرمایا یہہ نفرمایا کہ جو قرون ثلثہ مین کوئی آدمی
طریقہ حسنہ جاری کریگا اوسکو ثواب ہوگا اور جو بعد مین کریگا اوسکو عذاب ہوگا اور وہ بدعتی ہوگا
فی النار ہوگا نعوذ باللہ منہا بلکہ یون ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جب کبہی طریقہ نیک جاری کریگا تو ثواب ہوگا
چنانچہ علامہ شامی نی بہی من سن سنۃ حسنۃ کی معنی وہی کلی عام کئی ہین یعنی اوسنی لکھا ہی وکل من

ابتدع شیئا الی آخرہ اور یہی مولوی اسحق صاحب نی بہی مایہ مسائل مین لکھا ہے سوال بدعت حسنہ
محدود ہست بوقت من الاوقات یا غیر محدود ہست الی یوم القیامہ جواب غیر محدود ہست عند القائل
بتقسیمہا الحدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ الی آخرہ دیکھو سائل نی سوال کیا تہا کہ بدعت حسنہ کی
کوئی قید ہی وقت یا زمانہ کی کہ فلانی زمانہ تک تو ایجاد بدعت حسنہ کا جایز ہی اور فلانی زمانہ مین
نہین جایز یا یہ بات کہ کچھہ قید نہین بلکہ ایجاد اوسکا جایز ہی قیامت تک کسی زمانہ مین ایجاد ہو اور
کوئی ایجاد کری اسکا مولوی اسحق صاحب نی جواب دیا کہ غیر محدود ہی یعنی زمانہ کی کچھہ قید نہین قیامت
تک بدعت حسنہ جایز ہی باقی رہی یہ بات کہ عند القائل بتقسیمہا کی قید کیون لگائی ہی یہ بات کچھہ
موجب وحشت نہین تین وجہ سی ایک یہ کہ جو بدعت کی تقسیم نہین کرتی وہ بدعت حسنہ کو سنت مین داخل کرتی ہین
پس بدعت حسنہ کا لفظ وہی کہیگا جو قائل تقسیم بدعت ہوگا جو تقسیم کا قائل نہوگا وہ بدعت حسنہ کو سنت کہیگا دوسری
وجہ یہ کہ جب اونکی سند مین حدیث صحیح لکھدی تو وہ قائلین بلا اعتبار مین ٹہر گئی اور صحت اونکی قول کی مسلم ہوگئی
تیسری یہ کہ جب مولوی صاحب نی یہ فرما دیا کہ جو قائل ہین تقسیم بدعت کی اونکی نزدیک قیامت تک بدعت
حسنہ جائز ہی اب ہم تمکو بتلادینگی بدعت حسنہ کو کس کس نی جائز کیا ہی پس جان لیجو کہ ان سب مفتیان
دین کی نزدیک تا قیامت بدعت حسنہ جایز ہی کچھہ قرون ثلثہ پر حصر نہین ہے

اقوال فقہا و محدثین اس باب مین کہ سیئہ اور ضلالت وہی بدعت ہی جو مخالف قران و حدیث و اجماع کی ہی اور جو بدعت ایسی نہین وہ درست ہی

سیرت حلبی وغیرہ کتب
مشہورہ معتبرہ مین ہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ
الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ اسی مضمون کو بیہقی نی بہی سا ہا اسناد
اپنی کی امام شافعی سی روایت کیا ہے کہ بدعت دو طرح ہی مذمومہ اور غیر مذمومہ مولوی اسمعیل صاحب نی
تقویۃ الایمان کی دوسری حصہ مسمی بہ تذکیر الاخوان مین فرمایا ہی جو مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی
نکالا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس یہہ قول شافعی بالضرور مسلم ہونا چاہیئی کیونکہ یہہ مجتہد ہین اور مجتہد کا حکم
نکالا ہوا سنت مین داخل ہی بقول مولوی اسمعیل صاحب دوسری یہ کہ یہہ خیر القرون مین ہین تیسری یہ کہ دہ

خاص عربی ہین عرب کی لغت اور صحابہ اور تابعین کے محاورات اور حدیث کی اصطلاحات کے جاننی
والی ہین بناءعلیہ جسقدر حدیثین بدعت کی مذمت مین آتی ہین موافق تفسیر امام شافعی اونکو محمول نہین مع عنوان پر
کرنا چاہئی جو خلاف کتاب و سنت ہین اور محققین علما محدثین و فقہای ین نی اسی پر عمل کیا اور فتوی دیا ہے
از انجملہ حجۃ الاسلام امام غزالی نی احیاء العلوم کی جلد ثانی مین فرمایا ہی انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً بہا
یعنی وہی بدعت منع ہی جو مٹاتی ہو کسی ایسی سنت کو جسکی قایم رکہنی کا ہمکو حکم ہی اور جلد اول احیاء العلوم مین
فرماتی ہین ولا یمنع ذلک من کونہ محدثاً فکم من محدث حسن یعنی یہہ منع نہ کیا جاویگا بسبب نئی بات ہونیکی
اسلئی کہ بہتیری نئی باتین نکلی ہوئی نیک ہین انتہی اور کہا علامہ امام صدر الدین شافعی نی یکرہ البدع اذا
راغمت السنۃ اما اذا لم تراغمہا فلا یکرہ اور شمنی وغیرہ محققین نے بدعت سیئہ مذمومہ کی تعریف اسطرح فرمائی ہی
ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ و استحسان وجعل
دیناً قویماً و صراطاً مستقیماً دیکہئی اسمین قید مخالفت لی ہی اور کسی زمانہ قرون وغیر قرون کو نہین لیا بلکہ یہ قرار دیا
کہ ہمکو جو دلائل شرع کتاب و سنت و اجماع و قیاس وغیرہ امور حقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی پہنچی ہین اونکی خلاف اور اونکی
منافی والی چیز جو ایجاد ہوگی وہ بدعت سیئہ ہی بشرطیکہ بباعث شبہہ کی وہ مخالف بات ایجاد ہو یہ اسلئی کہ
فقیہ شامی نی لکہا ہی اگر براہ عناد کوئی مخالف امر قطعیہ کی ایجاد کریگا وہ قطعاً کافر ہی خلاصہ یہ ہی کہ جو
چیز مخالف ایجاد ہوگی وہی بدعت سیئہ ہی اور مخالفت کی تحقیق ہم اوپر کر چکی اور جو نئی چیز مخالف نہین وہ
حسنہ ہی خواہ کبہی ایجاد ہو وی اور علامہ ابن اثیر نی جامع الاصول مین لکہا ہو الابتداع ان کان فی خلاف
ما امر اللہ بہ و رسولہ فہو فی حیز الذم والانکار وان کان واقعاً تحت عموم ما ندب الیہ وحض علیہ رسولہ فہو فی حیز المدح
وان لم یکن مثالہ موجوداً کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فہذا فعل من الافعال المحمودۃ لم یکن الفاعل
قد سبق الیہ فلا یجوز ان یکون فی ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی
ذلک ثواباً فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا وقال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان
علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ الی آخرہ اس سی بہی یہ ثابت ہوا
جو مخالف شرع ایجاد ہو وہ بدعت سیئہ اور جو مخالف نہو وہ بدعت محمودہ اور حسنہ اور فتاوی عالمگیری کی جلد

خامس مین ہی وکم من شیء کان احداثاً وہو بدعۃ حسنۃ اور شیخ عز الدین بن عبد السلام نی آخر کتاب القواعد
مین فرمایا ہی البدعۃ اما واجبۃ کتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمۃ کمذہب الجبریۃ
والقدریۃ واما مندوبۃ کاحداث المدارس وکل احسان لم یکن فی العہد الاول واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد یعنی
عند الشافعی واما عند الحنفیۃ فمباح واما مباحۃ کالتوسع فی لذائذ الماکل والمشارب اور تقسیم بدعت کی کہ بعضی بدعتین
واجب ہین اور بعضی حرام اور بعضی مستحب یعنی ثواب کی مستحق اور بعضی بدعتین مکروہ ہین اور بعضی مباح یعنی
اونکی کرنی مین نہ ثواب نہ عذاب پس یہ تقسیم بدعت پانچ قسم پر مسلم اور قایم رکہی ہی علامہ برکلی نی طریقہ محمدیہ
مین اور مناوی نی شرح جامع صغیر مین اور ملا علی قاری حنفی نی مرقات مین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی
نی اشعۃ اللمعات مین اور سید جمال الدین محدث نی حواشی مشکوۃ مین اور علامہ ابن حجر نی اور علامہ ابن
عابدین نی شرح در مختار کی بحث امامت مین جب یہ قاعدہ مسلم ہو چکا اب چند مسئلہ جو اس قاعدہ پر
متفرع ہی لکہتا ہون **مسئلہ اولی** علامہ شرنبلالی نی حاشیہ درر غرر فقہ حنفی مین لکہا ہی کہ نیت نماز کی اصل
دل سی ہوتی ہی اور مونہہ سی ادا کرنا اوسکا مستحب ہے عبارت اوسکی یہ ہے والتلفظ بہا مستحب یعنی طریق
حسن اختارہ المشایخ لا انہ من سنۃ لانہ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طریق صحیح ولا ضعیف ولا عن
احد من الصحابۃ والتابعین ولا عن احد من الائمۃ الاربعۃ بل المنقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی
الصلوۃ کبر فہذہ بدعۃ حسنۃ اب غور سی علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکہنی چاہئی کہ یہ بات ہ مگر کہ نیت زبان سے
کہنی حضرت سی اور صحابہ سی اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہین باوجود اسکی حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے
مستحب ہے اور واضح ہو کہ ائمہ مجتہدین مین امام احمد بہی مین اور وہ نہ تابعی نہ تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے علم انہو
نے سیکہا ہی کما فی التقریب جب یہ ولسی بہی یہ تلفظ بالنیت منقول نہین تو ظاہر ہوا کہ قرون ثلثہ کی بعد اسکا
ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بعد قرون پر یہ ہی کہ شرنبلالی نی لکہا ہی تلفظ بالنیۃ کو اختیار مشایخ اور
مشایخ وہ متاخرین علما مین جو امام اعظم کی شاگردوں کا دورہ تمام ہونیکی بعد ہوی ہین در مختار مین لکہا ہی
زبان سے نیت کرنیکو کہ یہ ہماری علما کی سنت ہی شامی نی لکہا کہ یہ طریقہ حسنہ ہماری علما کا ہی اس سے
بہی ظہور تلفظ بعد قرون ظاہر ہوتا ہی اور فقیہ حلبی نی شرح کبیر منیہ مین اسطرح لکہا ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین سے

بہی ثابت نہین اسکی بعد یہ لکہا ہی وہذہ بدعۃ لکن عدم النقل مع کونہ بدعۃ لا ینافی کونہا حسنا یعنی اسکی بدعت
ہونے سی یہ لازم نہین آتا کہ یہ نیک نہو اب دیکہیے علمای دین اسکو بدعت مان کر پہر بہی اسکو حسن اور نیک
فرما رہی ہین اور اوسکا حکم دی رہی ہین اور یہ علما فریقین کی مسلم الثبوت ہین اور فتاوی قاضی خان
مین ہی فان قصد وذکر بلسانہ کان افضل اور ملتقی الابحر مین ہی وضم اللفظ الی القصد افضل اور ہدایہ
مین ہی وحسن ذلک لاجتماع العزیمۃ اور یہی کافی مین ہی اور درر غرر مین ہی والتلفظ بہا مستحب یہ
کتابین ہین جو علما مذہب حنفی کی نزدیک نہایت درجہ کی معتبر ہین اب شافعی مذہب کو سننا چاہیی علامہ
قسطلانی مواہب لدنیہ مین شافعی مذہب بیان کرتی ہین والذی استقر علیہ اصحابنا استحباب النطق بہا اور
غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہی وہ حنبلی تہی بیان وضو مین لکہتی ہین ینوی الطہارۃ برفع
الحدث محلہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلبہ کان قد اتی بالافضل الحاصل یہ عمل یعنی
نیت زبان سی کرنی اس قسم کی بات ہی کہ تمام ہندوستان اور فارس اور عرب وغیرہ مین جاری ہی
علامہ شامی نی لکہا ہی قد استفاض ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عامۃ الامصار اور براہین قاطعہ
گنگوہی مین بہی صفحہ ۱۴۳ پر تلفظ بالنیت کو مستحسن مان لیا عبارت یہ ہے (اور نیت کا لفظ جو بدعت ہینوا
تو اسکی دلیل جواز کی موجود تہی کہ حج مین تلفظ نسائی حدیث مین وارد ہوا ہی الی آخرہ) حال اس
استدلال کا سب صاحبون کو محفوظ رکہنا چاہیی کہ کار آمد ہی اصلی کہ حج مین جو تلفظ ماموربہ اور
معمول بہ عند الفقہا رہی وہ یہ ہی اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی یعنی یا الہی مین حج کا ارادہ
کرتا ہون سو آسان کیجیو مجہپر اوسکو اور قبول کیجیو مجہسے چنانچہ ہدایہ و وقایہ و درمختار وغیرہ مین موجود ہی
پہر بعض علمانی نماز مین بہی تجویز کیا کہ کہا جاوی اللہم انی ارید ان اصلی صلاۃ کذا فیسرہا لی وتقبلہا منی لیکن
رد کیا اسکو جمہور علمانی کہ حج مین مشقت اور صعوبتین پیش آتی ہین اور یہ صرف تلفظ مستحب ہے نماز مین کیا صعوبت ہے
جو دعا کی جای یا الہی ارادہ کرتا ہون نماز کا سہل کر دیجیو مجہپر بنا علیہ نیت نماز کا یہ تلفظ مخدوش رہا جیسا کہ
فقیہ شامی نی لکہا ہی بلکہ یہ ٹہرا کہ نویت فجر الیوم وظہر الیوم وغیرہ کہا جاوی اور کثرت سے جو مستفیض اور مشہور
جماعات اہل اسلام مین زبان زد ہر خاص وعام ہی وہ یہ ہی جو علامہ محمد ابن احمد زاہد الملقب بالزین نے ترغیب

الصلاۃ مین لکہا ہی نویت ان اصلی فرض الفجر الوقت رکعتین للہ تعالی وتوجہت الی الکعبۃ واقتدیت بہذا الامام
اور نیت سنتون کی اسطرح نویت ان اصلی سنۃ الفجر رکعتین للہ تعالی متابعۃ للرسول وتوجہت الی الکعبۃ چنانچہ
ہماری اضلاع مین بہی اسکی قریب عمل جاری ہی فرض مین کہتی ہین نیت کرتا ہون نماز کی واسطے اللہ تعالی کی
دو رکعت نماز فرض فرض اللہ تعالی کا وقت فجر کا منہ میرا طرف جہت کعبہ شریف کی اور سنتون مین بجای لفظ فرض
کی کہتی ہین سنت طریقہ رسول اللہ کا باقی بدستور اب دیکہیے قرون ثلثہ سی نہ یہ الفاظ نہ انکی سوا اور کچہ الفاظ نماز مین
ہرگز ثابت نہین ہوی حالانکہ تسلیم کر رکہا محققین اہل سنت نی انکو اور مولف براہین نی اسطرح تسلیم کیا کہ ان الفاظ
کی دلیل شرع مین موجود ہی یعنی حج مین تلفظ پایا گیا اب اس مقام سے مانعین یاد رکہین کہ بدعت حسنہ کی جواز کی
ایسی دلیل بس کرتی ہی کہ اگر خاص نماز مین منقول نہین تو حج ہی مین سہی گو وہ عبادت اور ہی اور یہ اور
پہر تلفظ مین بہی مطابقت شرط نہین حج مین اور ہی نماز مین اور پہر کیا وجہ ہی کہ اپنی مانی ہوئی بالتوفیق مین
ایسی ایسی دلیلین تسلیم کرین اور ہم جو اثبات فاتحہ ومیلاد شریف مین اس سی بہت اعلی دلائل پیش کرین وہ
غیر منظور ہون اسکا کچہ علاج نہین بجز اسکی کہ حق سبحانہ اپنی قدرت کاملہ سے شان ہدایت کا جلوہ دکہائی
مسئلہ دوسرا آخر چہٹی صدی مین جو محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اوسکو اجلہ علما اور اکابر فضلانی مستحسن سمجہا اور شریک
ہوئی اور امام نووی کی استاد ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نی اس محفل کو پسند کیا اور اسکو بدعت حسنہ قرار دیا اور یہ
فرمایا ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات و
اظہار الزینۃ والسرور الی آخرہ اور فرمایا ابن حجر محدث رحمۃ اللہ علیہ نی عمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک
ای بدعۃ حسنۃ کذا فی السیرۃ الحلبیۃ **مسئلہ تیسرا** آٹہوین صدی کی آخر مین جو تسلیم بعد اذان احداث
کی گئی اوسکو درمختار مین لکہا ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین وہو
بدعۃ حسنۃ یعنی سلام پڑہنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اذان کی سات سو اکیاسی سن ہجری مین ایجاد
کیا گیا اور یہ بدعت حسنہ ہی انتہی اور اسیطرح درمختار کی شارح شامی نی بہی اسکو مسلم رکہا اور نہر الفائق شرح
کنز اور قول بدیع سی یہ نقل کیا والصواب انہا بدعۃ حسنۃ یعنی ٹہیک یہی بات ہے کہ یہ سلام بعد اذان بدعت
حسنہ ہی دیکہی آٹہوین صدی تو قرون ثلثہ کی بہت بعد ہی اوسوقت کی نکالی ہوئی چیز کو بہی فقہانی بدعت

حسنہ کہا ہی اب دیکھنا چاہئی اقوال فقہا کو امام شافعی کی قول سی یہان تک یہ سب علما تقسیم ہونا بدعت کا فرما
حسنہ اور سیئہ کی ان کہی ہین اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ قرون ثلاثہ مین نکلی ہو یا بعد قرون سب کو مستحب اور مستحسن
فرما رہے ہین پس مولوی اسحق صاحب کی فرمانیکی موافق ان سب فقہا کی نزدیک بدعت حسنہ کا ایجاد الی
یوم القیامہ ثابت ہوا اسلئی کہ وہ کہتی ہین کہ غیر محدود ہست عند القایل بتقسیمہا اور خود مولوی اسحق صاحب اور مولوی
اسمعیل صاحب کے بزرگ بھی تقسیم بدعت مانتی ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سوالات عشرہ محرم
کی جواب سوال اول مین لکھتی ہین ساختن ضرائح وصورت قبور وعلم وغیرہ این ہمہ بدعت ست ظاہر است کہ
این بدعت حسنہ کہ دران ماخوذ نباشد نیست بلکہ بدعت سیئہ ہست وحال بدعت سیئہ این ست کہ در حدیث شر
وارد ست شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ انتہی اور شاہ صاحب موصوف نی تحفہ مین بھی بدعت حسنہ کا اثبات
کیا ہی مطبع حسینی دہلی کی مطبوعہ صفحہ ۵۹۷ مین دیکھو اور تفسیر عزیزی پارہ الم مطبوعہ مطبع علی محمد لکھنوی صفحہ ۲۱۲
مین بیع قرآن شریف کو بدعت حسنہ فرمایا ہے اب تیرہوین صدی مین مولوی اسمعیل صاحب کہ جنکا کلام تذکیر
الاخوان مین یہ تہا کہ جو کوئی دین کی عقیدی اور عبادت اور رسم مین وقت یا جگہہ یا وضع یا ہیئت گنتی قید
اپنی طرف سی مقرر کری سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہی انتہی کلامہ شکر خدا کا کہ یہ قاعدہ ایجاد کر کی
آخر کار خود اوس سی مخالفت اختیار کی وجہ ثبوت یہہ ہی کہ اونہون نی صراط مستقیم مین لکھا ہی اشغال
مناسبہ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشد لہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید
اشغال کوششہا کردہ اند بنا علیہ مصلحت وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب زین کتاب برای بیان
اشغال جدیدہ ذکر مناسب این وقت تعیین کردہ شود اس عبارت مین قرون ثلثہ کی کچہہ قید نہین لگائی بلکہ
ہر قرن مین ایجاد اشغال اور تعینات مشایخ کو مسلم کہا اور بذات خود اپنی تیرہوین صدی کے واسطہ اشغال
جدیدہ ایک باب مین لکہی اوس باب مین کچہہ ذکر اللہ اور عبادت الٰہی مین کیا کچہہ وقت اور وضع اور
ہیئات اور صدہا قیدین ہین اور صراط مستقیم کی آخر ورق مین بھی لکہا ہی تجدید اشغالیکہ این کتاب
متضمن بیان آنست فرمودند یعنی مرشد صاحب نی نئی اشغال نکالی اور ظاہر ہی کہ تجدید مین احداث ہے
پس معلوم ہوا کہ انجام کار انکو بہی حق معلوم ہوا کہ ایجاد بدعت حسنہ الی یوم القیامہ جائز ہست خیر

اللہ تعالی اونکی مقلدون کو بہی ہدایت نصیب کری آبا اہل سنت والجماعۃ خوب غور اور فکر سے ملاحظہ فرماوین
کہ یہ جو مفتیان فتوی انکاری نی مولد شریف اور فاتحہ اموات کو پنجشنبہ وعیدین وغیرہ مین منع لکہا تہا
اوسکی بنیاد اسی ایک دلیل پر تہی کہ جو کام قرون ثلثہ کی بعد ہوتا ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہی اور بنا پر
ہم تمکو حال اس دلیل کا کہ یہ دلیل نہایت سخیف اور رکیک ہی اور جب ٹوٹ گئی دلیل اونکی قول ارباب
تحقیق واصحاب تدقیق سی تو شکست فاش کہا گیا اونکا فتوی اور قایم رہگئی وہ سب امور صالحہ اپنی
اباحت اور استحسان پر آن کما کان پس مذہب صحیح اور مشرب اہل تنقیح یہی ہی جو علامہ حلبی نی جلد اول
انسان العیون مین لکہا ہی وقد قال ابن الحجر الہیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا کہا حافظ ابن
حجر فقیہ محدث نی کہ بدعت حسنہ کی مندوب اور مستحسن ہونی پر اتفاق کیا گیا ہی یعنی فقہا ومحدثین مین جو
محققین ہین وہ سب بالاتفاق والاجماع بدعت حسنہ کو جائز ودرست فرماتی ہین اور اسی کی طرف
رغبت دلاتی ہین پس یہ سب امور مندرجہ فتوی انکاری یعنی مولد شریف وفاتحہ اموات عیدین وپنجشنبہ
وغیرہا باتفاق واجماع اہل التحقیق طائفہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی مستحسن ٹہری نہ سیئہ اور مخالفین جو عبث
سخن پروری انکار کیے جاتی ہین اونکی انکار سی کچہہ حرج لازم نہین آتا کتاب تمہید مین حضرت ابو شکور رحمۃ اللہ
علیہ فرماتی ہین واما خلاف الذین خالفوا لغرضہم لا یعد خلافا پس جو لوگ اپنی کسی غرض کی سبب قائل
نہین ہوتی اونکی خلاف کرنے سی کچہہ قباحت ہماری امور مستحسنہ مین نہین آتی ربنا افتح بیننا وبین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **لوز دوم مین چہہ لمعہ ہین لمعہ اولی در بیان**
جواز فاتحہ بر طعام وشیرینی جو عبادت زبان یا جوارح وارکان انسان سی صادر ہو
اوسکو عبادت بدنی کہتی ہین جیسی قرآن یا تسبیح وتہلیل وغیرہ پڑہنا اور جس عبادت مین فقط صرف ہو اوسکو
عبادت مالی کہتی ہین جیسی روٹی گوشت روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ راہ خدا مین خرچ کرنا اہل السنت والجماعت کا
مذہب ہے کہ دونو طرح کی عبادت کا ثواب اگر کسیکو بخشنا چاہین تو پہونچتا ہے کتاب ہدایہ مین ہے ان للانسان
ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ والجماعۃ یہ ہدایہ علم فقہ مین بہت
معتبر اور مشہور کتاب ہے اور شرح عقائد نسفی مین ہے وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع لہم

خلافاً للمعتزلۃ یہ کتاب عقاید کی کتابون مین مشہور و رسی معتبر کتاب ہے اور یہ مسئلہ بہت حدیثون سے
ثابت ہی تذکرۃ الموتی مین قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان حدیثون کو نقل کر کی فرماتی ہین
لہذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب ہر عبادت بمیت می رسد اور لکھا ملا علی قاری نی شرح فقہ اکبر مین
واسطہ عبادت بدنی کی مذہب ابو حنیفہ و احمد و جمہور سلف الی وصولہا الی الآخرہ پس اس بنا پر یہ عملدرآمد
اکثر اہل اسلام کی ہی کہ جب کبھی میت کی نام سی کچھ کہانا یا شیرینی دینا چاہتی ہین تو الحمد اور درود
شریف پڑہکر دعا اوس میت کی لئی کرتی ہین اور خدا سے درخواست کرتی ہین کہ جو کچھ ہمنی پڑہا
اور یہ جو کچھ خیرات دیجاتی ہی اوسکا ثواب فلان میت کو پہونچی عوام مین اسکا نام فاتحہ ہی یون
کہا کرتی ہین آج فلان میت یا فلان بزرگ کی فاتحہ ہی اصل مین فاتحہ نام ہی الحمد شریف کا چونکہ
الحمد اوسوقت پڑہی جاتی ہی اسلئی اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا تسمیۃ الکل باسم الجزء اور منکرین نے اسکا
نام فاتحہ مرسومہ رکہا ہی اب اس فاتحہ مین یہ کہنا چاہیی کہ جو کچھ درود و دعا الحمد پڑہی گئی یہ عبادت بدنی
ہی وہ ثابت الاصل اور جو کچھ کہانا یا شیرینی اوسوقت دیگئی یا دیجاویگی وہ عبادت مالی ہی وہ بھی
فقہ حدیث عقاید سی ثابت ہے ان دونو عبادتون کا ثواب میت کو پہنچایا جاتا ہی پہر منکرین کا یہ کہنا
کہ اسکی کچھ اصل نہین اسکی کیا معنی اگر یہ کہو کہ عبادت بدنی جدا کرو اور عبادت مالی جدا لیکن دونو کا جمع
کرنا ثابت نہین تو یہ وہی مثال ٹہریگی کہ جب کوئی مفتی شریعت حکم دی کہ بریانی کہانا جائز ہی اسلئی
کہ اوسمین گوشت ہی گوشت حلال چیز ہی اور برنج ہی وہ بہی حلال اور رنگت زعفران کی جو بعض
برنج پر ہی وہ بہی حلال پس مجموعہ ان مباحات کا مباح ہی تو اوسکی جواب مین کوئی بیہودہ سر بیہودہ ٹہنکو
تیار ہوجاوی کہ صاحب یہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت ہی لیکن ہم تو جب مانین کہ اس مجموعہ کا ذکر قرآن
یا حدیث مین دکہاؤ یہ حرف کہان لکہی ہین کہ بریانی کہانا درست ہی پس جسطرح اس بیہودہ کو سب عقلا
سخیف العقل اور قابل مضحکہ جانینگی اوسی درجہ مین ان صاحبون کی یہ بات ہے علاوہ برین جسطرح اثبات
جمع کو موقوف رکہتی ہو وجود صریح روایت پر اسیطرح چاہیی منع کو بہی موقوف رکہو وجود روایت پر یعنی
اگر عبادت مالی اور بدنی جمع کرنی مین کوئی حدیث یا آیت ممانعت مین آئی ہو تو منع کرو ورنہ تمکو سکوت

چاہیی حالانکہ ہم دعوی کرتی ہین کہ کوئی حدیث یا آیت ممانعت جمع بین العبادتین مین نہین ہی اگر لائی
ہی پیش کرو ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہم ترجیح بین العبادتین کی لئی تو اعلی عقلی اور نقلی شرع شریف سی پیدا
کردینگی ایک تو یہی کہ جب ممانعت ثابت نہین تو اصل اباحت ہے دوسری یہ کہ سعادت عبد عبادۃ
معبود مین ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور عبادت بعضی زبان سے ہے بعضی اور اعضاء بدن سے بعضی
مال سی جو کوئی ہر قسم کی عبادت کریگا لابد افضل ہوگا ایک عبادت مالی سی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی جو تحفہ جناب باری مین گذرانا یہ لفظ تہی التحیات للہ والصلوات والطیبات مفسرین و محدثین نے
اسکی معنی یہ لکہی ہین کہ اللہ کیواسطہ ہین سب تعریفین جو زبان سے ادا ہون اور جو عبادتین بدنی ہین اور جو
عبادتین مالی ہین پس جبکہ تینون قسم کی عبادتین اللہ کی واسطی خاص ہوئین تو زہی قسمت اوس شخص کی کہ
ان تینون کو ادا کری فاتحہ مرسومہ مین یہ بات حاصل ہی جب کہا الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک
یوم الدین یہ تحیت اور ثنا اور شکر زبانی ہوا اللہ تعالی کا اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم الی آخرہ یہ دعا
ہوئی اور نیز درود پڑہنا اور عاجز و ذلیل ہوکر اپنی اللہ تعالی کی سامنی ہاتہ اوٹہانا اور موتی کی لئی دعای
مغفرت کرنا یہ بہی عبادت بدنی اور لسانی ہوئی اور جو کچھ شیرینی یا کہانا للہ دیگا وہ عبادت مالی ہوگی
پس یہ جو پانچون وقت نمازی نماز مین کہتا ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات اسکا مجموعہ فاتحہ مین موجود ہے
زہی قسمت میت کی جو اوسکو یہ عمدہ مجموعہ پہنچی تیسری یہ کہ پندرہوین باب النشاب والاحتساب مین کتاب تجنیس
والمزید مولفہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سی نقل کیا ہی روی ان علیا رضی اللہ عنہ تصدق بخاتمہ وہو فی
الرکوع فمدحہ اللہ تعالی بقولہ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون یہ روایت تفسیر معالم و مدارک و بیضاوی و رازی وغیرہ
مین بہی وارد ہے لکہتے ہین کہ ظہر کی وقت ایک آدمی نی سوال کیا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جب اوسکو کچہ
نہ ملا اوسنی ہاتہ آسمان کی طرف اوٹہا کر کہا ای اللہ تو گواہ رہیو کہ مینی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوال کیا اور
مجہہ کچہ کسینی نہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع مین تہی آپنی اپنی داہنی ہاتہ کی انگلی خنصر جسمین انگوٹہی تہی
سایل کی طرف کردی اوسنی آگی بڑہکر انگوٹہی جناب نبی کریم علیہ التسلیم کی سامنی انگشت علی کرم اللہ وجہہ سے
نکال لی انتہی اب دیکہی صدقہ ایک عبادت مالی ہی اور نماز عبادت بدنی اور صاحب ہدایہ کی عبارت کتاب

التجنیس ہے گذر چکی کہ اللہ تعالی نے اس جمع بین العبادتین کرنے پر سورۂ مائدہ میں تعریف فرمائی اور امام ابو البرکات
نسفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کنز الدقائق جو علماء اعلام حنفیہ سے ہیں اپنی تفسیر مدارک میں اس مقام پر فرماتے ہیں کہ یہاں
شان نزول فعل ایک کا ہے پھر صیغہ جمع کیوں فرمایا جواب دیا کہ اسمیں رغبت لانی سب آدمیونکو کہ یہ ثواب کچھ ایک
کی لیے نہیں ہے جو کوئی اسطرح کام کریگا اون سبکو ایسا ہی ثواب ملیگا عبارت یہ ہے وورد بلفظ الجمع الکان
السبب فیہ واحدا ترغیبا للناس فی مثل فعلہ لینالوا مثل ثوابہ اور یہی مضمون علامہ قاضی بیضاوی شافعی نے لکھا اور لکھا
مدارک میں والآیۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ یعنی آیۃ سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا نماز میں جائز ہے بنا علیہ
جمع کردینا عبادت بدنی و مالی کا نص کتاب سے جائز بلکہ قابل مدح و ثنا معلوم ہوا اور نماز وہ عبادت بدنی
ہے کہ اوسمیں حرکات جنسی سے جو متعلق صلوۃ نہو بچنا چاہئے جب اسمیں بلا وجہ حرکت تصدق جمع بین العبادتین جائز
ہوا تو خارج نماز جو حرمت صلوۃ بھی مرد مکلف کی نہیں بدرجہ اولی جائز ہوگا باقی رہا یہ اختلاف کہ بعض
کہتے ہیں یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے اور بعض کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی اور بعضونکے
اور بھی اقوال ہیں یہ ہمکو مضر نہیں حسب نص قرآن میں یؤتون الزکوۃ وہم راکعون آگیا قال ابو البرکات النسفی
رحمہ اللہ الواو للحال ای یؤتونہا فی حال رکوعہم پس مورد آیت کوئی ہووے جمع بین العبادتین آیت سے
ثابت ہے لیکن یہہ جمع اسطرح ہے کہ اصل عبادت بدنی کرتا تھا اوسمیں مالی عبادت بھی عمل میں لایا اب ہم اوسکے
سند دیں کہ عبادت مالی کرنے میں بدنی عبادت بھی کی گئی دارمی محدث نے کتاب الاضاحی میں روایت
کی ہے جابر ابن عبد اللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربانی کئے جب انکو ذبح کی لیے قبلہ رو
لٹایا تب اینے یوں پڑھا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت انا اول المسلمین اللہم ان ہذا منک ولک عن محمد وامتہ
ثم سمی اللہ وکبر وذبح یعنی اول حضرت نے وقت [illegible] پڑھیں پھر فرمایا یا الہی یہ قربانی تیری فضل و کرم سے ہے
اور تیری ہی رضامندی کی لیے ہے محمد اور اوسکی امت کی طرف سے پھر آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر فرماکر اونکو ذبح کیا
اور مسلم کی حدیث میں دعا مانگنا ایک دوسری موقع قربانی میں اسطرح بھی آیا ہے اللہم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ
محمد اور لفظ اول المسلمین کے جگہ من المسلمین کے بھی روایت ہے اور لفظ حنیفا سے پہلے علی ملۃ ابراہیم بھی مروی ہے

اور جسطرح احادیث میں ہے اوسی طرح آیات کا پڑھنا فقہاء عظام نے باب اضحیہ میں لکھا ہے اور محمد ابن احمد نے
یہہ بھی لکھا ہے اللہم تقبل منی ہذہ الاضحیۃ فاجعلہا قربانا لوجہک الکریم خالصا و عظم اجری علیہا اور کیا نہیں دیکھتے کہ
شائع ہے اہل اسلام میں عقیقہ کی وقت یہ دعا پڑھتے ہیں اللہم ہذہ عقیقۃ ابنی فلان دمہا بدمہ ولحمہا بلحمہ وعظمہا
بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار اور اسکے بعد بھی آیت انی وجہت اور ان
صلاتی تا لفظ من المسلمین پڑھکے کہتے ہیں اللہم منک ولک بسم اللہ واللہ اکبر اسکو غور سے دیکھیں یہہ کیسا ہی
عبادت بدنی و مالی کا اجتماع ہے اور کیونکر منع ہو جمع بین العبادتین حق سبحانہ فرماتا ہے فاستبقوا الخیرات
یعنی سبقت چاہو نیکیوں میں اور تفسیر روح البیان میں ہے والمراد جمیع انواع الخیرات اور ایسا ہی تفسیر عزیزی
میں ہے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی عبادات و خیرات بدنی و مالی جس کسی سے جمع ہو سکیں سب مامور بہا ہیں شرعا
اور شاہ عبد القادر صاحب اس آیت کی فائدہ میں لکھتے ہیں (بہتری اوسکو ہے جو نیکیوں میں زیادہ ہو) اور
ظاہر ہے کہ دو قسم کی عبادت کرنیوالا ایک قسم کی عبادت والے سے افضل ہوگا پس جمع بین العبادتین
کرنے میں تو اوس قسم کی نتائج اور اوسکی فضل پر آیتیں دلائل ہیں اور اگر کسینے یہ کیا کہ ان سب کو ترک کیا اور
بدعت کہکر چھوڑوا دیا جسطرح اب منکرین چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہی مثل عوام کی کہنے میں آئیگی مر گئے
مردود فاتحہ نہ درود اور رد فاتحہ کی دلیل میں یہ بات پیش کرنا صاحب سیف السنۃ کا
صفحہ ٦ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہیں کہا نہیں سوای بسم اللہ پڑھنے کے نہایت
بیمحل ہے اسلئے کہ یہ بسم اللہ تو ابتدای اکل طعام میں اہل فاتحہ بھی پڑھتے ہیں کلام اسمیں ہے کہ کہانا رکھا ہوا
سامنے موجود ہو اور انسان کچھ پڑھے یہ ثابت ہے یا نہیں سو ہمارا دعوی ہے کہ یہ ثابت ہے چند حدیثیں مشکوۃ کی
باب المعجزات میں موجود ہیں **ازانجملہ** حدیث ام سلیم بروایت مسلم و بخاری موجود ہے کہ حضرت کی
گرسنگی کا حال معلوم کر کے اونہی چند روٹیاں جو کی پکاکر دوپٹہ کی پلہ میں باندھیں یہ قصہ طویل ہے
آخر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون روٹیونکو توڑوایا مالیدہ کی طرح جو کچھ اوسکی برتن میں گھی لگا ہوا
تھا وہ اوسمیں ٹپکا دیا پھر حضرت نے الفاظ قسم دعا سے اوسپر پڑھے پھر دس دس آدمی کو بلا کر کہلانا شروع
کیا اسی آدمیونکو پیٹ بھر بھر کہلا دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ام سلیم کی گھر کے آدمیوں نے کہایا

اور پھر بھی بچ رہا یہ دیکھی ہین کھانا سامنی ہی اور اوسپر دعا یا جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی چاہا
اوسکا پڑھنا ہے **ازانجملہ** انس کی حدیث بروایت مسلم و بخاری کہ انس فرماتی ہین میری والدہ نی
ایک بادیہ مین کھانا کھجور اور گھی اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بھیجا اقط ایک شی ہوتی ہی دہی ترش یا
چھاچھ پکائی ہوئی کو خشک کر لیتی ہین عربی زبان اوسکا اقط کہتی ہین جسطرح دودہ کو پنیر مایہ سی جما کر پنیر بناتی
ہین اور عربی مین اوسکو جبن کہتی ہین الحاصل اس طرح کی دہی اور کھجور اور گھی کا کھانا جب آپ کی پاس آیا
آپ نی اوسپر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالی کو منظور تھا پھر حضرت دس دس آدمی کو بلاتے گئے اور کھلاتے گئے
قریب تین سو آدمیون کو کھلا دیا پھر مجھکو فرمایا اوٹھالی اى انس اپنا بادیہ مینی جب اوٹھایا حیرت مین گھیلا
کہ جب مین لایا تھا اوسوقت بہین کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلی سی موجود ہی **ازانجملہ** حدیث غزوہ
تبوک کی مشکوۃ مین بروایت مسلم مذکور ہے جب لوگ گرسنہ ہو گئی حضرت عمر نے دعا کرانی چاہی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سی تب آپ نی دسترخوان بچھوایا اور فرمایا لے آو جو کچھ کسیکی پاس کھانا بچا ہوا ہو تب کسینی
مٹھی جوار کسینی مٹھی کھجور کسینی ٹکڑا روٹی کا جسکی پاس جو کچھ بچا ہوا تھا لا کر ڈالا بہت ہی تھوڑا اسا ذخیرہ
جمع ہوا پھر آپ نی اوسپر دعا فرمائی اور فرمایا پھر لو اپنی برتن پھر جسقدر لشکر تھا سبنے اپنی تمام برتن جو
اونکی پاس تہی بھر لیے اور خوب کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا شارحین لکھتی ہین کہ اوسوقت لشکر مین لاکھ
آدمی موجود تہی پس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی بہات پر شاہد تہی کہ کھانا سامنی رکھکر اوسپر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا مانگی باقی رہی یہ بات کہ حضرت نی وہ دعا مانگی جسکو ضرورت تہی صاحب
فاتحہ وہ دعا کرتا ہے جسکی اوسکو حاجت اوسوقت ہی پس دعا ہونے مین دونو برابر ہین یعنی دعا کی معنی
شرع مین ہین السوال من اللہ الکریم یہ دونو جگہ ایک ہین اور ان مقامات مین یہ بات کسی راوی نی روایت
نہین کی کہ حضرت نی دعا کر مین ہاتھ نہین اوٹھای بلکہ علی الاطلاق عادت حضور کی تہی کہ جب دعا کرتی ہاتھ
اوٹھا کر کرتی جیسا کہ جامع صغیر مین جلال الدین سیوطی نی نقل کیا ہے کان اذا دعا جعل باطن کفہ الی وجہہ یعنی
آپ جب دعا کرتی تہی تو ہاتھ اوٹھانے مین ہتھیلی ہاتھ کی منہ کی طرف کرتی تہی اور ارشاد جناب بہی یہی ہی کہ تم جب
سوال کرو تو ہاتھ اوٹھا کر ہتھیلی پھیلا کر سوال کرو پس احادیث فعلیہ و قولیہ ہر طرح سے رفع یدین عند الدعا اور

دعا کا مانگنا بحضوری طعام ثابت ہوا اہل انصاف کو چاہیے کہ سخن پروری کو چھوڑ کر ان مسائل مین خوب
تامل فرمادین اتباع حق کرین ورنہ ایسا تو کرین کہ فاتحہ پڑھنی والون کو صلوات نہ سنائین ؏
مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ؎ **تنبیہ** اگر کوئی کم فہم عوام مین ایسا ہو کہ وہ ثواب عبادت مالی کو یون
سمجھے کہ بغیر فاتحہ پڑھے نہین پہنچیگا اس عقیدہ کو بد کہنا چاہیے اور اوسکو زجر و توبیخ کرنا چاہیے کیونکہ اوسنے
حکم اطلاق نصوص فرمان مصطفوی کو علیہ افضل التحیۃ والسلام اعتقادا مقید کر دیا لیکن برتاو علمائی امت
لوگون کا دیکھکر یون معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ اونکا نہین اسلئی کہ جب میت کی طرف سی کچھ کپڑا یا روپیہ
مسجد یا مدرسہ مین دیتی ہین تو فاتحہ پڑھکر نہین دیتی اور ہنود کی رسم یہ ہی کہ کھانا یا کپڑا یا کوئی چیز جو
کچھ میت کی لئی کرتی ہین سب چیز پر سنکلپ کرتی ہین چنانچہ تحفۃ الہند صفحہ مطبوعہ فاروقی مین ہے
جب اہل اسلام نی ایسا نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ اونکا یہ ہے کہ ثواب عبادت مالی کا بدون کچھ
پڑھنیکے پہنچ جاتا ہے اسیطرح جب ختم قرآن شریف یا قل ہو اللہ وغیرہ پڑھکر میت کو بخشتی ہین یا قبرستان
مین جا کر اوسپر فاتحہ پڑھتی ہین اوس صورت مین یہ لازم نہین کرتی کہ اوسوقت مین کچھ صدقہ بہی ضرور
چاہیے اس سی معلوم ہوا کہ اونکی نزدیک ثواب عبادت بدنی کا بدون عبادت مالی کی پہنچ جاتا ہے
جب عقیدہ یہ ٹھہرا تو اونکی حق مین کچھ مضر نہین فاتحہ پڑھنا بعض صورتیں طعام طعام و تقسیم شیرینی وغیرہ
مین اسواسطی بزرگان دین کا اس طریقہ پر عمل رہا ہی عنقریب ہم نقل کرینگی باقی رہی یہ بات کہ بعضے آدمی
حد زیادہ احتیاط کرتی ہین کہ روی بقبلہ بیٹھتی ہین اور مکان پاکیزہ اور صاف مین پڑھتی ہین سو یہ باتیں کچھ
فرض نہین بلکہ قسم آداب سے ہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعزیہ کی پاس درود و فاتحہ پڑھنیکو کہ جو
سوالات عشرہ محرم مین منع فرماتی ہین فاتحہ و درود فی نفسہ درست است لیکن درین قسم جاہا نوشتنی
نی ادبی میشود زیرا کہ نجاست معنوی دارد و فاتحہ و درود جائی باید خواند کہ محل پاک باشد از نجاست
ظاہری و باطنی انتہی اس کلام سی صاف ثابت ہوا کہ فاتحہ پاکیزہ جگہہ مین پڑھنی چاہیے اور مولوی اسمعیل صاحب
صراط مستقیم مین موافق تعلیم اپنے مرشد سید احمد صاحب کی لکھتی ہین اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو نشستہ
نماز بشنیدہ و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کاکی وغیرہا خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید الی آخرہ مکان پاک مین
رو بقبلہ ہو کر فاتحہ پڑھنا آداب کے ساتھ ان بزرگوارون کی کلام سے خوب ثابت ہو گیا اب اگر کوئی یہ کہی کہ فاتحہ
یعنی الحمد کو مقامات ایصال ثواب مین کیون اختیار کیا ہی جواب اوسکا یہہ ہی کہ الحمد کو فضیلت بڑی
کل سورتون پر سیرت حلبی اور تفسیر عزیزی مین ہے اگر فاتحہ کو ایک پلہ ترازو مین رکھین اور تمام قرآن
دوسری پلہ مین تو فاتحہ یعنی الحمد غالب آویگی سات حصہ اور تفسیر روح البیان مین ہے جسنے پڑہی الحمد وہ گا
اوسکو اللہ تعالی ثواب گویا کل قرآن پڑہا اور گویا اوسنے صدقہ کیا کل مومنین اور مومنات پر انتہی اہلی
اہل اسلام مین یہ رسم پڑ گئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئے کچھ کہانا یا شیرینی دیتا ہی تو الحمد پڑہ دیتا ہے
اسکی پڑہنی سے یہ اجر ہو جاتا ہی گویا جمیع مومنین و مومنات پر صدقہ دیا کیا خدا کی قدرت ہی اصحاب فاتحہ
تو کس درجات کو پہنچ رہی ہین اور منکرین اس فعل سے منع کر کے کیا کیا خیرات جاریہ بند کرا رہی ہین

اب رہا مسئلہ ہاتہہ اوٹھانیکا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ فاتحہ مین دعا ہی کی جاتی ہے
اور وقت دعا کہ جو خارج نماز سے کی جاتی ہی اوسمین ہاتہہ اوٹھانا مستحب ہے حصن حصین مین ہے آداب
الدعا بسط الیدین **ط مس** درفع **ع** یعنی دعا کی آداب مین یہ ہی پہیلانا دونو ہاتہون کا
روایت کی یہ ترمذی اور حاکم نی اور اوٹھانا دونو ہاتہو نکا روایت کی یہہ چہون محدثون صحاح ستہ کی
مصنفون نی اور مشکوۃ مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہی اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم جب تم
سوال کرو اللہ تعالی سے تو سوال کرو ہاتہون کی ہتہیلیان اوٹہا کر اور نیز مشکوۃ مین حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہ صفرا بیشک اللہ تعالی شرم و لحاظ
والا ہے کرم کرنے والا ہے شرم رکہتا ہے اپنی بندہ سے کہ جب وہ اوٹھائے ہاتہ اوسکی طرف تو پہیر دے
اوسکو خالی پس چونکہ فاتحہ میت کی امداد ہے اسلئی ہاتہہ اوٹھا کر دعا کرتی ہین کہ خدا تعالی بموجب مضمون حدیث
شریف کی ان ہاتہون کو خالی نہ پہیری بلکہ مراد سے بہر دی اور مسائل اربعین مین مولوی اسحق صاحب نے
مسئلہ ۳۲ سے وہ دوم کی جواب مین کہ تعزیت میت مین ہاتہہ اوٹھا کر فاتحہ پڑہنا جائز ہی یا نہین یہ رقم فرمایا ہے
ہا دست بر داشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہرا جائز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در دعا

مطلقا ثابت شدہ پس درینوقت ہم مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برای دعا وقت تعزیت ماثور نیست انتہی
دیکہئے یہہ بات تسلیم کر کی کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہین ہے حکم دیا کہ ہاتہ اوٹہانا کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ
مطلق دعا مین ہاتہ اوٹھانا ثابت ہی اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ خاص وقت فاتحہ میت کی اگرچہ کوئی روایت
ماثور نہو لیکن جب حدیثون مین مطلق دعا کی لئی ہاتہ اوٹھانا آیا ہے تو اس فاتحہ مین بہی ثابت ہو گیا کیونکہ یہہ
بہی دعا ہے اب دیکہئے مفتیان فتوی انکاری کو لی اس فاتحہ مذکورہ کو کہتا ہی کہ مخترعات ناپسند شرعیہ سے
ہے اور کوئی رسم ہنود لکہتا ہے افسوس افسوس جس چیز کی اصل احادیث صحیحہ سے نکلتے ہون اوسکو حرام
یا رسم ہنود یا ضلالت کہنا اہنی یا انصاف آدمیون کا کام ہے پہلے صلحا و علما تو اسکو مسلم رکہتی آئی ہین مولانا عبد اللہ
گجراتی جو بڑی عالم صالح متقی ہم عصر شیخ عبد الحق دہلوی کی ہتی وصیت نامہ مین لکہتی ہین تخصیصات در اوضاع
و تراکیب ماکولات و تعینات در مقروات بفاتحہ دینا زہای بزرگان از رسوم صالحہ است انتہی اور جامع
الاوراد مین ہی اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد البتہ ثواب می رسد اور اسی جامع الاوراد مین ہے چون قرآن
ختم کند اول پنج آیتہ خواندہ دست برائی فاتحہ بردارد و ثواب ختم بارواح ہر کہ خواہد بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بخشند یہہ وصیت نامہ اور جامع الاوراد کی عبارتین صمصام قادری مین ہین اور زبدۃ النصائح مطبوعہ
مطبع محمدی جو ۱۲۸۲ کی مطبوعہ ہی اوسمین مولانا برہان الدین مرحوم کی یہ عبارت صفحہ ۶۵ پر موجود ہے
ہمین است مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب درود و حمد و قل و ہم ثواب بذل طعام منذور بروح آن جناب
خواہد رسید اب اس فرقہ کی بزرگوار ونکا احوال سنئی مجموعہ زبدۃ النصائح مین صفحہ ۱۳۲ پر استفتا شاہ ولی اللہ
صاحب کا مرقوم ہے سایل نی سوال کیا تہا کہ کسی کی نام کا مرغا یا بکرا ذبح کیا ہو اور درست ہے یا نہین
اور ملیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیا کا درست ہے یا نہین شاہ ولی اللہ صاحب نے اوسکی جواب مین
ذبیحہ کو حرام فرمایا اور ملیدہ و شیر برنج کی نسبت یہہ الفاظ لکہے اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی
بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست
واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن جائز است انتہی کلامہ دیکہئے کہانی پر فاتحہ دینا خاص فتوی شاہ ولی اللہ سے
ثابت ہی اور نیز شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین پس

یس ده مرتبه درود خوانند ختم تمام کنند و برقدری شیرینی فاتحه بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت

از خدای تعالی سوال نمایند الی آخره جائز اور مباح ہونا تو اور بات ہی یہان تو امر فرما رہی ہین کہ اسطرح پڑہین

غرض کہ کلام مولانا عبد الله گجراتی اور شاہ ولی الله دہلوی سی معلوم ہو گیا کہ فاتحہ بحضور طعام و شیرینی سرور

صالحہ مقررہ و صلحا و معمول بہ علما سی ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بہی اسکی تصدیق فرماتی ہین تفسیر عزیزی

پارہ الم میں ہی و سر ش آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور ہمہ گونہ کہ مقرر ہست متعین ہست برای رسانیدن

جان جانور برای ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین ہست برای رسانیدن ماکولات

و مشروبات بارواح دیکہیی یہان معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب کیوقت تک بہی فاتحہ و قل ایصال ثواب کے متوقع مین

متعین تہا کیونکہ آپ مثال دیتی ہین کہ جسطرح اہل اسلام مین قل اور فاتحہ پڑہکر پہنچا دینا ثواب ماکولات و مشروبات

کا معین تہا اسیطرح عوام جانتی ہین کہ جب نام خدا لیکر جانور ذبح کیا تو جان اوسکی جسکو ہم چاہین میر ولا اور

سدو وغیرہ کو پہنچ جاتی ہی حال آنکہ یہ بات غلط ہی جان کسیکو نہین پہنچ سکتی ماکولات و مشروبات کا ثواب

پہنچ سکتا ہی اسی مضمون کو میس سطر پہلی اس عبارت سے اسطرح لکہا ہی گنہ این مسئلہ آنست کہ جان بخ برای

غیر جان آفرین نذر کردن درست نیست و اکولات و مشروبات و دیگر اموال را نیز اگر بقصد ازرا و تقرب بغیر الله

دادن حرام و شرک ست اما ثواب این چیزہا را کہ مایدید بہ بندہ میشمارند غیر ساختن جائز ست زیرا کہ انسان را

میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود بخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را بغیر خود بدہد و جان جانور مملوک آدمی نیست

تا اورا بکسی تواند بخشید الحاصل ماکولات و مشروبات وغیرہ مین شاہ صاحب کے وقت تک بہی تعین معمول ہونا اس

رسم صالحہ کا ثابت ہوا اگر اس عبارت تفسیر مین کوئی شخص اپنے فہم کی موافق ہیر پہیر کرنے لگے تو لیجی دوسری

عبارت شاہ عبد العزیز صاحب کی اونکی فتوی اور مکتوب کے جو صراحۃً دلیل جواز مین ہین سوالات عشرہ محرم کی

جواب سوال نہم مین ہی کہ کہانا اون چیزون کا جو نذر و نیاز و تعزیہ کے سامنے رکہہ کر فاتحہ پڑہتی ہین کیسا ہی

لکہتی مین طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود

خوردن آن بسیار خوب ست لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ و نہادن آن طعام پیش تعزیہ در

تمام شب تشبہ بکفار و بت پرستان میشود پس ازین جہت کراہیت پیدا میکند و الله اعلم دیکہیئے کہانی کی

اوپر فاتحہ کا پڑہنا شاہ صاحب کی کلام مین صاف لکہا ہوا ہی اور مکتوب آپ کا جو علی محمد خان صاحب

رئیس مراد آباد کو لکہا تہا اوسمین خود یہ عبارت آپکی موجود ہے پس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ

خوانده تقسیم آن بحاضرین مجلس میشود اس خط کی عبارت یہان بقدر حاجت لکہی گئی اور مباحث مولد

شریف مین زیادہ تر بیان ہوگی انشاء الله تعالی الحاصل حضرت شاہ صاحب اور انکی والد بزرگوار شاہ

ولی الله صاحب و دیگر علماء ربانی کی عبارت سی شیرینی اور کہانی پر فاتحہ پڑہنا بخوبی ثابت ہو گیا اور

سب سی زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کرنی مین مولوی اسمعیل صاحب مشہور ہین حال اونکا یہ ہی کہ وہ تاریخ

اور دن کی پابندی کو منع کرتی ہین اور اسپر بہی کوئی آیت یا حدیث سی ممانعت ثابت نہین کرتی

فقط بعضی مصلحتین بیان کرتی ہین چنانچہ مقامات تعین تاریخ بستم و چہلم وغیرہ مین ہم اونکی عبارت لکہینگی

لیکن کہانی کی ساتہہ فاتحہ پڑہنی کو وہ بہی منع نہین کرتی صراط مستقیم مین لکہتی ہین نہ پندارند کہ نفع

رسانیدن باموات بطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ہمین بہتر و افضل ست الی آخرہ ان عبارات منقولہ

بزرگان سے اثبات فاتحہ مرسومہ کا اہل عقل و انصاف کی نزدیک صاف ثابت ہو گیا اب اگر بعضی صاحب

منکرین مین زبردستی الزام دین فاتحہ کرنیوالون کو کہ ان لوگون کا تو اعتقاد یہ ہی کہ ثواب کہانی کا

بی فاتحہ کی نہین پہنچتا اور فاتحہ اور پنج آیت وغیرہ پڑہنی کو یہ لوگ یون نہین جانتی کہ یہ امر خیر ہے اور ثواب

کی بات ہی بلکہ اسکو فرض و واجب جانتی ہین جواب اسکا یہ ہی کہ منکرین لوگ ایسی ایسی زبردستی افترا باندہا

کرتی ہین شاہ عبد العزیز رحمۃ الله علیہ جو ہر سال اپنی باپ کا عرس کرتی تہی اوسپر مولوی عبد الحکیم صاحب

پنجابی نی یہ اعتراض لکہا ہی کہ تمنی عرس کو فرض سمجہہ رکہا ہی سال بسال کرتی ہو اوسکا جواب جو شاہ صاحب

موصوف نی لکہا ہی زبدۃ النصائح مطبوعہ ۱۲۸۲ھ کی صفحہ ۴۴ مین ہی این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون

علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بہ ہدای

ثواب و تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علماء و تعیین روز عرس برای

آن ست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب بعد اس عبارت کی شاہ صاحب

نی عرس کی اصلیت احادیث سی ثابت فرمائی ہی در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سی عن رسول الله صلی الله

علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ
ہکذا یفعلون انتہی اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوئین **ایک** یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تعین
عرس کی اصلیت حدیث سے پہنچائی یعنی ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن جریر کی روایتین جو در منثور اور
تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہین اور انمین یہہ بات ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء احد کی قبور
پر ہر برس کی سرے پر تشریف لاتی تہی اور اسیطرح بعد آپکی خلفاء اربعہ کرتی رہی غرض کہ اصلیت عرس
ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو صحاح ستہ مین نہونیکی سبب رد کرنا صحیح نہین اسلیئے کہ صحاح احادیث
منحصر کتب ستہ مین نہین اور ابن جریر وغیرہ پر جرح کرکی اس روایت کو رد کرنا بہی بیجا ہے خود
شاہ عبد العزیز صاحب جو واقف انکی حالات سے تہی وہ خود انکی روایات کو لیچکے یہ دلیل ہے کہ
ان روایات کی تقویت شاہ صاحب کو پہنچ چکی اور مجمل ٹہرانا اس حدیث کا بہی درست نہین اسلیئے
کہ نہ محرم الحرام سی شروع سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین ہوتا تہا اور نہ ربیع الاول سی بلکہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی وقت مین بمشورہ صحابہ کرام محرم الحرام سے شروع سال ٹہرایا گیا بنا علیہ یاتی قبور الشہداء
علی راس کل حول مین اور یہ حول دونون نہین ہو سکتی بلکہ مبتدا و از روی لغت عرب اطلاق حول کا شروع دن
سے پورا سال گذر جانی پر ہوتا ہے پس یہ مجمل نہین بلکہ از روی لغت یہی ثابت ہوگیا کہ موت شہداء
کی دن سے برسوین دن ہر سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتی تہی یہی معنی عرس کے ہین
اور عرس مین کچھ پڑہنا ایصال ثواب کرنا اور مباحات کا مرتکب ہونا جایز ہے مگر محرمات سے احتراز
ضروری ہی اور سماع جو منہیات شریعت و طریقت سے خالی ہو وہ بہی مباح ہی حضرت قطب العالم شیخ
عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب صد و ہشتاد و دوم مکتوبات قدوسی مین جناب مولانا جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو لکہتی ہین اعراس پیران بر سنت پیران بسماع و صفائی جاری دارند صفائی کی لفظ سی خالی
ہونا منکرات سے ظاہر ہے اور خاندان عزیزیہ مین بہی عرس ہر سال خالی منکرات سی جاری رہا ہے
اب جو کوئی شاہ صاحب موصوف کی خاندان مین ہوکر اپنی بزرگونکا کلام رد کری اسکو اختیار ہے **دوسری**
بات یہ کہ قبور صالحین کی زیارت موجب برکت ہی **تیسری** یہ کہ قدیم سے حاسد لوگ زبردستی

طعنہ دیا کرتی ہین اور افترا باندہا کرتی ہین کہ ان لوگون نے اسکام کو فرض و واجب جان رکہا ہی چنانچہ
شاہ عبد العزیز صاحب ہی شاکی ہین اور فرماتی ہین این طعن ابنی است بر جہالت الی آخرہ پس اسیطرح جو
لوگ فاتحہ کرنی والون پر اور محفل مولد شریف کرنے والون اور قیام کرنیوالون پر اعتراض کرتی ہین کہ
یہ لوگ ان چیزونکو فرض و واجب جانتے ہین اسکا وہی جواب ہی جو شاہ صاحب نی فرمایا **چوتھی** یہ کہ
فتوی انکاری مین مولوی امیر باز خان صاحب بہارنپوری التزام امر مستحب کو حصہ شیطان کا ثابت کرتی ہین
تو کلام شاہ عبد العزیز صاحب سی اور انکی معمول دائمی سی معلوم ہو گیا کہ مستحب کا بناہ دائمی کرنا مستحب ہے
پانچوین یہہ کہ ایک وقت مین جمع بین العبادتین یعنی قرآن اور درود اور تقسیم شیرینی و طعام کرنا برا
نہین بلکہ مستحسن اور خوب ہی اور خوب بہی کیسا کہ باجماع علماء اب کہیے ان حضرات کی مقابل اور ان تحقیقات
کی مقابل مفتیان فتوی انکاری کی تکفیر کب قابل قبول ہو سکتی ہی **تتمہ ضروری** براہین قاطعہ گنگوہی
مین بہی فاتحہ کو در حقیقت تسلیم کر لیا گو بظاہر انکار رہے صفحہ ۱۶۱ سطر آخر مین لکہا ہی (جمع بین العبادتین کا
کوئی منکر نہین بلکہ اوس جمع مین انکار ہی کہ اوس سے ہیئت منکرہ پیدا ہو جاوی) سبحان اللہ خیال فرماوین
کہ جب جمع بین العبادتین مان لیا تو فاتحہ علی الطعام کو مان لیا اب ہیئت منکرہ کی شاخ جو لگاتی ہین اوسپر
چار دلیلین لاتی ہین اول یہ کہ صفحہ ۶۲ مین لکہتی ہین (فاتحہ مین فساد طعام ہے کہ ٹھنڈا ہوتا ہی اور آکلین اور
قاری دونون کی شہوت متعلق طعام ہے تو گویا افساد خلوص و نیت آکلین کا بہی ہی) معلوم نہین یہ کیسی جبرونکی
رعایت کرکی فاتحہ کو عموما رد کیا جاتا ہی جسکو شہوت طعام اسدرجہ ہی کہ گرم بہپکتا ہوا کہانا جو دیگ سے اوتر کر آیا
اوسکی ٹھنڈی ہونی تک بہی نہین ٹہر سکتی حالانکہ گرم کہانا منع ہی عالمگیریہ مین ہے ولا یوکل طعام حار اور احیاء العلوم
مین لکہا ہے کہ صبر کری کہانیوالا جب ٹھنڈا قابل کہانیکے ہو جای تب کہای عبارت یہ ہے بل یصبر الی ان یسہل اکلہ و ضع
فاتحہ کی تین طریق ہین کہین کسی طرح ہوتی ہین اور کہین کسیطرح اول یہ کہ شیرینی اور
کہانی پر فاتحہ وغیرہ خود مالک طعام نی پڑہکر کہانیوالونکو دیدیا اگر خود قادر نہو اور دوسری سی پڑہوا کر
یا تقسیم کر دیا دوسرا یہ کہ کہانا جماعت کو کہلا دیا پہر جماعت مین جو خواندہ آدمی ہین اونہون نے کچھ سورتین کچھ
رکوع پڑہے بعد ازان دعای ایصال ثواب طعام و قرآن و درود وغیرہ میت کے واسطے

حاضرین نے کی اور مغفرت کی دعا مانگی یہہ دو طریق بہت رائج ہین تیسرا یہ کہ کہانا حاضرین کی سامنے رکہکر
وارث میت نے کہدیا کہ کچھہ کلمہ کلام پڑہکر میت کی روح کو بخشدو تب وہ الحمد و قل پڑہکر ہاتھہ اوٹہاتی ہین اور
دعا میت کی لئی کرتی ہین پہر کہانا کہا لیتی ہین چوتہا طریق نہ ہمنی سنا نہ دیکہا پس مؤلف براہین کی یہ دلیل
منع فاتحہ صورت اولے ثانی مین تو چل ہی نہین سکتی صورت اول مین تو کہانا اونکی سامنی آیا ہی نہین جو
کہانے کے لیے بیتابہ ہوجاوین صورت ثانیہ مین جو آیا تہا جس سے کہا چکی البتہ صورت ثالثہ پر کچھہ تحریر براہین
کا دہوکا لگتا ہی اور فی الواقع اوسپر بہی یہ دلیل نہین چلتی اسلئی کہ درحقیقت کہانیکا مالک وہ ہی کہ جسنی کہانا
تیار کیا ہی جب وہ کسیکی تملیک کردی تب وہ مالک ہووی اور جب وہ اذن باحت طعام دی تب وہ کہانا مباح
ہووی مالک کی خود مرضی منصوص ہی کہ اول کچھہ پڑہکی بخشدو بنا علیہ قبل اس فعل کی ابہی تک وہ لوگ مالک
کی طرفسی کہانیکی مجاز نہین پہر ناحق اونکی شہوت بی ہنگام کیون اونکو بیچین کر رہی ہی اور افساد طعام جو لکہا ہے
ہم نہین جانتی کہ الحمد و قل پڑہتی تک کیا فساد کہانے مین لازم آئیگا ہمنی وہ مجلسین طعام ولیمہ شادی وختنہ وغیرہ
کی دیکہی ہین جسمین نہ الحمد و قل پڑہا جاتا ہی نہ ایصال ثواب کیا جاتا ہی اور مولوی صاحبان بلا تغیر ظ تحریر بہی
اونمین موجود ہوتی ہین لیکن نہ کسی پر وہان احتساب کرتی دیکہا اور نہ یہ دیکہا کہ حضرات خود ایسا کرتی ہون
کہ جب وہی روٹی آگی رکہہ گیا تو اوسکو رکہی کہاگی جب سالن لایا اوسکو اوپر ہیگئی جب دال لایا اوسکو بغیر
روٹی چاٹ گئی بلکہ یہ ہوتا ہی کہ جب تمام مجلس مین اس سری سی اوس سری تک کہانا پہنچ جاتا ہے اور
پہر مالک اذن دیتا ہی کہ شروع کیجی تب کہاتی ہین اسمین بعض کہانی ٹہنڈی بہی ہوجاتی ہین مگر کسی عالم نے
اوسکی تحریم و کراہت مین نہ فتوی لکہا نہ رسالہ چہاپا ایک الحمد و قل کی پیچہی پڑ گئی خیر جو ہوا سو ہوا اب بندہ
باقتضای الصلح خیر کلم مناسب یون جانتا ہی کہ جس مقام مین ایسی کہانی والی شہوت طعام سی بیچین
ہوں وس موقع مین اول کہلا دیا کرین تا کہ اونکا خلوص نیت نہ بگڑ جائی اور فاتحہ وغیرہ بعد کو پڑہ دیجائی
لیکن معلوم رہی کہ اول تو تین طریق فاتحہ سی ایک طریق فاتحہ مین یہ بات پیش آتی ہی اوسمین بہی جب
اوسی قسم کی شہوت طعام والی جنکر جمع کیے جائین وہ بہی موسم قحط سالی مین تو ظاہر ہی کہ یہ صورت نہایت
درجہ قلیل الوقوع ہی بلکہ شاید صورت فرضی امکانی ہووی اور عالم وقوع مین بہی نہ آئی تو ایسی صورت کو

پیش نظر کرکی علی العموم فاتحہ کو منع کرنا شان تفقہ فی الدین سی بعید ہی **دوسری دلیل** براہین قاطعہ
صفحہ ۲۹ مین یہہ ہی کہ (فاتحہ یا کچھہ قران پڑہکر ثواب میت کو پہونچادی تو دل سی نیت ایصال ثواب
کی کر ہی) اور صفحہ ۶۵ مین لکہا (فاتحہ کی دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون الخ)
خلاصہ انکی تقریر کا یہہ ہی کہ ثواب دل کی نیت سی پہنچ جاتا ہی منہ سی دعا مانگنا لغو ہی **الجواب** صحت نماز کو
نیت قلبی کافی ہو باینہمہ مستحب کیا اوسکو زبانی کو فقہای کرام نی باوجود عدم ثبوت قرون ثلثہ کی پس اسیطرح گو ثواب
مردہ کو فقط نیت سی پہنچ جائے لیکن احضار نیت و موافقت دل و زبان کی واسطی دعا زبانی کرنا جایز ہونی
خالی نہین ثانیا یہ کہ فقہا صراحۃً دعا ایصال ثواب کا امر کرتی ہین فقیہ شامی نی شرح لباب سے نقل کیا ہے
کہ پڑہی آدمی مردہ کی واسطی فاتحہ اور الم مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول وغیرہ ثم یقول اللہم
اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان یعنی پہر دعا کری کہ یا الہ پہنچادی ثواب میری قراءت کا فلانی کو
دیکہیے نیت میت سے جب کلام پڑہا تہا تو ایصال ثواب کی لئی بس تہا باینہمہ دعا مانگنے کی ہدایت کی
اور کیون نکرتی دعا کی لذت کو دعا کرنے والے خوب جانتے ہین الدعاء مخ العبادۃ مشہور ہی یعنی دعا
عبادت کا مغز ہی اور فقیہ شامی نی متاخرین شافعیہ سی بہی دعا کرنا نقل کیا ہے وحصول القراءۃ للمیت
اذا کانت بحضرتہ او دعی لہ عقبہا ولو غائبا لان محل القراءۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبہا ارجی
للقبول یعنی ثابت ہی پہنچنا قراءت کا میت کو جب میت کی سامنے قراءت ہو یا اگر سامنے نہو اور میت
غائب ہو تو پڑہکر دعا کر دی جائے اسواسطی کہ وقت قراءت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہی بنا علیہ بعد
قراءت دعا کرنی مین بہت امید قبولیت کی ہی انتہی کلامہ اس مقام پر بات مین بات یہہ نکل آئی کہ
مجوزین فاتحہ نی اسی قبولیت کی نظر سے قراءت الحمد پنج آیت وغیرہ کا پڑہنا میت کی لئی تاثیر
ہی مقرر کیا ہوگا تاثیر اوپر نقل ہوچکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امت کو ایصال ثواب میں
یعنی قربانی مین جو عبادت مالی ہی شریک فرمایا باوجودیکہ حضور کی نیت بس کرتی تہی پہر بہی اپنی
تصریح فرمائی زبان سی اللہم ان ہذا منک و لک عن محمد وامتہ اور مسلم کی روایت مین ہے
اللہم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد اور حقیقت مین سب مسلمان پڑہتے ہین اللہم تقبلہا منہ و

تو اجعلها فداء الانبی سن افتاریہ نصوص صریح ہین کہ وہ بھی صدقہ کی اپنی سامنی رکہی ہوئی ہی اور اوسکی قبولیت کی
دعا کی جاتی ہی اور جسکو اوسکی ثواب مین شریک کرتا ہی اوسکا نام لیا جاتا ہی زبان سے اور قربانی کی بابت چکا ہے
وان الدم لیقع من اللہ تعالی بمکان قبل ان یقع بالارض یعنی زمین پر گرنی سے پہلے خون قربانی قبول
ہو جاتا ہے تیسری یہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دعای قبولیت فرمائی کہ اللہم تقبل من محمد و آل محمد پہر
طعام فاتحہ کی طرف اشارہ کرکی اگر کہا جائی کہ اللہ تعالی اس طعام کو قبول فرما اور اسکا ثواب فلان فلان
کو پہنچا یہ کسطرح بدعت ٹہیری اور نبی کریم کی دعا مانگی ہوئی اور فقہا کی جایز رکہی ہوئی دعا کو ہمارا منہ نہین
جو کہدین کہ نہوئی اور دخل کردین اوسکو والذین ہم عن اللغو معرضون مین مولف براہین کو اختیار ہی جو
چاہی کہی اور جس دلیل سے مولف براہین نی نیت نماز کا تلفظ جایز رکہا ہے قیاسا علی الحج جیساکہ تحقیق
بدعت مین گذر چکا دیکہا چاہیی کہ یہ ہمارا ثبوت کسقدر اعلی ہی اوس سے انصاف شرط ہی **تیسری دلیل**
براہین صفحہ ۶۹ دعاء خفیۃ لیفصل فی الغیبۃ قال شارح المنیۃ لیس فیہا رفع لان فی الرفع اعلانا اور یہ ایصال
ثواب بھی دعا خفیہ ہی کہ دل مین بغرض ایصال ثواب کی ہی الی آخرہ یہ دلیل اپنی اوپر گذاری
کہ ہاتہہ اوٹہانا کر جو فاتحہ مین دعا مانگتی ہین یہ موجب کراہت ہی اسلئی کہ یہ دعا رغبہ ہی اور دعا خفیہ مین
ہاتہہ اوٹہانا نہین آیا جواب اسکا یہ ہی جب کوئی کسیکی طرف سی کہانا کہلاتا ہے یا شیرینی فاتحہ کی بابت
اوسکی شہرت سب مین ہوتی ہی کہ یہ فاتحہ فلان ولی اللہ کی ہے یا کہانا فلان میت کا ہی یہ کوئی
فعل مخفی نہین ہوتا کہ دل ہی دل مین رہے کوئی نہ جانی اور اعلان نہو اور دعای خفیہ کا موقع وہ ہوتا
جو خود مولف براہین کی عبارت منقول مین موجود ہے ترجمہ کرکی دیکہنا چاہیے یعنی دعای خفیہ وہ
ہوتی ہی جسکو آدمی زبان سی نہین بلکہ دل ہی دل مین کرتا ہے تو ایسی دعا مین ہاتہ
اوٹہانا نہین اسلئی کہ جسکی جی مین دعا مانگنا اخفا اور پوشیدگی کو مقتضی ہے اور
ہاتہہ کی اوٹہانے مین اعلان ہوگا یعنی سب جان لینگے کہ یہ شخص دعا مانگتا ہے اب ارباب
انصاف خیال فرماوین کہ طعام فاتحات مین تو صاحب طعام و شیرینی کو اسقدر اخفا منظور
نہین ہوتا کہ کوئی معلوم نہ کرے کہ اسنے کسکی روح کو ثواب پہنچایا ہے

جب یہ بات نہین تو دعا خفیہ نہ رہی بلکہ دعا رغبت ہوئی کیونکہ وہ دعا کرتا ہی کہ یا اللہ قبول کر یہی یہ
قراءت اور طعام اور پہنچا دی ثواب اسکا روح میت کو اور دعای رغبت مین ہاتہہ اوٹہانا سنت ہے
عینی شرح ہدایہ مین محمد ابن الحنفیہ سے روایت کی ہی فی دعاء الرغبۃ یجعل بطون کفیہ نحو السماء یعنی دعای رغبت
مین دونو ہتھیلیان آسمان کی طرف اوٹہائی اور اس تمام سے گیارہ سطر پہلی ایک سوال کیا کہ
ما وجہ رفع الیدین عند کل دعاء یعنی کیا وجہ ہی کہ ہر دعا مین ہاتہ اوٹہائی جاتی ہین پہر جواب علامہ سید
سمرقندی کی روایت سی دیا کہ یسر رفع یدہ حتی یری بیاض ابطیہ قال النبی علیہ السلام ان ربکم حیی کریم
فیستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردہما صفرا الی آخرہ اوسا وپر گذر چکی یہ حدیث مشکوۃ سی اور غیر
گذر چکی حدیث اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور مضمون رفع یدین کا دعا مین کتب فقہ حنفیہ [illegible]
وغیرہ مین بہی تصریحا موجود ہی بس بخوبی ثابت ہو گیا کہ دعا فاتحہ دعا رغبت ہی اور دعا رغبت
مین ہاتہہ اوٹہانا سنت ہی نہ بدعت اور وقت طواف جو حضرت نی دعا مین ہاتہ نہ اوٹہایا اول تو
وہ موقع چلنے پہرنی اور دوڑنی وغیرہ کا ہوتا ہے اور فاتحہ مقام سکون و قرار ہی ایک دوسرے پر قیاس
نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ موقع طواف مین خاص ہاتہہ اوٹہانا فعل یہود ہی نقل عن جابر اذ فعل الیہود
اور دعای فاتحہ مین ہاتہ اوٹہانی کو نہ کسی نی فعل یہود کہا اور نہ ہنود کی مذہب مین رفع یدین کا دستور
اسلئی کہ وہ لوگ ہاتہ مین جلوہ پانی لئی رہتی ہین چنانچہ عنقریب آتا ہے بنا علیہ ایسی دلایل واہیہ سے
دعای فاتحہ مین رفع یدین کو غیر مشروع قرار دینا فہم و درایت کی خلاف ہی **چوتھی دلیل** براہین
قاطعہ صفحہ ۱۶۹ ور تشبہ ہنود کا ہی اسمین تقریر ہی کیونکہ تمام ہنود مین رسم ہی اور اونکا یہ شعار ہی کہ طعام
پر بید پڑہا کی ہین جسکا دل چاہی ہنود سی تحقیق کر لیوی مولوی عبید اللہ اپنی تحفۃ الہنود مین
لکہتی ہین کہ ہر سال جس تاریخ مین کوئی مرا اوسی ہی تاریخ ثواب پہنچاتی ہین اور اوسکو سرادہ کہتی ہین
اور پنڈت اوس کہانی پر بید پڑہتا ہی انتہی **جواب** اکثر مانعین فاتحہ کو تشبہ بالہنود کا دہوکا لگا
ہی اور فی الحقیقت اہل اسلام اس سی پاک ہین کچہ ذکر اسکا اوپر بہی گذرا باقی اب تفصیل بیان کیجاتا ہے
معلوم ہو کہ مذہب ہنود کا وید ہی جسکو وہ کتاب آسمانی اور کلام الٰہی سمجہتی ہین [illegible] اگرچہ یہ بات نہین

میت کیلئے عبادت بدنی یا مالی سے کامیاب ہوتا ہی بلکہ انسان اوسی عمل کا نفع پاتا ہی جو بذات خود کرتا

भस्मान्तं शरीरम्॥ यजुर्वेद अध्याय ४० मंत्र १५ ہی
یعنی یجُر وید - اَدھیای ۴۰ - منتر ۱۵ مین ہی کہ جسم کا پھونک دینا آخری کام ہے -
شارحین نے یہ مطلب اسکا شرح کیا ہی کہ جو کام انسان کے ساتھہ کرنے تھے وہ سب ہوچکے بس
آخری یہ ہی ایک کام ہی کہ جلا دیا جائے اگر بعد جلا دینے کے کوئی اور کام بھی باقی ہوتا تو وہ بیان
ہوتا اور جلانیکو آخری کام نہ قرار دیا جاتا - اور منو سمرتی ادھیای ۴ - اشلوک ۲۳۹ مین
اسکی تشریح زیادہ تر ہے عبارت یہ ہے -

नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः। न पुत्र दारं न ज्ञाति धर्मस्तिष्ठति केवलः॥ मनुस्मृति

معنی اسکی یہ ہوی کہ پرلوک یعنی اوس عالم مین جو کہ بعد موت پیش آتا ہے نہ باپ مدد کرسکتا
ہے نہ ماں نہ بیٹا نہ جورو نہ قومی بھائی البتہ تنہا دھرم مددگار رہتا ہے انتہی منو سمرتی -
اس سے صاف روشن ہے کہ آدمی کا دھرم کام آتا ہے بعد موت کسی کی مدد کام نہین چلتا پس معلوم ہوا
کہ یہ لوگ جو کچھہ ایصال ثواب میت کی ڈھنگ چلتی ہین یہ انکا اصل مذہب نہین ہے اسکو شعار ہنود قرار دینا
بڑی غلطی ہی ہم جہانتک ان لوگون سے سنتے ہین تو ہنود کی تین فرقہ باقی ہین ایک آریا سماج دوسرا
سراوگی تیسرا برہمنو نکا برتا و سو آریا سماج جو دعوی کرتی ہین کہ ہم اصل وید پر چلتے ہین وہ تو اموات
کو پہنچنا اعمال مالی و بدنی کا کچھہ بھی تسلیم نہین کرتی اور اسیطرح سراوگی قوم اب باقی رہی وہ جو برہمنو نکی
سمتہ پر چلتے ہین سو اونکی حالات کتاب تحفۃ الہند سے جسکی مولف برا ہین قاطعہ نے سند پکڑی ہی لکھتا ہون
تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی صفحہ ۹۵ سطر ۱ ہنود کی دین مین ثواب پہنچانیکا یہ طریق ہی کہ مثلاً کہانا یا کپڑا وغیرہ
جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اوسکا سنکلپ یعنی نیت یون کرین کہ ثواب پہنچانیوالا داہنی ہاتھہ مین پانی
لیکر شاستری زبان مین یہ کہی کہ اب جو فلانا مہینا فلانی تاریخ فلانا دن ہی تو مین فلانا شخص فلانی میری
قوم فلانی چیز فلانی شخص کی لئے صدقہ کرتا ہون پہر اوس پانی کو زمین پر ڈالدی تمام ہوا کلام تحفۃ الہند
کا واضح ہو کہ اس عاجز راقم الحروف نے ہنود سے بہی تحقیق کیا اور کتاب سنکلپ کی اس عاجز کی پاس بہی

سو جو فہمی سب تحقیقات سے یہہ ہی معلوم ہوا کہ مضمون مذکورہ بالا زبان شاستری مین پڑھتے ہین علاوہ
بران دیوتا وغیرہ کی نام بہلاتی ہین جنکا بیان طویل ہے لیکن یہ جسکو وہ لوگ کلام الہی اعتقاد کرتی ہین
نہین پڑھتی کسی بڑی سنکلپ شادی وغیرہ مین البتہ ایک منتر پڑھ دیتے ہین جسکا مضمون یہ ہوتا ہی کہ
اے میری مکرم وہ اپنی نزدیک رواج کو بلاتی ہین یا الفاظ سنسکرت کی پڑھکر بمثل اہل اسلام کی فاتحہ کو
اس سی کیا مناسبت راقم نے ایک پنڈت سے پوچھا کیون جی تمہاری وید مین کچھہ بہی حکم ایصال میت
نہین تہی یہ کہان سی نکلا جواب دیا کہ اگرچہ بید مین نہین لیکن اس سی نفع ہوتا ہے بالفرض اگر میت کو
نہ پہنچا تو اوسکی وارث خیرات کرنیوالیکو ثواب پہنچیگا جس بہانہ سی خیرات نکلے بہتر ہے اوسوقت مجھکو خوب
یقین ہوگیا کہ یہ باتین انکی بنائی ہوئی ہین اور تصدیق ہوگیا لکھنا مولوی عبید اللہ صاحب کا تحفۃ الہند صفحہ
(یہ برہمنون کی بڑون نے اپنی اولاد کی گذران کی خوب تدبیر کری ہی کہ سنکلپ کیا ہوا مال سوای برہمنون
کی کوئی نہ لیوی انتہی کلامہ) جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ ایسی ایسی احکام انکی مذہبی نہین تو معلوم ہوگیا
کہ یہ اور مذاہب سے انہون نے لئے گمان غالب یہ ہی کہ جب مسلمانون کو ہنود نے ایصال ثواب مالی و بدنی
میت کی لئے کرتی دیکہا اور یہہ بہی دیکہا کہ وہ کہتی ہین اللہم اوصل ثواب ما قرات وما انفقت الی فلان یعنی
یا اللہ پہنچا دے ثواب ہماری پڑہنے کا اور ہماری خرچ کرنیکا جو کہانا وغیرہ کیا ہی طرف فلان میت ہمارے کے
اور مسلمانونکو ہزار برس سی زیادہ اس ملک مین پہلے ہوئے ہوگئے تو غالباً ہنود نے اہل اسلام کی یہ باتین
دیکہکر کچھہ کچھہ اوسکی قریب قریب اپنی مذہب مین سنکلپ وغیرہ جاری کردیا کچھہ اخذ کیا جو ابد ہر کا ہوا
اور کچھہ اونکا ایجاد سب مل ملاکر یہ شکل دین پیدا ہوگئی اور انکی پیشوایان متکلم بندہ نے شاستر مین بہی ان
باتون کو درج کردیا ہم افسوس کرتی ہین انپر جو بے تحقیق کی حال پر جو ہنود کو قواعد ایصال ثواب مین
اصل اصول قرار دیکر مسلمانونکو اونکا پیرو اور تتبع قرار دیتے ہین نہین سمجھتے کہ اونسی کچھہ مناسبت نہین دیکھو وقت
سنکلپ پانی چلو مین لئے رہتی ہین سنکلپ کیا ہوا مال سوا برہمن کی کسیکو نہین دیتی اگرچہ برہمن مالدار دولتمند
اور دوسرا آدمی نہایت درجہ محتاج تنگدست ہو اور میت کا گھوڑا پوشاک برتن زیور وغیرہ جو کچھہ دیتی ہین
مہابرہمن کو دیتی ہین مہابرہمن وہ ہوتا ہی جو میت کا صدقہ لیتا ہی یہ مضامین تحفۃ الہند صفحہ ۹۵ ...

وصفحہ ۸۶ مین موجود ہین اور یہہ کتاب مولف براہین قاطعہ کی نزدیک نہایت معتمد ہی اب کتاب براہین
قاطعہ سے یہ بات نقل کرتا ہون کہ تشبہ کونسا منع ہی صفحہ ۲۷ سطر ۱۳ مین ہی جس شی شعار مین تشبہ ہے
اوسمین من کل الوجوہ تشبہ ہو تو منع ہی جیسا مثلا تمام وردی نصاری ہی مین سی ایک کلاہ پہنی تو کلاہ
من کل الوجوہ مشابہ ہوا اگر اس کلاہ مین بعض وجہ تشابہ کی ہو گی تو حرام نہو وے گی انتہی کلامہ الحمد للہ کہ ہمکو جواب
دینی کی حاجت نہین خود اونکی زبانی قصہ طی ہوا اب صاحب طریقہ مرسومہ اہل اسلام اور طریقہ مروجہ
ہنود کو ملا کر دیکہین کہ من کل الوجوہ تشبہ کہان ہی اول تو اونکی وید مین ایصال ثواب میت کے
لیے آیا ہے نہین اور بہت آدمی قوم ہنود کی اسکو جائز نہین سمجہتی خیر اگر بعض ہنود نی اور ونکی دیکہا
دیکہی یا مصلحت پرورش قومی وغیرہ کی سبب یہ کام کیا تو مشکل یہ ہی کہ اونکی یہان صدقہ کا لینی والا
قوم خاص اور پڑہنی والا قوم خاص اور سنکلپ یعنی ایصال ثواب مین خواہ کسی چیز کا ایصال ہو
رفع یدین نہین بلکہ جلتو یانی ہاتہ مین لیے رہتی ہین اور یہان اہل اسلام مین کوئی امر امور مذکورہ سی نہین
بنا علیہ دعوی تشبہ بالکل باطل ٹہیرا بلکہ یہ سمجہنا چاہیی کہ اہل اسلام جو کچہہ فاتحہ مین کرتی ہین اپنی اصول دین
کی موافق کرتی ہین **تلخیص** یہہ ہی کہ ایصال ثواب مالی و بدنی ہر دو شرعا ثابت اور جمع مین
العبادتین ثابت ہین نصوص شرعیہ نقل ہو چکین اور اسحالت مین کہ کہانا سامنی ہے اور اوسپر کچہہ پڑہنا
اور دعا مانگنی ہین حدیثین فعلی نقل ہو چکین اور رفع یدین دعا مین احادیث قولی و فعلی سی نقل ہو چکا اور صحیحہ
جو ایک غنی مالی ہی اور سامنی موجود ہی اوسپر یہ دعا زبانی کہ یا الہ قبول کر اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور آل و امت سے جس جس کو شریک ثواب مین کرنا تہا اونکا نام زبان مبارک سے لیا اسکی نقل بہی
نصوص احادیث سی گذر چکی اور حال دعا عقیقہ کا بہی گذر چکا پس اہل اسلام یہ امور حسب قواعد
شرعیہ کرتی ہین اور اگر احیانا کسی شخص کو بادی النظر مین کوئی امر متشابہ مشترک معلوم ہووی تو
چاہیے کہ وہ اسکو تشبہ قرار ندین قسم توافق ملتین سے سمجہے جیسا کہ اہل اسلام خدا تعالی کو مانتی ہین ہنود
بہی وجود باری تعالی کا اقرار کرتی ہین اصطلاح شرع مین اسکا نام تشبہ نہین اوسکو توافق ملتین کہتی ہین
اور یہ ممنوع نہین الحاصل براہین قاطعہ گنگوہی مین جو فاتحہ مروجہ مین جمع بین العبادتین مانکر چار وجہ خارجی سے

اہنت عارضی قایم کی تہی وہ حرارت عارضی کی طرح تبرید اور تبرید شرعیہ سے تعدیل پا چکے والحمد للہ علی ذلک
لطیفہ مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۱۳۱ سطر ۶ مین لکہا ہی (تشبہ کی لفظ مین اخذ بتکلف ہی سو قصد
اور فعل مکلف کا اسمین ہونا چاہیی پس اسکی یہ صورت ہی اگر سینی کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو
خبر ہوئی تو ازالہ کری ورنہ اب بعد علم کی متشبہ ہو گا پہلی متشبہ نہتا اور اپنی فعل مین عاصی بہی
نہین تہا) انتہی بلفظہ اس عبارت سی معلوم ہوا کہ جن امور مین تشبہ کفار کی ساتہ لازم آتا ہی اگر آدمی
نجانتا ہو کہ انمین تشبہ ہی اور اس حالت نادانستگی مین یہ فعل کرتا ہی تو جبتک اوسکو علم تشبہ حاصل نہو
اوسوقت تک وہ معافی مین ہی نہ وہ متشبہ ہی کہ جو حکم من تشبہ بقوم مین داخل ہو اور نہ عاصی ہے
پس اس تقریر کی موافق سب طلبین فاتحہ و میلاد شریف بڑی ہو چکی وہ ہرگز ان امور کو تشبہ الہنود
نہین جانتی جب اونکو ثبوت تشبہ نہین ہوا تو باقرار مولف براہین متشبہ اور عاصی نہوئی **الملعونہ**
مین **جمعرات کی فاتحہ** شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نی اشعۃ اللمعات مین لکہا ہی
بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند
از وی یانہ اور خزانۃ الروایات مین ہی عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تخلص لیلۃ الجمعۃ
وتنتشر فجاؤا الی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم اور صدر بن رشید تبریزی نی دستور القضات مین لکہا ہے
من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم ثم ینادی
کل واحد منہم بصوت حزین یا اہلی و یا اولادی و یا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا
فی غربتنا قد کان ہذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منہم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منہم بصوت
حزین اللہم قنطہم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء والصدقۃ انتہی اور علی بن احمد غوری نی کنز العباد مین بہی
اس روایت کو نقل کیا ہی آن صاحبون کا قاعدہ ہی جس کتاب مین انکی خلاف عقاید بیان ہوتی ہین اوسکو
کہدیا کرتی ہین یہہ معتبر نہین اسکی ضعیف روایتین ہین اسلئی مین خبردار کرتا ہون کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ
علیہ سی مولوی اسحق صاحب نی مائۃ مسائل مین چند مقام پر سند پکڑی ہی اور کتاب خزانۃ الروایات
سے بہی انہون نی سند پکڑی ہی مائۃ مسائل کی مسئلہ ہشتاد وسویم مین اور مسائل اربعین کی مسئلہ سے

و پنجم مین و مسئلہ بست سوم مین اور دستور القضات کی یہی سند پکڑی ہی مسئلہ سیزدہم مائۃ مسائل مین
پس یہہ کتابین انکی بزرگوارون کی مسلم الثبوت قابل سند ہین غرضکہ ان معتبر کتابون کی موافق معلوم
ہوا کہ جو لوگ کچہہ خیر خیرات اور دعا درود وغیرہ نہین کرتی اونکی گہر سے روحین مرتے کی غمگین ناامید ہوکر
انکو کوستی بد دعا دیتی نکلتی ہین بناءعلیہ سلف مین دستور تہا کہ جمعرات کو صدقہ دیتی تہی لیکن آخری
صدی کی بعض علمائی چہوڑ دادیا مولوی اسمعیل صاحب کی تابعین کہتی ہین اگر وہ میت بہشتی ہی تو روح اوسکی
بہشت کو چہوڑ کر کیون آتی ہوگی اور اگر کافر دوزخی ہی تو دوزخ سی نہین چہوٹتی **ہم کہتی ہین**
یہہ خیالی اعتراضات سب بی اصل ہین یہہ لوگ اپنی پیشوا مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر جناب شاہ عبد العزیز
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کیون نہین دیکہتے کہ سورہ جن مین تحت آیۃ منا القاسطون جو چار قسمین
جنات کی لکہی ہین اوسمین فرقہ چہارم کو لکہا کہ وہ جن بعض ارواح خبیثہ کو اپنی ساتھ لیکر اپنا ہمرنگ کرلیتی
ہین وہ روحین بہی لوگون کو ستاتی پہرتی ہین عبارت یہہ ہی ص ۱۸۵ چہارم فرقہ دیگر اند کہ بطریق
دزدان بعضی از ارواح آدمیان را کہ با جنیان در اخلاق بد مثل نخوت و تکبر و کینہ داری و تلطخ بہ نجاسات
مناسبتی بہم می رسانند کشیدہ می برند و برنگ خود رنگین می کنند و آن ارواح را طریق در آمدن
در مسام ابدان و برہم کردن مزاج ہا و تغیر کردن صورتہا تعلیم می نمایند تا باین وسیلہ اذی و رنج بآدمیان
رسانند و فرد آدمیان را فاسد نمایند اور سورہ عبس تحت آیہ ثم اماتہ فاقبرہ لکہتی ہین ص ۵۸ خلقت
آدمی از خاک ہست و بحکم کل شئی یرجع الی اصلہ او را باصل خودش راجع باید ساخت بخلاف آتش کہ مادہ
خلقت شیاطین و جنیان ہست پس چون بدن آدمی را بعد از موت بان سوزند ارواح لطیفہ او
با دود آتش آمیزش نمودہ مشابہت تام با شیاطین و جنیان پیدا کنند و ازین ہست کہ اکثر ارواح
کسانیکہ سوختہ می شوند بعد از موت حکم شیاطین میگیرند و با دمیان می چسپند و ایذا می دہند پس در دفن
کردن ارجاع شی بحقیقت خود ہست و در سوختن قلب حقیقت انتہی دیکہئی یہہ لوگ ارواح کی حرکت
کو محال سمجہتے تہے اونکی مسلم الثبوت کتاب شاہ صاحب کی کلام سی حرکت و سیر ارواح خبیثہ تک کی
ثابت ہوگئی اونکی اعتراض توڑنیکو تو یہہ ہی حجت بس ہے باقی اور جماعۃ اسلام طالبان دلیل حق کی لیے

یہہ لکہا جاتا ہے کہ حرکت ارواح کی حدیث معراج سی ثابت ہی کہ جمیع انبیا علیہم السلام کی روحین
بیت المقدس مین جمع ہوئین اور اوپر نقل کرچکی ہم شرح مشکوۃ و خزانۃ الروایات و دستور القضات وغیرہ
سی یہہ روایتین کہ روحین جمعرات کو اپنی گہر پر آتی ہین اور سیع لیلۃ القدر مین تنزل الملئکۃ والروح کا
بیان اور پہر روایت آئیگی کہ شب برات عید کو روحین آتی ہین اور مباحث مولد شریف مین بہی بیان
سیر ارواح کا آئیگا انشاء اللہ تعالی اور اب دو ایک روایتین اور بہی نقل کیجاتی ہین حضرت شیخ
الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نی کتاب عوارف کی باب چہپنم مین یہہ حدیث نقل کی ہے
روی سعید ابن المسیب عن سلمان قال ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت
بین السماء والارض حتی یردہا الی جسدہا اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرۃ الموتی والقبور مین لکہا ہے
ابن ابی الدنیا از مالک روایت کردہ کہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند می روند الی آخرہ اور اس سی پہلے
اسی فصل مین شہدا کی حق مین لکہا ہی حق تعالی در حق شہدا می فرماید بل احیاء عند ربہم اقول شاید بالغد
مراد آن کہ حق تعالی ارواح شان را قوت اجساد میدہد و ہر جا کہ خواہند سیر کنند و این حکم مخصوص شہدا نیست
انبیا و صدیقان از شہدا افضل اند و اولیا ہم در حکم شہدا اند کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است یعنی
رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ازان کنایت است و لہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا
اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند و گاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برآیند میگویند
کہ رسول خدا را سایہ نبود صلی اللہ علیہ وسلم ارواح ایشان در زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند سیر مینمایند و
دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند انتہی ان روایتون
ارواح کا سیر کرنی دنیا مین بہی ثابت ہوئی اور یہہ ہی مذہب ہے اہل سنت الجماعۃ کا امام عبد اللہ یافعی
یمنی قدس سرہ کتاب روضۃ الریاحین الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المأتہ کی آخر مین لکہتے ہین
مذہب اہل السنۃ ان ارواح الموتی ترجع فی بعض الاوقات من علیین او سجین الی اجسادہم فی قبورہم
عند ما یرید اللہ تعالی وخصوصا فی لیلۃ الجمعۃ ویجلسون ویتحدثون الی آخرہ یعنی مذہب اہل سنت
کا یہہ ہی کہ ارواح موتی آتی ہین بعض اوقات علیین یا سجین سے اپنی ابدان مین جو قبور مین ہین جب

اللہ تعالی چاہتا ہی خاص کر شب جمعہ اور روز جمعہ کو آتی ہین بیٹھتی ہین باتین کرتی ہین الخ اور
اشباہ و النظائر کی احکام الجمعہ مین لکھا ہی وفیہ تجتمع الارواح وتزار القبور کذا فی الدر المختار و شرح
یعنی جمعہ کی دن روحین جمع ہوتی ہین اور زیارت قبور کیجاتی ہی غرضکہ قبود کہ ارواح کا آنا غیبہ جمعہ و
روز جمعہ مین ان معتبر کتب سے ثابت ہوا یا تی قبور سی اپنی گھرون مین آنا وہ خزانۃ الروایات سی ہم اوپر
نقل کر چکی جاؤا اولا الی مقابرہم ثم جاؤا الی بیوتہم اس روایت کی موافق اختتام صدی اول و
شروع صدی دوم ہجری مین ایک عجیب قصہ گذرا ہے وہ بھی بطور استیناس لکھا جاتا ہے
امام ابو محمد عبد اللہ یافعی یمنی طیب اللہ ثراہ روضۃ الریاحین مین لکھتی ہین عن بعض الصالحین قال کان
لی ابن استشہد فلم ارہ فی المنام الا لیلۃ توفی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ ترا ای لی تلک
اللیلۃ فقلت یا بنی الم تک میتا فقال لا ولکنی استشہدت وانا حی عند اللہ ارزق فقلت لا جاء
بک فقال نودی فی اہل السماء الا لا یبقی نبی ولا صدیق ولا شہید الا ویحضر الصلاۃ علی عمر بن عبد العزیز
فجئت لاشہد الصلاۃ ثم جئتکم لاسلم علیکم یعنی بعض صالحین سے روایت ہی وہ فرماتی ہین میرا بیٹا شہید ہو گیا
تہا مینی کبہی اوسکو خواب مین نہ دیکہا سوا اوس دن کی کہ جب عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال
ہوا مجہکو اوس رات دکہائی دیا مینی کہا بیٹا تم مری نہین کہا کہ نہین مرا مین تو شہید ہون جیتا ہون
اللہ تعالی سی مجہکو رزق ملتا ہی مینی کہا کہ پہر تم کیون آئی کہا آسمان مین آواز دیگئی تہی کہ خبردار کوئی
نبی اور صدیق اور شہید باقی نہ رہی سب عمر ابن عبد العزیز کے جنازہ پر نماز پڑہین سو مین اونکی نماز
پڑہنی آیا تہا پہر تمہاری سلام کرنی کو بہی حاضر ہو گیا انتہی الحمد للہ کہ ہم جو منکر ایصال ثواب اموات
و ترغیب خیرات دعوی کرتی تہی کہ اہل اسلام کی روحین خواہ وہ بالکل ابرار متقین ہون خواہ بیچارہ
عصات نہ نہین ہون آنا اونکا روایات کتب اسلامیہ سی بخوبی ثابت ہو گیا نہ ہیا درایۃً و کشفاً و روایۃً
ان صاحبون کی بڑے بی منصفی کہ اپنی پیر و مرشد قبلہ کی مونہ سی جو بات نکلی وہ تو پتہر کی لکیر ہو جاتی ہی
دوسرا شخص کیسی ہی دلائل قویہ سی ثابت کری اوسپر ایمان نہین لاتی اب دیکہئے مولوی اسمعیل صاحب نی
جو صراط مستقیم کی آخر ورق مین اپنی پیر و مرشد کی تعریف مین لکہا ہی کہ حضرت غوث الثقلین اور خواجہ

بہاء الدین نقشبند کی روحین اونکی طرف متوجہ ہو گئین اور ایک مہینے تک زمین جہینا جہپٹی اور لڑائی رہی
یعنی ایک کہتی تہی کہ ہم سید احمد صاحب کو اپنی طرف لین دوسری کہتی تہی کہ ہم لین آخر دونون پاک روحون
نے آپس مین صلح کر کی یہہ بات ٹہرائی کہ اچہا سید احمد صاحب مین ہمارا تمہارا دونون کا ساجہا رہا
تب یکدن دونون روحین اونپر ظاہر ہوئین اور توجہ قوی ایک پہر تک کی اتنی دیر مین دونو طریقونکی
نسبت حضرت کو نصیب ہو گئی انتہی کلامہ اب دیکہئے کہان حضرت غوث اعظم کا مزار بغداد شریف مین اور
کہان خواجہ عالیشان نقشبند کا مزار بخارا مین پہر اونکی روحین خبر نہین علیین کی کس طبقہ اور جنت
کی کس درجہ مین ہونگی اور یہہ بہی ہے کہ ان دونون حضرات مقدس کی مریدون مین سیکڑون
اولیاء کامل کیا کہون بلکہ ہزارون لاکہون مقبولین ہونگی تس پر بہی اونکی ہوس نہ بجہی اور سید احمد
صاحب کی اونکو خواہش پیدا ہوئی کہ سید احمد صاحب کو اپنی نسبت مریدی مین لیجئی اور اسلئی نزد
مین علیین یا بہشت سی ہندوستان مین وہ روحین توجہ دینی کو اتر آئین ہم اسکو رد نہین کرتے
لیکن ان دانشمند مصنفون کے حال پر افسوس کرتی ہین کہ یہ مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر باوجودیکہ
از روی عقل اسمین چند باتین خلاف عادی معلوم ہوتی ہین لیکن اوسکو مسلم رکہتی ہین اور ہم روحون کا
آنا اپنی گہرون پر باوجود مقتضائے عقل ہونیکے کہ البتہ اپنا گہر ہر کسیکو مالوف ہوتا ہی جبکہ ارواح نی
دنیا کی سیر کی تو اپنی گہر کی سیر کیون نکرینگی اور روح کو بعد مکانی مانع نہین کیونکہ وہ مجردات سی ہے
اگر ثابت کرتی ہین اور اوسپر حدیث بہی پیش کرتی ہین اور روایات فقہاء رحمہم اللہ کی سند گذارتی
ہین اوسپر انکار کرتی ہین اور اس اعتقاد کی باعث ہم لوگون کو اور ہماری ساتہ اون فقیہان مین
کو جو یہ روایات اپنی فتاوی مین درج کر گئی ہین بدعتی کہنی لگتی ہین یہ وہی مثل ہی جسطرح فرقہ معتزلہ
خود اپنی کو اصحاب العدل و التوحید نام کرتی ہین اور اہل سنت و جماعت کو بدعتی اور اہل اہوا کہتی ہین
اور یہہ کہنا اہل انکار کا قصہ سید احمد صاحب مین کہ یہہ اونکو مکاشفہ ہو گیا تہا اسکی تحقیق مباحث مولد
شریف لمولوی ساوس مقام تحقیق سیر ارواح مین آئیگا۔ اور مولف براہین قاطعہ گنگوہی کا یہ اعتراض
سعی میت کی بدعا دینی پر صنف مین کہ اگر زندہ نے مردہ کو ثواب نہ پہنچایا تو کوئی ظلم اونکی

شرعاً نہین کیا ہان احسان بہی نہین کیا پس احسان نکرنی پر بد دعا ظلم ہے میت باوجود یکہ ظلمت نفس
وشیطان سی چہوٹا حقیقۃ الامر خیر و شر اوسکو برزخ مین واضح ہوگئی وہ اب بہی بزعم مولف بعد انکشاف
ویقین آخرت کی شر نفس مین مبتلا ہی یہ روایت قطعاً متہم و متروک ہی انتہی ملخصاً بچند وجوہ مخدوش
ہی اول یہ کہ حدیث کی قوت وضعف وصحت وسقم پہچاننے کے لیے میزان شرعی اسناد ہے اگر مولف
براہین کو اسناد معلوم نہ تہی تو مفتیان شرح متین کی نقل پر جو چند فتاوی حنفیہ مین مرقوم ہی اعتماد
کیا ہوتا وہ روایت بجمعرات کو روحین آنیکی اور درصورت عدم تصدق بد دعا دینیکی فتاوی نسفیہ مین
موجود ہی جسکو امام نجم الدین عمر بن محمد نسفی نی جو مشہور بہ علامہ سمرقند تہی تالیف کیا ہی اوسمین وہ
مسائل جمع کئی ہین جو اونکی حالت حیات مین اونسے استفتا کئے گئے تہے ۵۳۷ھ مین اونکی وفات ہی
معتمدین علماء سلف سی تہی سیوا ہ علما خلف نی اونکی روایت پر اعتماد کیا اور اپنی اپنی فتاوی
مین درج کیا اور کیون نہ کرتی صاحب درمختار لکھتی ہین سکہ ہماری ذمہ واجب ہے یہ بات کہ جو مقلدین
فتوی دے گئی ہین ہم اوسکا اتباع کرین اصلی عبارت یہ ہی فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ اور شامی شارح
درمختار اس مقام پر لکھتی ہین فانہ لا یسعنا مخالفتہم یعنی بیشک بات یہ ہی کہ ہمکو ہرگز گنجایش نہین کہ
اونکی قرار دادہ کی مخالفت کرین وجہ ثانی مولف براہین نی اس روایت کو رد کیا تو کسطرح
کہ بالکل اوہام وخیالات سی رجماً بالغیب و یہ جائز نہین جن صاحبون نی روایات دین کو
خیالی باتون سی رد کیا ہی اونکو فقہاء و محدثین اہل سنت نی الفاظ غیرہ سے یاد کیا ہی مثلاً
یہ حدیث جو صحیحین مین ہی کہ جب ملک الموت نی موسی علیہ السلام سی کہا کہ مین قبض روح کو
آیا ہون حکم الہی قبول کیجے تب حضرت موسی نی ایسا تہپڑ مارا کہ ملک الموت کی آنکہ پہوٹ گئی پہر
جناب باری مین جا کر عرض کی کہ خداوندا مجکو ایسی شخص کے پاس بہیجا جو مرنا نہین چاہتا الی آخرہ
اس حدیث پر بعضی عقلی خیالات والون نی طعن کیا کہ موسی علیہ السلام کیون بی قصور تہپڑ مارتے
اور وہ بہی ایسا کہ آنکہ پہوٹ گئی بنا علیہ یہ حدیث صحیح نہین لیکن جو محدثین تہی اونہون نے اس حدیث
کو تسلیم کیا اور معترض آدمیون کو ملحد لکہا عبارت یہ ہی وانکر بعض الملاحدۃ ہذا الحدیث قالوا

یعجوز علی موسی فقہاء نے ایک اور یہ قرار دیا کہ حدیث کو عقلی باتون سی رد کرنا نہ چاہیئے بلکہ تاویل
کرنی چاہیئے اس حدیث مین تاویل ہوسکتی ہی کہ حضرت موسی کی پاس ملک الموت بشکل انسان
آئے اونہون نی جانا کہ یہ کوئی دشمن قتل کو آیا ہے اوسکی دفع کرنیکے لیے تہپڑ مارا اتفاق سے
آنکہ نکل پڑی الی آخرہ اس نظر سے ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ روایات مرقومہ کو ایسی خیالی
شاخسانون سے رد کرنی محدثین ایسی کو ملحد کہتے ہین وجہ ثالث یہ کہ ترک واتباع حدیث
کے لیے عقلی گہوڑا چلایا تو کیا ارواحین کیون بد دعا دیتین یہ دیکہی کہ روح کو کچھ تو تعلق سے
کل بدن انسانی ہی بہی فرشتے تو بالکل مجرد بلکہ قبل سی مجرد ہین وہ بہی بخیل مسکۃ بد دعا دیتی
ہین تو روح کا بد دعا دینا کیا بعید ہی صحیحین کے حدیث بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ ہر
صبح کو دو فرشتے آسمان سی اوترتی ہین اور دعا کرتی ہین یا اللہ خرچ کرنے والے آدمی کو بدلہ عطا کر
اور بد... اور جو خرچ نہ کری اوسکا جمع کیا ہوا مال تلف کر یہ ایک وہ بہی ظاہر ہے کہ جب روح
دنیا مین مع الجسد تہی اوسوقت اوسکی نسبت احکام الہی اور تہی اور جب بدن سی مفارق ہوکر
اوس عالم مین شامل ہوئی تب اوسپر احکام وآثار اوس عالم کی مترتب ہوئی پہر کیا عجب ہے کہ جسطرح
فرشتی خرچ نکرنے والے آدمی کو باذن الہی بد دعا دیتی ہین اسیطرح روحین بہی اوس عالم مین جا کر
ایسے آدمی کو جو مال دبا کر بیٹہ رہا اور اپنی مصرف کرتا رہا فاتحہ و صدقہ سی یاد نہین کیا باذن الہی بد دعا
دیتی ہون یہ کیا امر محال ہی جسکی خیال سی روایت مفتیان دین کو کہا جاوی کہ قطعاً متروک
متہم ہے وجہ رابع یہ کہ اس دعا کو ظلم ٹہرانا بالکل بی اصل ہی کچہ تو مخدوش مرقومہ وجوہ سی اسکا
وجہ ثالث سی ہی سمجہا گیا علاوہ بران ظاہر ہے کہ اگر ورثہ دعا اور تصدق کرتی تو اموری میت
شرعیہ ثواب اونکو بہی ملتا اور میت کو بہی جب کچہ نکیا تو دونو محروم رہے پہر اگر ایسا مرنا تہی
زبان ارواح سی صادر ہوا کہ آپ جیسی ہم نا امید ہوئی یہ بہی نا امید ہو رحمت سی یعنی ثواب سے
تو یہ کسطرح ظلم ٹہرتا ہی اور اگر کوئی یہ کہے کہ امر واقعی کی دعا کیا کیجائے یہ تو تحصیل حاصل ہے جواب
اسکا یہ ہی کہ فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی اس مسئلہ کو خوب تحقیق کر دیا ہی کہ تحصیل حاصل کی دعا

جایز ہی عبارت المقاصد یہ ہی لو کان الدعاء بتحصیل الحاصل منہیا لما ساغ الدعاء لہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوسیلۃ
والدعاء بلعن الشیاطین یعنی اگر تحصیل حاصل کی دعا منع ہوتی تو نہ کیجاتی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وسیلہ کی جو بعد اذان دعا کرتی ہین کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ دیجو اور مقام محمود مین پہنچائیو
کیونکہ یہ وعدہ خدا تعالی خود فرما چکا اور اسیطرح نہ جایز ہوتی لعنت شیاطین پر کیونکہ وہ خود لعنت
مین ہین پس دعا کی انتہی اور اگر دعای ارواح کی یہ معنی ہون کہ ای وارثو جسطرح تمنی ہماری ساتہ
ترک احسان کیا اور ہم محروم پہری خدا کری کہ جب تم مرو تمہاری ساتہ تمہاری وارث ترک احسان
کرین اور تم بہی ناامید رحمت و ثواب سی پہرو تو اس مضمون مین کوئی اتلاف حق فرض واجب کی
دعا نہین جو ظلم قرار دیا جای ترک احسان پر ترک احسان کی دعا ہے اور جس مواقع مین کہ میت کی
وصیت پر وارثون نی بباعث حرص و طمع نفسی عمل نکیا ہوگا اون مواقع مین تو بد دعا ارواح کی
کسیطرح محل کلام ہی نہین ہے مترجمین نے یہہ ہی خیال کیا ہوتا کہ قدوم ارواح کی سب حدیثون مین
تو ذکر بد دعا کا نہین ایک مین ہی تو یہ ہی موقع خاص ہوگا جسمین اتلاف وصیت صدقات ہی باقی اور
مواقع مین فقط یہہ بات کہ روحین امیدوار آئین اور ناکام چلی گئین غرض کہ ان صاحبون پر لازم تہا
کہ اس روایت مین یہ تاویل یا مثل اسکی اور کچہہ جو جو محمل صحیح نکلتی پیدا کرتی لیکن روایات
متقدمین مفتیان زمن تین کو رد نکرتی وجہ خامس جب کوئی توجیہ ان صاحبونکو نہ سوجہی اور
یہی انکو معلوم ہوا کہ یہ بد دعا قبیح ہے تو یہ کیا دلیل قایم کی کہ عالم برزخ مین جب خیر و شر واضح ہوگیا
تو پہر کسطرح بعد کشف و یقین برا فعل یعنی بد دعا کرنا ارواح سے صادر ہو تاہم کہتی ہین اگرچہ برزخ
مین انکشاف خیر و شر ہے لیکن روز قیامت سب سے زیادہ انکشاف حقائق ہوگا پہر اس روز خدای
عالم الغیب والشہادہ کی سامنے لوگ اپنی جرایم کو مکر جاینگے جہوٹ بولینگے تب اونکو نامہ اعمال
دکہائی جاینگے کہینگے کہ فرشتون نی زبردستی ہماری نام یہ گناہ لکہدیے تب اونکی ہمسایہ
بلائے جاینگے وہ گواہی دینگی اونکو بہی جہٹلاینگے تب رب العزۃ جل جلالہ اونکی منہہ پر مہر لگا کر
پوچہیگا سب اعضا بول اوٹہینگے کہ بیشک ہم نے یہ گناہ کیے کذا فی التفاسیر اور امام رازی نے

تحت آیہ ان تشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ
ان کا روز کی پیشاب گاہ و سرین گواہی دیگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ پیشتر بائین ران
کی اعضا مین بائین ران گواہی دیگی اپنی سلطنت کی اول حساب انہسے وقت ہوتا ہی بعد وقت ہر عضو
زبان تک نوبت پہنچجاتی ہی خلاصہ یہ کہ جب مجرمون کی اعضا گواہی دینگے تو بعد ان وہ مجرم اپنی اعضا کو
دہمکاینگے کہ تمنی کیون گواہی دی اور اپنی اعضا کو بد دعا دینگے بعدا لکن وسحقا یعنی خدا تمکو دور کرے ہلاکت
سی اور بدوالک کیجو یہ مضمون بد دعا کا صحیح مسلم کی حدیث مین ہی اسیطرح ایمان مین ہی کہ جو مسلمان ہونگے
ہونگی اونکی اعضا بہی گناہ پر شہادت دینگے لیکن جن اعضا سے اونہون نیک کام کیا ہی جب شہادت
اچہی دینگی لیکینگے وہ بخشدیے جاینگے الحاصل روایات مذکورہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ قیامت کی روز جو
نہایت درجہ انکشاف حقایق خیر و شر کا روز ہوگا اوس دن بہی آدمی ایسی ایسی بری کام کرینگے کہ خدا
اللہ تعالی کی سامنے مکر جاینگے جہوٹ بولینگے فرشتون کو اور آسمان و زمین کی گواہونکو اور ہمسایون کو
سبکو جہٹلاینگے اور پہر جب اعضا گواہی دینگے حالانکہ انہون نی باذن الہی گواہی دی ہی اور سچی
گواہی دی ہی تسپر بہی بندہ اونکو بد دعا دیگا اور کوسیگا کما رواہ مسلم جب ایسی ایسی کام مذکورہ بالا
ایسی مقام کشف و عیان مین ہونگی تو پہلا عالم برزخ مین بد دعا دینا ارواح کا کسطرح اسدرجہ محال و
مستبعد ٹہرایا جس سی روایات فتاوی کو جہٹلایا وجہ سادس حدیث صحیح ہے کہ یبعث کل عبد علی ما
علیہ یعنی آدمی اوسی خصلت پر اوٹہایا جاویگا کہ جسپر مرا ہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی یبعث الناس
علی نیاتہم یعنی آدمی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاینگے اس سے معلوم ہوا کہ جو صفات محمودہ یا مذمومہ انسان کے
جوہر روح مین راسخ ہوجاتی ہین وہ بعد موت بہی قایم رہتی ہین حتی کہ اونہی صفات کی ساتہ حشر و نشر
ہوگا جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیی کہ آدمی دو قسم ہین یعنی بالکل خاک جو غصہ نام کو نہین عفو و صفح و
تجاوز اونکا جبلی کام ہی اور بعضی وہ جو اپنی منافی طبیعت پر آنے وہ ہو کر خفگی ظاہر کردیتی ہین پس یہ
دونو آدمی بعد موت بہی اپنی اوسی جبلت پر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آدمی قسم اول قلیل الوجود مین
اور ثانی زیادہ بلکہ زیادہ سی زیادہ ہتر وللاکثر حکم الکل کلیہ مسلمہ ہی پس جسطرح وہ لوگ دنیا مین جب کبہی خفی

کرا ونکی ایک نمک پروردہ یار رفیق نی جس پر اونکو بہروسا تہا شدت حاجت کیوقت جواب صاف دیدیا
اور حقوق جہان و مروت کو بالکل فراموش کیا تو بی اختیار بددعا نکل جاتی ہی کہ جیسا تو نی میری ساتہ
کیا تیری مشکل کی گہڑی مین بہی خدا ایسا ہی کیجیو جب وہ مرگئی اور عالم برزخ مین گئی تو وہی جبلت
اونکی ساتہ گئی بناء علیہ یہی مادہ فطری اونکا وہان ظاہر ہوگا کہ جب اونکی اقربای احسان فراموش
اوسکا مال مار کر بیٹہہ رہینگے اور دعا و صدقہ مین ذرہ بہر اونکو یاد نکرینگے وہ بیساختہ اونکو بددعا دینگے
جسطرح کفار و فساق جو کچہ صفات تکذیب وغیرہ کی دنیا سی ساتہ لیگئے تہی وہی محشر مین علی الاعلان
ظاہر کرینگی جسطرح روایات سابقہ مین گذر چکا وجہ سابع الزامی اس روایت کو فقط بددعا
ارواح کی سبب رد کرتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر مرقومہ ورق آخر صراط مستقیم کو نہین
کرتی جو لکہتے ہین ۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند
متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ وتا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین روحین در حق حضرت
ایشان ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوی خود میفرمود
دیکہئے یہان اپنی پیر و مرشد کی بابت دو اماموں کی روح مقدس مین لڑائی ثابت کرتی ہین لفظ
تنازع لکہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تنازع دشمنی و خصومت کردن اور صراح مین لکہا التخاصم پیکار
کردن باہم والاسم الخصومۃ مولف براہین کو لازم تہا کہ اول اس تحریر صراط مستقیم کو رد کرتے پہر
رد روایت فتاوی نسفیہ مین قدم دہرتے لیکن اوسکو بڑی عبارت طویل سے صفحہ ۳۳ مین قوت دیتے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کو بہی کثرت امت کی خواہش ہوتی ہی جناب فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نی ولود عورتوں کی نکاح کی تاکید فرمائی ہی اسیواسطہ اون دونوں اماموں نی جب سید
احمد صاحب کا درجہ دیکہا اور جانا کہ انکی بہت مرید ہوونگی دونوں نی اپنی اپنی طرف کہینچنا چاہا
انتہی ملخصا یہ جواب نہایت رکیک ہی سید صاحب کو باعث کثیر المرید ہونگی ولود عورت یعنی
کثیر الولادت عورت کی نکاح سے جو تمثیل دی ہی یہ خیال نکیا کہ ایسی شخص کی مرید کرنے کی تمنا درست
لیکن تنازع حرام جسطرح ولود عورت کی طرف رغبت صحیح ہے لیکن اوسمین لڑائی و مخاصمت حرام

یہ تو نص قطعی کا معارضہ ہی حق سبحانہ فرماتا ہی لا تنازعوا فتفشلوا اسکا ترجمہ کرتی ہین باہمدیگر نزاع
مکنید اور شاہ عبدالقادر لکہتی ہین آپس مین مت جہگڑو پس جبکہ اس مکاشفہ تحریری کو باعث
حرمت تنازع رد نکیا تو چاہیی کہ روایات مفتیان دین کو بہی رد نکرین باوجودیکہ اس قسم کی دعا کی
حرمت پر کوئی نص شرعی مولف براہین نی روایت نہین کی جسطرح ہم آیہ لا تنازعوا نص قطعی پیش
کرتی ہین پس دعوی اونکا بلا دلیل شرعی نا مسموع ہی اور یہ خیال اونکا بوجوہ سبعہ مذکورہ مدفوع
ہے دوسرا اعتراض ارواح کی آنی پر صفحہ ۳۳ براہین مین یہ ہی کہ یہ روایتین مخالف صحاح
کی ہین کیونکہ مشکوۃ مین نسائی اور احمد سی منقول ہی کہ جب میت کی روح برزخ مین جاتی ہے تو
ارواح جمع ہو کر اپنی اقارب کا حال پوچہتی ہین تو وہ جو پہلی مرگیا تہا اوسکو کہتا ہی کہ وہ تو مجہسے پہلے
مرگیا تہا اگر ہر ہفتہ ارواح اپنی گہر جاتی ہین تو اونکو کیا حاجت استفسار کی ہے جواب حاجت
استفسار کی کیون نہین مثلاً ایک شخص ہر ہفتہ اپنی گہر آتا ہے غیب باش ہو کر چلا جاتا ہے تو چہہ روز
بعد چلے آنے اوس شخص کی اگر کوئی اوسکی گہر سی آئیگا تو وہ اپنی اقربا کا حال پوچہیگا یا نہ پوچہیگا
سب عقلا جانتی ہین کہ وہ ضرور پوچہیگا پس اسیطرح جو روح شب جمعہ کو اپنی گہر ہو گئی تہی تو جو آدمی
چارشنبہ یا روز پنجشنبہ کو مریگا اور روح اوسکی عالم برزخ مین جائیگی وہ روح ضرور پانچ چہہ روز کی
غیبوبت کا حال اس روح تازہ سی پوچہینگے کہ فلان آدمی کسطرح ہے اور فلان کسطرح اور اسیطرح اگر
کوئی قریب اوسکا روز شنبہ یا شام جمعہ کو مرگیا ہوگا اور وہ اپنی شومی اعمال سی دوزخ مین گیا ارواح
مومنین مین نہ پہنچا پہر کوئی دوسرا عزیز مومن مخلص چارشنبہ کو مرکر ارواح مومنین مین پہنچا تو وہ
بالضرور یہ بیان کریگا کہ وہ مرد قریب مجہسے چار پانچ روز پہلی مرچکا کیا وہ تمہاری پاس نہین آیا
تب وہ روحین کہینگی کہ بس وہ دوزخ مین گیا اور یہ بہی ہو سکتا ہی کہ روح ہر ہفتہ گہر پر آئی
اپنی ایک عزیز کو ہفتہ غیر موجود پائی چونکہ اوس وقت آدمیون سی اوسکو پوچہنا ممکن نہ تہا ہفتہ جب
ہلی جاتی یہ خیال کرتی کہ شاید وہ کہین پردیس مین گیا ہی لیکن جب اوس گہر مین کوئی
مخلص مومن مرا اوسکی روح ارواح مومنین مین پہنچی تب اوس عزیز کا حال دریافت کیا جہان

کہ وہ تو مجھسے پہلی مرچکا ہے کیا تمہاری پاس نہین آیا تب وہ روح جان لیتی ہی کہ اوس عزیز کو
جو مکان پر موجود نہ دیکھتی ہتی اور یہ سمجھتی ہتی کہ وہ کہین پردیس مین ہوگا سو پردیس مین نہین
بلکہ وہ دوزخ مین پہنچا اور یہ بہی ہو سکتا ہی کہ روح کا اپنی گہر آنا منقول ہی ہمارا یہ دعوی
تو نہین کہ وہ اپنی سب اقربا وغیرہ پڑوسیون اور دوستان آشنا ونکی گہر پہر جاتی ہی پس جایز ہی کہ وہ
روحین اپنی اون دوست آشنا وعزیزونکا حال پوچہتی ہونگی جو اوسکی خاص گہر مین نہین رہتی
ہتی لفظ حدیث مین نہ قید اپنی خاص گہر مین رہنی والونکی ہی اور نہ یہ کہ خاص اپنی ذوی القربی
کا حال پوچہیگا بلکہ جائز ہی کہ اپنی بعض دوستدارون اور غمگسارونکا حال دریافت کرین
حدیث کی اصل الفاظ یہ ہین فیسألونہ ماذا فعل فلان ما فعل فلان فیقول قد مات أما أتاکم
فیقولون قد ذہب بہ الی امہ الہاویہ یعنی اوس نئی مردہ سی پہلی مردہ پوچہتی ہین فلانی کا
حال کیا ہی فلانی کا حال کیا وہ جواب دیتا ہی کہ وہ تو مرچکا کیا تمہاری پاس نہین آیا تب
وہ کہتی ہین کہ وہ دوزخ مین پہنچا انتہی اب **قلوب قاسیہ کی نرم کرنیکو** ایک قصہ نہایت
معتبر کتاب سی جسکی مصنف کو نو سو برس سی زیادہ ہوی چار واسطہ سی امام ابو یوسف کی شاگرد
ہین لاکہہ حدیث انکو حفظ ہتی انکا خطاب امام الہدی ہی اور نام انکا نصر بن محمد اور لقب اور کنیت
فقیہ ابو اللیث سمرقندی مشہور ہی وہ اپنی کتاب تنبیہ مین باب فضل جمعہ مین فرماتی ہین کہ مینی
اپنی باپ سی سنا اور وہ فرماتی ہتی کہ پہنچا مجہکو قصہ صالح مزی کا کہ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد
مین آتی کہ نماز فجر وہان پڑہین رستہ مین ایک مقبرہ ملا دل مین آیا کہ صبح صادق ہو جاویگی اوس وقت
مسجد کو چلینگے مقبرہ مین ٹہر گئے دو رکعت نماز پڑہی اور ایک قبر سے کچہہ سہارا لگا لیا نیند آگئی خواب
مین پہر آتی دیکہتے کیا ہین سب اصحاب قبور قبرون سی نکل کر حلقہ حلقہ بیٹہہ گئی باتین کرنی لگی
ایک جوان کو دیکہا اوسکی کپڑی میلے اور اداس مغموم بیٹہا ہے اتنی مین بہت خوان ڈہکی ہوے
خوان پوشون سی آدمین ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان اکیلا
اوسکی پاس کچہہ نہ آیا وہ اوداس غم کا مارا اوٹہہ کر کہڑا ہوا جب قبر مین داخل ہونے لگا صالح مزی

کہتی ہین کہ مینی اوس سے کہا ای اللہ کی بندہ تو کیون اوداس ہے اوسنی کہا تُنی دیکہا نہین کسقدر خوان
آتی ہتی مینی کہا کہ ہان وہ بولا یہہ تحفہ تحایف ہتی جو اونکی واسطی خیر خواہون نی بہیجی ہتی جو وہ صدقہ
دعا وغیرہ کرتی ہین انکو پہنچتا ہی جمعہ کی رات کو اور مین رہنی والا ملک سندکا ہون اپنی مان کو لیکر واسطی
حج کرنیکے آیا تہا جب بصرہ مین پہنچا مین مرگیا میری مان نی میرے بعد نکاح کر لیا اور دنیا مین مشغول
ہو گئی مجھکو بہول گئی نہ موہنہ سی کبہی نام لیتی ہی نہ زبان ہی دعا اب مین غمگین نہون تو کیا کرون میرا
کوئی نہین جو یاد کری تب صالح مزی کہتی ہین مینی اوس سے پوچہا تیری مان کہان ہے اوسنی بتا دیا پہر صبح
ہوگئی نماز پڑہی اور اوسکا گہر ڈہونڈہتا ہوا گیا اوسنی اندر سی آواز دی تو کون ہی مینی کہا صالح مزی
اوسنی بلایا مین گیا مینی کہا بہتر یہہ ہی کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنی تب مین اوس ہی نزدیک
ہوگیا فقط ایک پردہ بیچ مین رہ گیا مینی کہا اللہ تعالی تجہپر رحم کری کوئی تیرا بیٹا ہے بولی کوئی نہین
مینی کہا کبہی ہوا تہا تب وہ سانس بہرنی لگی اور بولی ایک بیٹا جوان تہا مرگیا تب مینی وہ قصہ مقبرہ کا
بیان کیا اوسکی آنسو بہنی لگے اور کہنی لگی ای صالح مزی وہ میرا بیٹا میرا کلیجا تہا پہر اوس عورت نی مجھکو
ہزار درم دیئی اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سی خیرات کر دیجو اور اب سی مین اوسکو دعا اور خیرات
سی نہ بہولونگی جب تک دم مین دم ہی صالح مزی فرماتی ہین پہر مینی وہ ہزار درم خیرات کر دیئی اگلے
جمعہ کی رات اوس مقبرہ مین گیا دو رکعت پڑہی ایک قبر کی سہارے سے بیٹہہ گیا سر جہکا کر پہر مینی اون
لوگون کو قبرون سی نکلتی دیکہا اور اوس جوان کو دیکہا سفید کپڑی نہایت خوش وہ میرے پاس
آکر کہنی لگا ای صالح مزی اللہ تیرا بہلا کری مجہکو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا مینی کہا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور
تک پہچانتی ہین یہ کہا کرتی ہین سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعہ انتہی ای بہایو اگر ایسی امام الہدی کا
نقل کیا ہوا قصہ دردآمیز تمہاری دل کو خوف الہی سی نہ ہلاوی تو کمال حسرت کی بات ہی پتہر بہی
اللہ کی ڈر سی نرم ہو جاتی ہین ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار قدیم الایام سی دستور چلا آتا ہی کہ قدما
اپنی اپنی اموات کی لئی کہانا جمعہ کی رات کو دیا کرتی ہتی حفاظ اور ملا اور قراء مقابر وغیرہ کو بہیجتی ہتی
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو چہہ سو برس سے زیادہ گذری اونکی کلام مین بہی اسکا پتا موجود ہے

کلیات مین جو قصیدہ درباب تنبیہ حال موت لکھا ہی اوسمین وہ لکھتے ہین کہ جب آدمی مرتا ہی چندروز
اوسکو روتی ہین جمعرات کو حلوا بھی بھیجتی ہین جب کئی برس گذر گئی پہر سب بہول جاتی ہین اور
وہ آدمی بے نام و نشان ہوجاتا ہے اشعار اونکے بطور التقاط لکہتا ہون ؛ شعر

یکہفتہ یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام	با گریہ دوست ہمدم و ہمداستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار	پہر ریا بخانۂ ہر گور خوان شود
وانگہ کہ چند سال بران حال بگذرد	آن نام نیز بگذرد و بے نشان شود

اگلے آدمی جمعرات کا اسقدر خیال رکہتی تہی کہ دو آنہ کا مزدور کہ جسکی پاس کچھ بہی دینی کو نہوتا تہا وہ بہی جو
سیر بھر آٹا بال بچون کیواسطی لاتا اور شام کو پکواتا اوسمین نیت کرتا تہا کہ یا رب العالمین یہہ جو بال بچون کا
نفقہ میری ذمہ تیری حکم سی واجب ہے اور ادای واجبات الٰہی مین آدمی مستحق ثواب ہوتا ہی آج جو یہہ سیر بھر کی
روٹیان اپنی بال بچون کو دیتا ہون پس نفقہ واجبہ مین میری یہ نیت ہی کہ اسمین جو مجہکو ثواب ہوتا
وہ میری فلانی عزیز میت کو پہنچی غرض کہ نادار تنگدست آدمی اوسی روزمرہ کی نفقہ واجبہ عیال مین
نیت ایصال ثواب کرتی تہی اور فاتحہ درود پڑہ کی بعد ازان اپنی بال بچون کو وہ کہانا کہلا دیتی تہی
اموات کو محروم نہ رکہتی تہی اور تونگر آدمی تو بہت کچھ دیا کرتی تہی اب جیسی ہمتین لوگون کی پست ہوگئین
اور اون بخیلی کی ساتھ یہہ بہی بہانہ ہاتھ آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بدعت کہتی ہین پس بالکل آدمی
چہوڑ بیٹہے اور نگنتی کو ٹہیلتی کا بہانہ مثل مشہور ہی اب ہمنی تمکو روایات کتب معتبرہ کی سنادی چاہیی کہ
اب سی سستی نکرو اور صدقات و خیرات اور درود فاتحہ سی اپنی عزیزونکو یاد رکہو ایک مسئلہ سناتا ہون
کہ جسقدر تم اموات کی نام دوگی یا پڑہکر بخشوگی اموات کو سب پہنچے گا اور اوسیقدر تمکو بہی ملیگا کچھ تمہارا
ثواب کٹ نجاویگا تم اور موتے دونو کامیاب ثواب سی ہوگی خزانہ الٰہی مین کچھ کمی نہین وہ دونو کو
دیتا ہی ان ربک واسع المغفرۃ فقط تمہاری نیت کا گہاٹا ہی لمعہ ثالثہ عیدین اور شب برات

اور عشرہ محرم مین فاتحہ

فی خزانۃ الروایات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول اذا کان
یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشورا او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات و یقومون علی ابواب

بیوتہم فیقولون ہل من احد یذکرنا ہل من احد یترحم علینا ہل من احد یذکر غربتنا یا من سکنتم بیوتنا و یا من
سعدتم بما شقینا و یا من اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قبورنا و یا من استذللتم ایتامنا و یا من نکحتم
نسائنا ہل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویۃ و کتبکم منشورۃ واضح ہو کہ یہ کتاب خزانۃ الروایات
پورانی کتاب ہی جس نسخہ سی یہ عاجز نقل کررہا ہی وہ چارسو برس سے کسیقدر کم کا لکہا ہوا ہی اب دیکہی
تصنیف کب ہوئی ہوگی صاحب کشف الظنون نی اسکی مصنف کا حال یہہ لکہا ہی کہ یہ قاضی جگن
ہندوستان کی حنفی المذہب و رساکن گجرات تہی تمام عمر فتوی دینی اور رکہنی مین گذاری انتہی کلامہ
پس معتبر ہونا اسکا ظاہر ہوگیا اور نیز ہم بیان کرچکے ہین بیان فاتحہ جمعرات مین کہ مولوی اسحٰق صاحب
نی ماتہ مسایل مین اور مسائل اربعین مین اس خزانۃ الروایات کی سند پکڑی ہی معتمد علیہ ہونا اس
کتاب کا اور پورانا ہونا معلوم ہوچکا علاوہ برین علی بن احمد غوری نی بہی اس روایت کو کنز العباد مین
کتاب الروضہ باب خامس مع اربعین سے نقل کیا ہی اب ترجمہ اسکی روایت کا معلوم کرو حضرت ابن عباس سے
روایت ہی کہ جب ہوتا ہی دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شب برات تب آتی ہین روحین مُردون
کی اور کھڑی ہوتی ہین اپنی دروازہ اور کہتی ہین کہ ہی کوئی ہمارا جو ہمکو یاد کرتی اور ہم پر رحم کری ہماری
غربت کو یاد کری تم ہماری گہرون مین رہتی ہو ہماری مال سی چین کرتی ہو تم کہلی کشادہ مکانون مین
بیٹہی ہو ہم تنگ قبرون مین پڑی ہین ہماری یتیم بچون کو تمنی ذلیل کر رکہا ہی اور ہماری بیبیون
تمنی نکاح کرلیا اب تم مین کوئی ہی جو فکر کری ہیان کری ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے
نامہ اعمال لپٹ چکی تمہاری نامہ اعمال کہلی ہوئی ہین انتہی اور واضح ہو کہ جسطرح یہہ روایت خزانۃ الروایات
اور کنز العباد مین ہی اسیطرح دقایق الاخبار مین بہی ہی اور دقایق الاخبار منسوب ہے امام غزالی کی
طرف اور تفسیر کریمہ تنزل الملئکۃ والروح مین مفسرین کے چند اقوال ہین بعضون نی کہا روح ایک فرشتہ ہے
اور بعضون نی کہا کہ جبریل ہی اور بعضون نی کہا روح حضرت عیسٰی ہین جو فرشتونکی ساتھ اوترتی ہین
اور بعضون نی کہا روح سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور دقایق الاخبار مین ہی کہ بعضون سے کہا ارواح
بنی آدم مراد ہین عبارت اوسکی یہ ہی ویقال روح الاقربا من الاموات المومنین یقولون بنا اندان

لنا بالنزول الی منازلنا حتی نزی اولادنا وعیالنا فیزلون فی لیلة القدر انتہی اور تفسیر عزیزی مین
تحت شرح اس آیت کے لکھا ہے یعنی فرود می آیند ملئکہ از آسمانہا وارواح از مقام علیین در ان شب اور
تینتیس ۳۳ سطر کی بعد لکھتی ہین کہ ہمراہ جبرئیل علیہ السلام جمیع ملئکہ وارواح نزول می کنند اب گوش ہوش
سی سننا چاہیی کہ باپ کو اولاد صالح کی دعا سی نفع پہنچتا ہی صحیح مسلم کی حدیث ہی ولد صالح یدعوا لہ
اس حدیث مین تم لوگون کو اشارہ ہوا کہ تم جنکی اولاد ہوا انکی حق مین دعا کرو فاتحہ درود دیتے ہو دوسری
حدیث بیہقی کی ہی ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا لحقتہ
کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا اس حدیث مین اشارہ ہو گیا مان باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعا کی خیر
سی یاد رکہین اور بہائی بہائی کو اور دوست دوست کو ہمو اسطے کہ اس حدیث مین ارشاد ہو گیا کہ
مردہ ان سب کی طرف امید لگای رہتا ہی غرض دونون حدیثون کی مضمون سے یہ بات ثابت ہو گئی
کہ سب دوستون اور اقربا کو چاہیی کہ اپنی دوست اور اقربا کو یاد رکہین اور آدمیونکا حال یہ ہی کہ دنیا
کی جنجال مین پہنسکر اپنی عزیزونکو جو کہ مر گئی بالکل بہول جاتی ہین روز مرہ کی یاد تو کہان بہلا اگر
تیوہارون کو یعنی عید بقرعید شبرات محرم مین بہی یاد کرلین تو غنیمت ہے کیونکہ تیوہارون مین کہانیکی
کثرت ہوتی ہی طرح طرح کی چیزین پکتی ہین دوست آشناؤن مین تحفہ ہدیہ بہیجا جاتا ہی ہائی افسوس
زندہ آدمیونکو تحفہ ہدیہ بہیجین حالانکہ زندہ آدمی خود بہی پکوا کر کہا سکتا ہی اور میت کہ جو کہ بالکل عاجز
ہی بس بیکس ایک غار تنگ تاریک مین پڑسی ہین اور اعمال انکی منقطع ہو چکی اب کچہہ کر نہین سکتی انکو
ذرا بہی یاد نکرین کسقدر غفلت کی بات ہی اور جو کوئی عالم ملا ہو کر لوگونکو اس کام سی روکی کسقدر
مظلمہ موتی کا اپنی گردن پر لیتا ہی یا اللہ ایک پہلی وقتون کی عالم فاضل تہی کہ خیرات وحسنات کی
رغبت لاتی تہی مصنف خزانة الروایات لکہتا ہی کہ مین شروع بلوغ سے فتاوی اور کتب فقہ اور
مسایل مین کوشش کرتا رہا اور حسب اقتضا پیش ہوتی تہی جب تک جواب انکی کتابون سی نہین نکالتا
تہا چین نہین آتا تہا اور مین کسی وقت خالی مباحثہ اور مطالعہ کتب سی نہین رہتا تہا اور مشکلین حل کیا
کرتا تہا تمام عمر فتوی دینی مین گذاری اور جسقدر فتوی دیتا وہ سب مسائل اس کتاب مین لکہدیتا

انتہی کلامہ دیکہو یہ شخص ہندوستان کا قاضی سیکڑون برس کا عالم فقیہ گذرا ہوا ہندوستان مین فتوی جاری
کرنیوالا اپنا فتوی اس کتاب مین لکہتا ہی اور روایت کرتا ہی کہ تیوہارون مین روحین آتی ہین
چنانچہ روایت انکی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ جو قدیم الایام سی عیدین وغیرہ تیوہارونمین دستور فاتحہ کا
چلا آتا ہی ایسی ہی بزرگون کا حکم دیا ہوا اور جائز رکہا ہوا اور احادیث سی استنباط کیا ہوا ہی جاہلونکا
ایجاد کیا ہوا نہین جاہل کسی قاعدہ دینی اور شرعی کا موجد نہین ہو سکتا اور نہ کوئی جاہل کا اتباع کرتی یہ
سبب سوم صالحہ اہل اسلام مین علما و صلحا کی تلقین فرمائی ہوئی ہین از انجملہ یہ بات کہ ہم اکثر دیکہتے ہین کہ
عیدین وغیرہ مین جو فاتحہ دیتی ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کا جدا نکالتی ہین یہ مسئلہ بہی امام ربانی
مجدد الف ثانی کی کلام مین موجود ہی مانعین اس امام کی معتقد ہین وہ اپنی مکتوبات کی جلد ثالث مین
لکہتی ہین باید کہ ہرگاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام ہدیہ
جدا سازد و بعد از ان تصدق کند کہ حقوق آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام فوق حقوق دیگران ست
ونیز برین تقدیر احتمال قبول صدقہ ہست بطفیل آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوات والتحیات انتہی سبحان اللہ
ایک ایسی ایسی علماء دیندار تہی کہ کیا کیا ہدایت کی طریقی تعلیم فرماتی تہی اور ایک اب پیدا ہوی ہین کہ
بالکل اعمال معمولہ قدیمی اور خیرات مستمرہ سلف کو بند کرتی جاتی ہین اور یہ جو مولوی اسحق صاحب نی
مائة مسائل مین تحریر فرمائی ہی کہ آمدن ارواح درین شب ہا از احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت
نگشتہ اور مسائل اربعین مین ان حدیثونکو لکہا بعض علمای محدثین این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند
وبیان غرابت آن آوردہ انتہی کلامہ مین کہتا ہون کہ اس کلام سی بس اسیقدر ثابت ہوا کہ یہ حدیثین
صحیح متصل الاسناد نہین بعضی محدثون نی انکو ضعیف بہی کہا ہی سو اصول حدیث مین یہ ٹہر چکا ہی کہ
حدیث صحیح نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث جہوٹ بنائی ہوئی موضوع ہو چنانچہ ملا علی قاری
اور صاحب مجمع البحار اپنی رسایل موضوعات حدیث مین لکہتی ہین قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا
موضوع بون فان الوضع اثبات للکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم الی آخرہ ہان البتہ
صحیح نہونی سی یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہی کہ ضعیف ہی پس حدیث ضعیف کا ہم سی حکم سنو تفسیر روح البیان

وانکانت ضعیفۃ الاسانید فقد اتفق المحدثون ان
کی دوسری جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ ۶۲۲ مین ہے
الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب یعنی اگر حدیثین ضعیف ہین تو اتفاق کیا ہی
کل کرنیوالے محدثون نے اسبات پر کہ حدیث ضعیف پر عمل جائز ہی جس مقام مین رغبت دلاتی ہون نیک کام
پر یا ڈراتی ہون بُری کام سی اور نقل کیا اس کلام کو صاحب روح البیان نے امام نودی اور حلبی
اور ابن فخر الدین رومی وغیرہم سی اور اسی طرح منقول ہی فتح المبین مع لغۃ علامہ ابن حجر سی اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ اصول حدیث مین
لکہتے ہین ویجوز عند العلماء التساہل فی اسانید الضعیف فی فضائل الاعمال اور اعضاء وضو کی ہونی مین
جو دعائین وارد ہوئی ہین وہ سب ضعیف ہین با اینہمہ لکہا صاحب درمختار نے فیعمل بہ فی فضائل
الاعمال اور نسائی کا یہ طریق تہا کہ جس راوی کو بالاتفاق علمای حدیث نے چہوڑ دیا ہو اوسکی حدیث کو
وہ نہ لیتے تہی باقی سب حدیث ضعیف ہر قسم کی لے لیتے تہی اور ابو داود کا مذہب یہ تہا کہ وہ حدیث
ضعیف کو امام مجتہد کی رای سی افضل جانتے تہے اور یہ نسائی اور ابو داود مصنفین صحاح ستہ کی دوامام
ہین اور شرح سفر السعادۃ مین ابن حزم سی نقل کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سب اصحاب
متفق ہین اسبات پر کہ حدیث ضعیف مقدم ہی قیاس اور رای اور اجتہاد پر انتہی پس حدیث ضعیف کی یہ
شان نہین ہین کہ ہر طرح اوسکو رد کیا کرین اور کسی موقع مین قبول نکرین اور رسالہ انتباہ مین شاہ ولی اللہ
صاحب لکہتے ہین مع ورود فی فضائل رجب لاحادیث باسانید ضعیفۃ لاباس بالعمل بہا فان وجد فی نفسہ
قوۃ فلیعمل بہا اور مولوی قطب الدین خان صاحب نے مظاہر الحق مین چہ رکعت صلوۃ الاوابین کو لکہا ہے
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہی لیکن فضائل اعمال مین عمل کرنا حدیث ضعیف پر
جائز ہی انتہی مولف کہتا ہی کہ صلوۃ الاوابین کی حدیث ایسی ضعیف ہی جسکی بابت مشکوۃ مین
ہے لا نعرفہ الا من حدیث عمر بن ابی خثعم وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ہو منکر الحدیث وضعفہ جدا
پس مولوی قطب الدین خان صاحب نے اسدرجہ کی حدیث پر بہی عمل کرنا ثابت کیا ہی شرح ملا علی قاری
سی اور مثالین اسکی یعنی مقبول رکہنا حدیث ضعیف کا اعمال مین بہت مسایل فقہیہ مین ثابت ہی

بباعث طول فقط اپنی عبارات منقولہ بالا پر اکتفا کرکی یہ قاعدہ کلیہ جو اصول حدیث اور اصول فقہ
مین درباب حدیث ضعیف لکہتی ہین نقل کرتا ہون کہ حدیث ضعیف کو صفات باریتعالی اور تحریم
وتحلیل اور اعتقادیات مین نہین لیتی البتہ معجزات اور احوال قیامت اور موعظت اور فضائل اعمال
مین مقبول رکہتی ہین اور فضائل اعمال کی معنی علامہ شامی شارح درمختار نے یہ لکہی ہین کہ کسی عمل کی فضیلت
حاصل کرنیکی لئی حدیث ضعیف کو لیلینا جائز ہی انتہی کلامہ اور ضعیف پر عمل کرنیکی شرط یہ ہی کہ وہ عمل
ایسا ہو کہ ایک قاعدہ عام شرعی مین داخل ہو اور اس شرط لگانیمین حکمت یہہ ہی کہ حدیث ضعیف کی یہ معنی تو
نہین ہین کہ وہ جہوٹی بے اصل ہی بلکہ ممکن ہی صادق ہونا اوسکا پس اگر وہ حدیث ضعیف نفس الامر مین
عند اللہ صحیح تہی تو اوسپر عمل ہونا بہت اچہا ہوا اور اگر نفس الامر مین ثابت نہ تہی تو اوسپر عمل کرنی سی
کچہہ نقصان نہ لازم آیا کیونکہ وہ قاعدہ کلیہ عام شرعی مین داخل ہی مثلاً یہی دعائین وضو کی اعضا دہونی
مین جو ضعیف حدیثون سی ثابت ہوئی ہین اگر یہہ نفس الامر مین عند اللہ صحیح ہین تو حق ان احادیث
کا ادا ہو گیا اور ثواب موعود ملگیا اور اگر یہہ حدیثین عند اللہ صحیح نہین تو ہر عضو پر جدا جدا دعا پڑہنی سی
گنہگار بہی نہین ہوا کیونکہ اوسنی دعا پڑہی ہے کچہہ اور گناہ تو نہین کیا اور مطلق دعا کا مانگنا شرع مین
ثابت ہی اور ایک حدیث ضعیف مین بہی حضرت سی روایت کیا گیا ہی کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو
میری طرف سی کوئی حدیث پہنچی اوسنی اوسپر عمل کیا تو اوسکو ثواب ملیگا اگرچہ فی الواقع وہ حدیث
میری نہو چنانچہ یہ مضمون شامی شارح درمختار نے علامہ ابن حجر سی نقل کیا ہی کہ العمل بالحدیث الضعیف
فی فضائل الاعمال لانہ انکان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقہ من العمل والالم یترتب علی العمل بہ مفسدۃ تحلیل ولا
تحریم ولا ضیاع حق الغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قلتہ
اور اسیطرح شاہ ولی اللہ صاحب نے جو ماہ رجب مین ہزاری روزہ اور اوسکی رات کو جاگنے کا حکم دیا ہی
وہ بہی مبنی اسی قاعدہ پر ہے یعنی اگرچہ یہ تخصیص دن اور رات کی ضعیف حدیث سی ثابت ہوئی لیکن
مطلق روزہ رکہنا اور شب کو عبادت کرنا تو دین مین ثابت ہے اور اسیطرح چہہ رکعت اوابین کو مولوی
قطب الدین خان صاحب نے ... یعنی اگرچہ یہ حدیث بہت ضعیف اور منکر ہی

لیکن کوئی اگر اس تعین زمان اور تخصیص رکعات پر موافق اس حدیث ضعیف کی عمل کریگا تو کچھ برائی نہوگی کیونکہ مطلق نفل کا پڑھنا تو ہر وقت جایز ہی اور یہان ایک اور مسئلہ سمجھنا چاہیی کہ فقہا رحمہم اللہ ایسے عمل کو جو حدیث ضعیف سی ثابت ہوتا ہی مستحب لکھا کرتی ہین چنانچہ اسی صلوۃ الاوابین کو باوجود حدیث منکر ہونیکی مستحب اور مندوبات مین فقہا لکھتے ہین اور اسیطرح گردن کا مسح وضو مین ضعیف حدیث سی ثابت ہوا ہی اوسکو بھی مستحب لکھتی ہین اور ماہ رجب کی روزہ کو فتاوی عالمگیری مین مرغوبات و مندوبات کی ذیل مین لکھا ہی جب یہ قواعد اور فوائد ذہن نشین ہو چکی تو اب ہم اس قاعدہ مقررہ فقہا و محدثین کو مسئلہ متنازع فیہ یعنی روحون کی آنی مین جاری کرکی دکھاتی ہین اور اول گفتگو ہماری اسباتمین یہ ہی کہ وہ جو فاضل مذکور نی لکھا ہی کہ بعض محدثین نی احادیث آنی ارواح کو ضعیف کہا ہی ہم کہتی ہین کہ بعض محدثین کے ضعیف کہنی سی لازم نہین آتا کہ کل کی نزدیک ضعیف ہو ملا علی قاری وغیرہ لکھتی ہین لا احتمال ان یکون الحدیث موضوعا من طریق صحیحا من آخر بس اس بنا پر ہم کہتے ہین چونکہ صاحب خزانۃ الروایات نی جسکی سند اسی فاضل نی اپنی تصنیفات مین لی ہی اور فضایل اوسکی ہم اور وجوہ سی بھی بیان کرچکی ہین یہ حدیثین آنی ارواح کی اپنی فتاوی مین درج فرمائین لابد یہ بات دلیل انکی صحت اور قوت اور مفتی بہ ہونی پر ہی مفتیان دین کا ایک حدیث کو لیلینا دلیل قوت ہی اور بالفرض و التقدیر اگر ہم موافق قول اوس فاضل کی ضعیف ہونا ان احادیث کا تسلیم کرین تو حدیث ضعیف پر عمل کرنا فروع مسایل اور فضایل اعمال مین اقوال فقہا و محدثین سے بالاتفاق والاجماع ثابت ہی بس جو آدمی ان حدیثون پر اسبات مین عمل کریگا کہ کچھ صدقہ فاتحہ درود تیوہارون مین کریگا تو بلاشک یہ امر جایز بلکہ مستحب ہوگا پہلی کہ اگر واقعی وہ روحین آئی تھین تو سبحان اللہ اصل مدعا ثابت ہوا کہ وہ خوش و خرم گئین اور اگر وہ بد دعا کرتین اب یہہ آدمی اونکی بد دعا سی بچ گیا اور اونکو ثواب پنہچ گیا اور بالفرض و التقدیر اگر روحین آتی نہین تو بھی یہ صدقہ اور فاتحہ درود تو انکو پنہچ ہی جاویگا انکا پنہچ جانا تو اصل قاعدہ شرعی سی ثابت ہی عند اہل السنۃ والجماعۃ بنا علیہ تیوہارون مین صدقہ اور فاتحہ درود کرنیکو نہ فقط جایز بلکہ امر مستحب کہنا چاہیی چنانچہ ہم اسکی چند نظیرین کلام فقہا سے

صلاۃ الاوابین اور مسح رقبہ اور صوم رجب کی بابت لکھ چکی ہین اور علاوہ اسکی بہت نظیرین اسکی کتب فقہ مین موجود ہین جسکی نظر متون و شروح و فتاوی پر ہے یہ بات اوس سے مخفی نہین ان شاء اللہ تعالی وانصاف دی آمین یارب العالمین آمین لمعہ رابعہ **بیان طریقہ سویم کا** اس عمل مین پانچ چیزین ہین کلمہ طیبہ پڑہنا شمار کی لئی دانہا نخود کا معین کرنا ختم قرآن کرنا برادری اور دوست آشناؤن کا واسطی قرآن اور کلمہ پڑہنی کی جمع ہونا اس کام کی لئی تیسرا دن ٹہرانا **بیان امر اول** اختیار کرنا کلمہ طیبہ کا اسلئی ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ اور امام ابو اللیث سمرقندی نی روایت کی ہی انس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قیل لہ یا رسول اللہ ثمن الجنۃ قال نعم لا الہ الا اللہ جب معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کنجی جنت کی اور قیمت ہی جنت کی تو ثواب ایسی چیز کی نہایت درجہ اولی و انسب ہے اور علاوہ اسکی یہ بھی ایک حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی میت کی نیت سی ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ پڑھے اور ثواب اوسکا میت کو بخشی اگر وہ قابل عذاب ہوگا اوسکو عذاب نکریگی اور اگر وہ قابل عذاب نہین تو اوسکی درجات بلند کردیئے جاوینگی اور ایک روایت مین ستتر ہزار بار پڑہنا لا الہ الا اللہ کا آیا ہی چنانچہ بزرگان دین سی اوسپر عمل بھی پایا گیا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات مین حکم فرماتی ہین بیاران و دوستان فرمایند هفتاد هزار بار کلمه طیبه لا اله الا الله بروحانیت مرحومی خواجه محمد صادق و بروحانیت مرحومه همشیره او ام کلثوم بخوانند و ثواب هفتاد هزار بار را بروحانیت یکی بخشند و هفتاد هزار بار دیگر را بروحانیت دیگری از دوستان دعا و فاتحه مسئول است انتهی اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سی بھی اس باب مین ایک قصہ منقول ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نی اپنی کتاب تحذیر الناس مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۴۴ مین لکھا ہی کہ حضرت جنید کی کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا آپنی سبب پوچھا تو بروی مکاشفہ اوسنی یہہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ مین دیکھتا ہون حضرت جنید نی ایک لاکھ یا پچہتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یون سمجھکر کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کی ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنی جی ہی جی مین اس مرید کی ماں کو

بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتی ہی کیا دیکہتی ہین کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہی آپنے پھر سبب پوچہا اوسنی عرض کیا کہ اپنی والدہ کو جنت مین دیکہتا ہون تو آپنی اسپر یہہ فرمایا کہ اس جوان کی مکاشفہ کی صحت تو مجہکو حدیث معلوم سی معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ سی ہوئی انتہی کلامہ دیکہو ان روایات احادیث اور دستور العمل ہونی سلف صالحین سے وجہ تخصیص کلمہ طیبہ کی عمدہ طرح پر ظاہر ہو گئی پس بدعت اور ضلالت کہنا اسکا رد ہو گیا **دوسرا امر** تخصیص دانہ نخود کی وجہ یہ ہے کہ دانہ نخود اگر متوسط ہو نہ بہت چہوٹا نہ بہت بڑا پہلی وزن سے کہ وہ اسی رتی سے زیادہ تہا ساڑہے بارہ سیر نخود از روی شمار ایک لاکہ دانہ ہو جاتا ہے اس عاجز نی ہی اسکو آزمایا ہے مولف براہین قاطعہ نی ہی صفحہ ۸۹ سطر ۱۶ مین اسکی تصدیق کی اور یہ لکہا کہ فی الواقع اول میں دانہ نخود کی اختیار کی ہی وجہ تہی الی آخرہ اور دو شمار جو حدیث مین آئی ہین ایک مین ستر ہزار دوسری مین سو ہزار احتیاطاً سو ہزار یعنی ایک لاکہ پر عمل مقرر کیا گیا اور ہر کسیکو قدرت نہ تہی کہ اسقدر تسبیحین جمع کرتا یا جنگل اور بازار وغیرہ سی گٹہلیان کہجور یا جامن وغیرہ کی چنتا اور جا بجا سے سمیٹتا پہرتا نخود مین یہ فائدہ ہوا کہ سہل الحصول ہین جہان سے چاہا جسنے چاہا بی تکلف مول لیلیے شمار کی شمار اوسمین قایم رہی اور بعد فراغ وحصول کار اونکو تقسیم کر دیا یہ دوسری منفعت حاصل ہو گئی کہ اسکا ہی ثواب میت کو پہونچ گیا اور اس قسم کی تعینات سکی منع اور کراہت ثابت نہین ہو سکتی دلیل اسکی یہ ہی کہ بروایت ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم سی یہہ حدیث بطول ثابت ہے خلاصہ اوسکا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ایک عورت کو دیکہا تہا کہ گٹہلیان یا کنکریان لئے ہوئے ذکر اللہ شمار کر رہی تہی آپ نی اوسکو منع نفرمایا اسقدر ثبوت سی فقہار رحمہم اللہ نی مسئلہ نکال لیا لاباس باتخاذ السبحۃ یعنی کچہہ مضائقہ نہین تسبیح ہاتہ مین لینی کا حال آنکہ کنکریون یا گٹہلیون کی گنتی اور تسبیح مین بڑا فرق ہی یعنی دانون کا گول کرنا اور ہر دانہ ہی عقیق یمن کی عقیق البحر کی صندل زیتون سنگ مقصود استخوان شتر شیشہ وخاک شفا وغیرہ کی ہوتی ہین اور انمین سوراخ کرنا پہر اونکی شمار سو دانہ پر رکہنا پہر اونمین تاگا پرونا اونمین ایک دانہ کو امام سب دانونکا مقرر کرنا یہہ سب امور

مسلم الثبوت اور اہل اسلام کی عمل مین ہین حال آنکہ ثبوت فقط کنکریون پر شمار کرنا ہوا ہی اور ان فروعات زائدہ کی جواز پر صاحب بحر الرائق اور حلیہ اور علامہ شامی شارح در مختار اسطرح اشارہ کرتی ہین لاتزید السبحۃ علی مضمون ہذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذلک لا یظہر تاثیرہ فی المنع اب دیکہی ضم النوی فی خیط کا لفظ لکہکر جمیع تخصیصات اور تعینات تسبیح کی طرف جو اوپر مذکور ہوئین فقہا اشارہ کر گئے بقولہم مثل ذلک الی آخرہ یعنی ایسی ایسی باتون کو منع مین کچہہ دخل نہین تسبیح مقصود شمار ذکر ہے سو شمار ذکر کا جواز حدیث سی پایا گیا بنا علیہ انہا ہی نخود پر شمار کرنا ہی بمقتضای قاعدہ شرعیہ مستنبطہ فقہار رحمہم اللہ جائز ہوا بلکہ دانہای نخود کی شمار کو واقعہ قصہ حدیث سی زیادہ تر مشارکت ہے بہ نسبت تسبیح کی کیونکہ تسبیح مین قیود زائدہ بہت ہین کما ذکرنا **تیسرا امر** پڑہنا قرآن کا ہی جو لوگ قرآن خوانی کو منع کرتی ہین وہ ایک علما کی عبارتین پیش کرتی ہین اوسکو نہایت مستحکم جانکر اپنی کتابون مین درج کرتے ہین **سند اول** یہہ ہی کہ سفر السعادت کی عبارت سیف السنہ کی صفحہ ۱۴ مین نقل کی ہے اسطرح کہ عادت نبوی نبود کہ برای میت جمع شوند و قرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور ونہ غیر آن واین مجموع بدعت ست انتہی مین کہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازون کی نماز بنا خود پڑہتی تہی یہہ نماز نجات کے واسطی کافی ہوتی تہی فتح القدیر مین ابن حبان اور حاکم سی روایت کی گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم مین مرجایا کری مجہکو ضرور خبر کیا کرو فان صلوتی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز پڑہنا اوسپر رحمت ہی اور قرآن شریف سی ہی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نی وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم تفسیر اسکی ابن عباس نی یہ کی ہی کہ دعا کر ان لوگون پر بیشک تیری دعا انکی لئی رحمت ہے اور امام رازی نی اپنی تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوی نورانی روشن تہی جب آپ دعا خیر اونکی لئی کرتی تہی آپکی قوت روحانی سے اونکی روحون پر فیضان ہوتا تہا اور چمک جاتی تہین اس پرتو نورانی سی انکی روحین اور ظلمت مٹ کر نورانیت آجاتی تہی انتہی کلامہ اور ظاہر ہی کہ نماز جنازہ مین دعا ہوتی ہی واسطہ میت کی پس حال حضرت کی دعا کا قرآن اور قول صحابی اور تفسیر امام سے اور نیز حدیث سی معلوم کر چکے کہ

کیا کچھ اسمین مقبولیت اور فیضان الٰہی ہے ہم اپنی موتی پر جسقدر چاہین ختم قرآن کرین اور کرنا تو
درود پڑہین لیکن اوس ایک دعا کی برابر نہی جو لبہای سراپا رحمت حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کمال مقبولیت اور محبوبیت کے ساتھ نکلتی تہی نہین ہوتی نہین ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علاوہ نماز کی اور طرح پر بہی مشکل کشائی فرماتی تہی حضرت جابر فرماتی ہین کہ جب سعد ابن معاذ دفن کئے گئے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی سبحان اللہ سبحان اللہ پڑہا ہم بہی آپکی ساتھ دیر تک یہی پڑہتی
رہے پہر آپ نی اللہ اکبر پڑہا ہم بہی یہی پڑہتی رہے پہر حضرت سے پوچہا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے آپ نی
فرمایا اسکو قبر نے دبالیا تہا اس تسبیح وتکبیر کی برکت سے اوسپر قبر ہر طرف سے فراخ ہو گئی روایت کیا
اسکو امام احمد نی کذا فی المشکوۃ یہانتک جہان اس طرح پر مشکل کشائی اور دستگیری ہوتی ہو اگر ختم قرآن
نکیا تو کیا حرج ہے مگر قرآن نہ پڑہا تو مگر ذکر اللہ تو حضرت نی بہی واسطی میت کی قبر پر کیا پس جواز
کے واسطے ایک اشارہ عند الفقہا کافی ہی اور بالفرض اگر عہد نبوی مین نہ پائی جاتی سبب ختم
قرآن کو بدعت کہین مثل قول سفر السعادت کی اسکا مضایقہ نہین لیکن وہ حسنہ ہی ناجایز اور مکروہ تو
کہنا ہرگز صحیح نہین اسلئی کہ بہتیری نیک کام حضرت کے بعد کئے گئے اور بالاتفاق جایز رکہی گئی اوسکا نام
علماؤن نی بدعت حسنہ رکہا ہی چنانچہ ہم اول تحقیق کر چکی ہین اور اس مسئلہ مین بہی جزئی تمام پیش کرتی ہین
فتاوی قنیہ مین ہی وضع الید علی القبر بدعۃ والقراءۃ علیہ بدعۃ حسنۃ اور امام حجۃ الاسلام غزالی
نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے لاباس بقراءۃ القرآن علی القبور اور اسجگہ امام نی ایک قصہ عجیب
لکہا ہے علی بن موسی کہتی ہین کہ مین امام احمد بن حنبل کی ساتہ تہا ایک جنازہ پر بعد دفن کی ایک
اندہا قرآن پڑہنے لگا امام احمد نی فرمایا او آدمی یہ کام بدعت ہے جب ہم مقبرہ سی نکلی محمد بن قدامہ نے
امام احمد سے پوچہا کہ تم مبشر بن اسمعیل حلبی کو کیسا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ یعنی معتبر ہے اوسنے پوچہا
تمنے اوسسے کچہ علم سیکہا ہی امام نی فرمایا ہان جب معلوم ہوا اقرار انکی سے کہ وہ استاد ہین
امام احمد کے تب وہ محمد بن قدامہ بولا کہ خبر دی مجہکو مبشر بن اسمعیل نی اونکو خبر دی عبد الرحمن
سے کہ جب انکی باپ علاء بن الجلاج کا انتقال ہوا وصیت فرمائی کہ جب مین دفن کیا جاؤن

تو میری سرہانی قبر کے بخ آیت اول من الرسول پڑہنا اسلئی کہ مین نی ابن عمر کو سنا ہے وصیت کرتے
تہی اسبات کی اوسوقت امام احمد نی فرمایا اگر مقبرہ مین جاو اور اوس اندہے کو کہدو کہ قرآن پڑہا جاوے
اور فتاوی عالمگیری مین ہی قراءۃ القرآن عند القبور عند محمد رحمہ اللہ لا تکرہ ومشایخنا اخذوا بقولہ
القول وہل ینتفع والمختار انہ ینتفع کذا فی المضمرات اور فتح القدیر مین ہے وما تصف فی مجالس الفاتحین
یقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور مولوی اسحق صاحب نے مائۃ مسائل کی جواب سوال چہلودوم
مین لکہا ہے حافظانہ بالای قراءت قرآن نمایندن نزد قبر درین مسئلہ علما را اختلاف است مختار آنست
کہ جایز است الی آخرہ پس اگرچہ صاحب سفر السعادت نی قرآن خوانی کو بدعت لکہا لیکن کلام امام محمد
اور امام احمد بن حنبل اور کتب فتاوی اور مولوی اسحق صاحب سی خوب ثابت ہو گیا کہ قبر پر قرآن پڑہنا
مکروہ نہین نہ جمع ہو کر نہ الگ الگ اور میت کو اوس سی نفع ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ختم قرآن نہ کرنی سی منع اور کراہت لازم نہین آتی اسلئی کہ آپ بہت انکار جہاد وغیرہ اور اصلاح امت
اور تعلیم نو آموز مسلمانو مین مصروف رہتی تہی اسقدر فرصت کہان باقی تہی اور یہی وجہ ہے کہ آپکے
ایک دعا اور صرف نماز جنازہ پڑہ دینا ہماری ختمات قرآن اور اجتماعات اذکار سی بہایت افضل اور
اکمل ہوتا تہا اور بعد آپکے انصار نی اموات پر قرآن پڑہنا شروع کر دیا اور اونکی پیچہے تمام امت مین
رائج ہو گیا چنانچہ عنقریب بیان آتا ہے پس یہ روایتین تو ہمنی قبر پر قرآن پڑہنے کی بیان کین
اب سوای قبر کے اور جگہہ اگر جمع ہو کر پڑہین اوسکا کیا حکم ہے اوسکو ہم مانعین کی دوسری سند مین
بیان کرینگی **سند دوسری** مانعین اپنے رسایل مین نصاب الاحتساب کی عبارت نقل
کرتی ہین ان ختم القرآن جہرا بالجماعۃ ویسمی بالفارسیۃ سیپارہ خواندن مکروہ انتہی جواب اسکا یہ ہے
کہ نماز کی اندر قرأت امام کا سننا اور اوسوقت چپ ہو جانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نماز
کی کسی مقام پر قرآن پڑہا جاتا ہو اوسکی استماع مین اور سامعین کے خاموش ہو جانے مین اختلاف ہی
بعضے اوسمین بہی فرض کہتی ہین اور بعضی مستحب جو علما مستحب کہتی ہین اونکی نزدیک کچہ مضایقہ نہین
جو لوگ جمع ہو کر قرآن پڑہین بلند آواز سے اور جو فرض کہتے ہین اونکے نزدیک نہین جایز فتاوی

قنیہ مین ہی یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع الانصات المامور بہا کذا فی جنائز
ابی الفضل الکرمانی وقیل لا باس بہ کذا روی عن عین الائمۃ الکرابیسی عن نجم الائمۃ الحکیمی یہ دونون روایتین
جوازاور عدم جواز کے حلبی نی شرح منیہ مین اور دوسری فقہا نی بہی روایت کی ہین ان روایتون سے دو فائدے
پیدا ہوی ایک تو یہہ کہ جو لوگ علما سلف مین منع کرتے ہین اونہون نے یہ دلیل قایم نہین فرمائی جو اس
زمانہ کی مانعین قایم کرتی ہین کہ حضرت کی وقت مین جب جمع ہو کر قرآن نہین پڑہا گیا اسواسطے منع ہی بلکہ
یہہ دلیل بیان کی ہی کہ جب سب پکار کر پڑہین گے تو قرآن شریف کا سُننا جو فرض ہی وہ ترک
ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ جن عالمون نے منع کیا اونہون نے جہر سے پڑہنے کو منع کیا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب
کی عبارت مین جسکو مانعین سند لاتی ہین لفظ جہر صریح موجود ہی پہر یہ صاحب علی العموم ختم قرآن کو کیون
منع کرتے ہین یہ ہی فرمادین کہ پکار پکار کر نہ پڑہین تا کہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر پکار کر پڑہینگی بعضون کے
نزدیک جائز ہوگا اور بعضون کے نزدیک نہین چنانچہ صاحب خزانۃ الروایات نی کتاب مفید المستفید
یہ فیصلہ نقل کیا ہے بدین عبارت درسپارہ خواندن اختلاف ست اگر خوانند جنان خوانند کہ یکدیگر نشنوند
اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتاد وسوم کی جواب مین خاص مایۃ مسایل مین لکہتے ہین
حافظان را برای قرات قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علما را اختلاف است مختار
ہمین ست کہ جایز ست بشرطیکہ باواز بلند جمع شدہ قرائت نکنند انتہی خلاصہ یہ کہ جمع ہو کر
آہستہ اگر قرآن پڑہین خواہ قبر پر خواہ غیر قبر پر یہ کسیکی نزدیک منع نہین کیونکہ جمع ہو کر پڑہنا قرآن کا حدیث
صحیح مین وارد ہوا ہے مسلم نی روایت کیا ہے کہ جس گہر مین آدمی جمع ہوتی ہین اسلئی کہ تلاوت کرین
کلام اللہ کی اور پڑہین آپس مین اوترتا ہے اون کے دلون مین آرام وقرار وطمانینت اور
سب طرف سے لیتی ہے اونکو رحمت اور گرداگرد اونکے پہرتے ہین فرشتے دیکہو یہ کستقدر
فضیلت عظمی ہوئی علاوہ برین قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تذکرۃ الموتی والقبور مین لکہتے ہین
حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع میشوند وبرای
اموات قرآن میخوانند پس اجماع شدہ انتہی اور کتب عربیہ مین اسکی عبارت یون ہے

یجتمعون ویقرؤن القران لموتاہم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا لفظہ من غیر نکیر صاف بول رہا ہے
کہ پہلے اسمین کوئی اختلاف نکرتا تہا اور علی قاری اور سیوطی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی سب
لکہتے ہین عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی قبرہ ویقرؤن القران اور علامہ
عینی شرح ہدایہ کی باب الحج عن الغیر مین لکہتی ہین ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القران
ویہدون ثوابہ لموتاہم وعلی ہذا اہل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرہم ولا
ینکر ذلک منکر فکان اجماعا انتہی مجموع ان روایات سی یہ معلوم ہو گیا کہ مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت
کی تمام علمای دیندار محقق اور صلحا ہر شہر مین قدیم سی جمع ہو کر قرآن اموات کی واسطی پڑہتی رہے
ہین اور کوئی اوپر انکار نہین کرتا تہا اور مراد یہ ہے کہ کوئی بڑا عالم محقق جسکی سند پکڑی جاوی اور
اوسکا انکار انکار شمار کیا جاوی ایسا شخص کوئی نہین منع کرتا تہا اور کم درجہ کی علما مین اگر کسی نے انکار کیا
وہ رد کیا گیا اوسکی قول پر عمل نہین ہوتا تہا عمل امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر رہا ہے بالاتفاق
والاجماع کر پڑہنا قرآن کا مجتمع ہو کر قبر پر اور مکانات پر بہی جائز ہے چوتہا امر مجتمع ہونا عزیزون
اور دوست آشنا اونکا واسطی پڑہنے کلمہ اور قرآن کی سو وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ایک لاکہہ کلمہ وارث میت
تو پڑہ نہین سکتا اور اگر کوئی ہمت بہی کریگا تو مدتون مین تمام ہوگا یہان میت کا ابہی کام تمام ہوا
جاتا ہی اسکی حق مین جلدی چاہیئے پس لابد ہوا کہ دوست آشنا ایسی حالت مین ورثہ میت کی
مدد کرین کہ اونکی ساتہ ملکر جلد انجام کار فرماوین اللہ تعالی نی فرمایا ہے تعاونوا علی البر والتقوی یعنی
آپس مین مدد کرو نیک کام اور تقوی پر اور یہہ بہی ہے کہ جب وارثان میت نی یہ جلسہ ذکر کا منعقد
کیا تو جسقدر مومنین طالب حسنات ہین سب کو اسمین شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجب خیر وسعادت ہوگا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا یعنی جب
گذرو تم جنت کے باغ وسبزہ زار مین تو وہان چرو چرنے سے مراد یہ کہ خوب ثواب پیٹ بہر کی حاصل
کرو لوگون نے پوچہا کہ بہشت کی باغات اور سبزہ زار کیا ہین آپ نی فرمایا حلق الذکر یعنی جہان جماعتین
ذکر کرنے والون کی حلقہ مارے بیٹہی ہین روایت کیا اسکو ترمذی نی کذا فی المشکوۃ اب ہم پوچہتے ہین کہ

اس جلسہ مین جو قرآن اور کلمہ پڑھا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہین اگر کہتے ہو کہ نہین تو کیا
گل بکاولی اور فسانہ عجائب ذکر اللہ ہوگا اور اگر کہو کہ ہان مجلس مجلس ذکر ہے تو ہم کہینگے
کہ موافق ارشاد مخبر صادق یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پھر آپ اس چرنے سے کیون منع کرتے
ہو۔ اوپر گذر چکا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور کسی نے انکار نہین کیا اسپر کہ مسلمان جمع ہوکر میت کے
لیے پڑہین پس یہ اجماع ثابت الاصل ہے اسکو ممنوع اجتماع الی اہل المیت مین داخل کرنا جو حدیث
جریر بن عبد اللہ سے سمجھا جاتا ہے عقل و فہم سے بہت دور ہے افسوس ایک وہ لوگ تھے کہ کسی امر
مکروہ کو دیکھتے تھے اور اومین کچھ خیر اور بہتری ہوتی تھی تو اوس خیر کے باعث مکروہ سے چشم پوشی
کرتے تھے عیدگاہ مین بعد نماز عید نفل پڑھنا ممنوع ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو
بھی نفل پڑھتے دیکھا اوسکو آپنے منع نہ فرمایا لوگون نے عرض کی یا امیر المومنین آپ اس آدمی کو منع
نہین فرماتے آپ نے جواب دیا کہ مجھکو خوف آتا ہے مبادا اون لوگون مین شریک ہوجاؤن جنکو
اللہ تعالی نے جھڑکا ہے ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی یعنی تونے دیکھا اوسکو جو منع کرتا ہے بندہ کو
جب وہ نماز پڑھتا ہے یہ قصہ حضرت علی کا در مختار مین اور دوسری کتب فقہیہ مین موجود ہے
اور در مختار مین اس مقام پر یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ عیدگاہ کے رستہ مین تکبیر نہ کہی اور نفل بھی نہ
پڑھی قبل نماز پھر یہ لکھا اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتہم فی الخیرات اور فقیہ
شامی نے اسکی شرح یون لکھی لا سرا ولا جہرا فی التکبیر ولا قبل الصلوة بمسجد او بیت او بعدہا بمسجد فی الـ
دونون عبارتون کا خلاصہ یہ ہے کہ عام آدمیونکو منع نہ کیا جائے تکبیر سے روز عید خواہ پکار کے
کہے یا آہستہ اور نفلون سے بھی منع نکرین خواہ قبل نماز عید پڑہین یا بعد مسجد مین پڑہین یا اپنے
گھر مین اسلیے کہ عام آدمی پہلے ہی خیرات و حسنات کی طرف رغبت نہین رکھتے وہ لوگ جسطرح خدا کا
نام لیلین غنیمت ہے اب دیکھئے ایک وہ دورہ صحابہ کا تھا کہ حضرت علی نے یہ خیال فرمایا کہ گو یہ ہیئت
کراہت کی اس نماز مین عارض ہے کہ بعد نماز عید عین عیدگاہ مین خلاف طریقہ سنت نماز پڑھتا ہے
لیکن پھر بھی یہ فعل خیر تو ہے اللہ تعالی کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضوری مین ہے منع نفرمایا اور منع

کرنے مین خوف الہی کیا اور کہان ذکر تے وہی لوگ ڈرا کرتے ہین اللہ سے جنکے دلون مین خوف الہی ہوتا ہے
ایک یہ دورہ آخری ہے کہ روز معین مین اجتماع اخوان کو اپنے خیال مین مکروہ بناکر کلمہ اور قرآن سے
منع کرتے ہی خدا سے نہین ڈرتے **پانچوان امر** معین کرنا روز تیسرا واضح ہو کہ معین کرلینا کسی روز کا
واسطے کسی مصلحت کے شرع شریف مین وارد ہی شقیق رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین فقہا مین سے ہین اور شاگرد
عبد اللہ ابن مسعود صحابی کی ہین روایت کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود وعظ فرماتے تھے ہر جمعرات کی دن
جب لوگون نے کہا روز روز وعظ فرمایا کیجیے جواب دیا کہ مجھکو پسند نہین آتا کہ تم کو تنگ کرون روز کہہ
کہ جسطرح مین وعظ کہتا ہون اسیطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمکو وعظ فرماتی تھی یہ روایت مسلم و
بخاری مشکوۃ مین موجود ہی اس روایت سی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے
دن جمعرات کا مقرر کرلیا تھا وعظ کی واسطہ اور یہہ اونکی بیان سی سمجھا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی دن مقرر کر رکہا تھا حال آنکہ کلام اللہ سے وعظ کی لئی کوئی قید کسی دن کی معلوم
نہین ہوتی کیونکہ قرآن شریف مین وارد ہی وذکر فان الذکری تنفع المومنین اسمین قید دن کی
نہین پس ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے جو دن معین کیا تھا تو کچھ مصلحت اوسوقت
کی سمجھ کر دن جمعرات کا مقرر کیا تھا ہماری اسوقت مین اکثر علما نے جمعہ کا دن معین کر رکہا ہی کیونکہ
اس زمانہ مین یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی نماز کو ہر طرف سی آدمی اطراف و مواضع سی خواندہ ناخواندہ جمع ہوتے ہین
ایسی مجمع مین وعظ کہنے سے فائدہ عام ہوتا ہے جمعرات مین یہ نفع متصور نہین **تنقیح** یہ حدیث اصل عظیم ہے
ارباب تفقہ فی الدین کی لیے کہ اگر کوئی دن کسی امر خیر کے لیے بباعث بعض مصلحت معین کیا جائی
تو جائز ہے امام بخاری نے اس حدیث سی تعیین یوم پر سند پکڑی ہی اور ترجمہ یہ قرار دیا باب من جعل
لاہل العلم ایاما معلومۃ اب ہم یاد دلاتے ہین اس مقام پر قول مولوی اسمعیل صاحب کا جو تذکیر الاخوان
حصہ دوم تقویۃ الایمان مین ہی کہ جو امر قرون ثلثہ مین بلا نکیر جاری تھا اور نہ اوسکی مثل اور نظیر پائی
گئی وہ بدعت ہی تھی محصل اس سی ثابت ہوا کہ اگر کوئی چیز بعینہ اوس زمانہ مین نہولی لیکن اوسکی

دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا
وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ سب سنت ہی انتہی دوسرا قول براہین قاطعہ صفحہ ۱۶ قرآن و حدیث و قول
صحابی سی اگرچہ جزئیہ ہی ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور پہر اوس کلیہ سے صدہا مسائل جزئیہ جملہ ابواب فقہ
کی ثابت کرتی ہین انتہی اب ہم ان اقوال مسلمہ منکرین کو مسئلہ متنازعہ فیہا مین روان کرتی ہین واضح ہو
کہ جسطرح موعظت اور امر بالمعروف اور تعلم علم ایک امر خیر ہے اور کسی موقع مین فرض کسی موقع مین سنت و مستحب
اسیطرح محتاجونکو کچھ دینا یا کہلانا امر خیر ہے اور مراتب اوسکے متفاوت بعض مقام پر سنت و مستحب اور بعض موقع پر
فرض ہی جیسا کہ عالمگیری مین ہے ویفترض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی یعجز عن الخروج والطلب
یعنی محتاج کو ایسی وقت مین کہلانا آدمیونکی ذمہ فرض ہو جاتا ہی کہ وہ عاجز ہو نکل کر کمائی کرنے سے پس سوم و
دہم و چہلم مین بعض افراد محتاجین ایسی بہی ہوتی ہین جنکی خبرگیری فرض ہی اور بعضونکی سنت یا مستحب ہے پس
وارث میت اطعام کی بعض افراد مین عامل فرض اور بعض مین مودی سنت و مستحب ہو گا جسطرح واعظ کو
جس موقع مین امر بالمعروف مستحب تہا وہان فاعل مستحب ہوی جہان فرض تہا عامل فرض ہے پس حضرت ابن
مسعود کا دن معین کرنا تعلیم علم و امر بالمعروف کی لئی نظیر ہی واسطی دن معین کرنی صدقات فاتحہ کی یعنی
انفاق فی سبیل اللہ و قرارت کلام اللہ علی الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جسطرح وعظ کرنا علی الدوام
ثابت ہی لیکن تیسرا دن اور اسیطرح بستم و چہلم وغیرہ مخصوص کئی گئی واسطہ مصلحت کی جسطرح جمعرات کو
وعظ کی لئی مخصوص کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پس جبکہ اس تعیین یوم فاتحہ کی نظیر وہ تعیین اوس زمانہ
مین پائی گئی تو یہ تعیین بدعت نہوئی اور وہ تعیین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگرچہ ایک قضیہ جزئیہ ہے
لیکن از روی تفقہ فی الدین اس سے ایک کلیہ پیدا ہوا وہ وہی جو اوپر لکھ چکے کہ معین کر لینا دنکا
کسی امر خیر کے واسطے بعض مصالح کی سبب جائز ہے یہہ ایک مفہوم کلی ہے جسکی نیچی بہت افراد جو متغایر
بالتشخص و متحد بالحقیقت ہین داخل ہین اور پہر چکا ہے اپنی محل مین کہ نوع کا مقتضی طبعی نہین بدلتا
پس جبکہ ایک فرد تعیین کا حکم صدر اول مین بحدیث صحیح معلوم ہو چکا تو افراد باقیہ تعیین مین بہی وہی
حکم جواز جاری و ساری ہو گا اور یہی [illegible]

اوسوقت موجود تہا تو فی الحقیقت یہ سب افراد تعیین اوسوقت بوجود معنوی و وجود شرعی موجود تہے
گو وجود خارجی و ظہور اونکا کسی وقت مین ہو جاوی الی یوم القیمہ اور زبان سی نیت نماز کا مسئلہ یاد رکہنا
چاہیئے کہ فقط حج مین تلفظ ثابت ہوا تہا پہر وضو اور نماز و روزہ مین خواہ وہ فرض ہون یا واجب یا
سنت سب مین جاری ہو گیا کما ہو مصرح فی الفقہ وجہ اوسکی یہ ہی ہی کہ جب حکم ایک فرد عبادت مین
ثابت ہوا تو سب مین ثابت ہوا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لا یجعل احدکم للشیطان
شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ بعد نماز دہنی طرف سی واجب جان کر
پہرنیکی ہی کو شامل تہا لاغیر لیکن طیبی رحمۃ اللہ علیہ نی اسمین ایک کلیہ پیدا کر لیا کہ من اصر علی مندوب الی آخرہ
یعنی جو کوئی کسی امر مندوب پر وجوبا عمل کریگا اسمین شیطان کا حصہ ہوگا افسوس آتا ہے ان صاحبونکی حالات
پر کہ اپنی مطلب مین یہ شد و مد سی تحریر کہ قول صحابی سی اگرچہ جزئیہ ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور
پہر اوس کلیہ سی صدہا مسائل جزئیہ جملہ ابواب فقہ کی ثابت کرتی ہین جیسا کہ قریب گذرا پہر کیا
وجہ ہے کہ تعیین یوم مین فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود بعد ازان فعل عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ موجود اور حدیث صحیح متفق علیہ سے اوسکا ثبوت ہے اس سے کیون کلیہ پیدا کر کی بہت سی مسائل
تعیین یوم کو طی نہین کر لیتی اب ہم شروع کرین اس بیان کو کہ سوم مین وہ مصلحت کہ جسکی لئی تعیین
یوم واقع ہوئی کیا ہی تعیین مفید ہی وارثان میت کو اور نیز مجمع قرآن و کلمہ پڑہنے والون کو وارثونکے
لیے اسطرح مفید ہے کہ تعیین اور تقرر کی قید مین خوب خیال چڑہا رہتا ہے دل پر کہ یہہ کام کرنا ضروری
ہے پس نہین فوت ہوتا اونسی یہ کام اور جو لوگ معین نہین کرتی اونکا کام کبہی کا کبہی ہوتا ہے بلکہ
بہتیری آدمیون سی فوت ہو جاتا ہے جو لوگ جمعرات کی تعیین مین [illegible] فاتحہ اموات کی نیت سی
کہلا دیتی ہین وہ تو کہلا دیتی ہین اور جنہون نی تخصیص کو بدعت کہا اونکو ہفتہ کی ہفتہ بلکہ مہینے گذر جاتے
ہین روٹی گہر سے نہین نکالتے اور نافع ہونا اس تعیین تاریخ کا دوسری آدمیون کو اسطرح سی ہے
کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو کوئی کسی دن پڑہنے آتا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کی ساتہ اور جلد نہوتا
دن مقرر ہونی سی عین ایک میعاد پر سب جمع ہو جاتی ہین اور خوش انجامی سے کام تمام ہو جاتا ہے

اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر تمکو جلدی ایصال ثواب و امداد میت منظور ہے تو دفن سے اگلی دن
کیون نہین ختم کرالیتی جواب اوسکا یہہ ہی کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتی اوسپر بہی تم اعتراض کرتے
کہ دوسرا دن کیون مقرر کیا تعیین بدعت ہی علاوہ ازین مصلحت اوسمین یہہ دیکہی گئی کہ بروز دفن
برادری کی آدمی اور دوست آشنا دیر تک تجہیز تکفین مین رہتی ہین ہم دیکہتے ہین کسی میت کی قبر
کنی اور غسل و تکفین وغیرہ مین ایک ایک پہر اور بعض جگہہ دو دو پہر کم و بیش لگجاتی ہین اگر دوسری دن
بہی چہہ گہڑی یا پہر پہر کی محنت واسطی ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کی دیجاتی تو متواتر پی در پی آنا کسقدر دشوار
ہوتا اسلئی ایک دن بیچ مین آسایش دیکر تیسرا دن معین کیا گیا دوسری مصلحت یہہ ہی کہ وارثان
میت کی تعزیت کی واسطہ شرع شریف مین تین روز مقرر کئے گئے ہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے

ولا باس لاہل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونہم و یعزونہم یعنی کچہہ مضایقہ
نہین مصیبت زدونکو بیٹہنا گہر مین یا مسجد مین تین روز تک اسمین آدمی آوینگی اونکی پاس اور تعزیت یعنی
تسلی اور تشفی دینگی اہل ماتم کو انتہی پس تیسری دن کی معین کرنی مین یہہ بہی مصلحت سمجہی گئی کہ ان
ایام مین آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہی لوگون کی بلانی اور جمع کرنی مین چندان مشقت نہوگی
اجتماع مومنین سہولیت سی ممکن ہوگا اور یہہ بہی ہی کہ جو قرب جوار کی مواضع و قصبات مین اونکی اقربا
دوست آشنا رہنی والی ہین بعد وصول خبر وفات وہ بہی اکثر شریک امداد فاتحہ و ختم قرآن و کلمہ طیبہ
کی ہوجاوینگی پس تعیین تیسری دن کی مبنی اس مصلحت پر ہے اور جو کچہہ اوسمین پڑہا جاتا ہی کلمہ اور قرآن
اوسکا بیان بہت وضاحت سی اوپر ہوچکا اور یہہ تعیین کچہہ ہماری مقرر کی ہوئی نہین بلکہ قدیم الایام
سی علماء دین اور مفتیان شرع متین کی قرار دی ہوئی ہی ایک مختصر دلیل اوسپر یہہ ہی کہ ملا علی قاری
اور سیوطی اور علامہ عینی وغیرہم کی کلام سی ہم ثابت کرچکے ہین کہ جمیع مذاہب کے علماء و صلحا کل شہرون
مین کل زمانون مین جمع ہوکر ختم قرآن کرتی رہی ہین اس پر اجماع امت ہی بس اس بنا پر ہم کہتی ہین
کہ کل شہرون اور ملکون مین ہندوستان تو بڑا ملک ہے اسمین بہت شہر ہین بس ضرور ہی کہ یہان کی
علما صلحا بہی جمع ہوکر پڑہنی کا طریقہ اپنی ملک ہندوستان مین بلاشبہہ جاری کیا ہوگا ہم جو

خوب تلاش کرتی ہین اور نظر کرتی ہین تو ہندوستان کے دور دور شہرون مین یہی طریقہ قدیم
الایام سی جاری دیکہتی ہین اور ہم اپنی آبا و اجداد سے اور ہماری آبا و اجداد اپنی آبا و اجداد سے
اسیطرح سنتی اور دیکہتے آئی ہین سیکڑون برس کے کتابون مین اونکا ذکر ہی پس یہہ لابد قرار داد
علما سابقین اور صلحاء قدیم کا ہی البتہ جسوقت عوام اس مجمع سیوم مین بعض باتین خلاف شرع کرنی
لگی اوسوقت ایک وجہ خاص کی سبب علما اسکو منع کرنی لگی چنانچہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا
کلام شرح سفر السعادت مین صاف اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی اما این اجتماع مخصوص روز سیوم
وارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بی وصیت از حق یتامی بدعت ست و حرام انتہی
کلام اہل انصاف دیکہین کہ اس کلام شیخ سے جو صاحب سیف السنہ وغیرہ قرآن اور کلمہ پڑہنے کا انکار
روز سوم مین نکالتے ہین کیسی بی منصفی ہے اس سے تو اجتماع للقراءۃ کی قباحت نہین نکلتی بلکہ اجتماع مخصوص
اون ایام کا جو خاص زمانہ شیخ مین بعض منہیات کی ساتہ ہوتا تہا جسکی طرف اشارہ لفظ این اجتماع
مخصوص واقع ہی اور نیز اپنی ترجمہ فارسی مشکوۃ باب البکاء علی المیت مین لکہتی ہین باک نیست نشستن
تا سہ روز در خانہ یا در مسجد اما انچہ مردم درین زمان از تکلفات کنند ہمہ بدعت و شنیع و نامشروع است
غرض کہ اونکی کلام سی اس اجتماع مخصوصہ کی برائی اور یتیمون کی حق ضائع کرنی اور تکلفات کرنیکی مذمت
پائی گئی اور اس عبارت سی پہلی جو سفر السعادت کی عبارت بدعت ہونی ختم قرآن مین تہی اوسکا جواب
ہم بیان امر تیسری مین دی چکی ہان البتہ تکلفات کرنی موتی مین ممنوع ہین چنانچہ بعض آدمیون نے بعض
شہرون مین نئی نئی تکلفات ایجاد کیے تہی جنکا ذکر نصاب الاحتساب مین ہے یقطعون اوراق الاشجار
ویجعلون منہ شیئا علی صورۃ الاشجار ویسوغون بہا حول القبر ویلبسون القبر ثیاب الحریر اذا کان المیت
من اہل الدنیا کان یلبس ذلک ویحضرون المجامر المصورۃ بتماثیل ذوات الارواح کالبازی ونحوہ وانہ مکروہ
ویبسطون الفرش ویقوم الشاعر فیمدح المیت بما لم یفعلہ وانہ کذب ویحضرون المصاحف فی المقابر ویضعونہا
فی المجلس لا یقرؤن و ینتظرون حضور الصدر فان فتح المصحف اخذ الناس فی القراءۃ ثم حضر الصدر
ینصب علیہم [illegible]

بہتیون الریحان مع الورد فی الاطباق و مار الورد فی التمام یعنی درختون کی پتون کو اسطرح تراشتے
ہین کہ صورت عین درختون کی اوسمین پیدا ہو جاتی ہی اور گرد قبر کی اون پتون کو سجاتی ہین اور قبر پر
ریشمین غلاف ڈالتی ہین اگرچہ میت پہنتا تہا اپنی زندگی مین ریشم اور لاتی ہین انگیٹہیان جسمین بازو غیرہ
جانورونکی تصویر ہوتی ہی اور بچہاتی ہین فرش لیتی تکلفی اور دہوم دہام بہاٹ کہڑا ہو کر اوس مردہ کی جہوٹی
تعریفین کرتا ہی اور لیجاتی ہین گور پر قرانونکو اور رکہدیتی ہین پڑہتی نہین جب تک رئیس مجلس آجاوے
اور اگر اوس سی پہلی قرآن پڑہنی لگین تو وہ خفا ہوتا ہی یہ نفس امارہ کی شامت ہی یہ نصایح الاحتساب
کی چنی ہوئی فقری ہین اور خزانۃ الروایات کی حاشیہ مین ہی کہ تیار کرتی ہین آدمی پہول پہلواری
اور گلاب کی پہول طباقون مین اور عرق گلاب بہرتی ہین قمقمون مین انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہے
کہ ورثہ میت تو مصیبت زدہ ہوتی ہین اونکو سرور کا سامان ایام مصیبت مین کرنا اور بعض امور
محرمہ اور مکروہہ سی زینت دینا کون عاقل گوارا کریگا چنانچہ مفتیان دین نی اسکو منع کیا اور تمام
عالم نی اوسکو مان لیا اب دیکہئے یہ باتین کوئی نہین کرتا البتہ ایک یوم معین مین جمع ہو کر کلمہ کلام پڑہ
دیتی ہین اب جو بعضی علما تشدد کرتی ہین محض تعین یوم کی سبب سے قرآن اور کلمہ کو بہی مکروہ کہدیتی
ہین یہ صحیح نہین اور دلیل اونکی دو ہین **ایک** یہ کہ نماز مین معین کر لینا کسی سورت کا مکروہ ہی
تو ایصال ثواب کی واسطے بہی تیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس
کرتی ہین تو تم کہا کرتے ہو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہی اور خود اپنی مطلب کیلیے قیاس کرتے ہو تو
جایز ہے یہ بی منصفی نہین تو اور کیا ہے اس سی قطع نظر تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا
خود صحیح نہین اسلیے کہ امام شافعی کی نزدیک تو تعین سورت مکروہ ہی نہین اور حنفیہ کی نزدیک جو
مکروہ ہی تو امام طحاوی اور اسبیجابی وغیرہ محققین کے کلام سی اوسکی کراہت دو سبب سے ہے یا تو یہہ کہ
پڑہنے والا اوسکو یہہ اعتقاد کری کہ اسی ایک سورت کا پڑہنا واجب ہے دوسری سورت پڑہون گا
تو اوسمین نماز نہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہہ کہ جاہل لوگ اسی ایک سورت کو جب پڑہتے
دیکہینگے مبادا وہ لوگ یہ اعتقاد کرین کہ نماز مین یہی ایک سورت واجب ہے دوسرے نہین یہ مضامین

فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ مین ہین اور غالبًا وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہی یعنی واجب
جاننا تعین سورت کا چنانچہ حدیث صحیح سے اسکی تصدیق پائی جاتی ہی صحیحین مین ہے کہ ایک آدمی امام تہا
وہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ ضرور پڑہا کرتا بخاری کی روایت مین ہی کہ مقتدی لوگ اوس سے کہتی
اوسنے جواب دیا کہ مین تو اس سورت کو نہین چہوڑتا تمہارا جی چاہی مت پڑہو میری پیچہی نماز آخر کار
یہ مرافعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کیا گیا آپ نی اوس سی پوچہا کہ تو کیون نہین مانتا انکی بات اور
کیون التزام کر رکہا ہے تو نی اس سورت کا ہر رکعت مین اوسنی کہا کہ مجہکو پیاری لگتی ہی یہ سورت اوسنے
ارشاد فرمایا اخبروہ ان اللہ یحبہ یعنی خبر دو اسکو کہ اللہ تعالی اسکو دوست رکہتا ہے اور ایک روایت
مین یہ آیا ہی کہ فرمایا حبک ایاہا ادخلک الجنۃ یعنی تو جو اس سورت کو دوست رکہتا ہی اسکی دوست
رکہنی نی تجہکو جنت مین داخل کر دیا اس قصہ سی معلوم ہوا کہ تعین سورت کو واجب اعتقاد کرنا ہی موجب
کراہت تہا جب اوس شخص نی اپنا وہ اعتقاد ہونا نہ بیان کیا بلکہ یہہ کہا کہ مجہکو اس سورت سی محبت ہے
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اس تعین اور التزام و دوام کو منع نفرمایا اور یہ بہی حضرت نی ارشاد
نفرمایا کہ رفع اشتباہ عقیدہ عوام کی لیئے اس تعین کو کبہی ترک کر دیا کر اسلیے کہ جب وہ بالمشافہہ کہہ چکا
کہ مین محبت کی سبب پڑہتا ہون یعنی واجب نہین جانتا تو جسطرح ترک احیانًا سے رفع اشتباہ متصور
تہا وہ تصریح زبانی سے ہو گیا یہ بات بہی قابل استحضار ہے اب ہم کہتی ہین کہ تعین سوم مین بہی وہ علت
کراہت مفقود ہے سب جانتے ہین کہ اموات کی لیئے ایصال ثواب ایک امر مستحب ہے فرض و واجب کوئی نہین
اعتقاد کرتا جب اصل ایصال واجب فرض نہوا تو تعین یوم سوم کو کون نادان فرض و واجب کہیگا علاوہ
بران یہ تخصیص تیسری دن کی جو جاری ہی وہ مبنی بعض مصلحتون پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور سہولت
سے انجام کار ہو جاتا ہی اور خود فقہ مین بہی تعیین سورت کی باب مین امام طحاوی نی تصریح کی ہے اما اذا
لانہا اسہل علیہ فلا یکرہ بل یکون حسنًا کذا فی البرہان اور قہستانی مین ہی ظنوا فرد السنۃ ادا الیہ
فلا باس پس موافق اس تعلیل کی تعین سوم مکروہ نہ ٹہرا باقی رہا دوسرا سبب کہ مبادا دوسری
آدمی جاہل اسکو دیکہہ کر یہہ اعتقاد نکرلین کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے

نہ پہچے اوس سے سو یہ علت ہی یہان مفقود ہی اسلیئے کہ جو لوگ فرض و واجب و سنت و مباح کی
حقیقت اور کنہ کو نہین سمجہتی اونکا تو کچہ علاج ہی نہین وہ تو نماز روزہ مین ہی امور مستحبہ کو فرض فرض کر
افضل و اولی مکروہ کو مفسد اور حرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین اونکو ہرگز تمیز نہین اگر
اونکی لیئی تغیر امور شرعیہ مین کیا جائیگا عجب نہین کہ کل شریعت اور ہی کچہ ہو جائے سو ایسی اشخص
اجہل العوام سی قطع نظر کرکی یہ دیکہنا چاہیئ کہ جو لوگ عوام اس درجہ کی ہین کہ اونکو فرضیت اور
اباحت مین فرق معلوم ہے سو حضرت سلامت یہہ مسئلہ خاص اس درجہ کا ہی کہ اس درجہ کی عوام
سب جانتی ہین کہ یہ مثل حج و زکوۃ کی فرض تو نہین ہے بلکہ واجب بہی نہین ایصال ثواب فی نفسہ
مستحب ہے اور تعین ایک مصلحت کی لیئی ہے بزرگان دین کا قرار دیا ہوا ایک امر متعارف چلا آتا ہے
اور یہہ شبہہ تو کسی کم سی کم عقل والی کو بہی نہین پڑ سکتا کہ یون جانی ثواب آج پہنچیگا پہر نہ پہنچیگا اسلیئی کہ
جب وہ دیکہتی ہین کہ وارثان میت سوای روز سوم کی اور دنون مین بہی فاتحہ درود کرتی ہین
تو کسطرح اعتقاد کرینگی کہ روز سوم ہی کو فقط ثواب پہنچا کرتا ہے مجرد باقی کا شبہ تعین سورہ مین جو
صاحب ہدایہ نی لکہا ہی وہ بہی جاتا رہا پس سبب کراہت کی سب مفقود ہوئی تو تعین سیوم مکروہ
کہنے کی کوئی وجہ باقی نرہی خلاصہ یہ کہ تعین سویم مین نہ یہ تعین ہے کہ قراءت قرآن وغیرہ کا
ثواب آج ہی پہنچتا ہی اسلیئی کہ غیر ایام مین بہی پڑہکر بخشدیتے ہین اور نہ یہ تعین ہے کہ کہانا کہلانا میت کے
طرف سے یا تقسیم نقد و اشیا ماکولہ وغیرہ آج ہی ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ امور غیر ایام مین ہی کرتی رہتی
ہین کہانا میت کی طرف سی محتاج کو دینا روز موت سی جو شروع ہوتا ہی تو چالیس روز تک اور کہین
اس سی کم و بیش برابر جاری رہتا ہی تخصیص روز سیوم کی نہین ہی معلوم ہوا کہ یہ تعین سیوم نہ ایصال
ثواب مالی کی لیئی ہے نہ بدنی کی لیئی بلکہ یہ تعین مصلحت اجتماع مسلمین کیلیے ہے کہ حسب تعین سب
فراہم ہو جائین بی تعین اجتماع نہین ہوسکتا اور تعین سورت نماز مین یہ حکمت و مصلحت مفقود ہے
بنا علیہ یہ قیاس مع الفارق نا مسموع ہے **دوسری دلیل مانعین کی یہہ ہی**
کہ سیوم مین مشابہت ہے کفار ہنود کی اور حدیث مین ہے من تشبہ بقوم فہو منہم سو جواب اوسکا یہ ہے

کہ تشبہ مصدر ہی ماخذ اوسکا لفظ شبہ بالکسر ہے شبہ کی معنی مانند پس تشبہ کی معنی مانند کسی کی ہوجانا
جب معنی تشبہ کی معلوم ہوی اب ان منصفونکی زبان ہی وری سمجہنی چاہیئ کہ سیوم کرنیوالی کسبات مین
مانند ہندؤن کے ہو جاتی ہین ہم قرآن پڑہتی ہین وہ قرآن نہین پڑہتی ہین اور ہم کلمہ طیبہ پڑہتی ہین
جو کفر شکن ہے وہ کلمہ نہین پڑہتی سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہی کہ کلمہ قاطع کفر کا پڑہنا مشابہ رسم اہل کفر قرار
دیتی ہین ہماری احباب اور برادری جمع ہو کر کلمہ کلام پڑہتی ہین اونکی برادری جمع ہو کر کچہ نہین پڑہتی
فقط وارث میت سی دکان اوسکی کہلوادیتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگوا کر سوگ دفع
کراتی ہین اور کچہ اونکی یہان اگر پڑہتا ہی تو فقط ایک طرف کوئی برہمن پنڈت پڑہتا ہی وارثان میت
اور بہائی برادری اور دوست آشنا کچہ نہین پڑہتی وہ اجتماع اور قسم کا ہی اور ہمارا اجتماع وہ ہی جو باجماع
اہل صلاح و دیانت امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہی جیسا کہ علامہ عینی شارح ہدایہ کی عبارت گذر چکی
اور ہنود کا اصل مذہب یہ ہی جو کتاب سنسکار ودہی مطبوعہ بنارس کے صفحہ ۱۵ مین ہی مضمون اوسکا
زبان اردو مین یہ ہی - مردی کو جلا کر سب لوگ چلی آئین اور نہا دہو کر بدن کو صاف اور پاک باہر
سے کرین جسکی گہر مین موت ہوئی ہی اوسکی کنبہ کی لوگونکو تسلی دیکر اپنی گہر چلی جائین چوتہے دن
مردہ کی راکہ اور ہڈیان زمین مین گاڑ دیوین یا باغ یا کہیت مین ڈالدیوین اور جب تک رنج دور
ہو تب تک اچہی عالمون فاضلون کی صحبت سی رنج کو دور کرین اونکو خورد و نوش سی خوش کرین مراد
یہ کہ اہل مصیبت اگر کہانا باعث رنج کی نہ کہاتی ہون تو علما وغیرہ اونکو کہلا پلا کر خوش کرین یہی
پنڈدان اور شرادہ جاتنا اور مرنیوالا آدمی جو کچہ دہن دہرم کی لئی چہوڑ گیا ہو اوسکو علم اور ملک کی
ترقی مین لگادین الی آخرہ غرض کہ اونکی اصل دین مین مرنی والے کے لیے اسکی بعد اور کچہ نہین
لکہا اور اب جسطرح بعض فرقہ ہنود عمل مین لاتی ہین وہ یہ ہی جو کچہ اوپر ہم لکہ آئی ہین اور نیز تیسرے
دن میت کی ہڈیان جلی ہوئی چنکر لاتی ہین پہر گنگا وغیرہ مین بہاتی ہین اور اہل اسلام کوئی عمل انمین
سے نہین کرتی پہر کس بات مین مانند ہنود کی ہو گئی اور کیا تشبہ پیدا ہو گیا انصاف شرط ہے
اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام رکہی کہ اونکی یہان تیسری دن رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان رسم

اسلام یعنی کلمہ و قرآن ہوتا ہی تو انصاف کرنا چاہیی کہ یہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی یعنی
ہم وہ کام کرتی ہین جو مخالف کفار ہین کفر وہ کام کرتی ہین جو مخالف اسلام ہین وہ اپنی کام کرتی ہین ہم
اپنی مثلا مغرب کی وقت اور عشا اور صبح صادق کیوقت ہم لوگون نے اذان کہی اور نماز پڑہی اونہون نے
ان تین وقتون مین ناقوس یعنی سنکہ بجایا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ اسکو مشابہت قرار دینی لگی کہ ان
وقتون مین تمنی اپنی طور کی عبادت کی اونہون نی اپنی طور کی بس اتحاد اوقات سی تشبہ پیدا ہو گیا تو
سب عقلا اوسکی ہرزہ درائی اور کم عقلی پر قہقہہ ماریںگی اور اسی طرح جب حاجی لوگ بیت اللہ زادہا
اللہ شرفا سی واپس ہوتی وقت آب زمزم لاوین تو کوئی بیہودہ گو کہنی لگی کہ یہ تشبہ ہنود ہو گیا وہ بہی
اپنی عبادت گاہ سی واپس ہوتی ہوی گنگا کا پانی لاتی ہین تم پانی زمزم شریف کا لای تو سمجھنا چاہیی
کہ یہ خرافات بیہودہ تشبیہین نکالنی سخت بیعقلی کی دلیل ہی اور مولف براہین قاطعہ نی جو صفحہ ۱۱ سطر
اول مین زمزم کا پانی لانیکو امر طبعی عادی لکہا اس غرض سی کہ جو چیز امور دینیہ سے نہین بلکہ امور طبعیہ
سی ہی اوسمین تشبہ منع نہین سو یہ ناظرین کو قابل دید اور سامعین کو لایق شنید ہی اسلیی کہ کسی شی
کو مقتضای طبع قرار دینا اوسوقت صحیح ہے کہ انسان کی طبیعت اپنی حیات یا تلذذ و انتفاع جسمانی
مین اوسکی محتاج ہو سو پانی کا پینا عطش وغیرہ کی لیی البتہ مقتضای طبع ہی اور تعظیما حصول برکات کے
لیی پینا تو مقتضای طبع و عادت نہین بلکہ مقتضای دین ہی اور یہ سب جانتی ہین کہ اہل دین کی اشتر
کو معنی پانی تبرکا لانیکو جمیع علمار ہند نی سلفا و خلفا بلا نکیر جائز رکہا پس واضح ہوا کہ من وجہ یوہی تشبہ بنظر
ظاہر کسی امر مین پیدا ہو جانی ہرگز شرعا ممنوع نہین اور تماشا یہ ہے کہ فقط تیسری دن کی مشارکت
مین بہی مشابہت قوم ہنود کی نہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ ہندوؤن مین بعض قومین مثل سراوگی بالکل سیوم یعنی
تیجے کی قائل نہین سو اونکی ساتہ تو کچہ بہی مشابہت نہوئی انکی یہان تیجا عبارت فقط اس امر سی ہے
کہ تیسری دن کاروبار کرنی لگین سوگ میت کا دفع کرین سو تعزیت کیو اسطی اور رفع سوگ کی لیی شرع
مین بہی تین دن معین ہین اور بعض قومین ہنود کی مثل کشمیری اگروال جو سیوم کو مانتی ہین اور اموات
کی لیی ثواب رسانی کی کام کرتی ہین اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آتی تو اونکی ساتہ لازم آتی

سو غور سی دیکہیی تو اونکی ساتہ بہی مشابہت نہین کیونکہ ان لوگون کی قواعد مین متعلق گردش کواکب
سی ہین تیسری دن تیجا وہ لوگ جب کرتی ہین کہ گرہ سامنی نہو اور اگر جوتک کی گرہ جو پانچ نکچہتر مین
سامنی آجاتی ہین تو جسوقت تک وہ گرہ ٹل نہین جاتی تیجا نہین ہوتا پہر کبہی چار دن مین کبہی پانچ
دن مین کیا جاتا ہی اور مسلمان تیسری دن سی آگی نہین ٹلاتی اونکو اکبسے کچہ بحث نہین اونہون
نی شرع سی یہ اصل پیدا کر لی کہ کسی امر خیر کے لیی بنابر مصلحت دن معین کر لینا جائز ہی دن معین کیا
تعین اہل اسلام شی دیگر ہی اور تعین ہنود شی دیگر جسکم تشبہ بباعث مشارکت یوہی ہی ٹوٹ گیا
اور یہ مسئلہ شرعی ہی کہ جب ہمارے اور کفار کی درمیان کسی امر مین تفاوت اور امتیاز پیدا ہو جاتا
ہی تو حکم تشبہ باطل ہو جاتا ہی حدیث و فقہ پڑہنی والو نکو یہ بات یاد ہوگی کہ یہود صوم عاشورا
رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلمانون کو بہی حکم دیا کہ تم بہی رکہو اور مشابہت یہود سی جو لازم
آتی تہی اوسکی مخالفت مین اسقدر کافی ہو گیا کہ آپ نی ایک روزہ اول یا آخر رکہنی کا حکم دیا صوموا
یوم عاشورا و خالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما و بعدہ یوما یعنی روزہ رکہو دہم محرم کو اور مخالفت کرو
یہود کی اسطرح کہ روزہ رکہو ایک دن ایک آخر روایت کیا اسکو امام احمد نی مسند مین اور بیہقی نی
سنن مین یہ امام سیوطی کی جامع صغیر مین ہی اور بیہقی نی یہ بہی روایت کی ہی کہ اگر مین اگلی برس
زندہ رہا حکم دو دن گا ایک روزہ پہلی اور ایک پیچہی کا اور یہ کہ بار حنفیہ سے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
شرح معانی الآثار مین بالاسناد روایت کرتی ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ سی کہ وہ فرماتی تہی خالفوا الیہود
وصوموا الیوم التاسع والعاشر اور یہ بہی روایت کرتی ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سی یہ کلام نقل فرماتی ہین صوموہ وصوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما ولا تشبہوا بالیہود یعنی تنہا
روزہ عاشورا رکہنی مین یہود کی مشابہت مت کرو بلکہ مخالفت کرو اول یا آخر روزہ رکہہ کر اور فقیہ
شامی شرح قول در مختار مین لکہتی ہین کہ روزہ عاشورا بغیر روزہ نوین یا گیارہوین ملانیکی مکروہ ہی اور
محیط سی اسکی دلیل یہ لکہی لانہ تشبہ بفعل الیہود یعنی اکیلا دسوین محرم کا روزہ رکہنا تشبہ فعل یہود ہے
اسلیی مکروہ ہی اور اول آخر روزہ ملانے سے وہ کراہت تشبہ جاتی رہتی ہی اور اسیطرح روزہ شنبہ

اکیلا روزہ مکروہ لکھا کہ فعل یہود ہی لیکن جب یکشنبہ کا روزہ اوسمین ملا لیا یا جمعہ کا تب مکروہ نہین
کیونکہ تشبہ بالیہود باقی نرہا اور کنز العباد مین ہی کچھ مضایقہ نہین کہ اہل مصیبت گھر کی اندر یا مسجد
مین بیٹھہ جاوین کہ لوگ اونکی تعزیت کو آوین لیکن دروازہ پر نہ بیٹھے فان ذلک عمل اہل الجاہلیۃ دیکھئے ذرا
تغیر مین حکم بدل گیا الحاصل ان نظیرون سی ثابت ہو گیا کہ جب متشبہ اور متشبہ بہ مین تغیر آجاویگا
حکم تشبہ باقی نرہیگا اس مقام پر مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۱ سطر آخر مین عجیب بات لکھتی ہین وہ یہ ہی
(تنہا روزہ عاشورا کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین) مین کہتا ہون مولف کو کتب دینیہ سی سخت
بیخبری ہی دیکھو مکروہ ہونا اور منہی عنہ ہونا اوسکا ہم حدیث و فقہ سی ثابت کر چکی اور یہہ بھی کہ تشبہ
مٹانے کے لیے اول و آخر روزہ ملانا کافی ہوا اب دیکھئے وہ اصل روزہ عاشورا جسکو یہود رکھتی تہی اوس
فعل مین مسلمان شریک ہی لیکن ایک روزہ اول و ایک آخر ملانے سے جو تغایر پیدا ہوا حکم تشبہ
باطل ہو گیا اسیطرح ہم کہتی ہین کہ جب اہل اسلام کا سیوم دایم تیسری دن برقرار رہا اور ہنود کا تیجا
متبدل و متغیر یعنی کبھی روز سیوم کبھی چہارم کبھی پنجم ہوتا رہا پہر اوسمین بھی ہماری افعال اور کچھ اونکی
اور کچھ اور ہماری امور خمسہ مندرجہ سیوم مستنبط قواعد شرعیہ سی ہین جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا پہر تشبہ
کس بات مین ہو گیا **فائدہ** مولف براہین قاطعہ نی اس مقام پر ہمارا مدعا بالکل نہ سمجھا اسیلیے صفحہ
مین یہ لکھا۔ مولف انوار ساطعہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ مشکل الوجوہ سمجھا ہی
کہ سب اجزا و ہیئت مشابہ ہو جاوی تو اوسوقت تشبہ محظور ہی ورنہ درست ہی اسیوجہ سی لکہتا ہی
کہ کس بات مین تشبہ ہنود کی ہو گئی انتہی بلفظہ اسکی بعد مولف براہین نی تین ورق سیاہ کئی وہ سب
فضول و لاطایل ہین اسیلیے کہ ہماری یہ مراد نہین بلکہ ہمارا دعوی یہ ہی کہ پانچ چیزین فاتحہ سیوم مین
ہین اہل اسلام ان پانچون مین کسی چیز کی اندر مشابہ اہل ہنود نہین معلوم نہین ان صاحبون کا کیسا
تفقہ اور کیسا فہم و ذکا ہی کہ ہرگز تدبر نکیا ہی اور موشگافی علل احکام مین نہین فرماتی مفتی قاطع
یعنی صاحب سیف السنہ اور اونکی آبا و اولین اور اخوان معاصرین سبکے سب اس مسئلہ مین بی سمجھی
حکم تشبہ لگا رہی ہین اور حدیث نبوی من تشبہ بقوم فہو منہم کو نہایت درجہ بی محل پڑہ رہے ہین

فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا یہ لوگ نہ تشبہ کی معنی لغوی جانین نہ اصطلاحی اسیلیے لغوی
معنی تشبہ کی ہین مانند ہو جانا اب تم دیکھ چکی اور سن چکے کہ ہنود کا تیجا مشتمل کن امور پر ہے اور اہل اسلام کا
شامل کن امور پر پہر مانند ہونا دونو فریق کا رسوم یکدیگر مین کہان ہی اب معنی شرعی سنئی صاحب بحر الرائق
شرح جامع صغیر قاضیخان سے نقل کرتا ہی کہ کفار کی ساتھ تشبہ ہر بات مین مکروہ نہین فانا ناکل ونشرب
کما یفعلون یعنی اسلیے کہ ہم بھی اوسیطرح کہاتی پیتی ہین جسطرح وہ کہاتی پیتی ہین اور در مختار مین قید
لگائی ہی کہ اگر ارادہ کری آدمی اونکی ساتھ مشابہت کا اور جس چیز مین مشابہت کرتا ہی وہ شرع
مین مذموم بھی ہو اوسوقت تشبہ مکروہ ہی عبارت اوسکی یہ ہے ان قصدہ فان التشبہ بہم لا یکرہ
فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور مسلم رکھا اس حکم کو شامی نی اور مولوی اسمعیل صاحب
کی تحریر سی بھی رسالہ اثبات رفع یدین مین معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نی مشابہت کی مکروہ ہونے مین
قصد کو معتبر رکھا ہی یعنی جب وہنرپا اعتراض کیا گیا کہ ان ملکون مین رفع یدین کرنیمین تشبہ روافض کے ساتھ
لازم آتا ہی اوسکی جواب مین لکھتی ہین لا نتحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ یعنی ہم رفع یدین
مین ارادہ تشبہ فرقون گمراہ کا نہین کرتی بلکہ اتفاقاً موافقت لازم آجاتی ہی انتہی اب دیکھئی کہ سیوم مین
نہ مسلمانون کی غرض قصد مشابہت و ارادہ موافقت ہنود ہی کیونکہ اگر یہہ ہوتا تو اونہی کی طرح یہ بھی سیوم کو
کبھی بروز سیوم اور کبھی چہارم کبھی پنجم کرتی جیسا کہ اوپر گذرا اور نہ تیسری دن پڑہنا قرآن و کلمہ کا حدیث اور قرآن سے مذموم و ممنوع
پہر منع کا حکم دینا کیسا اور علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکھتی ہین انا ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم
لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ یعنی ہمکو مشابہت
کافرون اور بدعتیون کی ساتھ اوسی بات مین منع ہی جو اونکی دین کا خاص تمغہ اور پختہ علامت اونکی فریق کی ہے اور
نہین منع مشابہت ہر مباح بدعتون مین اگرچہ وہ بدعتین افعال اہل سنت و الجماعت سی ہون یا کافرون
سی یا اہل بدعت سی انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہی کہ تشبہ جو حدیث مین منع ہی اوسکی یہ معنی ہین شرعا
پہر ہمکو قوم ہنود سی کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتی ہین نہ چنون پر کلمہ پڑہنی مین یہان تک کہ
تیسرے دن کی تعین مین بھی شرکت نہین کیونکہ اونکی تعین بدلتی رہتی ہے بباعث پیش آنی گرہ

گہڑا بھیجنے کی اصل

چالیس روز تک کہانا دینا

مذکور کی پس شغبہ نبوی شرعی کسی طرحکا ہمکو اونکی بابتہ نہین والحمد للہ علی ذلک **لمعہ خامسہ فاتحہ چہلم وتیجہ**
ودہم وسبو فرستادن در مساجد پہلی دستور تھا کہ مٹی کا گہڑا جسکو فارسی مین سبو اور
عربی مین جرہ کہتی ہین میت کی طرف سی مساجد مین بھیجا کرتی تہی نہ فقط ایک گہڑا بلکہ چند گہڑی علاوہ
اون گہڑونکی جنسی غسل میت ہوتا ہی بھیجتی تہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب سعد بن عبادہ کی والدہ مر گئین
اونہون نے پوچھا یا رسول اللہ کونسا صدقہ بہتر ہے آپنے فرمایا پانی تب اونسی ایک کنوا یعنی ایک چاہ تیار
کرایا اور کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی والدہ کا ہی اوسکو ثواب پہنچی یہ مشکوۃ مین حدیث ہی پہر
ہر کوئی تو کنوا یعنی چاہ کہدوانی اور بنانی کا مقدور نہین رکہتا اسلیئی مسلمانون مین یہ قاعدہ ٹہر گیا
تہا کہ کورے گہڑی مسجد مین بھیجا کرتی تہی کہ حضرت نی پانی کو اچہا صدقہ فرمایا ہی اگر کنوان نہ بنایا
ہمارا گہڑا اہر اہر مسجد مین رہیگا کوئی اوس سی پیاسا پانی پی گا کوئی وضو و غسل وغیرہ کی خرچ مین لاویگا
ثواب ہوگا یہہ اصل ہی گہڑا بھیجنی کی اور بھیجنا اس گہڑی کا مسجد مین مبنی اعانت اہل اسلام پر ہے اور
جس شخص کو یہ مد نظر نہو بلکہ اوسمین رسوم جاہلیت ادا کری کلاوہ باندہی رنگ سی نقاشی کری وہ
درست نہین ہی چالیس روز تک کہانا مساجد کی ملاؤن اور مساکین کو جو بھیجتی ہین اوسکی وجہ
یہ ہی کہ فقہا نی لکہا ہی یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام یعنی مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت
کی طرف سی تین دن اور بعضون نی لکہا ہی الی سبعۃ ایام یعنی سات دن تک اور بعضون نے
اربعین یعنی چالیس دن لکہی ہین یہ روایتین خزانۃ الروایات اور شرح برزخ وغیرہ مین ہین ینبغی ان
یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعۃ ایام وقیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہ یعنی چاہیئے
کہ سات دن تک ہمیشہ صدقہ دیا جاے میت کی طرف سی اور بعضون نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ
میت آرزومند اور سائل ہوتا ہی اپنی گہر کی طرف انتہی اور شاہ عبد العزیز صاحب نی بہی لکہا ہے
تفسیر عزیزی مین کہ موت کی بعد اپنی ابنای جنس کی طرف لگاو باقی رہتا ہی زندونکی مدد مردونکو
خوب پہنچتی ہی اور وہ امیدوار رہتی ہین صدقات اقربا وغیرہ کی غرض کہ اس قسم کی روایات
کی سبب آدمی چالیس دن تک برابر روٹی محتاج کو میت کی طرف سے دیتی ہین باقی رہا چہلم

چہلم وغیرہ تو صورت اوسکی یہ ہی کہ جو صاحب اسکو منع کرتی ہین اونکی چند دلیلین ہین اول اونکا
حال معلوم کرنا چاہیئی بعد ازان وجہ جواز سننی چاہیئی **دلیل اول** عبارت شرح منہاج نووی شافعی
کی ہی جو سیف السنۃ کی صفحہ ۱۴۸ مین ہی الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود
واطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشہر
السادس من السنۃ بدعۃ ممنوعۃ جواب اسکا یہ ہی کہ شرح منہاج مین دو امر کا ذکر ہی ایک تو جمع ہونا تیسری
دن مردہ کی قبر پر اور وہان جاکر گلاب کی پہول اور عود یعنی اگر کی بتیان وغیرہ حاضرین مجلس پر
تقسیم کرنا سو اوسکا ذکر تو بیان سوم مین گذر چکا نصاب الاحتساب سی کہ لوگون نی نہایت
تکلفات بیہودہ ایجاد کئی ہتی اور وہ تکلفات ہی کرتی ہتی گورستان پر پس ممنوع ہونا اوسکا صحیح ہے
چنانچہ ہم خود اوسکی ممانعت پر تصریح کر چکی اور جن بعض آدمیون نی ایسی رسمین ایجاد کی تہین بعد
منع علما کی چہوڑ دین اب یہ رسم نہین دوسری بات شرح منہاج سی یہ نکلی کہ کہانا تیسری دن اور
پانچوین اور نوین دسوین بیسوین چالیسوین دن چہٹی مہینی برسوین دن بدعت منع ہی سو ظاہر
ہے کہ یہ کہانا ان ایام مین قبر مردہ پر جاکر کہلاتی ہتی فتاوی برازیہ مین تصریح ہی قبر پر کہانا
لیجانی کی دیکرہ نقل الطعام الی القبر فی المواسم لفظ مواسم جمع ہی موسم کی اور موسم لغت مین کہتی
ہین ایک چیز کی وقت کو اور جمع ہونیکی جگہ کو کذا فی المنتخب وغیرہ پس معنے یہ ہوئی کہ مکروہ ہی کہانا لیجانا
قبر مردہ پر ایام مقررہ مین اس سی صاف معلوم ہوا کہ تیسری نوین دسوین دن اوچہا ہی اور برسی اور
ایام عید و شبرات وغیرہ مین جو کہ یہ ایام واسطہ فاتحہ اموات کی معین ہین اہل اسلام مین بعضی آدمیون نے
بعض شہرونمین کہانا قبر پر لیجانا اور اوسی جگہ جاکر کہلانا رسم کر لیا تہا اوسکو اہل فتوی نی منع کیا اور
نصاب الاحتساب سی بہی اسکی تصدیق پہنچتی ہی کہ لکہا ہی ویشترون الخبز عند القبور فی الحدیث
الاکل فی المقابر یقسی القلب یعنی بانٹتی ہین شربت قبرون کی پاس حالانکہ حدیث مین آیا ہے کہ
کہانا قبرستان مین سخت کر دیتا ہی دل کو پس علماء دین نی جو ممنوع اور مکروہ ہونیکی مخالفت حدیث شریف
کی بیان کی ہے کہ احادیث سی قبرون پر کہانا پینا منع ہے یہ نہین لکہا کہ یہ کہانا بباعث خاص کرنی

دن کی مکروہ ہی اور ظاہر ہی کہ ان ملکون مین جو فاتحہ دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی کرتی ہین
مقابر پر نہین کرتی تو وہ جایز ہوئی **دوسری دلیل** فتاوی بزازیہ کی عبارت ہی جو کہ مشتمل
شرح منیتہ المصلی مین منقول ہی ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام
الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او قراءۃ سورۃ الانعام
او الاخلاص اس عبارت سی تین مسئلہ پیدا ہوی **ایک** یہ کہ مکروہ ہی کہانا تیار کرنا میت کا پہلی
دن اور تیسری دن اور ہفتہ کی بعد یعنی آٹھوین دن جواب سکا یہ ہی کہ اسمین دسوین بیسوین چالیسوین
کا نام بہی نہین پہر یہ عبارت کسطرح چہلم وغیرہ کی ممانعت پر دلیل ہو سکتی ہی اور اگر اجتہاد کرکے قیاس
قایم کرو کہ جسطرح بزازیہ مین اون ایام کو منع کیا ہی ہم ان ایام کو منع کرتی ہین تو اسکو بہی ہم رد کرتی
ہین دو وجہ سی ایک وجہ یہ کہ خود شارح منیہ المصلی نی عبارت بزازیہ نقل کرکی اوسکو رد کیا ہی اور
اوس کہانی کا مکروہ ہونا مسلم نہین کہا اور یہ لکہا ہی ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ یعنی مکروہ
کہنا اس کہانی کو خالی بحث سی نہین اسواسطی کہ کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ پس جبکہ خود شارح
منیہ المصلی نی کراہت کو مسلم نہ کہا ہم بہی مسلم نہین رکہتی معلوم نہین جن حضرات نی یہ عبارت
بزازیہ کی شرح منیہ سی نقل فرمائی تو ایک سطر کی بعد شرح منیہ مین اوسپر اعتراض لکہا تہا کیون نقل نہ
فرمایا دوسری وجہ رد استدلال المانعین یہ لیے یہ ہی کہ اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہیت موافق کلام
بزازیہ کی مسلم بہی رکہین تو وہ کراہیت خاص اوس کہانی کی لئی ہو سکتی ہی جسکو وارثان میت بعض
ملکون مین فخریہ طور پر کرتی ہین اور جسطرح شادی عروسی وغیرہ مین شان اور فخر کی ساتہ کہانا کہلانیکا
دستور ہی اوسی طرح میت کا کہانا تکلف اور زینت سی اغنیا اور امیرون اور عزیز قریبون کنبی والونکو
کہلاتی ہین جسطرح محدث دہلوی اور فقیہ شامی کی کلام سی عنقریب دلیل تیسری مین نقل کیا جاوی گا
لیکن اوسکی ممانعت بہی ایسی ہی کہ اس عبارت سی سمجہ لو جو مجموعہ فتاوی عالمگیری کی جلد خامس باب
الہدایا والضیافات مین لکہا ہی لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذ لا باس
بالاکل منہ کذا فی خزانۃ المفتین بعض علما اسمین تشدد زیادہ کرتی ہین بعض کم اور فتاوی قاضی خان جلد اول فصل فی المسجد

یہ مسئلہ لکہا اور کراہت کو مقید کیا کہ مکروہ جب ہی کہ نیت کی ترکہ سی کہانا پکایا جائی اور وارث صغیر یا بالغ
ہو یا بڑا ہو اور غائب ہو عبارت یہ ہی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ ان کان الوارث صغیرا او کبیرا
غائبا اور صاحب بزازیہ نی جو منع کیا ہی تو اوسطرح کی کہانیکو منع کیا ہی جو شادی کی طرح ہو دلیل اوسکی جو
کلام صاحب بزازیہ ہی جو شرح منیتہ المصلی مین اسی مقام پر مرقوم ہی وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا
یعنی اگر غریب آدمیون کی لئی کہانا تیار کرین اچہی بات ہی اگر صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت طعام
مذکورہ بباعث تعین ایام ہوتی تو یون لکہتا وان اتخذوا الطعام فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسنا پس صاف
معلوم ہوگیا کہ صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت بباعث تخصیص ایام نہین بلکہ اسلئی کہ وہ لوگ غریبونکو
نہین کہلاتی تہی اپنی دوست آشنا اغنیا کو کہلاتی تہی رسما اسواسطہ کہا صاحب بزازیہ نی کہ اگر کہانا
تیار کرین واسطہ غریبون کی اچہی بات ہی اور جناب مولینا شیخ محمد محدث تہانوی مرحوم جو مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی کی استاد ہین اونہون نی اپنی کتاب انوار محمدی مین چند فتاوی مرقومہ خاص مولوی
اسمعیل صاحب دہلوی کی جمع کیے ہین از انجملہ یہ فتوی ہی صفحہ ۶۲ مطبوعہ مطبع ضیائی میرٹھ مین ہے
سوال ہشتم آنکہ خوردن طعام روز سوم ودہم وچہلم وغیرہ از اہل میت **جواب** محتاج را منع نیست
انتہی دیکہیے مولوی اسمعیل صاحب نی فتاوی بزازیہ کی تصدیق کردی یعنی جو کہانا فقرا کی لئی ہو وہ
حسن ہی اور اہل علم کو یہہ بات مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۱ کی قابل دید ہی آپ فرماتی ہین پہلی
روایت بزازیہ کی کتاب الجنائز کی ہی اور دوسری کتاب الاستحسان کی پہر کسطرح استثنا درست
ہوا انتہی کیون صاحب اگر ایک ہی مسئلہ دو باب مین ہو تو استثنا ایک کا دوسری سی کیون صحیح نہو گا
کتب فقہ واحادیث اس سے بہری ہوئی ہین لیکن ہم آپکی خوشنودی کی لئی ایک ہی جگہہ دونو مطلب
دکہائی دیتی ہین لیجیئی فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ ملاحظہ کیجئی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام
المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہ ما یکون للسرور وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا دیکہیی یہان دونو
مسئلہ موجود ہین یعنی ایام مصیبت مین ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی نکری کیونکہ وہ سرور مین
ہوتی ہی پس مصیبت مین بیجا ہی پہر استثنا کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقرا کی لئی کہانا

پکاویگا تو حسن ہی اب مرد منصف کو چاہیئے کہ خدا سی ڈرکران دلایل پر نظر کری اور زبان درازی
سخن پروری سی تائب ہو وما علینا الا البلاغ دوسرا مسئلہ منجملہ تین مسئلون کی عبارت بزازیہ سی
یہ معلوم ہوا کہ کہانا میت کی قبر پر لیجانا مکروہ ہی یہ بات ہمیں حجت نہین ان ملکون مین یہ رسم ہی نہین
تیسرا مسئلہ یہ نکلا کہ قاریون اور حافظون کو ختم قرآن کی واسطی جمع کرنا مکروہ ہی سو تحقیق اسکی
یہ ہی کہ اگر اہل اسلام جمع ہوکر قرآن پڑہین برای خدا اور میت کو بخشدین اسکا حکم ائمہ مجتہدین اور
علمای محققین امر اجماع اہل دیانت مصلاح سی اور مولوی اسحاق صاحب کی کلام سی ہم ثابت کر چکی کہ وہ ہرگز
مکروہ نہین پس بالضرور مراد صاحب بزازیہ کی یہ ہی کہ موافق رسم بعض ملکون کی اگر حافظون کو
مزدوری دیکر قرآن پڑہوادین یہ البتہ مکروہ ہی اسکی تصدیق کتب فقہ مین موجود ہی شامی فی
باب الاجارہ مین لکھا ہی قال تاج الشریعہ فی شرح الہدایہ ان قرء القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب
لا للمیت ولا للقاری وعن شیخ الاسلام ان القاری اذا قرء القرآن لاجل المال فلا ثواب لہ فای
شئ یہدیہ الی المیت انتہی کلام الشامی ملخصا یہ جو لشکرون اور چہاونیون اور بعض شہرون مین
قرآن اسطرح پڑہواتی ہین کہ روپیہ کی تین قرآن یا چار قرآن کی حساب سی یا کچھ سیپارہ کا روزینہ
ٹہرا کر اوسکا ٹہیکہ کر دیتی ہین اسطرح قرآن شریف میت کی واسطہ پڑہوانا منع ہی اور صفحہ بارہ سیف السنہ
مین جو عبارتین طریقہ محمدیہ اور قرطبی کی نقل کی ہین اون مین یہی مراد ہی مزدوری کی طور قرآن
پڑہنا ہے اصلی کہ اوسوقت مین بعض ملکون مین وہی دستور تہا اور خود طریقہ محمدیہ کی عبارت سیف السنہ
مین ہی والماخوذ منہا حرام للاخذ وہو حاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اور بعض علمانی جو قبر
پر قرآن پڑہوانی کی اجرت جائز رکہی ہی اونہون نی قبر پر آنی اور جانی کی محنت اور اسقدر پابند
ہوکر بیٹہنی کی اجرت سمجہ کر جائز کیا ہی اجرت قرآن کی نہین وہ گویا ہدیہ ہی قاریونکی طرف سی پس
فتاوی بزازیہ کی عبارت سی کراہت ان باتون کی ثابت ہوتی ہی قرآن مزدوری دیکر ختم کرانا مردہ
کی قبر پر کہانا لیجانا پہلے تیسری آٹہوین ضیافت اغنیا واحباب کے لیے بطور فرحت وسرور کہانا پکانا
مکروہ ہی اور جسطرح ہماری ملکون مین رائج ہی یعنی طعام دسوین اور بیسوین اور چالیسوین کی حق مین جو

خالصا للہ پکا کر مصلیون اور ملانون کو اپنی گہر بلاکر کہلادین ہرگز ہرگز کراہت یا حرمت اوسکی
عبارت بزازیہ سی نہین ثابت ہوتی بلکہ استحسان اور عمدگی ظاہر ہو گئی ہے کیونکہ اوسنی اور قاضیخان
نی لکہدیا وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور صاحب سیف السنہ اور اوسکی والد بزرگوار نی یہ
فقرہ چونکہ حضرت کی مخالف مطلب تہا نقل نکیا لا تقربوا الصلوۃ پڑہکر وانتم سکاری پر زبان بند کرلی
تحقیق انیق روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنی باپ سے اوسنی ایک صحابی انصاری سے
رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی
القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امراتہ فاجاب ونحن
معہ فجئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم
قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت المرءۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی النقیع
وہو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاۃ ان یرسل بہا
الی بثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرا فارسلت الی بہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعمی ہذا الطعام
الاسری رواہ ابو داود والبیہقی فی دلایل النبوۃ کذا فی المشکوۃ فی باب المعجزات کہا اوس صحابی انصاری
نی راضی ہو اللہ تعالی اوس سے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہ نکلی ایک جنازہ پر مینی دیکہا رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبر پر فرماتی تہی گورکن سی کہ پانوکی طرف سی قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سی فراخ کر پہر جب بعد
دفن آپ واپس ہوئی اوس میت کی بی بی نی آدمی بہیجا کہ کہانا تیار ہی نوش جان فرمایئے آپنے قبول
فرمایا اور ہم جماعت آپ کی ساتہ تہی وہان گئی کہانا سامنی آیا آپنے دست مبارک اپنا کہانیکی طرف بڑہایا
پہر سب جماعت قوم نی بڑہایا اور کہایا پہر ہمنی دیکہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ لقمہ چبا رہی ہتی
دہان مبارک مین اور نگلتی نہین پہر آپنے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون یہ گوشت ایسی بکری کا ہی
کہ جو مالک کی بی اجازت لیگئی ہی عورت نی آدمی کی ہاتہ یہ کہکر بہیجا کہ یا رسول اللہ مینی آدمی نقیع
مین بہیجا جہان بکریان بکتی ہین تا کہ بکری مول آجاوی لیکن نہ ملی تب مینی اپنی ہمسایہ کی پاس
آدمی بہیجا کہ جو اوسنی بکری خریدی ہی وہ مجہکو بقیمت بہیجدی اتفاق سی وہ ہمسایہ بہی گہر نہ تہا

پہر منی اوسکی بیبی کی پاس بہیجا اوسنی بی اذن خاوند کی بکری میری پاس بہیجدی تب فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ کہلادی یہ کہانا قیدیونکو شیخ عبدالحق وغیرہ محدثین لکہتی ہین کہ وہ قیدی
لوگ کفار تہی کہ دایرہ تکلیف شرعی سی خارج تہی اور وہ خاوند اوسکا نہ ملا تہا تاکہ اوسکا اذن لیا
جاتا اور مسلمان کہا لیتی روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نی اور بیہقی نی دلایل نبوت مین
یہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہی اور کہا علامہ ابراہیم حلبی نی شرح کبیر منیہ مین کہ روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد نی ساتہہ اسناد صحیح کی الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت
قبول کرنی جائز ہی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہی سب جماعت کی ساتہہ کہانا کہانے کی لیے
بیٹہے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بہی جو مصرف صدقہ نہین ایسی دعوت مین شریک ہو جاوی درست
ہے پس معنی جواز کا اس بات پر رہا جب اہل میت کہانا تیار کری نہ واسطہ ریا و سمعہ کی بلکہ بنظر ثواب
و قربت او جائز ہی مولینا شاہ عبدالغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ جنسی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی
حدیث پڑہی ہی کتاب انجاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ مین لکہتی ہین ما صنعۃ الطعام من اہل المیت اذا کان
للفقراء فلا باس بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل دعوۃ المرءۃ التی مات زوجہا کما فی سنن ابی داود
یعنی کہانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کی لیی ہووی کچہ مضائقہ نہین اسلیئے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نی قبول کی دعوت اوس عورت کی کہ جسکا خاوند مرگیا تہا جیسا کہ سنن ابی داود مین
ہے یعنی وہ حدیث عاصم بن کلیب کی جسکا حال اوپر لکہا گیا اور لکہا ملا علی قاری نی مرقات شرح
مشکوۃ مین ہذا الحدیث بظاہرہ یرد علی ما قررہ اصحاب مذہبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم
الاول او الثالث او بعد الاسبوع یعنی یہ حدیث عاصم بن کلیب کی بظاہر کہلی طور پر رد کرتی ہے
اوس مسئلہ کو جو ہماری مذہب والون نی قرار دیا ہی کہ کہانا تیار کرنا پہلی روز اور تیسرے دن اور
ہفتہ بعد مکروہ ہی اسکی بعد علی قاری نی اپنی مذہب والون کی وجہ بیان کی کہ وہ خلاف حدیث
کیون حکم دیتی اونکا حکم محمول ہی ایسی مقامات پر کہ جسکی وارثون مین کوئی چہوٹا لڑکا نابالغ ہو یا یہ کہ
بالغ ہو لیکن غائب ہو وہان موجود نہو یا موجود ہو لیکن اوسکی رضامندی نہین معلوم ہوتی اور کہا

جائے یہ کہانا خاص مال ترکہ سے اونکیا ہووی کہ کسی کی سمین وارث نی اپنی مال سی عبارت مرقات
علی قاری کی یہ ہی کیل علی کران بعض او نقدہ صغیرا او غائبا او لم یعرف رضاہ او لم یتعاط من
عند احد معین من مال نفسہ اہ آخر عبارت مین لکہا و نحو ذلک یعنی جیسی یہ عذر مثنی بیان کی اسطرح
ہی اور عذر مثل ریا و سمعہ وغیرہ کی جب مثل انکی اونکی سبب کہانا میت کا منع کیا جائیگا ہمارے
اصحاب مذہب کی غرض یہ ہی نہ یہ کہ اہل میت کی دعوت کرنا اگر محض ثواب کی لیی اور موانع مذکورہ
سی خالی ہو تب بہی مکروہ ہی حاشا و کلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
جس فعل کی فاعل ہوی ہون وہ ہرگز مکروہ نہین ہو سکتا باتفاق محدثین یہ حدیث عاصم بن کلیب
در باب جواز طعام اموات ایک اصل عظیم ہی اور تعیین ایام اور سوم وغیرہ کی لیی ایک اصل عظیم سابق
گذر چکی کہ جسطرح وعظ کی لیی بباعث بعض مصالح دن معین کیا گیا اسیطرح صدقہ اموات کی لیی بہی
بباعث بعض مصالح تعیین ایام واقع ہوا بنا علیہ یہ فاتحات مروجہ ہندوستان موافق اور فرموجہ مسلم
اہل سنت و جماعت بروایت صحیح مین اور جو لوگ انکو رد کرتی ہین بباعث اثر جریر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ کی کہ جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت و صنعہم
الطعام من النیاحۃ یہ دلیل کئی وجوہ سی مخدوش ہی اولا یہ کہ مقدمہ شرح مسلم مین ہی کہ جب صحابی
یون کہی کہ ہم ایسا کیا کرتی تہی یا ایسا کہا کرتی تہی تو اوسکی دو تفصیل ہین اگر وہ یہ کہی کہ زمانہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین ہم ایسا کرتی تہی تو وہ حدیث مرفوع ہی ورنہ موقوف ہی اس قول
کو جمہور محدثین و اصحاب فقہ و اصول کا قول کہا ہی پہر کہا کہ ہذا ہو المذہب الصحیح الظاہر بنا علیہ قول جریر
بن عبداللہ جو مضاف طرف زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین موقوف ہوا اور حدیث موقوف
حجت نہین جیسا کہ میر سید شریف رسالہ اصول حدیث مین فرماتی ہین الموقوف وہو مطلقا ما روی
عن الصحابی من قول او فعل متصلا کان او منقطعا وہو لیس بحجۃ علی الاصح اور ملا محمد طاہر فی مجمع البحار
کی خاتمہ جلد ثالث مین لکہا الموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او منقطعا وہو لیس بحجۃ
پس یہ حدیث موقوف جریر بن عبداللہ کی حجت نہین خاص کر جبکہ معارض ہی اسکو حدیث صحیح مرفوع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی **ثانیاً** معنی حدیث جریر کی یہ ہوی کہ ہم نیاحت مین شمار کیا کرتی ہتی اہبات
کو کہ لوگ جمع ہووین اہل میت کی پاس اور وہ اونکی لئی کہانا تیار کرین انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین
اسکی تفسیر یہ لکہی ہی نعدہ وزرہ کوزر النوح یعنی اہبات کا گناہ ہم ایسا شمار کیا کرتی ہتی جیسا نوحہ مین
گناہ ہوتا ہی اور نوحہ کا مسئلہ یہ ہی کہ شرح کبیر منیہ مین ہے وتحریم النوح یعنی حرام ہے نوحہ کرنا اور ابوداود مین ہے
لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ یعنی لعنت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نوحہ کرنیوالی
پر اور رغبت سی نوحہ سننی والی پر تو معلوم ہوا کہ اس اجتماع اور طعام مین آدمی مرتکب حرام اور مستحق
لعنت ہوتا ہی بہلا اگر یہ بات صحیح ہوتی تو کسطرح ارباب فتاوی بزازیہ وقاضیخان وغیرہما فتوی دیتی
کہ اگر غریبونکی واسطی اہل میت کہانا تیار کرین تو اچہی بات ہی اور کسطرح تشریف لیجاتی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم مع اصحاب اوس عورت کی بلانی سی جسکا خاوند مر گیا تہا کیونکہ ان دونو صورتون مین
اجتماع الی اہل المیت اور تیار کرنا کہانیکا جنکو منکرین حرام اور مستحق لعنت لکہتے ہین دونو باتین
موجود ہین اور بڑی شوخی کی اس مقام پر مولف براہین قاطعہ نی کہ صفحہ ۹۰ سطر ۲ مین تحت حدیث
جریر بن عبد اللہ لکہا (اس حدیث مین اجتماع کو مطلق فرمایا ہی کوئی قید نہین کہ کسواسطے جمع ہوتا تہا
خواہ محض تعزیت مکررہ کیواسطے خواہ قرآن پڑہنی کو اور مطلق کو مقید کرنا بالرای حرام ہی اور طعام
بہی مطلق ہی) بہلا جب اجتماع مطلق رہا جمیع اجتماعات کو شامل اور طعام بہی مطلق رہا سب افراد
طعام کو شامل تو دیکہئے یہ کج فہمی مولف براہین کی کہان کہان پہنچیگی صورتین مذکورہ بالا ملاحظہ کرنی چاہئین
ثالثاً فقہا رحمہم اللہ نی اوس اجتماع اور طعام کو موت کی وقت مکروہ رکہا ہی جیسا کہ علامہ
حلبی نی شرح کبیر مین حدیث جریر کو لکہا ہی وانما یدل علی کراہتہ ذلک عند الموت فقط اور
حدیث عاصم بن کلیب مین حضرت کا دعوت قبول کرنا بعد دفن میت کی تہا تو اس صورت مین
شبہہ تعارض ادلہ کا بہی دفع ہو گیا اور ہماری ارباب مذہب نے جو بعد دفن بہی چند روز تک
اطعام طعام کو منع کیا ہی اوسکا بیان فتاوی قاضیخان سی اور عنقریب مرقاۃ علی قاری سے گذر چکا
کہ اوس منع کی شکلین اور ہین اور محض قربت وثواب کی نیت سے منع نہین بلکہ فتاوی مین ہی کہ ساتوین

تک یوم موت سی یا چالیس روز تک میت کی طرف سے برابر صدقہ کیا جائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا
اور فقرا کی لئی طعام کا حسن ہونا بہی گذر چکا **رابعاً** علی قاری نی مرقات مین اوس اجتماع اور
صنع طعام کی شرح اس طرح پر لکہی ہی فینبغی ان یقید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء
اہل الموت فیطعمونہم کرہا یعنی ہمکو چاہئے کہ نہ مطلق رکہین اس اجتماع کی منع کو بلکہ مقید کر دین کلام
ارباب فتاوی مستندہ حدیث جریر کو ایک قسم کی اجتماع خاص کی ساتہ کہ آدمی خواہی نخواہی
جمع ہو جائین اور وارثان میت اونکو شرما شرمی سی کہلائین جبراً و کرہاً تو یہ اجتماع البتہ درجہ
حرمت میں اور مستحق لعنت ہوگا جو گناہ نوحہ کی برابر گنا گیا ہی اس صورت مین الف لام الاجتماع
کا حدیث جریر مین عہد کی لئی ہی مولف براہین نی جو سیوم کی اجتماع اور تقسیم نخود کو اور اسیطرح
دہم و بستم و چہلم وغیرہ کی اجتماعات و اطعامات کو حدیث جریر بن عبد اللہ مین داخل کیا اور
اونکی سب ہم مشرب اگلی پچہلی داخل کرتی ہین اور اسکو بڑی قوی دلیل لوہی کی لاٹ سمجہہ رہی
ہین معلوم ہو چکا تحقیقات مذکورہ بالا سی کہ بالکل بے اصل ہی اسلئی کہ سیوم مین اجتماع للقرأت
ہے وہ باجماع جائز جیسا کہ عینی وغیرہ سی گذر چکا اور تقسیم نخود و شیرینی وغیرہ سیوم مین اور اطعام
طعام دیگر فاتحات مین نہ استحیاء اً شرما شرمی سی ہی جو ملا علی قاری نی اثر جریر ابن عبد اللہ سے
ثابت کیا کہ لوگ خواہی نخواہی وارثان میت کی گرد ہو گئی اور حلقہ مار کر بیٹہہ رہی بلکہ خود ورثہ
میت نی ملانون اور مصلیون کو دعوت کر کی بنظر قربت و ثواب بلایا ہی جو لوگ اوس جلسہ مین
غربا ہین اونکی دینی مین ثواب صدقہ اور جو کوئی غنی ہین اونمین ثواب فعل معروف موجود ہی جسطرح
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعہ صحابہ مین اوس عورت کی گہر جسکا خاوند مر گیا تہا موجود تہی **خامساً**
اثر جریر مین اجتماع اور صنع طعام دو نو فعل ہین اور فعل جب ہوگا لابد کسی زمانہ مین ہوگا وہ زمانہ
اس اثر مین محدود نہین بلکہ وقت وفات میت سی لیکر جب تک وارثان میت زندہ رہین اوسوقت تک کو
شامل ہی پس حرج عظیم لازم آئیگا اسلئی کہ جب اجتماع مولف براہین نی مطلق لیا کہ خواہ کسیواسطے
آدمی جمع ہون اور تقیید بالرای حرام ہی اب ہم کہتی ہین کہ زمانہ بہی مطلق ہی خواہ کبہی آدمی جمع

ہو جاوین تو لازم آئیگی دو قباحتین ایک یہ کہ موت میت کی بعد سے ابدا اہل میت کی گہر اجتماع اور
اطعام طعام خواہ کسی وجہ سے ہو ممنوع اور حرام ہوگیا اور یہ بڑی حرج کی بات ہی اسی سبب سے علامہ
حلبی نی اسکو مخصوص کردیا وقت موت کی ساتھ کہ وہ وقت تاسف اور وقت مشغولی تکفین و غسل وغیرہ
کا ہے اور بعد دفن کا حکم اس سے خارج رہا عبارت اونکی شرح حدیث جریر مین یہ ہے وانما یدل علی کراہۃ
ذلک عند الموت فقط یعنی یہ حدیث جریر فقط موت ہی کی وقت صنع طعام و اجتماع کی کراہت تحریمہ
پر دلالت کرتی ہی لا غیر دوسری قباحت یہ کہ جب زمانہ مطلق رہا تو جمیع افراد یعنی ایام
معینہ و غیر معینہ کو شامل ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کلیہ مسلم الثبوت ہی تو جسطرح ایام معینہ کی فاتحہ
مین اجتماع و صنع طعام ہوگا اوسیطرح ایام غیر معینہ کی اطعام مساکین مین بہی یہی دو نو باتین موجود ہونگی
الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام پس جس دلیل سی ایام معینہ کی کہانیکو منع کرتی ہو اوسی دلیل سے
ایام غیر معینہ مین اطعام مساکین مکروہ و حرام مثل نوحہ ٹہریگا نعین اچہا اعتراض کا جہونکا لائی کہ اپنی مشت خاک
ہی اوڑا لیگی الحاصل جبا شرح کبیر مینسکی نظر بہت صحیح ہی اور اس نظر پر جو فقیہ شامی نی نظر فرمائی ہے
اوسکا بعض مضمون بخلاصہ یہ عبارت فانہ واقعۃ حال لا عموم لہا مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فی حدیث
جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذہبنا و مذہب غیرنا کا لشافعیہ مخالف قرار داد علمای متقدمین مثل علی قاری
وغیرہ کی ہی کیا ضرور ہی کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اسنادسی پہنچا ہو اکہ جسکی بابت ارشاد ہی ما آتاکم
الرسول فخذوہ و بلا معارض مرفوع صحیح واقعہ حال ٹہر اکر ترک کردیا جائی اور اوسکی مقابل مین ایک صحابی
کا اثر جو موقوف اونہی پر ہے قانون کلی تجویز کیا جائی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ دونون مین تعارض بہی نہین جو
حدیث عاصم بن کلیب مین ثابت ہوا وہ بنظر قربت ثواب ہی اوسکو ہماری اصحاب جائز رکہتی ہین اور
جو حکم اثر جریر ابن عبد اللہ مین ہی وہ استحبابا و سمعۃ و ریاء موانع مذکورہ بالا کی سبب سے اوسکو ہماری ارباب
فتاوی منع کرتی ہین پس منقول فی المذہب مین بحث نہوئی اور شافعیہ وغیرہ کا مذہب ہم پر حجت نہین
اس سبب سے عاجز راقم السطور نی سابقا انوار ساطعہ مین فقط کبیری کی نظر کو ذکر کیا
اور شامی کی نظر کو بیان نہ کیا تہا کہ وہ خود منظور فیہ ہتی اور اس مضمون کی بعد جو فقیہ شامی نی

وجہ کراہت مین ذکر بیان کی ہین وہ ہماری اور علامہ حلبی وغیرہ کی خلاف نہین بلکہ عین موافق ہین یعنی
ورثہ کا صغیر یا غائب ہونا اور سامان فرحت سرور مثل بجانی طبل اور نقشی وغیرہ کی افعال قبیحہ کرنا وجہ کراہت
تحریم ضیافت متعلقہ اموات کی ہی یہ ہرگز نہین کہ بنظر ثواب کہانا پکانا اور اجتماع ہونا فقط یہی وجہ
مندرجہ حدیث جریر موجب کراہت و تحریم ہو غرضیکہ تعلیلات متاخرہ شامی کی بالکل فقہاء احناف
کی موافق و مطابق ہین اور شاہ عبد الغنی دہلوی موصوف الصدر کا بیان یہی ہی کتاب استغفار المسائل مین
وطعام پختن مثل شادی و جمع شدن در خانہ میت مثل اجتماع شادی مکروہ است اور یہی مطلب ا...
اونہون نی اپنی دوسری کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین فرمایا اما اذا کان للاغنیاء والاضیاف ممنوع
مکروہ لحدیث احمد و ابن ماجہ کنا نری الاجتماع وصنیعۃ الطعام الی آخرہ یعنی جب وہ کہانا مخصوص اغنیا
کی لئی ہو اور ان لوگون کی لئی جو خواہی نخواہی آکر جمع ہوگئی ہین تو وہ ممنوع اور مکروہ ہی پس شاہ صاحب
موصوف نی صاف بیان فرمادیا کہ ممنوع و مکروہ وہ شکل ہی جسمین مثل طعام شادی اجتماع اغنیاء و ضیافت
کا ہو اور یہ محمل حدیث جریر کا ہی اونکی نزدیک اور جو بنظر ثواب ہو وہ جائز ہے وہ محمل ہے اونکی نزدیک
حدیث عاصم بن کلیب کا جیسا کہ انجاح الحاجہ سے اوپر نقل کیا گیا اور یہی مذہب ہے تیسری
دلیل مانعین کی درباب جہلم وغیرہ یہہ عبارت ہی کہ سیف السنہ کی صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی کہ شاہ
ولی اللہ صاحب نی مقالۃ الوضیہ یعنی وصیت نامہ مین فرمایا ہی دیگر از عادت شنیعہ ما مردم اسراف
است در ماتم و جہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ الی آخرہ مین کہتا ہون اگر یہ لوگ عاقل ہوتی شاہ ولی اللہ
کی کلام کو کبہی پیش نکرتی اسلیی کہ اسمین جہلم وغیرہ کی کہانی للّہی کو نہین منع کیا اسمین تو اسراف کرنیکو از عادات
شنیعہ سی لکہا ہی اسراف کہتی ہین بی اندازہ خرچ کرنی کو اور قرآن شریف مین ہی ولا تسرفوا انہ لا یحب
المسرفین اسراف کو کون درست کہتا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا منشا اوسکی بند کرنے مین بند کرنا
اسراف کا ہے چنانچہ اوسکی برائی اونہون نی بیان کی ہی اور ہم بہی اوسکو برا کہتی ہین اندر اسراف
لوگون مین طرح طرح کی مختلف مقامون مین پیدا ہوگئی ہتی علامہ شامی نی ضیافت اموات کی شناعت
مین لکہا ہی یحصل عند ذلک غالبا من المنکرات الکثیرۃ کا یقاد الشموع والقنادیل التی لا توجد فی الافراح

وکذا قی للطبول والغنار بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذکر وقراءة القرآن
الی آخرہ دیکھئی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ موتی کی کہانون مین قندیل اور شمعین روشن کیجاتی مین اسطرح کہ محافل
شادیمین ہی نہون اور طبلہ بجتی ہین اور گانا خوش آوازی سی ہوتا ہی عورتین اور بی ایسی لڑکی آتی ہین جو
کچہ قرآن پڑہتی ہین اور اسکی مزدوری لیتی ہین یہ عبارت شامی نی باب الجنایز مین لکہی ہی معلوم ہوا کہ
بعض جگہ ایسی اسرافات بہی جاری ہوگئی تہی اور اسیطرح جو خاص اپنی احباب و برادران اغنیا مین بطور خاص
بطور توری بندی تقسیم کرتی ہین غریبون کو نہین کہلاتی وہ بہی فی الجملہ اسراف اور خودنمائی مین داخل
ہی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی اسحق صاحب نے مسایل اربعین کے سوال سی
وششم مین جامع البرکات سی نقل کی ہی وآنکہ بعد از سالی وششماہی یا چہل روز درین دیار
پزند و درمیان برادران بخش کنند آنرا ہاجی گویند چیزی باصل اعتبار نیست بہتر آن است کہ نخورند
انتہی واضح ہو کہ شرح منہاج مین جو گذرا کہ ششماہی سالیانہ وغیرہ کا کہانا مکروہ ہی اوسمین ایک یہ بہی
سبب ہی کہ جو مستحق اوس کہانی کی ہین انکو نہین کہلاتی اور کہانا اسطرح کا تکلفی پکاتے اور آئین
طرح طرح کی زینتین کرتی ہین جسطرح شادی عروسی کی کہانی مین دستور ہے اور احباب کی ضیافت
خوشی خوشی کرتی ہین ایسی کہانی کو فقہا منع کرتی ہین فتح القدیر شرح ہدایہ مین ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ
من اہل المیت لانہ شرع فی السرور ولا فی الشرور یعنی آخر تک ہی بدعۃ مستقبحۃ الی آخرہ اور حاشیہ
خزانۃ الروایات مین ہی ولا ضیافۃ فی بیوت الموتی وہم فی الحزن یعنی احباب کی ضیافت تکلف
اور زینت کی ساتہ اہل میت سے لینا اور کہانا مکروہ ہی کیون کہ یہ بات سرور مین جایز ہی موت مین
سرور کہان یہان تو غم یعنی غم مین ہین اور موتی کی گہر دینی ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبرون مین پڑی
ہین واضح ہو کہ جس فقیہ کی کلام مین ممانعت ہی وہ ایسی قسم کی کہانی کی ممانعت ہی دلیل اوسکی یہ ہے
کہ صریح بزازیہ وغیرہ مین موجود ہی وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور جو لوگ تعینات کی ساتہ
ان فاتحات کو جایز رکہتی ہین وہ سب شرط کرتی ہین کہ بعض اغنیا کو کہلا دینا ثواب صدقات مین
معتبر نہین چنانچہ تحفۃ النصائح مین ہے — سازی طعام مردہ چون روز سیوم وہفتم وچہل

باید وہی درویش را ورنہ نباشد معتبر باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اموات کیا گیا اور فقرا
ہی کو کہلایا لیکن کوئی غنی شخص بہی اوسمین سے کہا گیا تو اوسکا بہی ثواب میت کو پہنچتا ہی یا نہین
یہ مسئلہ ایکبار مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم کی سامنی پیش کیا گیا کہ مولانا اسحق مرحوم کے ماتہ
مسایل سوال پنجاہ ویکم مین ہی (طعامیکہ بنیت تصدق بر فقرا از اموات بپزند تا ثواب آن بایشان
رسید بجز فقیر روا نبود چہ تصدق بر فقرا می باشد وہدیہ بر اغنیا الخ) اور اوسوقت مولانا موصوف الصدر
کمپ میرٹھ کو بہی شیخ الٰہی بخش خان بہادر مرحوم مین کہانا گیا ہوا تہا تناول فرما رہی تہی موقع وقت
بہی یہی تہا کہ جناب مولانا بفضل حق سبحانہ بہت خوشحال و متمول صاحب تجارت تہی اور وہ کہانا ایصال
ثواب روح پر فتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی لئی تہا ارشاد فرمایا کہ اسکی معنی یہ ہین کہ اغنیا کی کہانی
مین اوسدرجہ کا ثواب نہین پہنچتا جسطرح فقرا کی کہانیکا پہنچتا ہی اور یہ نہین کہ اغنیا کی کہانیکا بالکل ثواب
نہ پہنچی اسلئی کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیا ہی کو ہو وہ منکرات سی نہین بلکہ معروفات شرعیہ سی ہی اور
حدیث شریف مین وارد ہی کہ کل معروف صدقۃ یعنی ہر معروف کام مثل صدقہ کا ثواب رکہتا ہی انتہی کلام مولانا المحدث
بعد ازان بندہ کو تلاش ہوئی کہ یہ تو از روی حدیث جواب ہوا اب جزئیہ فقہا بہی دیکہنا چاہئے تو چند
کتب مین بندہ نی اس مسئلہ کو مصرح پایا چنانچہ لکہتا ہون وہی ماتہ مسایل سوال پنجاہم مین بحر الرائق سے
نقل کیا ہی۔ وقید بالزکوۃ لان النفل یجوز للغنی کما للہاشمی یعنی قید صدقہ زکوۃ کی اسلئی کہ نفل صدقہ
جائز ہی غنی کو جسطرح جایز ہے مرد ہاشمی نسب کو اور قہستانی کی فصل مصرف الزکوۃ مین ہی سوق الکلام
مشیر الی جواز صرف صدقۃ التطوع الی الغنی اسکا بہی خلاصہ وہی نکلا اور ہدایہ کے فصل صدقہ مین ہے قد یقصد
بالصدقۃ علی الغنی الثواب یعنی اغنیا کا کہلانا جسطرح اونکی رضا جوئی اور اپنی کاربراری وغیرہ وجوہ دنیوی
کی لئی ہوتا ہی اسیطرح کبہی بارادہ حصول ثواب بہی ہوتا ہی اور مجمع البحار جلد دوم مین ہی الصدقۃ ما یتصدق
بہ علی الفقراء ای یعطی لثوابہا کذلک فانہا علی الغنی جائزۃ عندنا یثاب بہ بلا خلاف یعنی صدقہ وہی جو فقرا
دیا جاوی اور مراد اس سی یہی ہی اکثر صدقی ایسی ہی ہوتی ہین ورنہ صدقہ بیشک غنی کو بہی دینا جایز ہی
اور ثواب [illegible] بلا خلاف انتہی اگر کوئی یہ کہی اغنیا کا دینا ہبہ اور ہدیہ ہوتا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہدیہ

اور جبکہ مسلمانوں کو کرنا ہی معروفات شرعیہ اور موجبات ثواب مین ہی پس ثواب اب ضرور ملیگا گو بہ نسبت خیرات
کم ہو **چوتھی دلیل** منع چہلم وغیرہ پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جو وصیت نامہ
مین فرماتی ہین بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسینی ہیچ نکنند کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند الی آخرہ واضح ہو کر کہنا اللہ کو بہلا اوسی نی
سی ہی اور قاضی صاحب نی رسوم دنیوی کو منع فرمایا ہی وہ یہ کہ عورتین جمع ہو کر ان ایام مین رونا
پیٹنا کرتی ہین اور یہ ہم اپنی طرف سی نہین کہتی خود قاضی صاحب کی دلیل اپنی موہنہ بول رہی ہی یعنی منع
چہلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی تین دن سی زیادہ ماتم کرنا جائز نہین فرمایا
پس اس سی یہ ثابت ہو گیا ہی کہ برسی چہلم وغیرہ مین ماتم کرین مولوی اسمعیل صاحب نی بہی تذکیر الاخوان
مین لکہا ہی جو عورت ماتم کی کرتی ہی وہ بہی اونکی چیخنی چلانی مین شریک ہوتی ہی پہر کسیکی یہان تین
دن کسیکی سات دن کسیکی دس کسیکی چالیس دن کسیکی چہہ مہینی تک کسیکی برس روز تک کسیکی دو برس تک
یہی بات جاری رہتی ہی جتنی دنون جسقدر یہ نوحہ زیادہ ہوا اوسیقدر آپس مین اون لوگون کی تعریف
ہوا اور اگر نوحہ تو کم ہو گیا کہتی ہین کہ فلانی کی یہان میت کی کچہہ قدر نہوئی اور مروج جاتی ہین تو صرف رسم
رواج کی موافق اون لوگون کی کہلانی کو کچہہ فاتحہ وغیرہ پڑہتی ہین اور اوس فاتحہ سی مردہ کی واسطی ثواب
منظور نہین ہوتا یہ عبارت مختصر تذکیر الاخوان کی ہی پس قاضی صاحب کا اشارہ ان امور کی طرف ہی ورنہ وہ خود
اسی وصیت نامہ مین فرماتی ہین واز عبادتہ وختم قرآن و استغفار ازمال حلال صدقہ بفقرا باخفا امداد فرماتی
رہین اس سی ثابت ہو گیا کہ ختم قرآن وغیرہ سب قاضی صاحب کی نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ
فرمایا وہ اسلئی کہ انکی وقت مین کچہہ ریاکاری وغیرہ کا دیکہا ہوگا جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکی ہین اسواسطی
اخفا کا حکم دیا ورنہ صدقہ ظاہر کرنا شرع مین درست ہی اللہ تعالی نی فرمایا ان تبدوا الصدقات
اور شاہ عبد القادر صاحب نی اس آیت کا ترجمہ اسطرح کیا ہی اگر کہلی دو خیرات تو کیا اچہی بات ہی
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ یہ کیا ہی اگر آشکارا کنید خیرات را پس نیکو چیز ست اور
ظاہر کر کی دینی مین ایک نفع اور بہی ہی کہ اور آدمیون کو ہدایت ہو وہ بہی صدقہ کرین

پانچوین دلیل منع چہلم وغیرہ کی لئی یہ کہتی ہین کہ حضرت نی فرمایا ہی طعام المیت یمیت القلب
وطعام المریض یمرض القلب و در نوادر ہشام آمدہ کہ مکروہ ست اجابت کردن طعامی کہ بجہت
مردہ کردہ باشند یعنی میت کا کہانا دل کو مردہ کر دیتا ہی اور مریض کا کہانا دلکو بیمار کر دیتا ہی اور
نوادر ہشام مین آیا ہی کہ مکروہ ہی قبول کرنا اوس کہانیکا جسکو روح میت کی واسطہ کیا ہو وہی انتہی کلامہ
ہم کہتی ہین کہ اگر اس حدیث کو صحیح رکہو گی تو دوسری حدیثین جو ترغیب خیرات مین میت کی
طرف سی آئی ہین اور باجماع امت وہ قبول ہین اونکا کیا جواب دو گی اور اس حدیث کی سند بہی
معلوم نہین نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی نی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کی
اور راویونکا حال معلوم کہ پہر صحابی سی کن کن تابع و تبع تابعین نی اسکو روایت کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام
مرقوم کہ صحاح ستہ مین یا کسی اور کتاب حدیث مین یہ حدیث موجود ہی اور قطع نظر ان امور کی پیش کرنا
اس حدیث کا واسطہ ممانعت فاتحات مخصوصہ معینہ سیوم و دہم و بستم و چہلم کی فقط صحیح نہین ہین مطلق
طعام میت کی نہی موجود ہی تو صدقہ لاہل المعتین بہی حرام ہوا اسکو تم جائز کہتی ہو اور حسب اوس
دعوت کا قبول کرنا مکروہ ہوا مطلقا بلا قید غنی و فقیر تو وہ جو حکم صدقہ کا میت کی طرف سی فقہ وحدیث
مین ہی اوس دعوت کو قبول جنات کرین گی یا جنگل کی وحوش و طیور منکرین ایسی سند کتاب اربعین
سے لائی جس سی اپنی پانو مین خود تیشہ مار گئی **چہٹی دلیل** منع کی یہ کہ مسائل اربعین مین لکہا ہی
در نوادر الفتاوی اور دہ کہ اجابت کردن طعامیکہ از بہر مردہ ساختہ باشند مکروہ ست سہ روزہ
ہفتہ و ماہیانہ و سالیانہ و آن طعام علما و فضلا را مکروہ ست انتہی اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ برسی اور
تیجا چہلم وغیرہ کا کہانا مکروہ علما و فضلا کی واسطی ہی اور ونکو مکروہ نہین اگر سب کو مکروہ ہوتا تو علماونکا
نام لینا کیا ضرور تہا خیر اگر یہ لوگ اسیقدر رکہدین کچہہ مضایقہ نہین اسواسطہ کہ علما فضلا تو خود اس کہانی
کم جاتی ہین اکثر اور آدمی کہاتی ہین اگر اورون کو جائز ہوا یہ بہی غنیمت ہے اور صحیح بہی ہی اس مسئلہ
مین بڑی شہرت مولوی اسمعیل صاحب کی ہی کہ وہ بیس المائتین مین ان تعینات کو مکروہ و حرام کہتی ہین
سو باعث اونکی یہ ہی کہ اونکی نزدیک صرف باعث ممانعت کا یہ ہی کہ اونکا اپنی ہم عصرون مین یہ معلوم ہوا

تہا کہ یہ لوگ خالصًا للّٰہ نہین کرتی بلکہ لوگون کی دیکہا دیکہی کرتی ہین اور جبرًا کرتی ہین چنانچہ صراط مستقیم
مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۲۰ مین لکہتی ہین و در تقسیم طعام سیوم و چہلم بسبب خوف مطعون شدن و سعت و کشادگی
انتہی اور صفحہ ۳۰ مین ہی و نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این
بہتر و افضل غرض این ست کہ مقید بریم نباشد بی تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ
موجب جر جزیل بود عمل آرد ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد
بہتر است و الا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہاست در تعیین تاریخ و روز و قسم و وضع طعام ضیق
پیش می آید انسان را خواہ نخواہ انچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضرور شد فلالی آخرہ اس عبارت سے
صاف ظاہر ہوگیا کہ سیوم اور چہلم وغیرہ کا کہانا تعین ایام کی سبب منع نہین جیسا کہ بعض علماء فی زماننا خیال
کرتی ہین بلکہ اوسمین قباحت مولوی اسمعیل اور سید احمد صاحب کی نزدیک یہہ ہی کہ انسان کی پاس کچہہ ہو وی
یا نہو وی پابندی تواریخ ایام سی خواہ مخواہ اوسکو کرنا پڑتا ہی اسمین تنگی اور مصیبت پیش آتی ہی پہر اگر یہی
کسیکو پیش آوی اوسکی حق مین ہم بہی منع کرینگی ای بہائی تو اپنی مقدور کی موافق کر دی حوصلہ سی زیادہ
نام آوری کی طور پر جسکا سنبہالنا تجہکو مشکل ہو اوسطرح مت کر خالصًا للّٰہ جسقدر تیری پاس موجود ہے
اوسیقدر کر دی اور جو کچہہ بہی نہین تو خالی فاتحہ پڑہ دی سوال تعین ایام کی حاجت کیا ہی جواب
صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین کی دلون مین خود شوق تہا کسب خیرات و حسنات کا وہ اپنے ولولہ شوق
دلی سی امور صالحہ کرتی تہی اونکو کسیکی تاکید کی حاجت تہی نہ تعیین کیے نہ یاد دلانی کی جب وہ دور
گذر چکا لوگون کی دلون مین بی رغبتی امور صالحہ کی پیدا ہوگئی اوسکی لئی علمائی دین نی بنظر اصلاح
دین فتوی اور احکام پیدا کیے مثلًا قرآن شریف کی تعلیم پر اجرت لینا اصل حدیث سی منع تہا
اوسوقت مین لوگون کی دل راغب تہی اللّٰہ کی واسطی تعلیم کرتی تہی جب دورہ قرون صالحہ کا تمام
ہوگیا لوگون کی دل میں وہ شوق نہ رہی قرآن شریف کا پڑہنا پڑہانا بند ہونی لگا تب علماء دین رحمہم اللّٰہ نی حکم
جواز کا یعنی تعلیم قرآن پر دینا اجرت کا جایز ہے اور لینا بہی جایز چنانچہ فقہا لکہتے ہین لو لم یفتح لہم باب
الاجر لذہب القرآن اور ہدایہ مین ہے لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن

و علیہ الفتوی اور اذان کی بعد تثویب یعنی الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ پکار کر کچہہ کہنا تاکہ نمازی اکر جلد جماعت
مین شریک ہون متاخرین علماء نی مستحسن قرار دیا چنانچہ کتاب ہدایہ مین ہے والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات
کلہا لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ یہہ مسئلہ تثویب کا فتاوی عالمگیری مین بہی ہی اس قسم کی بہت نظیرین
کتب فقہ مین موجود مین جو ڈہونڈیگا پاویگا اور یہی معنی ہین اوسکی جو مجمع البحار اور شامی اور فتاوی عالمگیریہ
وغیرہ چند کتب معتبرہ مقبولہ مین یہہ بات مندرج ہی کہ کہ بعض احکام بتخالف باختلاف الزمان یعنی بعضی حکم
بدل جاتی ہین زمانہ کی بدل جانی سی ایک وہ وقت تہا کہ قرآن کی اندر زیر و زبر جایز مطلق و قف لازم
وغیرہ لکہنا علماء جائز نہین کہتی تہی بلکہ مکروہ کہتی تہی چنانچہ متقدمین کی کتابون مین مندرج ہی اور ایک وقت
وہ آیا کہ لوگون کا ڈہنگ بگڑ گیا جہالت طاری ہوگئی تب علمائی حکم دیا کہ قرآن شریف مین زیر و زبر وغیرہ
لکہنا واجب ہے چنانچہ کشف الظنون وغیرہ مین تصریح ہی کہ جا مکروہ کہ جا واجب ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اور اسیطرح مساجد کی زینت اور بلند کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہی لیکن علما باعث مصلحت کی مستحب فرماتی ہین
چنانچہ صاحب مجمع البحار فی لفظ زخرف کی تحقیق مین لکہا ہی کہ جب لوگ اپنی گہر بہت عمدہ عمدہ بنانی لگی
اب اگر مسجد کو کچی اینٹون ہی اونچی اونچی مکانات کی پاس بناوینگی اور بہتیری گہر کافرون کی بہی اسکی
پاس بلند ہوتی ہین تو البتہ مسجد لنظرون مین حقیر ٹہر گئی انتہی کلامہ مجموع ان امثال و روایات سے معلوم ہوا
کہ اگر زمانہ مکان مین یا کسی ہیئت اور وضع مین بباعث کسی مصلحت کی کسی قسم کی تعینات واقع
ہون تو وہ جایز ہین شاہ ولی اللّٰہ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ رسالہ انتباہ کی شروع مین فرماتی ہین اگرچہ اوائل
امت را با اواخر امت در بعض امور اختلاف بودہ باشد اختلاف صور ضرر نمی کند ارتباط سلسلہ ہمین امور
صحیح ست اختلاف صور را اثری نیست انتہی کلامہ ملخصًا ان عبارتون سی یہ فائدہ نہایت اہتمام سی محفوظ
رکہنی کی قابل پیدا ہوا کہ اگر علماء متاخرین مین کسی قسم کا تعین مخالف وضع علماء متقدمین کی پیدا ہو تو یہہ
ضرور نہین کہ اوسکو رد کیا جاوی اسلئی کہ مصلحت زمانہ متقدمین مین وہ تہی جو اونہون نی حکم دیا اور
متاخرین کی وقت مین بباعث تغیر اوضاع و طبایع امت کی دوسری طرح پر امتحان ظاہر ہوا اور در حقیقت
یہ اختلاف نہین کیونکہ دونو فرقہ متقدمہ و متاخرہ اصلاح دین پر متفق ہین انکی وقت مین اصلاح اوسمین تہی انکی

وقت مین اصلاح دوسری طرح چنانچہ یہی جہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی مرشد برحق سید احمد صاحب کو پیش آئی کہ
صراط مستقیم مین اونہون نی ایک باب جدا واسطہ تجدید اشغال کی مقرر کیا صفحہ مین لکھتی ہین مصلحت
وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب از ین کتاب برای بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست
تعین کردہ شود انتہی اور اسی کتاب کی آخر ورق مین مولوی اسمٰعیل صاحب اپنی پیر کا حال لکھتی ہین بعد ازان
در تلقین و تعلیم طریقہ چشتیہ بازوی ہمت کشادند و تجدید اشغالیکہ این کتاب مستطاب بران محتوی گردید
فرمودند انتہی کلامہ یہہ عاجز مولف اس انوار ساطعہ کا کوئی بات اپنی طبیعت سے نہین کہتا کہ ثانی الحال
الزام دیا جاوے بلکہ جو کچہہ خلاصہ کلام ہی وہ عطر جہان تہان کا ہوا انہین حضرات مانعین کے مسلم الثبوت کتابون سی ہے
جب یہ مسئلہ محقق ہو گیا تو سمجہنا چاہیئی کہ صحابہ سابقین بالخیرات تہی اونکی لئی تعین ایام ایصال ثواب
وغیرہ کی بہی کچہہ حاجت نہ تہی بلکہ وہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہہ پوچہہ کر خیرات اپنی اقربا کی
طرف سے کیا کرتی تہی چنانچہ قصہ سعد[^1] کا گذرا اب اگر کسیکو ثواب کا رستہ بتاتی ہین تو وہ مونہہ دوسری
طرف پہیر لیتا ہی غرضکہ جب لوگون مین سستی واقع ہوئی تب فرق پڑنی لگا خیرات مین اور رسمی کا حال دیکہا
تو وہی جو حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسطرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی سہارا تکتا ہی کوئی میرا ہاتہ پکڑ لی میری
ہاتہ مین کوئی رسی کوئی لکڑی کوئی چیز ہاتہ آجاوی کہ اوسکو پکڑ کی بچ جاؤن اسیطرح میت آسرا کرتا ہے
اپنی زندہ اقربا کا اور اقربا کا یہ حال ہو گیا کہ اونکی حق فراموش کرنی لگی تب کہڑی ہو گئی بزرگان دین
تعیین ایام پر اور معین کیا اوسکو متفرق وقتون پر مثلاً دسوان بیسوان وغیرہ معین کر دیا تاکہ وارثون کو بہی
بتدریج انتظام سہل ہو اور مردی کو یہ فائدہ ہو کہ مدد کا سلسلہ منقطع نہو کچہہ آج فائدہ پہنچا کچہہ پہر اوسکی بعد کچہہ پہر
اوسکی بعد اور یہ بڑا فائدہ ہی کہ تعیین کے سبب یاد رہتا ہی آدمیونکو اور خیال لگا رہتا ہے چنانچہ جو لوگ
مصلحت تعیین کے پابند نہین انکی گہر سی کچہہ نہ کچہہ خیر ہو جاتی ہی اور طرف ثانی جو بعضے وقت ان لوگون کی
بہ نسبت کہتی ہین کہ اس تعیین کے ساتہ کام کرنیسی نکرنا اچہا ہی انکو نمود ہوتی ہی سو یہ کہنا انکا صحیح نہین اسلئے
کہ ہر کوئی تو نمود ہی کی واسطے نہین کرتا اور اگر کوئی نمود کیواسطی کرتا ہو گا تو اوسکو بہی ہم منع نکرینگے
اگر اسکی حق مین نمود ہی تو کسی غریب کا ایک وقت پیٹ بہر گیا یہ تو کام اچہا کیا ہے غرض ... نمود کی لگ ... [illegible]

[^1]: اونکی والدہ مرتی نہین تو حضرت سعد پوچہتا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نی فرمایا کہ پانی تب انہون نے اپنی والدہ کی طرف سی کنوان کہدوا دیا مشکوۃ ۱۲

اور نمود اری کی واسطہ کیا کرین جاشا و کلا عمل وہی بہتر ہوتا ہی جو اخلاص سے ہوتا ہی لیکن یہ اسی کہا کہ اگر
کسی ایک نی نمود کی طور پہ عمل کیا اوسکی سبب سے منکرین سند پکڑ کی سب کو منع کرنی لگین انکی جواب مین بطریق
دو سلمنا کہا جاتا ہی کہ یہ بہی کچہہ نہ کچہہ خیر سی خالی نہین حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ مین
فرماتی ہین لا یترک العمل لاجل الریاء یقال فی المثل ان الدنیا خربت منذ مات المراؤن لانہم کانوا یعملون
اعمال البر مثل الرباطات والقناطیر والمساجد فکان للناس فیہا منفعۃ وان کانت للریاء فربما ینفعہ دعاء احد من المسلمین
یعنی عمل خیر کو ریا کی سبب چہوڑنا چاہیئی کہتی ہین جب سے نمود اری کی کام کرنی والی مر گئی ہین دنیا اجڑ گئی
اسلئی کہ وہ بہلی کام کرتی تہی سرای پل مسجدین بنواتی تہی لوگونکا اوسمین بہلا تہا اگرچہ کام ریا کا اوس
کرنی والی کو نفع نہین دیتا لیکن کبہی کوئی مسلمان اوس ریا کی چیز سی نفع پاکر دعا دیتا ہی تو اوسکو اوسی
دعا سی نفع ہو جاتا ہی انتہی غرض کہ فعل خیر کا نتیجہ خیر ہو جاتا ہی **اب اصل بیان پر آدین کہ جب**
بباعث بیرغبتی اور سستی آدمیون کی تعیین کی حاجت ہوئی تو ایک کہانا اور فاتحہ سالیانہ کا
یعنی برسوین دن ٹہرایا اور ایک نصف اوسکا یعنی ششماہی پہر اوسکا نصف یعنی سہ ماہی پہر اسکا نصف
یعنی پینتالیس دن لیکن چونکہ اکثر امور مین عدد چلہ کا اختیار کیا گیا ہی اسلئی پینتالیس مین سے پانچ کم کر کی
چالیسوان دن کر دیا گیا اور عدد چہل کی شمار جو شرع مین وارد ہی اوسکی چند مقامات ذکر کیے جاتی ہین اول
خمیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہوا چالیس برس تک وہ خمیر اوسی حالت مین پڑا رہا پہر اوسکا سڑنا شروع ہوا چالیس برس تک
وہ سڑا کیا جسطرح گارہ یعنی مکانات کا سڑایا جاتا ہی پہر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس مین وہ خشک ہو جسطرح ٹہیکرا
مٹی کا بجانی سی ٹن ٹن بجتا ہی بجنے لگا اسیطرح آدمی کی پیدائش مین بہی چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن
خون بستہ پہر چالیس دن گوشت کی ٹکڑی بوٹیان بنجاتی ہین غرضکہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن مین حال
بدلجاتا ہی اسی غرض ہی صوفیہ کرام نی عدد چلہ اپنی ریاضتون مین مقرر کیا کہ اتنی دنون کی ریاضت
مین حالات نفس کی بدل جاوینگی اور حدیث مین آیا کہ جو چالیس دن اخلاص اللہ تعالیٰ کی ساتہ رکہی گا
اوسکی دل سی چشمی رحمت کی پہوٹ کر زبان سی جاری ہونگی یہ حدیث تفسیر عزیزی مین ہی اور نقل
کیا امام غزالی نی احیاء العلوم مین کہ جو کوئی چالیس دن تکبیر اولی امام کی ساتہ پاویگا اللہ تعالیٰ اوسکو

دو باتون سی بری کر دیگا ایک نفاق سی دوسری عذاب نار سے اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ
نی وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اوسوقت ہم تمکو شریعت یعنی توریت عنایت کرینگی یعنی
انتی دنون مین حالات نفس و قلب وغیرہ بدل جاوینگی قال تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور
بیہقی نی انس رضی اللہ عنہ سی بابت ارواح انبیا علیہم السلام کی یہہ روایت کی ہی ان الانبیاء لایترکون
فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور معنی اس حدیث کی زرقانی
نی یہہ لکھی ہین کہ چالیس روز تک وس جسد مدفون فی القبر سے روح بہت پیوستہ رہتی ہی بعد
ازان وہ روح قرب الہی مین عبادت کرتی رہتی ہی اور متشکل بشکل جسد ہو کر جہان چاہتی ہے جاتی آتی ہی
اور یہہ جو عوام مین مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر کسیکی روح کو گھر سے علاقہ رہتا ہی یہ حدیث غالباً کہین
آئی ہوگی ارواح انبیا کی بہ نسبت تو وہ حدیث بیہقی کی دیکھی عام ارواح کی نسبت نظر سی نہین گذری
لیکن ہم لوگ بہ نسبت علماء سابقین کے کم مایہ اور سامان کتب علم کا قلیل ہماری نظر سی نگذرنا دلیل اسکی
نہین کہ درحقیقت یہ حدیث آئی نہین البتہ ہم نی دقایق الاخبار مین جو امام غزالی کی طرف منسوب ہی یہ
حدیث تو دیکھی ہی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا مات المومن یدور
روحہ حول دارہ شہرا یعنی جب مرجاتا ہی مومن پہرتی ہی روح اوسکی گھر کی گرد ایک مہینہ و ینظر الی
ما خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یوودی دینہ یعنی دیکھتی ہی وہ روح کسطرح تقسیم ہوتا ہی مال اوسکا کسطرح
ادا کیا جاتا ہی قرض اوسکا فاذا تم شہرا ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعو لہ ومن یحزن
علیہ جب مہینہ پورا ہوتا ہی دیکھتی ہی اپنی بدن کو اور پہرتی ہی گرد قبر کی ایک برس تک دیکھتی ہی کہ کون
میری لیے دعا کرتا ہی کسکو میرا غم ہے فاذا تمت سنۃ رفعت روحہ الی حیث یجتمع فیہ الارواح الی یوم
ینفخ فی الصور یعنی جب پورا برس ہو جاتا ہے اوٹھائی جاتی ہی روح جس جگہہ دوسری روحین جمع ہین وہ
وہان رہتی ہی قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد رہی کہ روحین انبیا اور مومنین کی کسی جگہہ رہین لیکن قبر سے
سب کو ایسا علاقہ رہتا ہے گویا وہ اوسی قبر کی پاس موجود ہین یہ اتفاق ہی اہل سنت والجماعت کا
گفتگو مسلسل کہین سے کہین پہونچی کلام اس مین تہا کہ عدد چالیس کا اکثر مقامات مین آیا ہے اور اوس عدد مین

یہ دلالت کل مقامات مین پائی گئی پہلا حال بدلجاتا ہی چنانچہ خمیر آدم اور خمیر نطفہ انسانی اور چلہ صوفیہ وغیرہ
امثلہ مذکورہ سی یہ بات ظاہر ہے پس لابد ہی کہ چالیس روز مین میت کی بہی ترکیب جسمی اور تعلق روحی مین
جو دنیا کی ساتھ ہی کچھہ فرق اور تغیر ہوا ہوگا جیسا ارواح انبیا مین صریح وارد ہوا ہی پس اوس تغیر کی وقت
بہی امداد شایستہ کا دستور ٹہر گیا تاکہ ترقی وعروج اوسکا ایک درجہ سے دوسری درجہ کو عمدہ زاد راہ کی ساتھ
ہو یعنی فاتحہ چہلم کو مقرر کیا گیا پہر وہی قاعدہ تنصیف کا جو سالیانہ سی ششماہی اور ششماہی سی سہ ماہی
مین جاری کیا تہا چہلم مین کیا گیا یعنی چہلم کا نصف بیسوان اور بیسوین کا نصف دسوان غرض کہ اس
دستور پر قاعدہ فاتحات کا ٹہر گیا اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسایل مین اس عاجز کی نظر سی
یہ روایت مجموع الروایات کی گذری ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امیر حمزہ کی لئی تیسرے
دن اور دسوین چالیسوین روز اور چہٹی مہینہ اور برسوین دن صدقہ دیا اگر یہہ حدیث کسیقدر قابل
اعتمادی ہی تو یہہ سب رسمین گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوگئین یہہ مجموع الروایات پورانی
کتاب ہی خزانۃ الروایات مین بہی اس مجموعۃ الروایات سی بعضی مسایل اخذ کئی ہین پس یہ جو قدیم الایام
سی بزرگان دین مین تعین فاتحات متفرق ایام مین ایک امر متوارف چلا آتا ہے بلاشبہہ یا تو اس
حدیث یا کسی اور حدیث سی اونہون نی استخراج کیا ہوگا یا بنا بر مصلحت یہہ طریقہ خود مقرر کیا ہوگا پہر کیف
اگر اونہون نی خود بہی مقرر کیا تو وہ بہی صحیح ہے حدیث شریف مین آگیا ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ
فلہ اجرہا علامہ شامی شارح درمختار نی اس حدیث کی معنی لکھی ہین یعنی جو کوئی دین مین نیا طریقہ نیک
نکالیگا اوسکو اجر اور ثواب ملیگا واضح ہو کہ امر دین مین جو طریقہ نیک ایجاد ہوا اور مخالف قرآن و حدیث
کی نہو وہ درست ہی نماز کی نیت زبان سی کرنیکو جو ایجاد علما ہی اور درمختار اور اوسکی شارح شامی
نی اوسکو سنت العلما قرار دی ہی اور جائز رکھی ہی اسکی بحث سابق گذر چکی اور معلوم رہی کہ یہ بہی ہمکو
لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کے قواعد اور اعمال پر اعتراض نکرین بلکہ اوسکا اتباع کرین یہ حکم قیامت تک
جاری ہی کہ ہر دورہ والا اپنی پہلی دورہ کی اطاعت کری چنانچہ قطب ربانی امام شعرانی کتاب المیزان
مین لکھتی ہین فکما ان الشارع بین لنا بالسنۃ ما اجمل فی القرآن فکذلک الائمۃ المجتہدون بینوا لنا ما اجمل

فی احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لنا ذلک لعفیت الشریعۃ علی اجمالہا و ہٰذا القول فی اہل کل دور

بالنسبۃ للدور الذی قبلہم الی یوم القیامۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الی یوم القیامۃ

ولولا ذلک لشرحت الکتب لاکمل علی الشروح حواشی انتہی یعنی جسطرح شارع نے بیان کی اپنی حدیث

ہمارے لیے وہ چیز جو قرآن مین مجمل تہی اسیطرح مجتہدون نے بیان کیا ہمکو جو حدیث مین مجمل

رہ گیا تہا جو وہ بیان نہ کرتی شریعت مجمل کی مجمل ہی بیان رہجاتی اور یہی قول ہے ہر دور دور کی

بہ نسبت اپنی دورہ سابقہ کی قیامت تک سو اسلئے کہ اجمال ہمیشہ سے جاری ہے اور رہیگا قیامت

تک اور جو یہ بات نہوتی تو کتابون کی شرحین اور حاشئے نہ لکہے جاتے تمام ہوا کلام قطب ربانی کا اور

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۶ مین فرماتی ہین ان الامۃ اجتمعت

علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا

علی التابعین وہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذلک الی آخرہ یعنی امت جمع

ہو گئی اسبات پر کہ اعتماد کرین سلف پر معرفت شریعت مین تابعین نے صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین

پر اعتماد کیا اور اسیطرح ہر طبقہ مین اعتماد کرتی آئی مین علما اپنی سے پہلی علما پر اور عقل دلالت کرتی ہے اسکی خوبی

پر اور شاہ عبد العزیز صاحب کی گفتگو بہی قریب قریب یہی ہے کہ شروع پارہ سیقول مین فرماتی ہین ہمیشہ بزرگان

شما کہ ہی و بعد وشما بر کمال تابعین لہم جرا الی یومنا ہذا پس صدر اول این امت مرتبۂ محفوظ وارند در میان ہر تو

واسطہ محض کہ من وجہ کار پیغمبری می کنند و من وجہ کار امتان وہکذا الی یوم القیمۃ فی کل طبقۃ متقدمۃ بالنسبۃ

الی الطبقۃ المتاخرہ انتہی اب ہم مولانا عبد العزیز صاحب کا ایک کلام جامع کہ بظاہر مختصر اور فی الواقع

اوسمین یہ سب تفصیلات مروجہ اہل اسلام داخل ہین لکہتی ہین اور یہہ بزرگ اس فرقہ کی مسلم الثبوت علما

مین ہین تفسیر پارہ عم والقمر اذا اتسق کی تفسیر مین لکہتی ہین بطور خلاصہ انکی الفاظ بعینہ نقل کرتا ہون اول

حالتی کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن ودیگر معروفان

از ابنای جنس ہنوز باقی ست و آنوقت گویا برزخ است کہ چیزی ازانطرف وچیزی ازینطرف مدد زندگان

بمردگان دریں حالت زود تر می رسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازین طرف می باشند صدقات وادعیہ

وفاتحہ درانوقت بسیار بکار او می آید وازینست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یک چلہ

بعد موت دراین نوع امداد کوشش تمامی نمایند انتہی جسکو دل چاہے تفسیر عزیزی فارسی نکالکر دیکہ لے

مضمون مع بعض مضامین کے ملاد یمین ہاں دیکہا اب ارباب انصاف جنبہ داری کو برطرف کرکے خیال فرماوین

کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان ایام مروجہ کی امداد طعام وغیرہ کی لئی کیا علت

صحیح شرعی پیدا کی کہ مردہ کا دل ان ایام مین کچہ ادہر ہوتا ہے کچہ اودہر اور زندون کی مدد ان ایام

مین جلد پہنچتی ہے پہر اس علت صحیحہ پر مرتب کیا یہ حکم کہ اسی سبب سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنی اموات کیلئے

برس تک اور خاص کر ایک چلہ تک مدد کرتی مین کیلئے برس دن تک کی امداد مین یہہ رسمین سب مروجہ

اہل اسلام یعنی سویم و دہم و چہلم و بستم و ششماہی سالینہ سب داخل ہین پہر شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو

رد نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنی مدعا پر اس امر مروجہ کو دلیل لائی پس بطور دلیل لانا شاہ

صاحب کا اس امر معین مقرر رواجی کو اور نہ رد کرنا اوسکو کسی وجہ سے دلیل صریح اسپر ہے کہ یہ فعل جو عام

طور پر طوائف بنی آدم مین رائج ہے حق اور صحیح ہے اور طوائف بنی آدم مین جو قدیم الایام سے

ہندوستان مین مروج چلا آتا ہے وہ یہی دہم بستم چہلم وغیرہ ہے کما ہو مشاہد اسکا انکار بدیہیات

کا انکار ہے لمعہ سادسہ نصائح در باب اموات **نصیحت** جب کسیکا کوئی عزیز قریب مرجاوے

تو چاہیئے کہ صبر کرے اوسکی موت پر تاکہ مستحق اجر و ثواب ہو طبرانی اور ابن مندہ نے ایک حدیث طویل

روایت کی ہے جسمین یہہ بہی بیان ہے کہ ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مین

آدمی کی روح قبض کرتا ہون جب اوسکی لواحق رونے لگتی ہین مین دروازہ پر کہڑا ہو جاتا ہوں اس

روح کو لئی ہوئے اور کہتا ہون کہ اے رونیوالو قسم اللہ تعالیٰ کی ہمنی اس آدمی پر ظلم نہین کیا ہے وقت سے

پہلے جلدی نہین کی اور روح قبض کرنے مین کچہ ہماری خطا نہین اگر تم اللہ تعالیٰ کی حکم پر راضی رہو ثواب

پاؤگی اور برا مانو گی تو گنہگار ہو جاؤ گی اور ہمکو تمہاری طرف پہر آنا ہے ہشیار رہو الی آخرہ **نصیحت**

بعد دفن کسیقدر قبر میت پر ٹہرنا چاہیئے کچہ پڑہین اور میت کے لیے دعا کرین فتاوی عالمگیریہ مین

وغیرہ مین نقل کیا ہے ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ینحر

جزور ولقسم لحمہا تیلون القرآن و یدعون للمیت اور درمختار میں ہی ویستحب جلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعاء

وقراءۃ بقدر ما ینحر الجزور ویفرق لحمہ مغنی دونو عبارتون کی یہ ہوئی کہ مستحب ہے بعد دفن میت اسقدر

بیٹھنا کہ اونٹ ذبح ہوکر اوسکا گوشت تقسیم ہوجاوی پڑھتی رہیں قرآن اور دعا کریں میت کی لئی اہنی

اور سلم رکہا اس حکم کو شامی فی رد المحتار میں اور نقل کہیں اسپر دو حدیثیں ایک سنن ابی داود ہے کان النبی

صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ وقال استغفروا لاخیکم واسالوا لہ بالتثبیت فانہ الان

یسال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فراغت پاتی ہتی دفن میت سی ٹہرتی اوسکی قبر پراور فرماتی کہ مغفرت

مانگو اپنی بہائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اوسکو ثابت اور قایم رکھی جواب ہی میں کیونکہ اب اوس سے

منکر ونکیر کا سوال ہوگا اور دوسری حدیث فقیہ شامی نی وہ نقل کی جو مشکوۃ میں بروایت مسلم موجود ہے

وعن عمرو بن العاص قال لابنہ وہو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ ولا نار فاذا دفنتمونی

فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا حتی استانس بکم واعلم ماذا اراجع

بہ رسل ربی رواہ مسلم یعنی روایت ہی عمرو بن العاص صحابی سی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا اونہون نے اپنی بیٹی

سے جب وہ حالت نزع میں تہی کہ جب میں مرجاؤن نہووی میری ساتہ کوئی عورت نوحہ کرنیوالی

اور نہ آگ پہر جب دفن کرو مجہکو ڈالو مجہ پر مٹی آہستہ آہستہ پہر کہڑی ہوجاؤ میری قبر کی گرد اگرد اور

اتنی دیر ٹہرو کہ ذبح کیا جائی اونٹ اور تقسیم ہوجائی گوشت اوسکا تاکہ آرام اور انس پکڑون تمہاری

ساتھ اور جان لون کہ کیا جواب دون اپنی پروردگار کی فرشتونکو روایت کیا اسکو مسلم نی دیکھی

یہہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور افتاء مفتیان دین سی بہت صحیح اور معتمد طور پر ثابت ہی معلوم

نہین لوگون نی کیون اسکو ترک کردیا چاہیئی کہ اہل اسلام اسکی تعمیل کرین اگر سب آدمی نہ ٹہر سکین

بباعث کسی ضرورت اور کاروبار کی تو میت کی دوست و آشنا و اقربا میں سی چند آدمی ٹہرین اور

پڑہتے رہین قرآن اور استغفار وغیرہ اور دعا کرین میت کی لئی والسلام علی من اتبع الہدی **نصیحت**

آدمی کو چاہیئی کہ اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکہی ایک حدیث میں آیا ہی کہ لوگون نے پوچہا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم شہیدون کی درجہ میں کوئی اور بہی ہوگا فرمایا ہان جو کوئی اپنی موت کو بیس مرتبہ

ہر روز یاد کیا کریگا **نصیحت** آدمی کو چاہیئی کہ موت کی لئی تیار رہی اور اپنا وصیت نامہ لکھکر

ساتھ رکہی جس کسیکا قرض ذمہ پر ہو اور جو کچہ نماز روزہ حج زکوۃ اوسکی ذمہ ہو یا قسم توڑنیکا کفارہ ذمہ ہو

وہ سب اوس کاغذ میں لکھدی اسلئی کہ کیا خبر ہی موت اوسکی کسوقت آجاوی اور مرتی وقت زبان سے

وصیت نکلی یا نہ نکلی اوس کاغذ کو وارثان میت دیکھکر تعمیل کردینگی **نصیحت** جب کوئی آدمی مرجاوی

اور کوئی شخص اوسکا عزیز قریب اپنے خاص مال سے اوسکی لئی فاتحہ کری اسمین کسی فقیہ ومحدث کو کلام

نہین اور خاص میت کا مال اگر اس کام میں صرف کرنی لگین تو اوسمین یہ شرط ہی کہ اوسکی وارثون میں کوئی نابالغ

لڑکی یا لڑکا نہو اسلئی کہ ترکہ بعد مرنی مورث کی ملک وارثون کا ہوجاتا ہی پس اگر وارث بالغ ہین تو وہ

مال خاص اونکا ہوگیا اگر کوئی وارث اونمین غائب نہین سب موجود ہین یا کوئی غائب تہا اور اوسنی اجازت

دیدی تو اس صورت میں اونکو اختیار ہے جسقدر چاہین میت کی لئی صرف کردین اور اگر سب نابالغ ہین

تو ترکہ میت سب اونکی ملک ہوگیا اوسکا صرف کردینا میت کی ایصال ثواب میں جایز نہین نہ کپڑا نہ کہانا

نہ روپیہ نہ پیسہ فقط تجہیز تکفین میں جو اوٹھی وہ ہی درست ہی اور بس اور اگر بعضے وارث نابالغ ہین تب بہی

نابالغون کا حصہ کل ہشیار ترکہ میں شریک ہی اوسکا صرف کرنا بہی ایصال ثواب کی لئی جایز نہین فتاوی

عالمگیریہ کی جلد خامس میں ہے وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ

صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ کذا فی التاتارخانیہ اور یہ حکم کچہ طعام فاتحہ کی واسطے ہے خاص نہین بلکہ اس قسم

کی ترکہ کی چیز لباس یا طعام یا نقد نہ مسجد میں بیجاوی نہ کسی مدرسہ میں نہ کسی فقیر کو نہ عالم کو ہان البتہ اگر موافق

قاعدہ شریعت کی تقسیم واقع ہوجاوے اور صغیر وارث کو اوسکا حصہ دیکر ورثہ بالغین اپنے حصہ سے خرچ کردین یا عورت

اپنی مہر کی عوض میں وارث ہوکر اپنی حصہ مملوکہ سی صرف کردی یہ جایز ہی خواہ مدارس میں مساجد میں دین خواہ

فاتحہ کرین اور مساکین کو کہلادین یہ مسئلہ بہت ضروری اہتمام سی یاد رکہنی کا ہی **نصیحت** جب کوئی

وارث اپنی مورث کی طرف سی کہانا کہلاوی نمود اور بڑائی ظاہر کرنیکی لئی نہ کری حدیث شریف میں

آیا ہی من سمع سمع اللہ بہ یعنی جو کوئی سنا دیوی لوگون کو اپنی تعریف سخاوت وغیرہ اور خواہش کی یعنی نیک شہرت

اور فخر چاہی اللہ تعالی اوس آدمی کو ذلیل کریگا سبکے سامنے پس اس صورت میں مردہ کو ثواب پہنچنا الخ

کیا عمل وہ غصہ و عتاب باطنی مین گرفتار ہوگا وہی عمل ہوجاویگی محنت برباد گناہ لازم اور کہانا غنا اور کو
ہی چاہیئے اگرچہ معلوم کرین کہ کسی کی مقابلہ مین کہانا فخریہ کرتا ہی فلان شخص نے کیا کہانا کیا مین
اوس سے بڑہ کی کرتا ہون تو ایسی دعوت نہ قبول کرین خواہ وہ کہانا غنی اور حاتم کا ہووی یا شادی
اور خوشی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو آدمی
ایسی ہون کہ ایک کی ضد مین دوسرا بڑائی حاصل کرینکو کہانا زیادہ کری اگر وہ دعوت کرین تو وہ
قبول کی جاوے اونکی دعوت ورنہ کہایا جاوے اونکا کہانا کذا فی المشکوۃ **نصیحت** یہہ بھی خیال کرنا
چاہیئے کہ قصد ادمی کو صدقات کا کرنا خواہ اپنی لئے کری خواہ میت کی لئے شرع مین مستحسن نہین جیسا
مجمع البحار لفظ ظہر کی تحقیق مین لکہتی ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی پہر دو سطر کی بعد لکہتی ہین
ولا صدقۃ کاملۃ عن ظہر غنی وہو رد علی ای الشی المتصدق بغیر مقبول لان قضاء الدین واجب پس
معلوم ہوا کہ یہ طریق اچہا نہین علی الخصوص جبکہ قرض سود دیکر بہم پہنچاوے یہ نہایت قبیح و شنیع ہی ایسا آدمی
محتاج الحمد اور سود قرض پہر کر بخشدیا کری **نصیحت** اگر وارثان میت بشروط مذکورہ کہانا کہلاوین تو
مناسب یہ ہی کہ غریب رشتہ دارون اور ہمسایون اور اہل محلہ کو مقدم رکہین فقہا باب الزکوۃ مین
لکہتی ہین لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابۃ محاویج حتی یبدء بہم فیسد حاجتہم الیہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مثل مشہور
اول خویش بعدہٗ درویش اسی حدیث کا ترجمہ ہی اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ قصبات کی شرفا مین جو
رواج ہی کہ برادری کی آدمی ہی کہانا میت کا فاتحہ چہلم و ہفتم وغیرہ مین کہاتی ہین یہ بھی شاید اسی
روایت پر مبنی ہوگا کہ رشتہ دار اور ہمسایہ اور اہل محلہ مقدم ہین دوسری آدمیون پر اور ظاہر ہے کہ
قصبات کی شرفا مین فراغت و وسعت کم ہی اکثر لوگ غریب ہین وہ آدمی کہ زکوۃ اونپر واجب ہو
یا یہ کہ اپنی مکان و نفقہ اہل و عیال سی فارغ ہوکر بہی اونکی پاس کچہ مالیت زائدہ فاضل رہے
ایسی آدمی کم ہین بہت ایسی ہین کہ اونکی گہر کہانا ٹیکا بہی ٹوٹتا ہی پس شریعت مین ایسی آدمی قابل فقرا
مین بنا علیہ بزرگون نے اونکو کہلانا بہ نسبت اور سائلون کوچہ گردی کی مقدم سمجہا کہ حق ہمسایگی اور
محلہ داری اور قرابت بہی ادا ہوجاوی اور چیز اپنی موقع پر بہی صرف ہوجاوے پہر اگر

آدمیون غربائی برادری مین کوئی آسودہ صاحب زکوۃ بہی شامل کر دیا تو بہی حکمت کہ ادنی لوگون کی دل مین
یہ پیدا ہو کہ ہمکو حقیر نکال دیا پس ایک یا دو با آبرو آدمی کی شامل ہونی سی اونکی دلی دلداری ہو
ہوجاتی ہے علاوہ بران اغنیا کا کہانا ہی ثواب سی خالی نہین اگرچہ مسکین محتاج کی کہانی سی کم ثواب ہے
پس اگر یہی نیت اس زمانہ مین بہی ہی تو کچہ مضائقہ نہین اور اگر اہل محلہ اور رشتہ دارون کو یہ نیت سے
کہلاوین کہ آج مین انکو کہلاؤن تو کل یہ ہمکو کہلاوینگے اس صورت مین ثواب مفقود ہوگا اصلی کہانا وہ
معاوضہ لینی کا ہی پہر ثواب کہان لیکن [illegible] فی ہذا الباب واللہ ہو الہادی الی الصدق و
الصواب **نور سیوم مین ازلی ہین لمعات اولی اثبات محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم**
فرمایا حق سبحانہ نے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اس آیہ کریمہ مین حق نے اپنی نعمتون کی ذکر ادا کا حکم
کو ذکر کرنا اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تمپر ہے اور [illegible] اور تشریف لانا صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی نعمتون مین ایک بڑی نعمت ہی قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم
رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ شاہ ولی اللہ صاحب [illegible] لکہتی ہین
نعمت فراوان داد خدا بر مومنان آنگاہ کہ فرستاد درمیان ایشان پیغامبری از قوم ایشان [illegible]
آیات خدا و پاک میسازد ایشان را و می آموزد ایشان را کتاب و علم [illegible] اور شاہ عبدالقادر لکہتی ہین اللہ نے
احسان کیا ایمان والون پر جو بہیجا اونمین رسول انہین مین کا الی آخرہ ثابت ہوا کہ وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا نعمت ہے کہ جسکا احسان حق سبحانہ نے ظاہر فرمایا ہے اور آپکا نام مبارک [illegible] محدثین
نی شمار کیے [illegible] دن مین ایک نام نامی آپکا (نعمۃ اللہ) بہی ہے جیسا کہ قسطلانی وغیرہ نی ذکر کیا ہی اور شیخ
محمد سلیمان جزولی نی بہی دلائل الخیرات مین آپکا یہ نام مبارک لکہا ہی اور فرمایا حضرت سہل ابن عبداللہ
تستری نی تفسیر آیہ کریمہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا مین کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہین کیونکہ وہ نعمت عظمی ہین یعنی ایسی کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین اور آپ کی بسبب سے منافع و فواید حاصل ہو
شمار سے خارج ہین زمین و آسمان اور جو کچہ انکی درمیان ہے سب آپ ہی کی وجود باجود کی طفیل سے ہوے
شمار کہان تک ہووے اور زجاج اور سُدی نی تفسیر آیہ کریمہ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا مین فرماتی ہین کہ

نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنی کفار آپکو نبی جانتی ہین معجزات ظاہرہ دیکھکر پھر انکار کرتے ہین عناداً
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سی بخاری وغیرہ نی تفسیر آیہ کریمہ الذین بدلوا نعمۃ
اللہ کفرا مین روایت کی ہی قال ہم واللہ کفار قریش و محمد نعمۃ اللہ تعالیٰ یعنی قسم اللہ کی وہ لوگ
نعمت کو ناشکری سی بدلنی والی کفار قریش ہین اور نعمت اللہ تعالیٰ کی محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم
زرقانی صفحہ ۱۲۲ شرح مواہب مین یہ تینون تفسیرین مرقوم ہین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت الٰہی
کلام مفسرین و محدثین سی ثابت ہوگیا تو آپکی یادگاری اور تذکرہ کرنا منطوق آیہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم
مین بعموم الفاظ اچھی طرح داخل ہوگیا اور اسیطرح فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نی کہ واشکروا نعمۃ اللہ
ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اوسکی عبادت کرتی ہو اور اوسکو معبود جانتی ہو
اور اوسکی عبد بنتی ہو جس آیہ کریمہ مین حق سبحانہ اپنی بندونکو شکرگذاری نعمتون کا حکم دیتا ہے اور اوپر
ثابت ہوچکا کہ نعمتون مین بڑی نعمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی پس شکریہ اس نعمت کا
بجالانا اور سرور کرنا اور تذکرہ کرنا اہل ایمان کو بحکم خداوندی ضروری ٹہرا اور فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نی التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر یعنی اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفران نعمت ہے
یہ حدیث شیخ محی السنہ نی معالم مین روایت کی ہی مع الاسناد تحت آیۂ اما بنعمۃ ربک فحدث پس نعمت وجود
باجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا شکرگذاری انعام رب العزت اور چہوڑ دینا اوسکا کفران نعمت ہے
اور فرمایا حق سبحانہ نی وذکرہم بایام اللہ یعنی یاد دلا انکو دن اللہ کی لکہا امام رازی نی کہ مراد
دنون سی واقعات عظیمہ ہین جو ان دنون مین واقع ہوئی پہر اہل ایمان کو دیکہنا چاہئی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ ہے جسمین ایوان کسری کا شق ہونا اور بتون کا سرکی بل گرجانا اور
آتشخانہ فارس کا بجھ جانا اور رود خانہ ساوہ کا جاری ہونا اور آسمان سے تارون کا نیچے جھک آنا اور کعبۃ اللہ
کا جھک کر شکر الٰہی بجالانا ایسی ایسی بہت واقعات کو شامل ہی پہر یاد دلانا یوم میلاد کا سب ایام کی یاد
دلانے سے اہل ایمان کی نزدیک بڑھکر ہے اور تفسیر روح البیان مین یہ تفسیر بہی بعض مفسرین سے نقل کی
ہے وذکرہم بایام اللہ ای ذکرہم نعمائی لیومنوا الی یعنی یاد دلا انکو میری نعمت تاکہ ایمان لاوین وہ مجہپر

انتہی اور یہہ بات ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہین اور آپکا ذکر موجب زیادہ رونق ایمان ہے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نی ورفعنا لک ذکرک یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تحقیق بلند کیا ہمنے ذکر تیرا اپنے مخلوق بنایا اور مشہور کیا زمین و آسمان مین اور رسیلا دیا ذکر تمہارا دنیا
کی انتہا کنارون تک اور تمہارا ذکر لوگون مین محبوب مطلوب کردیا امام رازی نی یہ سب مطالب لکہکر بعد
اسکے یہ لکہا کہ ان اللہ تعالیٰ یقول املا العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک ویصلون علیک یعنی گویا
اللہ تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک فرمایا اسکی یہ معنی ہین گویا اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہی کہ ہم بہر دینگے عالم کو تمہاری فرمانبردار تابعین سے
وہ سب تمہاری تعریف کیا کرینگی اور درود پڑہا کرینگی انتہی ما فی التفسیر الکبیر خیال کرنا چاہئی کہ یہ معنی بخوبی
صادق آتی ہین محفل میلاد شریف پر بیشک یہ محفل قدس منزل مضمون آیہ ورفعنا لک ذکرک مین داخل ہی اسلیے
کہ اس محفل مین کثرت ہوتی ہی درود شریف کی اسقدر کہ نہین ہوتی کسی مجالس وعظ و تدریس مین اور بیان
ہوتا ہی حضرت کی نور کا اور ظہور معجزات کرامات کا جو وقت ولادت و رضاع اور قبل نبوت اور بعد نبوت ظاہر
ہوئی اور بیان ہوتا ہی حلیہ شریف کا یہ سب ثنا اور صفت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محل مین شنون علیک
ویصلون علیک خوب صادق آیا پہر اور آواز بلند اور پاکیزہ سی ایک مقام بلند شکل منبر یا چوکی پر بیٹہکر
پڑہنی سی ایکا اور ہی شان ہے رفعت ورفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہی اور جو کچہ معجزات و فضائل حضرت
سید الکائنات بیان کئی جاتی ہین وہ روایتین ہین جو انکو صحابہ نی مجالس تابعین مین اور تابعین نے مجالس
تبع تابعین مین بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہم تک پہنچا اگر یہہ قصہ اور ذکر ممنوع ہوتا صحابہ اول
طبقہ مین بان اس سی بند کرلیتی نہ ہم تک وہ فضائل پہنچتی نہ ہم مجالس اور محافل مین اون مدائح اور مناقب
کو بفحوای آیہ کریمہ ورفعنا لک ذکرک آفاق مین منتشر اور مشتہر کرتی خلاصہ یہ کہ یہہ ذکر ثابت الاصل ہے
عہد صحابہ مین تقاضا کرکی وصف حضرت کا سنتی تہی اور اوسمین دل لگاتی تہی ترمذی نی شمائل مین روایت
کی ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ مینی سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سی کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتی تہی حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وانا اشتہی ان
یصف لی شیئا اتعلق بہ اور مین یہ چاہتا تہا کہ وہ مجہکو وصف سنا دین کچھ صورت مبارک کا اور دل لگاؤن اس مین

اوس سی ان کا خرہ اب دیکہنی یہہ حضرت امام حسن نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقت وفات حضرت
سات برس کی تہی آتنی عمر والا اپنی اقربا کی صورت بہولا نہین کرتا حالانکہ یہہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو
کمال فہیم اور ذہین اور قوی الحفظ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حدیث حفظ کر کی روایت فرمائی
تہی چنانچہ صحاح ستہ کی چند ائمہ حدیث نی قنوت وتر کی حدیث ان سی روایت فرمائی ہی اور اسماء الرجال
مین انکو صحابہ مین شمار کیا ہی پس ظاہر ہی کہ ایسا صاحب حفظ ایسی پیاری ناناجان کی صورت جو ہر دم گود
مین رکہتی تہی کندہی پر چڑہا لیتی تہی نہین بہولی تہی بلکہ مزا لینی کی لئی کہ تذکرہ حضرت کا موجب سرور
قلب ہوا اور خوب سنکر دلمین اچہی طرح منضبط کرین اپنی ماموں ہند ابن ابی ہالہ سی سوال کیا کہ سناؤ مجہکو وصف شکل
مبارک کا پس بیان کیا ہند ابن ابی ہالہ نی وہ حدیث طویل ہے شمائل مین مذکور ہی اور ہند ابن ابی ہالہ
کی نسبت جو یہہ لفظ آیا کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ وصافا صیغہ مبالغہ کا ہی اور مبالغہ
کثرت سی ہوتا ہی معلوم ہوا کہ وہ کثرت سی بیان فرماتی رہتی تہی حلیہ شریف اور اسی طرح دارمی وغیرہ محدثین
ابو عبیدہ سی کہ وہ تابعی اور مقبول ہین المحدثین ہین روایت کرتی ہین کہ ابو عبیدہ نی پوچہا مسماۃ ربیع
صحابیہ سی کہ وصف سناؤ مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی لو رایتہ لقلت الشمس طالعۃ اور اسی طرح
بیہقی نی روایت کی کہ ابو اسحق جو ایک تابعی جلیل القدر ہے انہی ایک عورت صحابیہ سے پوچہا کہ بیان کرو مجہسے
کہ کیسی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم غرضکہ
اس قسم کی بہت روایتین موجود ہین جس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین مین بہت تذکرہ آپکی اوصاف کا رہتا
تہا عہد صحابہ اور اس زمانہ مین بس اسیقدر فرق ہی کہ اوسوقت مین مختصر طور پر روایتین بیان ہوتی تہین آ
تفصیل اور تطویل سی ہوتی ہین جس طرح علم حدیث کا حال ہے حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ مین لکہتی ہین کہ صدر اول
مین حدیث لکہنی کا دستور نہ تہا یعنی صحابہ مین حدیث کا تذکرہ اور یادگاری زبانی ہوتی تہی بعد اوس کی حدیثین
لکہی جانی لگین اور ایک صدی کی بعد بہت اہتمام کتابت کا ہوا پہر دوسری صدی کی بعد پوری طرح پر
کامل تصنیفین ہونی لگین انتہی غرضکہ یہہ جو کتب احادیث مین ہے کہ ایک قسم کی حدیثون کا باب لگا نماز کی حقیقت
حدیثین ہین جو محدثون نی ایک جگہہ جمع کر دین اور زکوۃ کی ایک جگہہ یہہ بات پہلی نہ تہی پس اسیطرح وہ جو روایتین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ شریف کی بابت اور وقائع میلاد و رضاع وغیرہ کی بابت صحابہ مین منتشر و متفرق
تہین ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کی دلمین آیا اونکو ایک جگہہ جمع کر دیجیی تب محدثین نی اونکو جمع کیا اور رسالہ علحدہ
سیکڑون رسایل میلاد یہ تصنیف ہو گئی از انجملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہی مورد الصادی
فی مولد الہادی اور لکہا محمد بن عثمان لولوی دمشقی نی الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم اور لکہا امام القراء
والمحدثین ابن جزری نی عرف التعریف فی مولد الشریف اور لکہا مجد الدین صاحب قاموس نی النفحات العنبریۃ
فی مولد خیر البریۃ سب کا نام لکہنا طول کو پہونچاتا ہی غرضکہ علامہ سخاوی اور ابن حجر وغیرہ محدثین ہر کسی کی
شریک ہونا اس خیر مرام کا جمع کر دینا اس قسم کی روایات کا ایک لفظ پاکیزہ اور ترکیب نفیس مین لکہنا کو
شرافت اپنی مایہ سعادت سمجہا اور پڑہی جانی لگی وہ رسایل محافل مین پہر فارسی زبانون نی فارسی زبان
مین اور بلاد رومیہ مین ترکی زبان میں اور ہندوستان مین ہندی زبان مین ترجمہ ہو کر پڑہی جانی
لگی اور یہہ ذکر پاک بسکہ موجب فرحت سرور تہا اسمین بعض سامان سرور مثل زینت مجلس اور استعمال خوشبو
وعطریات اور اطعام طعام وشیرینی و اجتماع اخوان مخلصان بہی داخل اور شامل ہو گئی ان امور کی شامل ہونے
کو علمائی دین نی جائز رکہا چنانچہ جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد میں اور ملا علی قاری نی مورد الروی

مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہی واما ما یعملہ من السماع واللہو وغیرہ ہما

فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث تعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقہ وما کان حراما او مکروہا
فیمنع اور اس عمل کو تخصیص دیگئی ساتہہ مہینہ مبارک ربیع الاول کی ہرچند وہ تذکرہ سعادت ساتہ قدیم یعنی
وقت صحابہ سی چلا آتا تہا لیکن یہہ سامان فرحت سرور کرنا اور اوسکو ہی مخصوص شہر ربیع الاول کی ساتہ
اور اوسمین بہی خاص دن ہی بارہوان دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد مین ہوا یعنی چہٹی صدی کی آخر مین اور
اول یہہ عمل ربیع الاول مین کرنا تخصیص اور تعیین کے ساتہہ شہر موصل مین ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق مین ان
ایک متقی دیندار شیخ عمر جو صلحاء روزگار سی تہی اونہون نی یہہ عمل ایجاد کیا یہہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ سات سو
برس سی مولد شریف نکلا ہی اوسکی یہی معنی کہ بعض خصوصیات کی ساتہہ اتنی دنون سی ہے ورنہ اصل تذکرہ
مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی چلا آتا ہی اور بادشاہون مین اول بادشاہ ابو سعید مظفر [illegible]

مولد شریف بتخصیص تعیین کے ساتھ ربیع الاول میں کیا غرض کہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکور کی پیروی میں محفل مولد کی
ہر سال ربیع الاول میں تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کیا کرتا تھا اوسکی زمانہ میں ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ
حضرت دحیہ کلبی صحابی کی نسل اور اولاد میں تھا جسکی بابت شیخ علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ عربی میں لکھتے
ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر پختہ کار تھا علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا بہت ملکوں میں جا
کے اوسنے علم حاصل کیا تھا اکثر شہروں ملک اندلس میں اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور شام و دیار شرقیہ عجم
و عراق و خراسان و ماژندران وغیرہ میں علم حدیث حاصل کرتا اور دوسروں کو فائدہ دیتا پہرا انجام کار سنہ
چھ سو چار ہجری میں وہ شہر اربل میں آیا یہان سلطان ابو سعید مظفر کی لئی مولد شریف تصنیف کیا اور اوسکا نام
رکہا کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر اور خاص آپ اوسکی سامنے پڑہا ایک ہزار اشرفی انعام میں سلطان سے پائی
منکرین لوگ اس عالم محدث کو بباعث مولد شریف لکھنے اور پڑھنے کی دشمن جانتے ہیں اور انکی برائی لکھتے ہیں حالانکہ
کتب معتبرہ میں انکی تعریف مندرج ہی اور اسیطرح سلطان مظفر کو بھی برا کہتے ہیں اور اوسکی پلٹنوں میں طبل غازی
بجتا تھا اسبات سے منکرین اوسپر مزامیر سننے کا عیب لگایا حالانکہ وہ آلات تہیہ جہاد میں داخل تہا اس قسم
کی طبل وغیرہ چیز دیگر ہیں اور مزامیر لہو و لعب چیز دیگر اور محفل میں مدائح مصطفویہ سنکر شدت سرور دلی سے
وجد ہوتا تہا اوسکا نام ان بد بلی نے سماع رکہا کہ وہ محفل میں ناچتا تہا اور لکہا کہ اوسکی محفل میں خیال گائی جاتی تہی
یہ خاکا او دنیا اسکا کہ یہ اشعار نعت پڑہی جاتی تہی اور اشعار کی تعریف خود کتابوں میں تصریحا لکہی ہے
اشعار و قصائد خیالی کو کہتی ہیں پس کہاں تو یہ خیال اور کہاں وہ تہا اور خیال تو اریخ عربی میں طرح طرح کی ہوا اوسکی
تعریف میں بہری ہوئی ہیں یہ موقع طول کا نہیں اسلیے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی شارح مواہب کی لکہتا ہون
کہ انہوں نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے نقل فرمائی ہے کان شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمود السیرۃ الخ اصل
اوس بادشاہ کی وقت میں دہوم سے محفل ہونی لگی اور شامل ہونی لگی اوسمین بڑی بڑی علما اور مشایخ صوفیہ سبط ابن
الجوزی نے لکہا ہے کان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیاء اور جلال الدین سیوطی نے فتوی حسن المقصد میں
لکہا ہے احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عز وجل وحضر عندہ فیہ العلماء والصلحاء من غیر نکیر منہم یعنی
کیا اس عمل کو ایک بادشاہ عادل عالم نے اور ارادہ کیا اسمین اللہ عز وجل کی نزدیکی کا اور حاضر ہوئی اوسمین

علما اور صالحین اور کسی نے اسمین انکار نہ کیا انتہی اس سے معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علما و صلحا کا اسپر اجماع ہو گیا لیکن
اس اجماع کی پچاس برس بعد تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا کیونکہ ولادت اوسکی سنہ چھ سو چون میں ہے
اور اول محفل ابو سعید مظفر کی سنہ چھ سو چار میں ہوئی اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا سنہ چھ سو تیس میں
غرضکہ اس اجماع کی بعد اور وفات شاہ مظفر کی بھی بعد اس عالم یعنی فاکہانی نے مخالف جمہور ہو کر عدم جواز
مولد شریف میں فتوی لکہا سو فقہا و محدثین نے اوسکو رد کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق تعظیم
رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ میں شرقا و غربا جنوبا و شمالا چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ
نقل کرتی ہیں ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ ویعتنون بقراءۃ
مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم اور علی قاری نے کل ملکوں میں مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے جسکا
جی چاہی انکی رسالہ مورد الروی میں دیکھ لے وہ لکہتی ہیں یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما اور
ملک مصر اور ملک اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام
اور احتشام سے ہوتی ہیں محفلیں مولد شریف کی اور یہہ بھی لکہا ہے من تعظیم مشایخہم وعلمائہم ہذا المولد المعظم والمجلس
المکرم انہ لا یأباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ ضمیر غائب لفظ ہم راجع ہے جمیع مذکورین دیار و امصار مذکورہ
بالا کی طرف پس معنی یہ ہوئی اس محفل اور مجلس کے تعظیم اون سب ملکوں کی مشایخ طریقت اور علما شریعت
اسقدر کرتی ہیں کہ کوئی اسمین حاضر ہونی سے انکار نہیں کرتا انتہی کلامہ پس مقبولیت اور شہرت اور
عزت اس عمل پاک کی کلام ملا علی قاری وغیرہم سے ظاہر ہو گئی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ علما اور مشایخ میں
کوئی انکار نہیں کرتا تہا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا رہا وہ مخالف
ہزاروں بلکہ لاکہوں کا اور خلاف سواد اعظم سمجہ کر مردود رہا اور ہر عہد میں غیر مقبول اور متروک العمل رہا
اور کلام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد جو
سیرت حلبی میں منقول ہی اور اسیطرح کلام ابن الجزری ولا زال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ
علیہ الصلوۃ والسلام جو مواہب لدنیہ مؤلفہ شیخ شہاب الدین قسطلانی میں منقول ہے ان میں
لفظ لا زال اہل الاسلام جا بجا ہے اہل اسلام اور استمرار اس عمل مقبول کا فائدہ دیتی ہے

چنانچہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما مین زمانہ قدیم سی اب تک اور ملک روم وشام اندلس اور ممالک مغربی وغیرہ
تمام بلاد اسلامیہ مین ہمیشہ سی اسوقت تک اسی استحباب ور استحسان محفل مولد شریف پر عمل ہی سوا اس خطہ پاک
حضرت ہندوستان کی کہ اسمین طرح طرح کی انکار پیدا ہوگئی اور زمانہ قدیم مین ہندوستان مین بہی علماء ہند
کی مقبولین معتمدین متقدمین مثل شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استحباب عمل مولد کی
قایل تہی اور نیز بعض قصص وحکایات ہمایون وغیرہ بادشاہان دہلی سی اور نیز کلام حافظ ابو الخیر سخاوی سے
ملک ہندوستان مین رائج ہونا اس عمل پاک کا یقینی طور پر معلوم ہی انتہا یہ کہ اسوقت مین جو حکام فرمانروا
انگریز ہین کہ اونکو کچہ علاقہ تعظیم وآداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین باایں ہمہ اونہون نی بہی اپنی کچہری
اور محکمہ مین جا بجا اہل اسلام کی ایام مثل عید اور بقر عید اور شبرات کی ایک دن چہٹی اور تعطیل کا واسطی خوشی میلاد
حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہوین تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکہا ہی افسوس صد افسوس کہ حکام
انگریز اپنی کاروبار ضروری مین حرج منظور کرین اور اپنی حقوق خدمت اور کارگذاری کو اوس روز واسطے
بجا آوری مراسم فرحت وسرور وتعظیم حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی موقوف کرین یہہ لوگ اسکی تقابل
مین زبان مبارک سی فرماوین معاذ اللہ منہا کہ یہ فعل بدعت ہی اور ضلالت ہے اس دینداری اور خوش عقیدگی
پر افسوس ہزار انکار کرنیوالی انکار کرین اگر انکو بہی توفیق ہی کنارہ کیا کرین محفل پاک ذکر رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سی اگرہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دی چکی کہ مشرق سی مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام
اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتی ہین پس کافی ہی ہمکو حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ فرماتی ہین
ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو اہل اسلام اچہا جانین وہ اللہ کی نزدیک بہی اچہی ہی اور امام
احمد نی اپنی مسند مین اور طبرانی نی معجم کبیر مین مرفوعا روایت کی ہی سالت ربی ان لا تجمع امتی علی ضلالۃ
فاعطانیہا یعنی اپنی پروردگار سی سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہو سو پورا کیا پروردگار نی میرا
سوال اور ابن عمر سے مرفوعا روایت ہی ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنی اللہ تعالی اس امت کو
کبہی گمراہی پر جمع نکریگا اور معلوم ہوچکا کلام سیوطی ہی کہ سنہ چہ سو چار سی علماء وصلحاء امت کا اجماع
بلانکیر اس عمل کی استحسان پر ہے پس مجتمع ہونا علماء امت کا دلیل شافی ہی از روی حدیث اسبات پر کہ یہ

عمل ضلالت نہین اور رفاکہانی مغربی نی جو بعد مدت دراز پیدا ہوکر مخالفت کی یہ خود اونکی خطا ہے
آیہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین سے اندیشہ کرنا ضروری تہا پس فاکہانی کی مخالفت اتفاق علماء سلف
سی خلاف ٹہیری فالعمل علی الخلاف خرق الاجماع قاعدہ مسلمہ ہے یعنی اتفاق امت کی خلاف عمل کرنا اجماع
کا توڑ دینا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اور رفاکہانی کی بعد جو بعض آدمی انکار مین اوسکی تابع ہوی وہ خلاف
کی پیروی ہی جو نا جائز ہی اصطلاح شرع مین اسکو اختلاف نہین کہہ سکتی اور اگر کوئی اسکو اختلاف ہی قرار دے
اور کسی ناحیہ کی دس پانچ مولوی ایک جرگہ باندہکر اور اس عمل پاک کا انکار کرکی صورت اختلاف ظاہر
کرین تب بہی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی اسکا تصفیہ صاف ہی ابن ماجہ ودار قطنی وغیرہ محدثین
انس سی مرفوعا روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
یعنی جب تم علماء امت مین اختلاف دیکہو تو جس بات پر سواد اعظم ہو اوسکی پیروی کرو اور جو لوگ سواد
اعظم کی معنی مین ہیر پہیر کرکی طرح طرح کی باتین پیش کرتی ہین وہ قابل التفات نہین جمہور محدثین کی نزدیک
اسکی معنی وہ ہین جو مولنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم نی اپنی مطبوعہ مشکوۃ مین شرح ملا علی قاری سی
نقل کئی ہین وہ یہہ ہین یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سی مراد جماعت کثیر
ہوتی ہی یعنی تم پیروی اوسکی کرو جس پر اکثر مسلمان ہون اور اسیطرح مولانا اسحق صاحب کی خلیفہ وشاگرد
رشید نواب قطب الدین خان صاحب نی مشکوۃ کی ترجمہ مظاہر الحق میں اس حدیث کی شرح مین لکہا ہی
جو اعتقاد اور قول وفعل اکثر علماء کی ہون اونکی پیروی کرو باقی رہی یہ بات کہ مراد اکثر علماء سی کس فریق کی
علماء ہین اسکو علم اصول کی کتاب توضیح مین واضح کردیا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ سی ہونی چاہئین عبارت
یہہ ہی والسواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ اور یہہ بہی
علم اصول مین معلوم ہوچکا ہی کہ جس عمل پر مدت دراز سے اتفاق علماء محققین کا ہووی وہ شرع مین حجت
اور دلیل حقیقت ہے مسلم الثبوت کی آخر تتمہ مین ہے ان اتفاق العلماء المحققین علی امر الاعصار حجۃ کالاجماع
اور شارح بحر العلوم نی اس مقام پر تحت قولہ المحققین یہہ لکہا کہ وان کانوا غیر مجتہدین مطلب یہ نکل آیا
کہ اتفاق علماء اہل التحقیق کسی امر پر جو مدت دراز سی چلا آتا ہووی اگر وہ علماء مجتہد بہی نہون تب

بہی حجت ہی مثل اجماع اب یہ کہنا چاہیی کہ علماء مجوزین مولد شریف مثل ابوشامہ وابن حجر وابن جزری وسیوطی وعلی قاری وغیرہم جنکی نام نامی لمعہ تاسعہ مین درج ہونگی سب اہل سنت و جماعت مین سی ہین کسی نی معاذ اللہ انکو اہل بدع مین شمار نہین کیا اور یہ لوگ محققین بہی ہین بنا علیہ عمل مولد شریف پران سبکا اتفاق حجت ہی مثل اجماع والحمد للہ علی ذلک لمعہ ثانیہ

مین یہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کی مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئی

اور جناب مرشدی ومولائی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب عم فیوضہم بہی شریک محفل ہوتی ہین بیان مولنا

شاہ عبد العزیز دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ یہی کہ آپ نی علی محمد خان صاحب رئیس مراد آباد کی نام جو خط رقم فرمایا ہی عبارت اوسکی ملخصا یہ ہی در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود مجلس اول کہ مردم روز عاشورا یا یکدو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازان فراہم می آیند و درود میخوانند بعد ازان کہ فقیر می آید و می نشیند و ذکر فضایل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد ازان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ می آید پس اگر این چیزہا نزد فقیر جایز نمی بود اقدام بران اصلا نمی کرد و باقی ماند مجلس مولد شریف پس حالش اینست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود شریف مشغول گشتند و فقیر می آید اول بعضی از احادیث و فضایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود و بعد ازان ذکر ولادت با سعادت و بندی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ در این آوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود یہ شاہ عبد العزیز صاحب وہ ہین کہ شہرہ انکا زبان زد جمیع صغار و کبار ہی اور زمرہ منکرین کی نزدیک بہی سلسلہ سند حدیث ان تک پہنچ جانا کمال درجہ مایہ افتخار ہے سو جسطرح ہم اونکی تحریرات سی ثبوت وجود بدعت حسنہ ثابت کر چکی ہین امور صدقات مروجہ اموات مین بہی اونکی سند دی جچکی اب اونہین کے کلام سی بدعت حسنہ کی اس فرد خاص نے اختصاص مروجہ فیما بین اہل اخلاص یعنی محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند گذار دی اور تبعاً فاتحہ بر طعام کی بہی تایید ہوگئی اب بیان

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ کا سنیئے یہ جناب شاہ عبد العزیز موصوف الصدر کی باپ اور استاد اور پیر تہی آپ نی اپنا حال کتاب فیوض الحرمین مین لکہا ہی عبارت یہ ہے

کنت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارہاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاہدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ہذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملئکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد وبامثال ہذہ المجالس ورایت یخالط انوار الملئکۃ انوار الرحمۃ انتہی بلفظہ

یعنی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین کہ مین اس سی پہلی مکہ معظمہ مین تہا مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین بروز ولادت یعنی بارہوین تاریخ ربیع الاول کی اور آدمی درود پڑہتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ذکر کرتی تہی وہ کرامتین جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئین اور وہ حالتین جو قبل نبوت وقوع مین آئین تب مینی دیکہا کہ یکایک بلند ہوگئی انوار غیبی مین نہین کہہ سکتا کہ مینی یہ واقعہ ظاہری آنکہ سے دیکہا یا باطنی اور بصیرت روحی سی اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی کہ وہ کیا عالم تہا درمیان ظاہر وباطن کی غرض مینی تامل کرکی غور سی اون انوار کو دیکہا تو وہ اون فرشتون کی انوار تہی جنکو حق تعالی نی معین کر رکہا ہی ایسی متبرک ایسی ایسی مقامات میں اور ایسی ایسی مجلسوئین حاضر ہوا کرو اور یہ بہی مینی دیکہا کہ انوار ملئکہ کی ساتہہ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تہا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتی ہین دوسری انوار رحمت حاضرین مجلس کے لئی نازل ہوئی یہ دو نو انوار ملکر مجالس نور علی نور ہو رہی تہی جسکو تعبیر کیا ہی اس عبارت سی فرایت انوارا سطعت دفعۃ دیکہئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایسی مجالس ذکر ولادت شریف مین ورود ملائکہ اور نزول رحمت اپنی مشاہدہ سی ثابت کر رہی ہین اب حال انکی والد بزرگوار کا جو شریعت وطریقت مین بہی انکی رہنما تہی یعنی

حضرت شاہ عبد الرحیم

رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنیئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نی جو چالیس حدیثین عالم رؤیا کی نقل فرما کر اوسکا نام الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین رکہا ہے اوسکی بائیسوین حدیث مین نقل کیا ہی

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ ہذا الحمص متبہجا بشاشا

فرماتی ہین شاہ ولی اللہ کہ

مجھکو میری سردار یعنی میری باپ فی خردی کے دنین ایام مولد شریف مین کہانا کیا کرتا تہا تاکہ مجھکو اتصال ہو اوسکی سبب ساتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سال مجھکو کچھ ہاتہ نہ آیا جس سے کہانا پکواتا صرف چنے بھنے ہوی موجود تہی وہی لوگون مین بانٹ دیئے پہر مینی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آگی وہ چنے رکہے ہوی ہین اور آپ ایسے خوش ہین کہ چہرہ پر بشاشت ظاہر ہی اب شاہ ولی اللہ صاحب کی پیران پیر کا حال جو چہٹہ طبقہ اوپر اونکی مشایخ طریقت اور مشایخ حدیث مین ہین یعنی **مولنا جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ شروع کتاب لمعہ رابعہ مین رسالہ انتباہ سی اونکا سلسلہ نقل کیا گیا ہے سنئے وہ فرماتی ہین حسن المقصد فی عمل المولد مین یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام بالاجتماع والاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربات المسرات یعنی مستحب ہے ہمکو ظاہر کرنا شکر میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہ جمع ہونی اہل سلام اور کہانا کہلانیکی اور اسکی سوا امور مستحسنہ اور خوشحالیونکی ساتہ یہ عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح البیان اور سیرت شامی وغیرہ کتب معتبرہ متداولہ مین بہی سنداً نقل کی ہی اب حال سنئی شیخ القراء والمحدثین حضرت شیخ الاسلام **شمس الدین ابو الخیر ابن الجزری** رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت شاہ ولی اللہ کی نوین طبقہ اوپر مشایخ حدیث و مشایخ طریقت مین منسلک ہین کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین فرماتی ہین فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام یُسَرُّ بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم یعنی کیا حال پوچھتی ہو اوس مسلمان موحد کا جو امتی ہے آپ کا خوش ہوتا ہی آپ کی مولد سی اور جہان تک پہنچتا ہی اوسکا دسترس خرچ کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین قسم ہے مجھکو کہ اوسکی جزا خدای کریم کی طرف سی اور کچھ نہین سوا اسکے کہ اپنی فضل عام سی اوسکو جنات نعیم مین داخل فرماوی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی مین ایک نقل حضرت ابو الخیر شمس الدین ابن الجزری کی تحریر کی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی قال ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ولقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین وسبعمائۃ لیلۃ المولد عند الملک الظاہر برقوق رحمۃ اللہ بقلعۃ الجبل فرایت ما سرنی وحزرت ما انفق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحاضرین

من الوعاظ والمنشدین وغیرہم بنحو عشرۃ الاف مثقال من الذہب ما بین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغیرہا وعددت ذلک خمساً وعشرین حلقۃ من القراء الصیتین یعنی فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نی کہ مین حاضر ہوا واقعہ تاریخ سنہ سات سو پچاسی رات کی وقت مولد شریف مین بادشاہ مصر ملک ظاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کی پاس پہاڑ کی قلعہ پر جو سلاطین مصر کا تختگاہ تہا مینی وہ باتین دیکھین جنہون نے مجھکو خوش کیا مین اندازہ کرتا ہون کہ اوس رات جمیع قاریون اور واعظون اور شعر خوانون وغیرہم حاضرین پر دس ہزار مثقال طلا خرچ کیا ہوگا خلعت دینی اور کہلانی پلانی مین اور خوشبوئون اور روشنی وغیرہ مین اور مینی شمار کئی تو مجلس مین پچیس حلقی لڑکون نو آموز قاریونکی تہی تمام ہوا ملخصاً جو مورد الروی مین ہی اور اسیطرح بعینہ یہہ حال ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا نور الدین ابو سعید لورانی رحمۃ اللہ علیہ نی اپنی مولد فارسی زبان مین نقل کیا ہی **تتمہ** اسوقت عمل مولد شریف مین دو فریق ہین **ایک وہ ہین** جو کراہت و حرمت ثابت کرتی ہین اصل پیشوا اونکا تاج الدین فاکہانی مغربی ہی جسکا قول رسالہ مورد فی الکلام علی المولد مین یہ ہی ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون اور اسکی چند سطر بعد لکہا لم یاذن فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابۃ ولا التابعون پہر اسکی دو تین سطر بعد لکہا وحینئذ یکون الکلام فیہ فی فصلین احدہما ان یعملہ رجل من عین مالہ لاہلہ واصحابہ وعیالہ لا یجاوز فی ذلک الاجتماع علی اکل الطعام ولا یقترفون شیئاً من الآثام وہذا الذی صفناہ بانہ بدعۃ مکروہۃ وشناعۃ والثانی ان یدخلہ الجنایۃ وہذا لا یختلف فی تحریمہ اثنان انتہی ملخصاً یعنی یہ عمل مولد جاری کیا ہی بطال آدمیون نے یہ شہوت نفس کی بات ہی اہتمام کیا اسکا بڑی کہاؤ آدمیون نے نہین اجازت دی اسکی شرع نی اور نہ صحابہ و تابعین نی اسمین کلام یہ کہ اسکی دو طریقی ہین ایک یہہ کہ آدمی اپنی مال سی کری اور اپنی بال بچون اور دوستون اور کنبی کی آدمیونکو کہلاوی اور کچھ بہی نکری سوا اسکی کہ سبکو جمع کرکی کہانا کہلا دی اور وہ لوگ کوئی گناہ کی بات نکرین تو یہ طریق وہ ہی جسکو ہمنی بیان کیا ہی کہ بدعت مکروہ ہے اور برا فعل ہی اور دوسرا طریق مولد کا یہ ہی کہ اوسمین گناہ کی باتین داخل ہون وہ تو ایسا حرام ہے کہ ہرگز اوسمین دو آدمی اختلاف نہین کر سکتی کہ ایک بہی اوسکو درست کہدی **اور دوسرا فریق وہ ہے**

جو کہتی ہین کہ صحابہ و تابعین سے کسی فعل کا منقول نہونا موجب حرمت و شناعت نہین ہوتا اگر عمل مولد امور
مباحہ و مستحسنہ پر شامل ہوگا تو عروض ہیئت جدیدہ اور اجتماع امور مباحۃ الاصل سی ہرگز حرمت یا کراہت
لاحق نہین ہوسکتی پس یہہ عمل مباح و مستحسن ہے یہ مذہب ہے سواد اعظم و جم غفیر و جماہیر محققین و صالحین امت احمدیہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا سلفا و خلفا یہان تک کہ وہ مشایخ کرام جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی محقق اور متورع اور اپنا
پیشوا سمجہتی ہین وہ بہی اسیطرف ہین چنانچہ ابہی اونکی افعال و اقوال شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت
امام القراء و المحدثین ابن جزری قدس سرہ تک نقل کی گئی ای ہماری دیس کے رہنی والی مسلمان
بہائیو تم غفلت مین بغیر سمجھی بوجہی کدہر چلی گئی جمہور اہل السنۃ و الجماعۃ سی منہ موڑا اپنی خاندان عزیزیہ کی
پیشواؤنکو چہوڑا اور اتباع کیا تو کسکا تاج الدین فاکہانی مغربی کا العجب العجب امام المحدثین ابن جزری اہتمام
و احتشام مولد شریف کو پسند فرمائین علامہ سیوطی مجدد مائۃ تاسع اوسکی استحباب کا حکم لگائین شاہ عبد الرحیم سال
بسال بلاناغہ مولد شریف مین کہانا تیار کر کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہشاش بشاش پائین اور
ہماری ہم عصر منکرین قول فاکہانی اپنا دستور العمل بناکر ان سب مشایخ کبار کی افعال و اقوال کو بقول
فاکہانی شہوت نفس و بدعت و کراہت و شناعت اور شاہ عبد الرحیم کی ہر سال کہانا تیار کرنیکو احد ہا
البطالون و الاکالون مین شامل ٹہرائین معاذ اللہ ای بہائیو آداب ہی خواب غفلت سی بیدار ہوجاؤ اور ہماری
ساتہہ ہوکر جمہور علماء و صلحاء امت اور اپنی خاندان عزیزیہ کی مقبولین فی کرامت کو اس مغربی کی تقبیح و شناعت
سی بچاؤ اور اگر کوئی یہ وسوسہ لائی کہ مولنا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعد بعض علماء خلف نی حضرت مولنا
کا خلاف کیاہی سو معلوم رہی کہ یہ بالکل خلاف ہی کیونکہ اونکی شاگرد جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولنا
محمد اسحق صاحب مرحوم کتاب مایۃ مسایل کی جواب سوال بائیسوم مین لکہتی ہین و قیاس عرس بر مولد شریف

> غیر صحیح ست زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است و آن موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برای
> فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و برای اجتماع خراج غرور ثابت نشدہ و فی الولد تصغیر
> ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امر نیست پس دیگر امر برین قیاس صحیح نخواہد شد و ہمچنان در مولود ہم اختلاف است
> زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ و بنا برین علما

در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند چنانچہ بہ تفصیل و بسط در کتاب سیرت شامی مذکور است من شاء فلینظر فیہ
اس عبارت مین چند امور مطلب مخالفین کے مخالف موجود ہین **اول** یہ کہ ہماری عصر کی منکرین دعوی کرتی ہین
کہ عمل مولد شریف بالاتفاق ضلالت ہی یہ کہنا انکار دہو گیا مایۃ مسائل کی اس تقریر سے کہ علما در جواز و عدم
جواز آن مختلف شدہ اند اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ اگر کسینی منع کیاہی تو دوسری علما جواز پر بہی
گئی ہین پس مولنا اسحق صاحب جو تیرہوین صدی مین تہی اونکی تحریر تک بہی منع پر اتفاق نہوا تہا بنا بر علیہ
دعوی اتفاق منع باطل ہوا **ثانی** یہ کہ سیرت شامی کا حوالہ دیکر ظاہر کر دیا کہ اس اختلاف علما مین مذہب
صحیح عمل مولد شریف کا استحباب ہے اسواسطہ کہ شامی نی کثرت سی علمای مجوزین مولد شریف کی اقوال نقل کر کے
جواز و استحباب ثابت کیاہی اور اقوال منکرین کو مرجوح و مغلوب غیر معتمد علیہ رکہاہی اور اپنی شیخ سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ کا وہی قول نقل کیا جو ہم اوپر نقل کر چکی ہین فیستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ الخ اور نیز نقل کیا ہے
فی قول امام القراء ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا استحسان مولد مین اور یہ دونون محدث بواسطہ شاہ ولی اللہ
صاحب مولنا اسحق صاحب کی مشایخ حدیث مین ہین پس حوالہ دینا مولنا اسحق صاحب کا عبارت کتاب شامی پر گویا
تصریحا یہ بیان فرمانا ہی کہ ہماری مشایخ اور اساتذہ کی نزدیک یہ محفل مبارک مستحسن ہے **ثالث** یہ کہ
جو عمل قرون ثلثہ مین نپایا گیا ہو لیکن اوسکی اصل شرع مین موجود ہو تو وہ عمل باتفاق فریقین صحیح و درست
ہوتاہی پس مولنا اسحق صاحب نی اس عمل کی اصل بیان فرمادی کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست و آن
موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برای فرحت سرور کہ خالی از منکرات بدعت باشد آمدہ اس
عبارت سی صاف واضح ہوگیا کہ یہ اجتماع عمل مولد مین اسباب سرور کی ساتہہ بشرطیکہ منہیات شرعیہ سے
خالی ہو از روی شرع شریف جایز ہی اور یہی ہمارا دعوی ہے اور مولنا اسحق صاحب محفل مولد شریف مین
برابر شریک ہوتی تہی چنانچہ مولوی نور الحسن صاحب کی مجموعہ رسایل عشرہ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی صفحہ ۴۹ سطر ۱۵
مین یہہ مضمون موجود ہی اور راقم نی بذات خود جناب مولنا فضل الرحمن صاحب صوفی صافی فقیہ و محدث کامل
ساکن گنج مرادآباد ملک اودہ سی جو شاگرد رشید مولنا محمد اسحق صاحب مرحوم کی ہین بذریعہ خط دریافت کیا تو
آپنی بہ سبیل ڈاک یہہ جواب تحریر فرمایا (ما ہمراہ حضرت مولنا محمد اسحق رفتہ ایم در میلاد آنحضرت) علاوہ

اسکی جناب مولانا مشہور زمن ماہر ہر فن جناب مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری شفاء الصدور مطبوعہ لاہور مورخہ پانزدہم دسمبر ۱۸۸۵ع کی صفحہ ۱ مین تحریر فرماتی ہین ومن جاء مجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قاموا والا فلا وبھذا القول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تعالا استاذہ مولنا محمد اسحق المغفور یعنی جو کوئی آوی مجلس مولود شریف مین اوسکو چاہیی کہ کہڑا ہووی جب سب کہڑی ہووین اور اگر نہ کہڑی ہون اہل مجلس تو وہ بہی نہ کہڑا ہووے ایسا ہی کہتی ہتی مولوی احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری تابع ہوکر اپنی اوستاد مولنا محمد اسحق صاحب مغفور کی انتہی یہان ان دو محدثون یعنی مولنا فضل الرحمن صاحب و مولنا احمد علی صاحب سے جو کہ شاگرد ہین مولنا محمد اسحق صاحب مرحوم کی شامل ہونا اونکا محفل میلاد مین اور مستحسن سمجہنا ثابت ہوگیا پس مخالف نہ ٹہری یہ حضرت اپنی نانا اور اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آب بیان کرین ہم شاہ عبد العزیز صاحب کی دوسری شاگرد رشید کا یعنی حقایق و معارف دستگاہ جناب مولنا شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم کا۔ آپ مولد شریف دایم کرتی ہتی اور اثبات میلاد مین دلایل قاطعہ قایم کرتی ہتی نظماً و نثراً اس محفل قدس کی ترغیب دلاتی اشعار دلکش اس باب مین ارشاد فرماتی ازانجملہ دو شعر جو اونکی رسالہ موسومہ خدا کی رحمت مین ہین رقم کرتا ہون

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے
یہ شادی میلاد رسولِ عربی ہے

تعظیم کھڑی ہو کی بجا لاؤ ادب سے
اس کام کا انکار بڑی بی ادبی ہے

اب بیان سنئی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ طریقت جناب سید احمد صاحب کا جو مرشد اور رہنما ہتی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی اونکی حالات مین اونکی مرید خاص مولوی سید محمد علی صاحب نی ایک کتاب مسمی بہ مخزن احمدی بزبان فارسی لکہی ہی جسکو نواب محمد علیخان صاحب والی ٹونک نی مطبع مفید عام آگرہ مین واقعہ ۱۲۹۹ھ بارہ سو ننانوین مین طبع کرائی ہی اوسمین سید احمد صاحب کا سفر عرب جس مقام پر لکہا ہے یون رقم کیا ہے صفحہ ۸۰ مقدار مدت ہمچو فصل بہار در گلزار کلکتہ ابواب ہدایت مفتوح داشتہ بعزم سفر یازدہ جہاز بطریق کرایہ مقرر فرمودہ دوازدہ ہزار روپیہ نول آن مقرر کردہ و مراکب را برابل قافلہ تقسیم فرمودہ و بر ہر مرکب شخصی را امیر ساختہ و برای زاد راہ این سفر وسیلۃ الظفر بقیمت دوازدہ ہزار روپیہ غلجات از قسم گندم و برنج وغیرہ خرید فرمودہ بر ہر جہاز تقسیم نمودہ فرستادند جہاز موسوم بدریا بقی کہ ناخدا اش

سید عبد الرحمن جعفر موقی بود و معلم آن داؤد ساکن بندر سورت برای مسکن خود مقرر ساختند و با اناث و ذکور ذوی القربی خویش کہ با اطفال و جواری قریب پنجہ کس میرسید بر جہاز مذکور جا گرفتند و باقی اہل قافلہ بر مراکب خود ہا نیز بنشستند و بمدت دو شبانہ روز مراکب را در گنگا ساگر جریان نمودہ روز سوم مقدار یکپاس روز برآمدہ در بحر ذخار در معبری کہ مشہور بگیلا کاہی است داخل گردیدند اسکی بعد جہاز دن کا لی کوٹ اور ملیبار جانا بعدازان سنگلدیپ پہر وہان سی لنکا جسکو عرب قلعۃ العفاریت کہتی ہین پہنچنا لکہا وہ مقام ہولناک تہا اوسکا بیان ان الفاظ سی لکہا ہی صفحہ ۸۵ مین و بر ہر کس از شما امروز وقت شب یاد الہی و تسبیح و تہلیل نامتناہی استغفار از جمیع جرایم و مناہی واجب و متحتم است چون شب درآمد آن حضرت بعد از نماز عشا این حزب البحر مذکور امشب سہ بار خواندند و میفرمودند کہ عفاریت و شیاطین اگرزہرہ تقابل این گروہ قلیل میداشتند نیک گوی و اینک میدان فی دران شب تاریک آنحضرت اکثر بیدار می بودند و مانند پاسبانان دور و سیرگاہ بالا دگاہ زیر مرۃ بعد اخری وکرۃ بعد اولی در تمام جہاز ہا میفرمودند تا آنکہ شب بپایان رسید و صبح صادق بدمید و جہاز از مکان خوف و ہولناک بحر تمام بدرآمد و ہر گاہیکہ روز روشن شد ناخدای چند طبق حلوای از حجرۂ خویش بیرون آوردہ مجلس مولد شریف منعقد کردہ بعد از اختتام قصاید مولود یہ شیرینی تقسیم نمودہ انتہی بلفظہ دیکہئی اس بیان سی صاف واضح ہوا کہ مولد شریف بڑی برکت کی چیز ہے جو ایسی مواقع خطرناک مین کہ خود جناب سید احمد صاحب کو بہی رات بہر تردد رہا تہا پڑہا گیا اور خاص اوس جہاز مین کہ جسمین خاص سید احمد صاحب اور اونکا کنبا اور متعلقین خاص ہتی غیر کا اوسمین دخل بہی نہ تہا یہ محفل فیض منزل منعقد ہوئی اور یہ امر جو اوپر مذکور ہوا کہ سید صاحب کی چالیس آدمی ایک جہاز مین سوار ہتی اوسکی وجہ یہ ہتی کہ وہ جہاز دخانی مروجہ حال کی طرح کلان نہ ہتی بلکہ وہ مرکب ہوائی چہوٹی ہتی الحاصل خاص سید صاحب کی جہاز مین مولد شریف و قصاید کا پڑہا جانا اور شیرینی کا تقسیم ہونا ثابت ہوگیا وکفی بہ حجۃً اب باقی رہی سید صاحب کی مرید خاص مولوی اسمعیل صاحب دہلوی سو ہمکو اونکا شامل ہونا محفل مولد شریف مین نہین پہنچا البتہ ایک تقریر اونکی ایسی پہنچی ہے کہ ضمناً مولد شریف کا اثبات اوسکی مونہہ سی صاف ثابت ہی وہ یہ ہی جناب مولنا رشید الدینخان صاحب مرحوم دہلوی نی چودہ سوال مولوی اسمعیل صاحب سے کیے ہتی اونمین تیرہوین سوال کا جواب جو رقم فرمایا ہی اوسکی عبارت بعینہا جسطرح شائع

امانت ہی لکھی جاتی ہی **سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت ہست یا نہ واگر ہست حسنہ است یا سیئہ واین حکم قرآن
بحکم قرآن بود یا بکدام حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا بحکم ہر دو نبود پس بدعت ست یا نہ ہمچنین ہر حکمی کہ از نص
قرآن شریف یا ظاہر احادیث متین نبود بدعت ست یا نہ **جواب از سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت حسنہ ست
کہ صحت قرائت عجمیان بل عربیان جاہل بران موقوف ست لیکن جمع قرآن ظاہرا نہ بحکم کدام آیت قرآنی ست ونہ
بحکم کدام حدیث نبوت پس بدعت باشد لیکن بدعت حسنہ چراکہ مقصود از ان ضبط وحفظ قرآن ست از ضیاع وغلط
ودر حسن بودن بعضی بدعات شبہ نیست وہم اثبات آن از اکثر احادیث میتوان نمود مثل حدیث من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا وتقیید بدعت مردودہ بہ بدعۃ ضلالۃ چنانکہ در حدیث ست من ابتدع بدعۃ
ضلالۃ لا یرضاہا اللہ ورسولہ الحدیث وحدیث من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد وجہ از ان مردود بودن
بدعتی ثابت میشود کہ تعلقی بدین نداشتہ باشد پس بدعتی کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ التسبیح در
تراویح حسنہ باشد پس حکمی از نص صریح قرآن یا حدیث ثابت نباشد بر دو قسم ست یکی بدلیل شرعی دیگر مثل
اجماع وقیاس ثابت شود یا اصلی شرعی داشتہ باشد آن خود ہرگز بدعت سیئہ نیست بلکہ چون بدلیل شرعی در بحکم
آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم قواعد استنباط وغیرہ آن در دین داخل ست در سنت یا بدعت حسنہ کہ در معنی سنت است
داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضی بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح ست منجملہ آن فتح المبین شرح
اربعین امام نووی ست از شیخ ابن الحجر ہیتمی کہ در وی در شرح حدیث خامس گفتہ قال الشافعی رضی اللہ تعالی
ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من
ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وہی ما وافق شیئا مما مر ولم یلزم من فعلہ
محذور شرعی ومنہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم ونحوہا مما مر قال الامام ابو شامۃ شیخ المصنف رحمۃ اللہ علیہ
ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات
والمعروف واظہار النعمۃ والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء
مشعر بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمہ وجلالہ فی قلب فاعل ذلک وشکر اللہ تعالی علی ما من
من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بحروفہ دیکھئی مولوی اسمعیل صاحب

اسمقام پر ذکر بدعت حسنہ مین وہ عبارت ابو شامہ محدث کی لائی ہین جسمین صاف تصریح استحسان محفل مولد شریف کی ہی اور سوا انکی اور اکابر
علماء دہلی مثل مولنا محمد کریم اللہ صاحب مرحوم جامع علوم عقلیہ ونقلیہ واستادنا ومولینا ومولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خان
صاحب صدر العلماء والفضلاء اور جناب مولنا احمد سعید صاحب دہلوی عارف ومحدث فقیہ استحباب محفل مولد شریف کی قائل تہی انکی
فتاوی مہری راقم الحروف کی پاس موجود ہین اور جناب مولنا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی زبدۃ متورعان روزگار عمدۃ محدثین
کبار جن سی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی بہی کچھہ پڑہا ہے بزم میلاد شریف کے معتقد تہے
قیام کرتی تہی اور ایک عبارت مختصر آپکی رسالہ شفاء السائل مین جو ایام اقامت ہندوستان مین تصنیف فرمایا تہا موجود ہے
وہ یہ ہی حق آن ست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسرور وفاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پرفتوح
سید الثقلین از کمال سعادت انسان ست چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما تصریح نمودہ اند آری چیزہای دیگر اگر
مقرون شوند کہ خلاف شرع ہستند پس البتہ ممنوع خواہد بود مثل مرثیہ وسرود خوانی الی آخرہ دیکہی اس مختصر مین آپ بسبب کچھ فرمایا
یعنی جب کوئی شخص ممنوع باتین خلاف شرع مثل مرثیہ وسرود خوانی کرنی لگیگا اوسکو منع کیا جائیگا اور اگر یہ نہین تو فاتحہ یعنی
طعام یا شیرینی ایصال ثواب کیواسطے مسلمانونکو دینا اور کہلانا اور آپکی ولادت شریف کا سرور کرنا انسانکی کمال سعادت ہے جب سرور کرنا
کمال سعادت ہوا تو جمیع سامان سرور مثل اجتماع احباب واخوان استعمال خوشبو وتقسیم شیرینی واطعام طعام وذکر ولادت کیوقت غلبہ محبت
وجوش فرحت سرور مین کھڑا ہوجانا اظہار اللفرحۃ والسرور بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور درود وسلام پڑہنا سرور کرنے مین داخل اور
موجب سعادت انسانی ٹہرا اور شاہ صاحب موصوف اسبارہ مین علماء ربانی کا حوالہ دیتی ہین کہ ذہنمین سے شیخ عبد الحق محدث دہلوی خود صراحۃ
عمل مولد کو مع سامان سرور وتعیین یوم ما ثبت من السنۃ وغیرہ تصنیفات مین مستحسن کہی ہین اور ابن حجر مکی وہ بہی امور مذکورہ
قیام مروجہ کو اپنی تصنیف مولد کبیر وغیرہ مین صراحۃ لکھہ رہی ہین پس شاہ صاحب نی ان دونو بزرگوارونکا نام عبارت مذکورہ بالا مین لکھکر
ہر مرد عاقل کے لئی کامل اشارہ فرمادیا کہ جسطرح علماء مجوزین کا فریق اس عمل کو مستحسن مانتا ہے مین بہی مانتا ہون اور فی الواقع
اسیطرح صراحۃ زبانی ارشاد فرمایا کرتی تہی اور یہ ہی آپکا خود دستور العمل تہا جسکو شک ہو آپکی مقبول تلمیذ اور شاگرد عزیز جناب
مولنا محمد عبد الحق صاحب سے جو بالفعل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا ودیگر بلاد اسلامیہ مین دور دور تک معروف ومشہور ہین
دریافت کری افسوس ہے کہ وہ حضرات کاملین مسبوق الذکر اب موجود نہین انتقال فرماگئے لیکن ہم انکی انتقال ووفات پر صبر کرکی بہی
ہی اوس منعم حقیقی کا شکر بجالاتی ہین کہ اب بہی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا مین ہماری ہندوستان کی
[illegible] قبلۂ ارباب یقین موجود ہین یعنی استادی وملجائی وملاذی شیخ العلماء حضرت

مولانا رحمۃ اللہ صاحب عمت فیوضہم و مرشدی مولائی و ثقتی و رجائی الحاج الحافظ المہاجر مولانا امداد اللہ
نفعنا اللہ بانوارہ و اسرارہ یہ دونون حضرات بابرکات اس محفل قدس کو موجب خیر و برکت فرماتی ہین
جو کوئی صاحب محفل آپکو بلائی برغبت اوسکی گہر تشریف لیجاتی ہین غرض کہ مسلک آپکا مشرب صدق و
سداد ہی قیام کی بابت یہ ارشاد ہی کہ نہ ہمین یا فراط و غلو چاہیی کہ اسکو فرض و واجب کہا جائی نہ اسقدر
تفریط کہ حرام اور بدعت ضلالت ٹھرایا جائی صراط مستقیم اور طریقہ بین بین یہ کہ موافق فتوای علمای حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا و مطابق تحقیق علمای روم و شام و یمن اسکو مستحب و مستحسن تسلیم کیا جائی اور یہی
اس راقم السطور کا مشرب ہے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین واضح ہو کہ اگرچہ
ثبوت محفل میلاد شریف راقم نی سلف سی خلف تک کامل طور سی ثابت کردیا لیکن چونکہ بعض شبہات
مانعین ادہر اودہر قلوب مومنین مین وسوسہ اندازی کر رہی ہین بنا علیہ اب ان وساوس و اعتراضات
کا جواب قلمبند کرتا ہون و اللہ ولی التوفیق لمعہ ثالثہ اعتراض کرتی ہین کہ یہ لوگ ہر سال محفل کرتی ہین
یہ مشابہت کرتی ہین کنہیا کی جنم کی اور نیز اسمین تشبہ ہی نصاری کی بڑی دن کا نعوذ باللہ من ہذا القول
والاعتقاد جواب اوسکا یہ ہی کہ اگر فقط ہندوستان مین یہ فعل ہوتا تو یہ بات کہہ سکتی تہی کہ مسلمانون نی
ہندوون سے یہ بات سیکہلی اونکی مشابہت کا قصد کرتی ہین تم اصل حال سن چکی کہ اول یہ عمل عراق کی شہر
موصل مین ایجاد ہوا وہ لوگ تو خود کنہیا کو نہین جانتی کہ کس چیز کا نام ہی اور اوسکی جنم کی مشابہت کا قصد کرنا
تو درکنار بہلا اگر ہندوستان کی مسلمان جنم کنہیا کی مشابہت کرتی ہین تو بیان کرو کہ روم شام کی مسلمان
اور حرمین شریفین کی علما جو یہ عمل کرتی ہین وہ کسکی جنم کی مشابہت کرتی ہین نعوذ باللہ منہا پس خوب سمجھ لو کہ
ہم اس عمل مین تابع ہین دستور العمل سلاطین روم اور فرمان روایان ملک شام اور ملوک ممالک مغربیہ و اندلس
اور مفتیان عرب کی سلمہم اللہ الی یوم الدین اب سمجھنا چاہیی کہ جسطرح جنم کنہیا کی اسمین مشابہت نہین اسیطرح
نصاری کی مشابہت بہی نہین اسکی کئی وجہ ہین ایک تو یہ کہ اگر خدانخواستہ مسلمان لوگ نصاری کی
بڑی دن کو اونکی طرح کی افعال کرنی لگتی تو وہ شعار اوس قوم کا ہی اوسمین شرکت لازم آتی اور مانند اونکی
ہو جاتی اوسوقت مین البتہ صادق آتا من تشبہ بقوم فہو منہم کیونکہ تشبہ کی معنی ہین مانند ہونا اور یہان یہ

بات تو ہرگز نہین پہر اعتراض کیسا دوسری وجہ یہ کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع
اہل اسلام اور استعمال عطریات و حلویات وغیرہ ہرگز شرع مین مذموم یعنی بری بات نہین کیونکہ یہ چیزین شعار
اہل کفر سی نہین بلکہ اصول شرعیہ سی انکا ثبوت ہی اور پیدا ہونا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا رحمت ہے کیونکہ آپ
رحمۃ للعالمین ہین اور رحمت الہی پر فرحت و سرور کرنیکو حق تعالی امر فرماتا ہی قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک
فلیفرحوا یعنی کہہ اہل ایمان سی کہ ساتھ فضل اور رحمت الہی کی فرحت اور سرور کرین اور مسلم کی حدیث مین ہے کہ آپ سے
پوچھا گیا سبب استحباب پیر کی دن روزہ رکہنی کا جو آپ رکہتی تہی ارشاد فرمایا مین اسدن مین پیدا ہوا ہی مین
وحی اوتری پس ولادت شریف کی فرحت اور اوسکا شکر ادا کرنا اہل اسلام نی اصول شرعیہ سی ثابت کیا ہی شعار
کفار سی نہین لیا ہی اور تشبہ اوس امر مین مکروہ ہوتا ہی جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو چنانچہ درمختار اور بحر الرائق
وغیرہ سی عبارتین فکر فاتحہ سیوم مین ہم نقل کر چکی اور یہی جواب ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سی بہی ہو چکا ہے
جو تشبہ بالنصاری کا اعتراض اونپر کیا ہے اور اونکی طرف سے دوسرا جواب یہ بہی ہی کہ پہلی اہل اسلام مین
تیراندازی ہوتی تہی جب اہل اسلام کو کفار سی مقابلے واقع ہوی اور اونکی پاس توپ اور بندوقین تہین اہل اسلام کی
لشکر مجاہدین و غزات مین بہی یہی آلات تجویز کئے گئی چنانچہ تیراندازی کو فقہا لکھتی ہین فی زماننا استغنے
عنہ بالمدافع یعنی اب ہماری زمانہ مین اوسکی حاجت نرہی بباعث توپون کی اور جسطرح قواعد حرب و پلٹن اور
رسالہ وغیرہ کی اونکی یہان تہی اسطرف بہی اسیطرح کرکی مقابلہ کیا گیا اسکو تشبہ نہین کہتی یہ آیت فمن اعتدے
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم کی تعمیل ہے اس آیہ کریمہ کی ذیل مین صاحب روح البیان لکہتی ہین
ای بعقوبۃ مماثلۃ لجنایۃ اعتدائہ یعنی تم بہی اوسکو ویسا ہی عذاب دو جیسی اونہون نی زیادتی کی ہے
پس جیسا فریق ثانی توپ و بندوق سی مسلمانون کو پہونچنے لگی یہ بہی جواب مین اوسیطرح پیش آنی لگی
الحاصل ممالک مغربی وغیرہ مین کہ حدود اقوام نصاری سی ملحق ہین جب وہ لوگ اپنی پیمبر مسیح کی یوم ولادت
مین احتشام و شوکت ظاہر کرکی فخر دکہلاتی تہی اور ضعفای اہل اسلام وہ ظاہری شوکت دیکہکر افسردہ خاطر
خستہ دل ہوتی تہی تب ملوک مصر و اندلس و مغربی نی جو اہل اسلام تہی قوم نصاری سی بہت زیادہ رونق و
جلال کی ساتھ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کی لئی اپنی نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی روز میلاد

ماہ ربیع الاول مین تزک و احتشام ظاہر کیا تا کہ شوکت اہل اسلامی اونکی مقابل مین بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کی
کا پڑہنا شروع کیا تا کہ عمدہ طور پر حضرت کی جاہ و جلال اور جمال و کمال کل عالم پر ہر طرف مشہور و منتشر ہو
درحقیقت یہ پست کرنا ہی مخالفین کا اور فروغ دینا ہی شعائر دین کا چنانچہ کلام حافظ ابو الخیر سخاوی مین تصریح
اس امر کی نقل کیا علی قاری نی اپنی رسالہ مورد الروی مین و اما ملوک الاندلس و المغرب فلہم فیہ یعنی فی ربیع الاول
لیلۃ تسیر بہا الرکبان و یجتمع فیہا ائمۃ العلماء الاعیان من کل مکان و یعلون بین اہل الکفر کلمۃ الایمان اور اسی طرح
نور الدین ابو سعید نورانی نی لکہا ہے علما از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم ان شب یعنی شب میلاد شریف ارغام
اہل کفر و ضلال نمایند اور خود کلام ابن جزری مین اسکی تصریح ہی لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان و سرور
اہل الایمان یعنی کہا ابن جزری نی کہ نہین ہے محفل مولد شریف مین مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور اہل
ایمان کا تماشا یہ ہی کسی دورہ مین کفار اس محفل سی جلتی ہتی اس دورہ آخری مین بعضی مسلمان جلتی ہین
اور تیسرا جواب وہی ابن جزری کی طرف سی ہو سکتا ہی کہ یہ دستور ہی جو کسی نیک کام کی طرف لوگون کو ترغیب
دیتی ہین تو اوس کا ذکر کرکی اونکا شوق دلاتی ہین مثلاً کاوکشی وغیرہ مقدمات دینیہ مین جب اہل اسلام کو بی
رغبت دیکہتی تو اونکو یہہ کہا جاوے کہ قوم ہنود باوجودیکہ مذہب اونکا باطل ہے وہ تو باطل پر جان فشانی کرین تم حق
پر ہو کی کچہہ نکرو تم کو اونسی زیادہ عرق ریزی اور جان نثاری چاہئی اسکو کوئی عاقل تشبہ کفار نکہی گا اسی عنوان
پر نازل ہوا قرآن مین ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون و ترجون من اللہ ما لا یرجون اسکی تفسیر دیکہنی چاہئی
اور اسی درجہ مین ہی قول محمد بن مسعود گازرونی کا کہ وہ لکہتے ہین جب بادشاہ یا امیر ذی اقتدار اپنی گہر مین لڑکا
پیدا ہونیکی خوشی مین طرح طرح کی تکلفات ضیافت وغیرہ کرین حالانکہ وہ ابنا ر دنیا سی ہی پہر میلاد
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین کیون نہ کیا جاوی کہ سبب نجات ہی پس اسی قبیل سی ہی قول ابن جزری کا
ترغیب محفل میلاد مین واقع ہوا ہی کہ جب نصاری اپنی پیغمبر کی میلاد کی ایسی خوشی کرین ہم تو اونسی زیادہ مستحق
ہین کہ اپنی نبی کی خوشی کرین اور اسی درجہ مین قول ہماری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی واقع ہوا ہے
کہ یہود نی جب کہا کہ ہم روزہ عاشورا شکریہ نجات موسی کا رکہتے ہین آپ نے فرمایا انا احق
بموسی منکم یعنی جب تم یہود اونکا شکریہ ادا کرو تو مین زیادہ مستحق ہون اس کا

کہ مجہہ کو زیادہ مناسبت ہی موسی سی علی نبینا و علیہ السلام اسیطرح ایک خوبی بیان او حدیث کا ...
... یہہ مقولہ فرما کر محفل میلاد شریف کی بنا ڈالتی تو یہ بہی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر یہہ عمل مبنی ہوا
... یہ عمل نصاری سی سیکہا ہی حال آنکہ یہ عمل اس کلام سی تو دو سو برس پہلی بتخصیص و تعیین
... میلاد شریف ایجاد ہو چکا تہا اور علمائے زمانہ ویسکی اصل و نظیر شریعت سی نکالکر فتوی دی چکی ہت
... سمجہی لو تہی اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاری کا الزام نہ لگانا چاہئی خیر یہ ذکر بذریعہ اعتراض اس شیخ کی
... گیا تہا اب ہم رجوع کرین اصل کلام کی طرف اور بیان کرین سلسلہ ابطال وجہ تشبہ کی وجہ ...
... ہی کہ نصاری کا بڑا دن اور ہندؤن کا جنم کہنیا معین ہے وہ لوگ اوسی دن مین جو کچہہ کرنا ہی کرتی
... اور اہل اسلام کی یہان یہہ بات نہین کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول کی سوا کسی اور دن محفل میلاد
... شریف منعقد نکرین ربیع الاول کی کل تاریخون مین مولد شریف ہوتا ہی کبہی کسی دن کبہی کسی دن
... ربیع الاول کی اور مہینون مین بہی اہل اسلام مولد شریف کرتی ہین اور ہنود اور نصاری مین
نہین ہے اگر اوسی ایک دن مین اور یہہ مثال ہم اول دی چکی ہین کہ صوم عاشورا مین ہم اور اہل کتاب شریک
ہین لیکن ایک روز اول مین جو ہم رکہتی ہین اتنی مین تشبہ اہل کتاب کا جاتا رہتا ہے اور یہہ افعال اوس سی
جدا گنا جاتا ہے فقہ اور حدیث کی کتابون سی معلوم کرو پس جب اسقدر مخالفت کرنی سی تشبہ زائل ہو گیا
... اگر ہم اونکی اصل فعل مین یعنی صوم یوم معین عاشورا مین شریک ہین پہر کیا خیال کرتی ہو نصاری کی ...
... کی خبر ہی کہ ہم اونکی اوس دن ہونی کو نہین اونکی افعال کی شریک نہین اور ہم جو محفل میلاد شریف کرتی ہین
... ترتیب جدا اور اونکی مراسم و قواعد جدا نہ اون مین شرکت کا روبار مین شامت ستغفر اللہ جو تہا جواب
... ابن جزری کیطرف سی خلاصہ یہ کہ امام القراء و المحدثین علامہ ابن جزری نہ تنہا اہل سنت الجماعت کا فخر بلکہ ...
... کفر سی بالکل پاک ہی ان حضرات سی تشبیہات جنم کنہیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت کیسا کیسی بدگمانی ...
... ہی ہین اگرچہ مجہکو اکثر معتدین کی تقریر سی کیونکہ اگر وہ کافر ہو گئی تو اور اونکی تکذیب کرین ...
... کرون ان البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتی ہین کہ ایسی تشبیہ دینی سی اور محفل ذکر کہ سید الابرار کو ...
... اور استحقار کرنی سی آدمی کافر ہو جاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت ضرور ہے کہ ایسی الفاظ سی خطرناک ...

پرسبہر کرین و ما علینا الا البلاغ **فائدہ** چونکہ ابن جرزی وغیرہ علماء کبار تک یہ لفظ تشبہ بالہنود والنصاری کا
پہنچایا ہے اسلئی ہم شرع سی ایک نظیر پیش کرتی ہین تاکہ وہ ابرار اس وہم سی پاک نظر آجاوین وہ یہ ہے کہ
اگر کسی کام مین بظاہر تشبہ معلوم ہوتا ہو لیکن مسلمانون کی غرض قصد تشبہ نہین بلکہ کوئی مصلحت و اعلاء شان
اسلام مقصود ہی تو وہ فعل مکروہ نہین رہتا دیکھیی مساجد کی زینت اور تجمل مین حدیث وارد ہوئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخرفنہا کما زخرفت الیہود والنصاری
یعنی مشکوۃ مین بروایت ابوداود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نی کہ مجھکو حکم نہین دیا گیا مسجدون کی بلند بنانی اور چونہ گچ وغیرہ سی سجانیکا فرمایا ابن عباس نی کہ
جسطرح یہود و نصاری نی اپنی عبادت گاہونکو نقوش زرین و دیگر تکلفات سی سجایا ہی البتہ تم بھی اسیطرح
مساجد کو سجاؤگی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراکم ستشرفون مساجدکم بعدی

کما شرفت الیہود کنائسہا و کما شرفت النصاری بیعہا یعنی فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مین جانتا
ہون تم میری بعد مسجدون کی عمارتین عالی کروگی جیسی یہود نی عالیشان بنایا اپنی عبادتگاہون کو اور
نصاری نی بلند بنایا اپنی معابد کو دیکھیی یہان خود کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین لفظ تشبیہ وارد ہی جس سے
یہ ثابت ہی کہ اگر مسلمان اپنی مساجد کو بلند بنائین یا تکلفات نقوش وغیرہ کی ساتھ سجائین تو یہ فعل یہود و
نصاری کی مشابہ ہی لیکن باینہمہ جائز رکھا اسکو محققین اہل سنت و اجتہاد و فتاوی نی ہدایہ مین ہے

لا باس بان ینقش المسجد بالجص والساج وماء الذہب یعنی کچھ مضائقہ نہین اس بات مین کہ مسجد مین نقش
کئے جائین چونہ سے یا سال کی لکڑی یا سونیکی پانی سے اور اسیطرح درمختار مین لکھا ہی اور فتح القدیر مین ہے کہ مسجد
کی زینت کرنی مین تین قول ہین ہمارا مذہب یہ ہی کہ کچھ مضائقہ نہین عبارت یہ ہی والاقوال ثلثۃ و
عندنا لا باس بہ اور بحر الرائق سے طحطاوی نی نقل کیا ہی واصحابنا قالوا بالجواز من غیر کراہۃ یعنی ہمارے
اصحاب قایل ہوئی ہین کہ زینت دینی مسجد کی جائز ہے بلا کراہت اور ان تین قول مین دوسرا قول
یہ ہی کہ مستحب ہے زینت دینا مسجد کا یہ قول ہی ہدایہ اور شامی وغیرہ مین ہے عبارت
شامی یہ ہی وقیل مستحب لما فیہ من تعظیم المسجد اور تیسرا قول یہ ہی کہ مساجد کا تجمل و تزئین مکروہ ہی سو یہ قول

ضعیف مرجوح ہی علامہ عینی نی شرح ہدایہ مین قرار دیا ہے کہ مانعین کی حجت ضعیف ہی اسلئی کہ باجماع جمیع
مسلمین کعبۃ اللہ کو زینت دی گئی اسطرح کہ اندر سے منہر الہم کیا گیا ہے اور باہر سے غلاف دیبا اور سپر چڑھایا
گیا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی غلاف چڑھایا اور مسجد کی زینت مین لوگون کو رغبت ہوتی ہی مسجد مین
آنیکی یہ تکثیر جماعت کا سامان ہی اور تعظیم ہے اسمین خانہ خدا کی انتہی کلامہ اور مجمع البحار کی تقریر ہم اوپر لکھ چکی ذکر
چہلم وغیرہ مین کہ لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی اگر مساجد کی زینت نہ کیجیی تو خانہ خدا کی تحقیر لازم
آتی ہی انتہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح اشعۃ اللمعات مین یہ ہی مضمون رقم فرماتی ہین عبارت یہ ہے
کہ مردم خانہای مشید و مزخرف و مطلا میسازند اگر ما مسجدہا بخشت گل سادہ بنا کنیم شاید کہ در نظر عوام
خوار نماید و حقیر در آید انتہی خلاصہ یہ ہی کہ کم نہ سمجھنے پر محققین کا عمل نہین بلکہ عالم مین پہر کر دیکھو جمیع اہل اسلام
چونہ اور گچ وغیرہ سی خوبصورتی پیدا کرتی ہین تعمیر مساجد مین اور جنکو مقدور ہی وہ فرش و قنادیل و نقوش وغیرہ
سی زینت دیتی ہین حتی کہ مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی بھی اہتمام یہ اسیطرح لکھا ہی صفحہ ۳۴ سطر ۵ زینت
مساجد کی بوجہ ازالہ شین اسلام کی ہی اور رفع شین اسلام کا فرض ہی الی آخرہ پہلا جواب تشبہ جو منصوص حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی کسی غرض دین کی باعث کراہت سی نکل کر منصب عالی فرضیت پر پہنچ ہی مولف
براہین قاطعہ پہنچ گیا اور بسبب اقوال علماء سلف مستحب امر مباح ہو گیا آپکا غفلت کا پردہ پڑ گیا ہے کہ فہم پر
مولد شریف مین کیون نہین سمجھتی کہ بالفرض اگر تمکو تشبہ اسمین نظر آتا ہی تو اسکو بمقتضای تبدیل کیفیت زمان
اب مستحب سمجھو جیسا کہ ہم اوپر قول سخاوی کتاب علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کر چکی کیجتمع ائمۃ العلماء الاعیان

من کل مکان و یعلوا مین اہل الکفر کلمۃ الایمان یعنی جمع ہوتی ہین مولد شریف مین بڑی بڑی علمای دین ہر طرف سے
اور بلند ہوتا ہے درمیان اہل کفر کی کلمہ ایمان یہ فائدہ ہمنی بطور تنزل لکھا ہی یعنی در حقیقت اسمین تشبہ نہین
اور اگر تشبہ بھی ہوتا تب بھی یہ عمل بباعث ایک دوسری خوبی کی کہ اسمین بلند ہوتا ہی کلمۃ الحق مستحب اور
مستحسن ہوتا جیسا کہ مساجد کی زینت مین گو تشبہ یہود و نصاری کا موجود ہی لیکن بباعث دوسری خوبی
کی کہ تعظیم نکلتی ہی خانہ خدا کی مستحب اور مستحسن ہی **لمعہ رابعہ** یہ اعتراض کرتی ہین اگر تشبہ
کفار اسمین نہین پھر بھی یہ فعل بدعت سیئہ ضرور ہی کیونکہ قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا جواب

مولوی اسمعیل صاحب اپنی تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ مین لکھتی ہین کہ جو عمل ایسا ہو کہ زمانہ نبوت مین علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور تین زمانہ بعد یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین وہ عمل بعینہ نہ پایا جاوے اور نہ اون چارون زمانون مین اوسکی نظیر اور مثل پائی جاوی وہ عمل بدعت ہی اور جو کچھ مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی نکالا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ عمل مولد شریف بدعت نہین اسکی اصل بھی پائی گئی اور اسکی نظیر اور مثل ہی اصل وجود تو یہہ ہی کہ نصوص قرآنی شروع بحث مولد شریف مین ہم لکھہ چکی ہین اونکو دیکھنا چاہئی علاوہ اوسکی فرمایا حق سبحانہ تعالی نی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یعنی بیشک آیا ہی تمہاری پاس رسول تمہین مین سی بہاری ہی اوسپر جو تم تکلیف اوٹھاو حرص کرتا ہی تمہاری ہدایت پر مسلمانون پر شفقت رکہنی والا مہربان انتہی دیکہی اللہ تعالی نی اس آیت مین آپکی آنی کا ذکر فرمایا اوسکی بعد آپکی صفتین بیان فرمائین مولد شریف مین بہی یہی ہوتا ہے آپکی آنیکا ذکر کرتی ہین کہ آپ پیدا ہوی یعنی عالم غیب بطون سی عالم شہادت و ظہور مین تشریف لائی اور بیان آپکی صفات کا کیا جاتا ہی نظما و نثرا اور اس سے بھی واضح تر سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراہیم وبشارۃ عیسی ورؤیا امی التی رات حین وضعتنی وقد خرج لہا نور اضاءت لہا منہ قصور الشام یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نی تحقیق مین لکھا ہوا تہا اللہ کی نزدیک ختم کرنیوالا نبیون کا اوس حال مین کہ بتحقیق آدم پڑی ہوئی تہی زمین پر اپنی مٹی گندہی ہوئی مین اور خبر دیتا ہون مین تمکو اپنی اول امر کی کہ وہ دعا ہی ابراہیم کی اور خوشخبری ہی عیسی کی اور عجائبات دیکہنا میری والدہ کا جب جنا مجہکو اور بتحقیق نکلا واسطی اوسکی ایک نور کہ چمک گئی اوس سی محل شام کی انتہی یہ روایت مشکوۃ کی باب فضائل سید المرسلین مین موجود ہی اور کہا قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نی مواہب لدنیہ مین کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور حاکم نی اور کہا حاکم نی یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا زرقانی نی شرح مواہب مین کہ روایت کیا اسکو ابن حبان نی بہی اپنی صحیح مین دیکہئی حدیث صحیح الاسناد سی ثابت ہی کہ آپ نی خود ذکر اپنی اولیت اور سابقیت اور ولادت باسعادت کا بیان فرمایا اور جماعت صحابہ حاضرین رضوان اللہ علیہم اجمعین سنا جنکو حضور نے مخاطب کرکی فرمایا تہا ساخبرکم باول امری

اب دوسری روایت ہم وہ بیان کرتی ہین جسمین یہہ بات ہی کہ ایک صحابی جلیل القدر نی مجمع عام صحابہ مین رضی اللہ عنہم اجمعین ایسی اشعار پڑہی جنمین ولادت شریفہ کا ذکر ہی اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نی برضا و رغبت سنا مواہب لدنیہ و نیز دیگر کتب مین بروایت حاکم و طبرانی و دیگر محدثین روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سی واپس آئی اول مسجد مین تشریف لائی وہان آپنی مجلس عام مین اجلاس فرمایا جیسا کہ کعب بن مالک نی صحیح مین روایت کی ہی پہر عباس ابن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپنے دعای خیر دیکر اونکو اجازت فرمائی اوہنون نے یہ اشعار پڑہے۔

من قبلہا طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

ثم ہبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغۃ ولا علق

بل نطفۃ ترکب السفین وقد الجم نسرا واہلہ الغرق

تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق

وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبہ انت کیف یحترق

حتی احتوی بیتک المہیمن من خندف علیاء تحتہا النطق

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق

فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

اب دیکہئی انہین حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا اور پہر منتقل ہونا ایک صلب سے دوسری صلب مین اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہ السلام کا نجات پانا آپکی برکت سی کہ آپکا نور اونکی ساتہ تہا پہر بعد تقلبات صلبی و رحمی بانجام کار پیدا ہونا اور اوس وقت نور کا نکلنا پہر اوس نور سے تمام عالم کا روشن ہوجانا جو کچہ محفل مولد شریف مین تفصیل ہوتا ہی اس جلسہ مین بالاجمال وہ سب مذکور ہوا ہی پس مردود ہوا قول اون لوگون کا جو کہتی ہین بالاستقلال یہہ ذکر نکری اگر وعظ کی اندر ذکر مین ذکر بہی کردی درست ہے اور بعض یہہ کہتی ہین کہ تنہا پڑہ لی تو جایز ہے مجمع مین نہ پڑہین اب لوگون کو آنکہ کہول کر دیکہنا چاہئی کہ اس مجلس بہا مین کل قصیدہ حضرت عباس کا بالاستقلال اسی ذکر مین ہے اور نیز اوسکی اول و آخر مین پند و موعظت اور

عین مجمع مین پڑہنا ہے اوسیطرح روایت سابقہ مین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم فی بالاستقلال یہ ہے
ایک ذکر مجمع عام مین بیان فرمایا تو ثابت ہو گئی مجلس ذکر میلاد مبارک کی اصل اصیل اب ثابت کرین ہم دوسری
بات یعنی اسکی نظیر اور مثل بھی ثابت ہی بیان اسکا یہ ہی کہ مجلس میلاد شریف شکریہ ہی نعمت خداوندی کا الیسا
ہادی حق سبحانہ نی ہماری ہدایت کی لئی بہیجدیا جیساکہ کلام امام نووی کی استاد مین تصریح اس مضمون کی موجود ہے
لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا الآیہ پس نظیر اور مثل اسکی جلسۂ شکریہ صحابہ مین ہی ہوتا تہا چنانچہ صحیح مسلم
مین ہی ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم حلقۂ صحابہ مین تشریف لائی پوچہا تم کیون بیٹہی ہو کہا ہم بیٹہے ہین
اللہ کی یاد کرتی ہین اور شکر اوسکا ادا کرتی ہین علی ما ہدانا اللہ للاسلام ومن بہ علینا یعنی اسبات کا شکریہ ادا
کرتی ہین کہ خدا نی ہمکو ہدایت فرمائی اسلام پر اور احسان کیا ہمپر اسبات کا کہ راست پر لگا دیا تب فرمایا حضرت
نی تمکو قسم اللہ کی تم محض شکریہ کی لئی بیٹہی ہو اونہون نی عرض کی قسم اللہ کی ہم اسیلیے بیٹہی ہین آپنے فرمایا مینے
تمکو اسئی قسم نہین دی کہ تم پر یہہ گمان ہو کہ تم جہوٹ بولتے ہو بلکہ میرے پاس جبریل آیا اور اوسنی یہ خبر دی
کہ ان اللہ عز وجل یباہی بکم الملٰئکہ یعنے اللہ تعالی فرشتون مین تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے کہ دیکہو میری نعمت کا
شکر کرتی ہین دیکہئی صحابہ نی نعمت اسلام کا شکریہ ادا کرکی وہ درجہ پایا مجلس میلاد مین اوس نعمت عالی کا
شکر ہی کہ جو دین و اسلام کا اصل مبدء ہی امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سی ملٰئکہ مین بانیان محفل
میلاد اقدس کا ہی فخر ظاہر فرمائی کیونکہ علت وہی شکر نعمت ہے جب معلوم ہوا کہ مجلس ذکر مولد شریف کی
اصل اور نظیر و مثل دونو ثابت ہین پہر بدعت سیئہ کہنا اسکا باطل ہوا اب اگر کوئی امور بالائی مروجہ
مجلس مین بحث کری تو جواب اوسکا یہ ہی کہ امور مروجہ محافل مثل فرش و چوکی یا منبر و استعمال عطریات
و تقسیم شیرینی یا طعام وغیرہ سب امور مباحات شرعیہ سی ہین جیساکہ عنقریب واضح ہو گا اور بعض مباحات کا
منضم و مجتمع ہونا بعض مباحات کی ساتہ کسی اصولی کی نزدیک موجب کراہت و حرمت نہین اور یہ اعتراض
پیش کرنا کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی برابر مین چہینکا اور یہ کہا کہ الحمد للہ والسلام علی
رسول اللہ ابن عمر نی فرمایا مین ہی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ لیکن ایسے موقع مین ہمکو ایسا تعلیم
نہین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہ تعلیم فرمایا ہی کہ کہا کرین الحمد للہ علی کل حال اس حدیث سی

یہہ سند ہوئی کہ جو شرع مین ثابت ہوا اوسپر زیادہ کرنا منع ہی جواب مختصر طور پر یہہ ہے کہ درمختار کی کتاب
الذبائح مین ہے مواطن لا اذکر فیہما عند العطاس و عند الذبح پس السلام علی رسول اللہ کہنا اوسکا مقابل
نہی کی واقع ہوا تہا پہر الحاق امر منہی عنہ کو کسطرح وہ رضی اللہ عنہ منع نفرماتی امور منہیہ کو ہم ہی منع کرتی ہین
اور براہین قاطعہ مین ہی کہ ایک شخص نے چہینک کر کہا السلام علیکم حضرت ابن عمر نی اوسپر ہی انکار کیا
انتہی ہم کہتی ہین وہ انکار اسلئی تہا کہ وظیفہ معینہ شرع کا جو الحمد للہ تہا اوسنی چہوڑ کر تحیت ملاقات کا وظیفہ
اوسکی جگہہ قایم کیا تہا یہ تشریع جدید اور تبدیل دین ہے مولد شریف کو اس سی کیا علاقہ امور خیر کا اضافہ و ایجاد نحوا
من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کی تعمیل ہے نہ یہ تبدیل دین ہی نہ تشریع جدید اب ہم پیش کرتی ہین یہ تقریر
کہ زیادہ کر دینا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تہا جائز ہی اسکی دو نظیرین لکہتا ہون باقی جس شخص کی
نظر فتاوی پر ہوگی وہ اور ہی نظیرین نکال لیگا نظیر اول یہ کہ سب جانتی ہین کہ صحاح ستہ مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا درود تعلیم فرمایا ہوا اوسکی جلسۂ التحیات کی یہ ہی اللہم صل علی محمد الی آخرہ لیکن اگر کوئی آدمی
اسمین لفظ سیدنا زیادہ کری واسطی آداب و تعظیم کی یعنی یون کہی اللہم صل علی سیدنا محمد اسکو صاحب درمختار نے
افضل اور مندوب لکہا ہی وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار الواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ
دوسری نظیر یہہ کہ فقہا زیارت مدینہ منورہ مین زادہا اللہ شرفا و تعظیما یون لکہتی ہین وکل ما کان ادخل
فی الادب والاجلال کان حسنا اس عبارت سی ہی معلوم ہوا کہ رعایت اوس بات کی کرنی کہ جو سلف سی منقول ہے
نہی ہو وی اور ایک بات ہی زیادہ ہو یہ کچہہ ضرور نہین بلکہ اپنی طرف سی جو کچہہ حرکات و سکنات مودبانہ
کریگا سب بہتر ہین اون تعظیمات مین زائر مخیر ہے خلاصہ یہ کہ حدیث عطاس مین اوس شخص کا زاید کرنا لفظ
السلام علی رسول اللہ مقابل نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہا اسلئی ابن عمر رضی اللہ عنہما نی اوسکو منع
کیا اور مولد شریف مین جو بعض امور ملحقہ ہین اونکی نہی شرع مین وارد نہین پس قیاس کرنا امور غیر منہیہ کو منہیہ
پر صحیح نہین **آجکل کی کیفیت مروجہ مدارس** کو خیال نہین فرماتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین ہی تعلیم دین ہوتی تہی اور اب ہی مدارس اسلامیہ مین ہوتی ہی لیکن اسقدر فرق ہی کہ اول
شروع اسبات کو نہا کہ استاد پڑہاتی تہی شاگرد سنتی تہی چنانچہ بخاری و مسلم و ابو داود وغیرہ یہ سب محد

لکھتی ہین کہ ہماری استادون نے یہ حدیثین ہماری سامنی پڑہین اور ہمکو تعلیم کین جا بجا لفظ حدثنا اسپر
شاہد ہی اور امام احمد اور ابن مبارک اور یحیی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک لفظ اخبرنا ہی مثل حدثنا
وہی سماع عن الاستاد کی معنی مین ہی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا مین اب تک تیرہ سو برس ہوچکی وہی دستور
جاری ہی کہ استاد پڑہتا ہی اور شاگرد سنتی ہین جو شبہ ہوتا ہی استاد سی دریافت کرلیتی ہین اور ہندوستان
کی مدارس کا یہ طریق ہی کہ شاگرد پڑہتا ہی استاد سنتا ہی جو سلف مین بکثرت تہا اب بالکل یہان متروک ہی
اور تعمیر مدارس کے : حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی سے رضوان اللہ علیہم
اجمعین اور نہ پہلی صحابہ اور تابعین حتی کہ امام اعظم اور امام محمد و ابو یوسف تک بہی تعلیم علم دین کی اجرت
نہ لیتی تہی اب علم دین کی پڑہانی پر تنخواہین معین ہین اور آئین تعلیم مین صرف ونحو وغیرہ کی حدود
مقرر ہین کہ فلان فلان کتاب تک ہو پہلی یہ نہ تہا اور علاوہ اسکی منطق اور علم ہیأت و ہندسہ وغیرہ
جنکا سلسلہ یونانیون تک پہنچتا ہی اور سلف کی جوتیون تک کو ان علوم کی گرد نہ لگی تہی اب تحصیل مین
داخل ہین اور پہلی جو کوئی روپیہ دیتا تہا مخفی طور پر دینی کو خالی ریا سے جانتا تہا اب چندہ دینی والون
کی نمائش ہوتی ہی اونکی نام سال بسال کتابون مین چہپتی ہین چندہ والا اگر دینی مین کچھ تامل کری
تو ایک پیادہ متقاضی اوسپر معین کیا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ اس زمانہ کی طور تعلیم مدارس کو کہان تک بیان
کرون کم سے کم علم آدمی بہی تامل کریگا تو معلوم کرلیگا کہ بیشک مدرسہ تعلیم دین کا اس ہیئت کذائی اور
ہیئت مجموعی کی ساتہ ہرگز قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا لیکن باوجود اسکے جائز رکہتی ہین اسکو فقط اسبات پر
نظر کرکی کہ گو یہ عوارض اور لوازم بالائی سلف سے نہین لیکن اصل تعلیم دین تو ثابت ہی ان عوارض سے
اوسکی اصلیت باطل نہین ہوتی اور یہ نہین کہتی کہ یہ تعلیم جو اس ہیئت کذائی سے ہی بدعت اور ضلالت ہے
علی ہذا القیاس عارض ہونی اس ہیئت کذائی سی محفل مولد شریف بہی سنت ہونی سی خارج نہین ہوسکتی اور
بدعت ضلالت کہنا اسکا لغو اور ضلالت ہی **فائدہ** اس مقام پر مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی مدرسہ
مروجہ حال کو بجمیع وجوہ سنت ثابت کیا ہی صفحہ ۱۰۸ تعمیر مدرسہ کی لئی لکھا صفہ کہ جسپر اصحاب صفہ طالب علم
دیوم فقراء مہاجرین رہتی تہی مدرسہ ہے تو تہا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت وہی ہی اور عمال کو منی ذرہ

وصول کرتی ہتی اونکو عمالہ یعنی اجر ملتا تہا سو وہ ہی اب تنخواہ مدرسین کی ہی پہر بہی امر دین پر لینا ہی صفحہ ۱۸۶
اور چندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خود لیا ہی غزوہ تبوک مین صفحہ ۱۸۷ بیشک تہوڑی علم والا ہی جانتا ہے
کہ مدارس کی سب امور سنت ہین قرون ثلثہ مین موجود تہی انتہی کلامہ ملخصا **ہم کہتی ہین** امور مندرجہ محفل میلاد
کا ثبوت اس سی بہت اعلی طور پر ہی **ذکر ولادت** یہ خود ثابت الاصل ہی جیسا ذکر اوپر گذر چکا
اور **فرش و استعمال عطر اور کہانا اور شیرینی دینا** یہ خاطرداری اور ضیافت مہمانونکی ہے
صحیحین کی حدیث ہی من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمال
تاکید سے ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو اللہ تعالی اور روز قیامت پر ایمان ہی اوسکو چاہئی کہ خاطرداری اور
تواضع کری اپنی گہر آئی ہوئی کی پس فرش زیبا پر اونکو بٹہانا اور عطر لگانا مہمانون کی تعظیم و اکرام ہے اور
مجلس کے میہمانون سی پوچہہ لیجئی کہ اونکی نیت بیشک یہ ہوتی ہے کہ جو کچھہ ہمنی تیار کیا ہی شیرینی یا کہجور یا
فیرنی وغیرہ وہ سب صاحبونکو جو ہماری گہر آئینگے کہلاینگے اور شریعت سے یہ بات معلوم کیجئی کہ ضیافت شرع
مین کس چیز کا نام ہی چیز کہلانیکی خواہ تہوڑی یا بہت جب وہ کسی لئی آدمیونکو بلاویگا وہ شرع مین ضیافت
کہلاویگی صحابی روٹی کا ٹکڑا یا کہجور جو ہوتا پیش کرتی اور حدیث مین ہی لو دعیت الی کراع لاجبت یعنی
ایک پاچہ بکری کی لئی بہی کوئی دعوت کری تو مین قبول کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاق عالی
تہا اوس اہل ضیافت کا خوش کردینا منظور ہوتا تہا اپنا پیٹ بہرنا منظور نہوتا اور یہہ ہی امت کو ارشاد
فرمایا جیسا کہ بخاری مین ہے ان دعیتم الی کراع فاجیبوا یعنی اگر کوئی تمکو ایک پاچہ بکری پر دعوت کری
تو قبول کرو اور فقہا ہی یہی حکم دیتی ہین فتاوی برہنہ مین ہی از جہت بعد و فقرا امتناع نیارد و قصد
نکند حاجت شکم را بلکہ نیت کند اقتدای سنت و ادخال سرور در دل مسلم پس اگر کوئی متمول فی مقلد
شکم سیر کہانا کہلاوے محفل مولد شریف مین یا کم مقدور والا محض شیرینی اور کہجور حاضرین کی لئی اہل اسلام
کو تکلیف دی اسکو شرع مین ضیافت کہتی ہین اور ہدایہ مین ہے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم
یعنی جو مسلمان دعوت کیا ہوا بغیر عذر نہ آیا اوسنی نافرمانی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افسوس وہ لوگ
تعمیل سنت کی لئی آدین قلیل و کثیر پر نظر نہ کرین اور منکرین اون عاملان سنت پر طعن کرین اور اس

بات کا خیال نہ کرین کہ سُنت کی ستہرا مین زوال ایمان کا اندیشہ ہوتا ہی اور یہ جو طعنہ دیتے ہین
مٹھائی کی للچ سی آتی ہین اور بعضی یہ کہتی ہین کہ مٹھائی بانٹنے کی کیا اصل ہے یہ
اعتراض بھی صحیح نہین شاہ عبد العزیز صاحب رسالہ اہل لغیر اللہ مطبوعہ مطبع محمدی کی صفحہ ۴۲
مین لکھتی ہین و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما انتہی بلفظہ فتاوی خزانۃ الروایات کی
فصل ضیافت اور روح البیان کی جلد دوسری مین لکھا ہی فی بطن المومن زاویۃ لا یملاہا الا الحلوا
یعنی مومن کی پیٹ مین ایک گوشہ ہی جسکو نہین بھرتی کوئی چیز سوا مٹھائی کی انتہی اب خیال کرنا چاہیے
کہ گوشہ شکم مومن جو کہین سے نہین بہرتا مٹھائی سی اوسکا خلو رفع کرنا کیا کچھ اجر کی بات ہوگی اور فرمایا
اللہ تعالی نی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہین پہنچو گی تم نیکی کی حد کو جبتک نہین خرچ کروگی
وہ چیز جسکو دوست رکہتی ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہی جن چیزون کو مومن دوست رکھتا ہے اون مین
مٹھائی بہی ہی چنانچہ خزانۃ الروایات اور نیز تفسیر روح البیان مین آیا ہی قال علیہ السلام ان المومن
حلو و یحب الحلاوۃ پس جو چیز خود قاسم مومن اور نیز مومنین مقسوم علیہم کو محبوب ہو امید ہی کہ آدمی اوسکی
تقسیم کرنی مین نیکوکاری کی حد کو پہنچی اور کچھ شک نہین کہ اسیطرح کی وجوہات سی شاہ عبد العزیز صاحب نے
اسکو مستحسن امر مرغوب باجماع علما لکھا ہے منبر پاجوکی اور اشعار کا ثبوت یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم مین حضرت حسان منبر پر کہڑی ہوکر خود حضرت کی سامنی اشعار پڑھتی تھی یہ حدیث صحیح بخاری مین ہے
تداعی یعنی بلانا آدمیون کا اسکی دو شکلین ہین یا یہ بلانا تناول ماحضر کی لئی ہی یہ خود سنت دعوت ہے
یا بلانا اسلئی ہی کہ وہ آکر سیرت و صفات نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سنین یہ بہی سُنت ہی اسلیئے نبی کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم بہی صحابہ کو خبر بہیجکر بلاتی اور جمع کرکی اونکو کچھ فرماتی آپکا زبان سے کچھ فرمانا حدیث
ہی پس سُنت ہوا استماع حدیث کی لئی بلانا اور اصطلاح دین مین حدیث شامل ہی رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قول و فعل و تقریر و صفات و شمائل و فضائل و حلیہ وغیرہ کو اور موضوع علم حدیث ذات رسول
ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور غایت اوسکی حصول سعادت دارین اور شک نہین کہ محفل مولد شریف مین بیان ہوتی
ہین افراد علم حدیث تو اعلام کرکے بلانا گویا حدیث رسول اللہ کی لئی بلانا ہی اس تداعی کو مکروہ و حرام کہنا

عجیب بات ہی یہ لوگ آیہ کریمہ ادع الی سبیل ربک سی بہی اگر اپنی تسلی کرلین یہ بہی ممکن ہے تعجب ہے کہ مدرسے کے
لیے اسقدر دور دراز فکر کو دوڑایا کہان عمارۃ عالمین کہان تنخواہ مدرسین کہان صفہ کہان مدرسہ
کہان جہاد کا چندہ کہان مدرسہ کا چندہ اور ہماری دلایل درباب مولد شریف جو مدلولات دعاوی پر صریح
الدلالت ہین اونکی طرف خیال بہی نہین فرماتی اوسکو بدعت ٹہراتی ہین اللہ اللہ کمال بوالعجبی کا مقام ہے
اگر کوئی یہہ کہی کہ یہہ چیزین فرادی فرادی بیشک جایز لیکن ہم انکا جمع ہونا جائز نہین جانتی جواب
اوسکا یہ ہی کہ مدرسہ کی ہیئت مجموعی بہی قرون ثلثہ سی ثابت نہین اوسکی اثبات مین بہی فرادی اجزا کا
ثبوت دیا گیا ہی یہان بہی وہی قبول کرنا چاہیئی ثانیا یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم مین فرماتی
ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا و مہما انضم مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع
محظورا لا تتضمنہ الاحاد پس مجتمع ہونی مباحات و مستحسنات سے یہ محفل ممنوع نہوگی اور براہین قاطعہ صفحہ ۶۰
مین جو اعتراض اس قاعدہ مسلمہ سلف پر کیا ہی اور یہ لکھا ہی (تمر اور پانی دونو نکا نبیذ بنایا جاوی بعد
کف دینی کی جو ہیئت حاصل ہوئی حرام ہوگیا) جواب اوسکا یہ ہی کہ جبتک محض تمر اور پانی تہا اوسوقت
تک مباح تہا اب طول مدت اور تاثیر زمان سے ایک شئی ثالث حادث ہوئی جو نشہ آوری کا سبب ہوگیا
پس موجب حرمت یہ شئی ثالث مذموم شرعی ہی نہ وہ اشیاء مباح ورنہ تعلیل مولف براہین کی موافق
تو اجتماع مباحات سی قطع نظر ایک چیز منفرد بہی حرام ہوجائیگی اسلئی کہ شیرۂ انگور بعد سکر خود شراب بنجاتا ہے
تو چاہیئی منفرد چیز کو بہی حرام کہا جاوی اور یہہ صحیح نہین احکام شرعیہ مین تامل درکار ہی بنا علیہ صحیح وہی ہے کہ
اگر اجتماع مباحات مین کوئی محظور شرعی لازم نہ آتا ہو وہ درست اور مباح ہی اس سے وہ دوسری وہ اعتراض
مخالفین کی بہی رد ہوگئی جو کہتی ہی کہ قرآن دیکھہ کر پڑہنا سنت تہا اور نماز سنت تہی مجموعہ ملکر مشابہ
باہل کتاب ہوگیا اور رکوع مشروع اور قرآن مشروع جمع دونون کا مکروہ ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ صورت
اول مین محظور شرعی یہ لازم آیا کہ تشبہ اہل کتاب سی ہوا اور صورت ثانیہ مین یہ کہ حدیث شریف کی مخالف
یہ فعل ہوگیا جو فرمایا ہی الا انی نہیت ان اقرء القرآن راکعا او ساجدا ذکر مولد شریف مین امور مذکورہ بالا
شریک ہوتی ہین نہ تشبہ اہل کتاب سی ہی جیسا کہ لمعہ ثالثہ مین اوسکا ابطال بخوبی ہوچکا اور نہ کوئی نہی

شرعی انضمام مباحات مین واردہی بنا رعلیہ مجلس معہ انضمام امور مباحہ ومستحسنہ مروجہ درست اورمستحسن ہی

دوسری تقریر امور مذکورہ کی جواز پر یہ ہے کہ فرمایا حق سبحانہ تعالی نی سورہ اعراف کی چوتھی

رکوع مین قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی تو کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کسنے حرام کردیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی ہی اپنی بندونکی واسطے اور ستہری چیزین کہانے کی اول یہ بات
سمجھنی چاہیی کہ آیات کا نزول خواہ کسی موقع مین ہوا ہو لیکن حکم اونکا مقید بہ شان نزول نہین ہوتا بلکہ
جہانتک دلالت الفاظ جاری ہوتی ہی وہان تک حکم جاری کیا جاتا ہی یہ علماء اصول قرار دی چکی ہین چنانچہ
توضیح وغیرہ مین مندرج ہے العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص السبب یہ بات ہماری کل آیات استدلالات مین
یاد رکہنا چاہیی پس یہ آیہ کریمہ گو موقع خاص مین نازل ہوئی لیکن جمیع مفسرین و اصولیین و فقہا اس آیہ کو
عام لیتے ہین جسکی نظر در مختار اور تفسیر بیضاوی و رازی وغیرہ پر ہوگی اوس سے یہ بات مخفی نہین کہ فرش
بچھانا اور محفل کا سجانا اور عطریات سی لباس بسانا چوکی اور منبر اور مسند لگانا یہ سب زینت اللہ مین داخل ہے
اور جو کچھ حاضرین کو کہلایا جائیگا پان الایچی چای کہجور شیرینی یا کہانا اوسکو لفظ طیبات من الرزق شامل
ہے علامہ بیضاوی نی آیہ مذکورہ کی تفسیر مین لکہا ہی فیہ دلیل ان الاصل فی المطاعم والمناکح والملابس
وانواع التجملات الاباحۃ بنا رعلیہ یہ سب چیزین از روی قواعد اصول وحسب تصریح مفسرین محمول جایز او مباح
ہوئین منع کرنیوالا انکا خطر عظیم مین ہی حق تعالی نی فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم
ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین چاہیی کہ مانعین اندیشہ کرین اس سے کہ وہ معتدین مین شامل ہو جاوین
جنکو اللہ تعالی نہین چاہتا **تیسری تقریر جمیع امور مجلس میلاد کی لئی** یہ ہی کہ دلیل
پکڑنی چاہیی اس آیہ کریمہ سے جو سورہ یونس کی چہٹی رکوع مین ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا
ہو خیر مما یجمعون بارہ برس گذری یہ ضعیف اس آیہ کو اپنی کتاب بہار جنت مین درج کر چکا ہے لیکن عام
آدمیونکو جب تک تشریح بیگانہ سمجہایا جای اصل مدعا کو نہین پہنچتے بنا رعلیہ اب اسکی تفسیر کرتا ہون واضح ہو کہ حق سبحانہ
اس آیہ ہدایت پیرایہ مین حکم دیتا ہی اہل ایمان کو کہ وہ اللہ ہی کی فضل اور اللہ ہی کی رحمت سی فرحت اور سرور
کرین امام رازی اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتی ہین کہ یہان ایک فعل فلیفرحوا محذوف ہی اور ایک

مذکور یعنی اہل ایمان کو چاہیی اللہ کی فضل و رحمت پر خوشی کرین پہر فرمایا دوبارہ کہ چاہیے اسی پر خوشی کرین
اور تکریر امر تاکید کی لئی ہی اور لفظ فبذلک مفید حصر ہے یعنی واجب ہے انسان پر کہ فرحت خاص اللہ ہی کی
فضل و رحمت پر کرے کیونکہ جو لذات جسمانی و نفسانی اور نعیم دنیاوی ہین یہ سب فانی ہین یہ چیزین قابل فرحت و
سرور نہین اور فضل و رحمت خداوندی کو فرمایا ہو خیر مما یجمعون یعنی وہ بہتر ہی اون سب لذات و ثمار فانیہ
سی جو دنیا مین جمع کرتی اور سمیٹتی ہین اس آیہ کریمہ سی ثابت ہوا فرحت و سرور کرنا ساتھ فضل و رحمت خداوندی
کی اور شک نہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور فضل ہین علامہ ماوردی نی آیہ لولا فضل اللہ علیکم
ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کی تفسیر مین نقل کیا ہی کہ فضل اللہ رسول خدا ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت
بہی وہی ہین ذکر کیا اسکو زرقانی شارح مواہب نے اور تفسیر روح البیان مین سورہ نساء تحت آیہ مذکورہ لکہا ہے
وفی الحقیقۃ کان النبی علیہ السلام فضل اللہ ورحمتہ یدل علیہ قولہ تعالی ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم
یتلوا الی قولہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء وقولہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسیواسطی کتب احادیث
و سیر مین منجملہ اسماء مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضل اللہ اور رحمت للعالمین و رحمۃ مہداۃ و رحمۃ الامۃ
و رسول الرحمۃ بہی شمار کئی ہین جیسا کہ زرقانی اور قسطلانی وغیرہ محدثین نی لکہا ہی پس ثابت ہوا فرحت و سرور
کرنا آپکی وجود باجود کا اور جب فرحت کرنا ثابت ہوگیا تو فرحت کی جسقدر اسباب مباح ہین وہ سب ثابت
ہوگئی کہ اذا ثبت الشیء ثبت بلوازمہ قاعدہ مسلمہ ہے پس اجتماع اخوان و تزئین مکان اور شیرینی کی خوان
و جمیع مباحات مروجہ زمان حتی کہ وقت ذکر ولادت شریف جوش فرحت و سرور مین کہڑا ہو جانا اور شکر الہی
اس فضل و رحمت مہداۃ کی بابت بجا لانا سب منطوق فلیفرحوا سی ثابت ہو گیا اور آیہ واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ
تعبدون سی بہی یہ امور ثابت ہو سکتی ہین اسلئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نعمت ہین اور شکر ادا
ہوتا ہی طرح طرح کی افعال و اعمال سے مثل قرات آیات و تلاوت احادیث معجزات و درود و سلام و
اطعام طعام وغیرہ اور ملحوظ خاطر رہنا چاہیی کہ تقریر امور ملحقہ آینگی اور اگر مانعین اسطرح کی نظیر اور مثل طلب
کرتی ہین کہ ایسا جلسہ مسنونہ بتاؤ جسمین چند سنتین مثل جلسہ مولد شریف کی مجتمع ہون تو اوسکی بہی نظیر شرع
مین موجود ہی مثلا شادی عروسی کہ اوسمین اجتماع ہی مومنین کا اور ذکر اللہ بہی اوسمین ہی اسلئی کہ خطبہ نکاح کا

جو سنت ہی جلسۂ نکاح مین پڑہا جاتا ہی بعد ازان خرما وغیرہ تقسیم کر دیا جاتا ہی یا حاضرین کے ہاتہون لٹا دیا جاتا ہے
فتاوی عالمگیری مین ہی لا باس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح اور مولوی اسحق صاحب نی مسائل
اربعین مین لکہا ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا مین لوگون کو جمع کرکی خطبہ
پڑہا ایجاب قبول کیا چہوارے لٹائی اور نیز جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سی نجاشی بادشاہ
حبشہ نی اپنی ملک حبش مین کیا تو حضرت جعفر اور جمیع مہاجرین کو جمع کرکی خطبہ پڑہا ایجاب قبول کیا بعد ازان
سبکو کہا کہ ابہی بیٹہی رہو یہ سنت پیغمبرون کی ہی کہ بعد نکاح کی کچہہ کہانا کہاوین تب کہانا منگا کر سب کو کہلایا
یہہ بہی مسایل اربعین مین ہے اب دیکہئے اگر نکاح مین عقد نکاح کا سرور ہے یہان یعنی مجلس میلاد شریف مین اوس سے
کہین زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہے وہان خطبہ مین توحید اور اقرار رسالت ہے یہان بہی
وہ مضمون بہ تفصیل و شرح موجود وہان تقسیم شیرینی و خرما و اطعام طعام ہی یہان بہی علی ہذا القیاس یہ باتین موجود
ہین اور اگر سال بسال دائمی ہونیکی مثلیت مطلوب ہے تو محدثین صوم عاشورا کی نظیر دی چکی ہین کہ موسی
علیہ السلام کی نجات کا شکریہ سال بسال کب سے چلا آتا ہی غرض کہ میلاد شریف کی اصل بہی شرع مین موجود ہے
اور نظیر اور مثل بہی بنا علیہ موافق قول مولوی اسمعیل صاحب کی یہ محفل بدعت نہین اب ایک اور تقریر سی
ثابت کرتی ہین کہ یہہ محفل سنت ہی مولوی اسمعیل صاحب تذکیر الاخوان مین مجتہدون کی نکالی چیز کو سنت
مین داخل کرتی ہین اور مجلس میلاد اگرچہ بدین ہیئت مجموعی کسی مجتہد مطلق نی خود ایجاد نہین فرمائی لیکن
مجتہدین مطلق نے ایسی عمدہ قاعدی کلیہ ایجاد کئی کہ یہ مجالس ان قاعدون مین داخل ہو گئی مثلاً حضرت امام مالک
حدیث کی تعظیم اسطرح کرتی تہی کہ اول غسل کرتی تہی پہر فرش ہوتا جو کی مسند بچہتی عود و لوبان وغیرہ بخور
خوشبو سلگتی پہر منبر پر بیٹہہ کر کمال تعظیم سی بیان فرماتی لوگون نے پوچہا یہ اہتمام کیون کرتی ہو فرمایا تعظیم کرتا ہون
حدیث رسول اللہ کی تب کسینی اعتراض نکیا اور چپ ہو گئی امام مالک خیر القرون تبع تابعین مین تہی اور مجتہد
تہی اونکی فعل سی یہ آداب ثابت ہوی پہر جسنی اونپر اعتراض کیا وہ اونکی دلیل معقول سنکر چپ ہوا کہ واقعی
حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے پس دوسرون کا سکوت کرنا بعد اعتراض کی یہ بہی قول امام مالک کو موید ہو گیا علاوہ
برین اوسوقت سی آج تک جمیع کتب حنفیہ مالکیہ شافعیہ مین یہ دستور العمل مکتوب ہو گیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف بحر ... مجلس نکاح مین ۱۲

کی لئی مکان عالی پر بیٹہنا خوشبو لگانا تعظیم مد نظر رکہنا مستحب ہے مدارج النبوۃ اور مواہب اور شرح مواہب وغیرہ سی یہ
بات ظاہر ہے اور معلوم ہی سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف مین احادیث و معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر ہے اوسمین اسی قسم کے آداب کئی جاتی ہین پس یہان تک تو محفل مولد شریف خیر القرون مین داخل اور سنت مین
شامل ہی باقی رہا درود و سلام وہ کہڑی ہو کر پڑہنا تعظیماً اسکی اصل بہی مجتہدون سی ثابت ہے
یعنی احمد بن حنبل کی استاد یحیی بن سعید منارہ مسجد سی پشت لگا کر بیان کرنا شروع کرتی تہی اور بڑی بڑے
عالم مجتہد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ کہڑی رہتی تہی اور تحقیق کرتی حدیثین اور
کوئی اونکی ہیبت اور جلال سی بیٹہہ نہ سکتا تہا یہ حال فتاوی برہنہ مین موجود ہی ان محدثون اور مجتہدون کے
فعل سی ثابت ہو گیا اگر کوئی شخص ذکر الرسول کہڑا ہو کر کری صحیح ہی اور حضرت حسان منبر پر کہڑی ہو کر اشعار
پڑہا کرتی تہی اور فخر بیان کرتی تہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن قاری اور سامعین اول سی آخر تک کہڑا رہنا اپنے
مین مشقت سمجہہ کر کہ ہر کسیکو کہڑا رہنا دشوار ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس اوسیقدر مین کہڑی
ہو جاتی ہین جسمین اصل ولادت شریف کا ذکر ہوتا ہی کہ یہہ جلسہ اوسیکی فرحت و سرور کا ہی بحاصل امور مندرجہ
مجالس میلاد کا ثبوت مجتہدین مطلق کی قواعد و اعمال سی ہو گیا اور جسوقت ملک ابو سعید مظفر نی محفل مولد کا
سامان کیا اور مفتیان دین مین اس مسئلہ کا ۶۰۴ھ مین اعلان کیا اوسوقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ
تہا لیکن مجتہدین کی چند طبقہ ہین اونمین سی ایک مجتہدین فی المسایل ہوتی ہین کہ قوت نظریہ اونکی قوی
ہوتی ہی اور اپنی امام کی اصل پر نظر کرکی مسایل غیر منصوصہ مین بنظر اجتہادی حکم دیتی ہین اس قسم کی
مجتہد شافعی و مالکی وغیرہ موجود تہی تواریخ سی ثابت ہی کہ اوسوقت جمیع علما نی محفل مولد شریف کو مع امور
مروجہ اطعام طعام و تعین یوم میلاد وغیرہ جایز رکہا پس ان خصوصیات کی اسناد بہی مجتہدین تک پہنچ گئی
اور مولوی اسمعیل صاحب نی مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشرع کی قید تو لگائی نہین کیونکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ کوئی
فعل ایسا نہو کہ عوام یا علماء کم مایہ اوسکو پسند کر لین بلکہ وہ ایسی مجتہد ہون کہ اونکو قوت نظریہ لایق اصل
و نظیر پہچاننی کی ہووی اور مولوی اسمعیل صاحب نے تذکیر الاخوان کی باب تقلید مین یہہ بہی بیان کیا ہی
کہ اگر اکثر عالم دیندار متقی اس مسئلہ کو قبول کر لین تو البتہ وہ بہی معتبر ہے انتہی دیکہتی یہان اجتہاد کی بہی قید

مدار دہی اب ہم لکھتی ہین کہ اس محفل کو اکثر علماء دیندار متقیون نے معتبر رکھا ہی اور استحباب کا فتوی دیا ہی
اور ابو سعید مظفر کی عہد مین علما بڑی عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع و اصول تھی قوت اخذ مسائل غیر منصوصہ
اپنی عقل و ادراک مین رکھتی تہی علاوہ برین امام شافعی کی قاعدہ مین جو کہ مجتہد فی الشرع تھی محفل مع جمیع
خصوصیات و تعینات مروجہ اہل اسلام داخل ہی وہ قاعدہ یہ ہی کہ امام شافعی سی بیہقی نی یہہ روایت کیا ہی
کہ نئی بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کی حکمون کو نہ مٹاتی اور نہ رد کرتی ہو وہ بدعت
حسنہ اور محمود ہی اوسکو برا نہ کہنا چاہئی پس محفل میلاد اس مجتہد کی قول مین داخل ہو گئی کیونکہ یہ کسی حکم
قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہین کرتی اور اگر رد کرتی ہی بیان کرو من ادعی فعلیہ البیان الحاصل ہر نہج سی ایکی
اسناد مجتہدین تک پہنچتی ہی خواہ تصریحا خواہ استنباطا پس یہ محفل سنت مین داخل ہی اور بدعت نہین ہوا فرع
قاعدہ مقررہ مولوی اسمعیل صاحب کے **سوال** تم ساکنان ہندوستان حنفی المذہب ہو امام مالک اور
شافعی سی کیون استدلال کرتی ہو جواب جو مسئلہ ہماری امام سی تصریحا بیان ہو اور دوسرے اماموں نے
اوسکو تصریح کیا ہو اور وہ ہماری قواعد کی مخالف نہو پس تسلیم کیا جاتا ہی وہ ہماری مذہب حنفیہ مین ایکی
نظیرین ناظر کتب فقہ کو ملجاوینگی بالفعل ایک مثال لکھتا ہون درمختار مین ہی واما تقبیل الخبز فجوز الشافعیۃ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی کہا صاحب درمختار نی کہ روٹی کو چومنا یعنی بوسہ دینا جایز رکھا ہے
شافعیون نی کہ یہہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہ مذہب شافعیون کا لکھ کر صاحب درمختار جو مذہب کا حنفی ہے
لکھتا ہی کہ قواعدنا لاتاباہ یعنی ہم حنفیون کی قاعدے کچھ اس سی مخالفت نہین رکھتی پس ثابت ہوا کہ غیر
اماموں کی مذہب مین جو بات ایسی ہو کہ ہماری مذہب مین اوسکا ذکر نہو اور ہماری مخالف بھی نہو اوسکا
لیلینا درست ہی چنانچہ تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی ہماری کتب فقہ شامی وغیرہ مین برابر مثل مذہب امام
شافعی کی مندرج ہی اور اسیطرح قرأۃ حدیث مین لوبان وغیرہ سلگانا خوشبو لگانا اونچی جگہ پر بیٹھنا باقتداء
امام مالک کتب حنفیہ مین موجود ہی **لمعۂ خامسہ** اعتراض کرتی ہین کہ اگر یہہ محفل کبھی کبھی کرتی جائز
ہی ہو تو خیر لیکن خاص ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مین کرنا اسکا اور وہ بھی ہر سال دائما کرین اسکی
تو کوئی دلیل نہین ہی **جواب** محفل مولد شریف کی تخصیص اسطور پر کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول

کی ہوا اور پہر جائز ٹہوے کسی عالم اہل سنت نی تصریح نہین کی الا اہل ایمان جب کہ تمکین مین عبارتین صحابہ و
متقدمین کی صریح موجود مین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مورد الروی مین ہی بل یحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہ
اسکی بعد ابن جماعہ رحمہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی کان یقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولدا اور
سیرت شامی مین علامہ ظہیر الدین ابن جعفر کا فتوی یہہ ہی ہی بدعۃ حسنۃ اذا قصد فاعلہا جمع الصالحین و
الصلوۃ علی النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم و اطعام الطعام للفقراء والمساکین بہذا القدر یثاب علیہ بہذا الشرط
کل وقت اور اصل تحقیق یہ ہی کہ نصوص قرآنی مطلق مین واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور اسیطرح قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور اسیطرح واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون پس شکریہ نعمت وجود باجود حضرت رحمت
العالمین کا ہمپر فرض ہوا اور اسیطرح فرحت کا بھی حکم ہوا کہ رحمت خداوندی پر فرحت و سرور کرو اور ظاہر ہے کہ
حق سبحانہ تعالی شانہ نی اس فرحت و سرور اور شکریہ کو موقت کسی وقت کی ساتھ نہین فرمایا بناء علیہ حضرت
کی ولادت کا فرحت و سرور دائمی ہوا اسیواسطی جمیع اہل اسلام جمیع بلاد اسلامیہ مین شرقا غربا بارہ مہینہ جب
کسی سے بن پڑتا ہی مولد شریف کرتی ہین اور اسیطرح شکر ولادت نبی کریم علیہ التسلیم جمیع افراد عبادت مین
عام رہا اور یہہ بات علمای اصول سی مخفی نہین کہ فرضیت امر الہی کسی فرد مین پائی جاویگی ادا ہو جاتی ہی خواہ
وہ کتنا ہی قلیل ہو لیکن قدر مفروض مشروع سی زیادہ کرنا تکمیل فرض کی لئی چاہئی اور وجہ مشروع ہونیکی مستحب
اور مطلوب ہے شرعا جب یہہ بات معلوم ہو چکی تو ثابت ہو گیا یہ کہ شکریہ و فرحت سرور وجود نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم دائمی ہی جب ہو سکی اور جس فرد مین ہو سکی عمل مین لائی خواہ اطعام طعام یا تقسیم شیرینی اہل ایمان مین
خواہ قراءت قرآن خواہ تلاوت معجزات انشاد مدائح و محامد و مناقب بہیئت اجتماع تعظیم کری خواہ ان سب کو
جمع کر دی پہر شہر ربیع الاول کی بارہوین تاریخ یہہ افعال و اعمال بجا لائی یا کسی اور تاریخ اور کسی مہینہ مین سب
جایز ہے اس تقریر سی مطلق کی سب فرد جایز رہی اگر کوئی ذکر نعمت اللہ بلا قید کری وہ بھی جایز ہے اور
جو مقید قیود آداب و مستحسنات کے کری جنکا ذکر لمعہ رابعہ مین گذر چکا وہ بھی جایز ہے اور یہ بالبداہت معلوم ہے
کہ جسقدر مستحسنات و مستحبات شرعیہ محفل مین زیادہ ہونگی خیر و برکت زیادہ ہوگی اسیوجہ سے اکثر آدمی اس ذکر
اقدس کو جہان تک ہو سکی تعظیم و احترام و زیب و احتشام سی کرتے ہین کہ اجتماع افراد مستحسنات سے حسن معنوی کا

تضاعف اور زیب و زینت ظاہری سی شان اسلام کا تجمل ظاہر ہو یہ نہیں جو انہیں کہتی ہیں کہ ان لوگون کی
نزدیک بغیر امور مروجہ محفل ذکر اقدس منع ہی حاشا وکلا جب جی چاہی خالی قیود سی بہی مدح و قصاید میلاد شریف
پڑہتی ہین بنا علیہ اونپر کوئی غبار نہین فقط ان باتونین ایک اندیشہ عظیم ہی یہ کہ زیب تجمل اور تقسیم شیرینی اور
ہجوم مومنین کو منع کرتی ہین گویا اونہون نی مطلق کو مقید کر دیا کہ اس ہیئت تجمل کے ساتہ نہو اسکا نام شرع ہی نہ
نسخ ہی معاذ اللہ اور یہہ اعتراض کہ صحابہ نی اس تجمل و زینت کی ساتہ کیون نکیا جواب یہ ہی کہ اونکی
وقتون مین چند مصارف ایسی پیش تہی کہ صرف ہونا روپیہ کا اونمین قرین مصلحت تہا وہ اپنی زینت اور تکلف
طعام و لباس مین بہی نہ لگاتی جو کچہ باقی نہین جو نفع مین اونہاتی لیکن پہر بہی اصل فرحت و سرور ذکر نبی مین بہ
طریک جتنی تجمل سی ہلکہ گو انکا اصل عمل تہا اونمین پایا گیا فرحت سرور و شکریہ منعم و رضا ایک فرد قلیل مین بہی ادا
ہو سکتا ہی جیسا افراد کثیرہ مین ادا ہوتا ہی اور بہت صحیح طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمکو
پہنچ چکا ہی اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہی قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی میری صحابہ کی وہ
شان ہی کہ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا خدا کی راہ مین لٹا دو گی تب بہی اونکی تین پاؤ جو کی برابر ثواب ملیگا
اور نہ ڈیڑہ پاؤ جو کی برابر یہہ حدیث صحیحین مین ہے اس صورت مین اہل اسلام بنظر تحقیق دیکہین کہ حضرت عباس
کا وہ قصیدہ در باب ذکر مولد و خوشی حضور کی حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مین پڑہ دینا
اور حضرت حسان کا اشعار نعتیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مواجہہ مین اکثر پڑہنا اس تمام ہیئت مجموعی کی
افراد کثیرہ کی خیر و برکت سی کہین زیادہ ہوگا جبکہ انکا ڈیڑہ پاؤ جو خرچ کیا ہوا ہماری پہاڑ کی برابر سونی سی
زیادہ ہوا تو یہ اعتراض ختم ہو گیا جو کہتی ہین کہ تم صحابہ سی بہی بڑہ گئی کہ اونہون نی یہ تجمل نکیا تم کرتی ہو وجہ اونکو
ہو چکی یہہ کہ اونکا ایک ذکر فرحت اور سرور تمہی سے کہ ہماری بہت سی سامان فرحت و سرور سے افضل ہے
از روی حدیث پہر ہم کہان بڑہ گئی اونسی ہان صحابہ اصل امر تذکرہ اور فرحت سرور وجود باجود نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مین ہماری شریک ہین بنا علیہ ہمارا سلسلہ اونسی ملا ہوا ہی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
علیہ دیباچہ انتباہ مین فرماتی ہین ابدا دانست کہ بی ارتسم خدا تعالی بحرمت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوات
والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہ ارتسام آنحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و ثابت است

اگرچہ اوایل امت را با و اخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن
اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب و تہذیب نفس بودہ است بجز خرقہ و بیعت و در زمن الطائفہ جنید بغدادی
رسم خرقہ ظاہر شدہ و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشت و ارتباط و سلسلہ ہمہ این محقق است اختلاف صور ارتباط
نفی نمیکند الی ان قال و علما رکرام ارتباط ایشان در زمن اول باستماع احادیث و حفظ آن در وعای
قلب بود و بعد ازان تصنیف کتب قراءۃ و مناولہ و اجازت آن پیدا شد و ارتباط سلسلہ ہمہ انواع
این امور صحیح است اختلاف صور را اثری نیست بنا علیہ اگر فرحت و سرور و مدح خوانی مین ہماری اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کی مابین کچہ ہیئت کا اختلاف ہو تو ہرگز مضر نہین جب اصل امر ہم مین اور اونمین مشترک ہے
باقی رہی تحقیق تعیین تاریخ سو مراد اون لوگون کی یہ تعیین کہ بارہوین ربیع الاول سے غیر دنون مین
جائز نہین بلکہ اوسمین ایک قسم کی مناسبت سمجہ کر اوسمین زیادہ تر یہ محفل پاک کرتی ہین اور دلیل شرعی
اوسپر بہی موجود ہی وہ یہ ہے کہ شرع شریف مین یہ مضمون پایا گیا ہی کہ جس روز کسی نعمت عظمی کا
ظہور ہو ہر سال اوسی روز خوشی کیا کرین قرآن شریف مین اس تعیین یوم کی مثال یہ ہی کہ جب حواریون
نی عیسی علیہ السلام سی درخواست کی کہ آسمان سی ہماری لئی خوان کہانیکا اوتری تب عیسی علی نبینا
وعلیہ السلام نی یہ فرمایا اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا کہا امام رازی نی تفسیر
کبیر مین کہ اسکی یہ معنی ہین یا اللہ اوتار ایک خوان کہانیکا آسمان سی کہ ہوجاوی وہ ہماری پہلون اور پچہلون
کی لئی عید یعنی جسدن مین وہ مائدہ اوتری اوسکو ہم عید بنالین اور ہماری بعد جو پیدا ہووین وہ بہی
اوسکو عید بناوین اوس دن کی تعظیم جاری رہی پس اترا وہ مائدہ روز یکشنبہ کو اور بنالیا نصاری
نی اوسکو خوشی کا دن کہ اوسمین خوشی کرتے ہین انتہی یعنی وہ لوگ اپنی عبادت گاہون مین جمع ہوتی ہین یکشنبہ کو
مثل عید اہل اسلام کی اور اوس روز اپنی مکانون مین تعطیل کرتی ہین استراحت پاتی ہین دیکہئے قرآن شریف سے
اصل ثابت ہوئی کہ روز حصول نعمت کو ابدا عید بنا لیا جاوی اور حدیث سی یہ سند ہے کہ ابن
جوزی محدث نی مسلم اور بخاری کی حدیث سی نکالی ہی یعنی جس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف
لائے یہود کو دیکہا کہ عاشورا محرم کو روزہ رکہتی ہین آپ نی پوچہا کیون رکہتی ہو بولی یہ وہ دن ہے کہ

اسی میں ڈبو دیا اللہ تعالی نے فرعون کو اور بچا لیا موسی علیہ السلام کو پس روزہ رکہا موسی نے شکراً للہ
شکراً للہ تعالی یعنی ہم اس دن کو روزہ واسطے شکر گذاری اللہ تعالی کی رکہتے ہیں حضرت نے یہ سنکر ارشاد
فرمایا تمہاری نسبت ہمکو زیادہ مناسبت ہے موسی سے تب آپ نے روزہ عاشورا رکہا اور صحابہ کو بہی حکم
یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور بخاری میں موجود ہے دیکہیے کہ کب فرعون ڈوبا اور کب موسی علیہ السلام
نجات پائی اور جب سے نجات شکر یاد اس نعمت کا جاری ہے کہ جب وہ روز عاشورا محرم کا آتا ہے ہر سال اہل
اسلام اوسکا شکر یاد اکرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نزول
مائدہ عیسی اور نجات موسی علیہ السلام سے کہیں فایق افضل اور اکمل ہے پس یہ دن جب ہر سال آوے
کیوں اوسمیں فرحت سرور ظاہر نہ کیا جاوے اور شکر الہی کیوں ادا نہ کیا جاوے جب روز معین کو
ہر سال ہر سال موجب عادہ شکر و سرور ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا تو روز میلاد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تو نہایت درجہ کو قابل اسکے ہے کہ اوسکو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلایل کے اور بہی حدیث
صحیح در باب تعیین قرار پانے یوم سرور باعث ظہور نعمت علماء محققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ نے
بیان فرمائی ہے اور یہ بات تو اس قسم کی ہے کہ ابو عبد اللہ بن الحاج جنکو یہ صاحب پناہ قدر شمار کرتے
ہیں یعنی اونکو مانع عمل مولد شریف جانتے ہیں انہوں نے اس تخصیص فضیلت در ربیع الاول کو مسلم رکہا
عبارت اونکی مدخل میں یہ ہے ہذا الشہر العظیم الذی فضل اللہ تعالی وفضلنا فیہ بہذا النبی الکریم الذی من
اللہ تعالی علینا فیہ بسید الاولین والآخرین کان یجب ان یزاد فیہ
من العبادۃ والخیر شکراً للمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وقد اشار علیہ الصلوۃ والسلام الی فضیلۃ
ہذا الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام للسائل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین فقال لہ علیہ السلام ذاک یوم
ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن لتشریف ہذا الشہر یعنی یہ مہینا ربیع الاول کا بزرگ ہے اللہ نے اسمیں ہمپر احسان کیا کہ
ایسا سید الاولین والآخرین پیدا کیا جب یہ مہینا آیا کرے ہمکو چاہیے کہ بطور شکریہ بہت زیادہ اسمیں نیکیاں کیا کریں
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اسکی بزرگی کیطرف اشارہ کر دیا کیونکہ آپ روزہ پیر کا رکہا کرتے تہے جب کسی نے پوچہا
کیوں رکہتے ہو تو آپ نے فرمایا میں اس روز پیدا ہوا ہوں پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جب پیر کا دن بباعث پیدا ہونے

اسی شرف اور کرم ہو گیا اس دن کو اور دنوں کی نسبت پس اگر یہ مہینا بہی کرم اور مظہر ہر کمال سمجہا جاوے تو یہ بہی معنی ہیں کلام ابن
حاج کے اور ایک اعتراض دوسرا جو وارد ہوتا تہا کہ یہ مہینا اگر افضل تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیوں
نہیں اظہار شکریہ وغیرہ کا کیا اس بات کا جواب بہی انہی حضرت ابن حاج نے مدخل میں دیا ہے وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیئاً من العبادات وذاک رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم بامتہ ورفقاً بہم لانہ علیہ السلام کان یترک
العمل خشیان ان یفرض علی امتہ یہ عبارت پہلی عبارت کے ملی ہوئی ہے یعنی ہمکو جب سے ربیع الاول میں زیادہ کرنا نیک
عمل کا اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کوئی بات زیادہ اس مہینے میں نہیں فرمائی یہ اسواسطے تہا کہ آپ بعض کام
چہوڑ دیا کرتے تہے کہ میری سبب سے امت پر یہ کام فرض نہو جاوے پس اس کی تحقیق سے سلام المبنوت کلام اعتراض بعض
ربیع الاول کی تخصیص میں منافی ہے والحمد للہ علی ذلک دوسرے دلیل اس عمل کی علی الدوام یعنی
ہر سال کرنیکی یہ ہے کہ حدیث صحیح میں آ گیا ہے احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل یعنی اللہ کو بہت پیارا وہ
عمل ہے جسپر ہمیشگی ہووے اگرچہ تہوڑا ہو پس جو شخص سال بہر میں ایکمرتبہ عمل کریگا تو ظاہر ہے کہ تین سو ساٹہ دن
میں ایک دن وہ اس عمل نیک کی حصہ میں آئے پس قلیل ہے جب قلیل ہوا تو اسکو دائمی بہی کریں
تو اللہ تعالی کو پیارا ہوگا بنا بر طالب حسنات کو لازم ہوا کہ یہ عمل ہر سال کیا کرے تیسری دلیل
علی الدوام کی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سورہ حدید میں ارشاد فرمایا ہے ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان
اللہ فما رعوہا حق رعایتہا یہ آیت صریح بدعت حسنہ کی جواز کی دلیل ہے ایسا ہی صریح یہ بہی دلیل ہے کہ اگر کوئی کام نیک ہی کرے
تو اسکا نباہنا اور حق ادا کرنا بہی مناسب ہے تفصیل اسکی یہ کہ جب بنی اسرائیل نے خاص اللہ تعالی کی
رضامندی کے واسطے اپنی نفس کشی کیواسطے یہ ایجاد کیا کہ پہاڑوں اور جنگلوں میں کیلیے جا بیٹہتے موٹے کپڑے پہنتے
[illegible] لیکن انجام کار پوری تہی گذاری نہ انہوں نے تب اللہ تعالی نے انکو فرمایا کہ وہ جو انہوں نے بدعت جاری
[illegible] رضامندی کی ہی ایجاد کیں اور ہمنے حکم نہیں دیا تہا اونکو پہر اونکو نہ نباہا جسطرح چاہیے نباہنا تہا دیکہیے اسمیں
دو دلیل پیدا ہوئی کہ بعضے بدعتیں اللہ تعالی کی رضامندی کیلیے ہی ہوتی ہیں دوسری یہ کہ اگر ایسی بدعت نکالی تو
ہمیشہ اسکو نباہ کرے کیونکہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اسبات پر ملامت فرمائی کہ کیوں انہوں نے یہ بدعت
[illegible] بات پر ملامت فرمائی کہ انہوں نے نہ نباہا حق نباہنے کا جب

پھر مضمون قرآن سے ثابت ہو گیا تو معلوم کرنا چاہیئی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نماز تراویح تین راتعن پڑھکر
چھوڑ دی تھی نہ اوسمین یہ بیان ہو تھا کہ اول شب مین اونکو پڑھنا چاہیئی یا آخر شب مین اور تمام رمضان
کی راتون مین پڑھنا چاہیئی یا کسی رات مین پڑھ لینا کافی ہی اور نہ مقدار قرأت کا بیان ہوا تھا کہ ختم قرآن ہو
یا نہو اور نہ یہ بیان کہ اپنی گھر مین پڑھین یا مسجد مین اور نہ کچھ اوسکی لئی اہتمام و انتظام جماعت کا ارشاد ہوا تھا
اور اسیطرح حضرت ابو بکر کی دورہ مین بھی رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی اوسمین اہتمام زیادہ کیا اور حکم
دیا تمیم داری کو کہ عورتون کو تراویح پڑھا دی اور ابی بن کعب کو حکم دیا کہ مردون کو نماز تراویح پڑھا دین
اور مردون کو مسجد مین جماعت تراویح کا حکم دیا اور پہلی صحابہ اپنی اپنی گھر مین بلا جماعت پڑھتی تھی اور
حضرت عمر نی مسجد مین قندیل روشن کیے اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہی کہ یہ بھی حکم دیا کہ بعد عشا کی شروع
رات مین پڑھا کرو یعنی بطور تہجد پچھلی رات کو مت پڑھو غرض کہ جب حضرت عمرؓ نے اوس نماز کو کہ حضرت نے
کچھ پڑھکر چھوڑ دی تھی جاری فرمائی اور بعض خصوصیات و تعیینات وسمین زیادہ فرمائین تب بباعث عارض
ہونی ہیئت کذائی جدیدہ کی آپنے بزبان خود اوسکو بدعت فرمایا لیکن تعریف کی ساتھ فرمایا کہ نعمت
البدعۃ یعنی یہ اچھی بدعت ہی اوسوقت صحابہ مین یہ ٹھہرا کہ دیکھو اس نماز کو تمنی اہتمام اور جماعت اور
قیود کی ساتھ خود ایجاد کیا ہی اب اسکو ترک مت کیجو اور خوب مداومت کی ساتھ پڑھیو ایسا مت کیجو
جیسا بنی اسرائیل نی کچھ باتین ایجاد کرکی پھر اوسپر پوری عامل نہوی اونکو اللہ تعالی نی عتاب کیا ما رعوہا
حق رعایتہا کہ انہون نی نہ نباہا حق نباہنی کا یہ قصہ کشف الغمہ میں اور تفسیر روح البیان کی سورہ حدید مین
مذکور ہی وکان ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ یقول احدثتم قیام رمضان ولم یکتب علیکم فدوموا علی
ما فعلتم ولا تترکوہ فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ
فما رعوہا حق رعایتہا انتہی جب معنی آیہ کریمہ کی اور استدلال صحابہ کا اس آیۃ سی در باب جواز احداث
بدعت حسنہ اور تاکید مداومت اوسکی سن چکے تو اب مسئلہ میلاد شریف کا حال سنو کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نی ماہ ربیع الاول مین کوئی عمل مقرر نہین فرمایا تھا ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکا عذر بیان کیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتی تھی کہ مبادا میرے کرنے سی امت پر فرض ہو جاوی لیکن اشارہ

اوسکی فضیلت کا کر دیا کہ مین پیر کے دن اسلئی روزہ رکھتا ہون کہ اسمین مین پیدا ہوا ہون یعنی امت
کو اشارہ نکل آیا کہ جب ہفتہ کی سات دنون مین یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہو گیا بباعث وقوع ولادت کے
بس برس دن کی بارہ مہینون مین ایک مہینہ بھی بلا شک محل عبادت شکریہ ہوگا جسمین میلاد شریف ہوا
اس بنا اور اصل پر اہل اسلام نی اس مہینہ مین مجلس شکریہ جو مشتمل چند عبادات بدنی و مالی پر ہے ایجاد کی
اور اکابر علما محدثین اور فقہا جنکا نام ہم خاتمہ مین شمار کرینگی اوسکی بانی اور مجوز اور ثنا خوان ہوی اور اولیا
اللہ جو اہل کشف تھی اونہون نے مکاشفات اور منامات مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سی راضی
پایا غرضکہ علما طریقت و شریعت کے اتفاق سی یہ عمل مستحسن ٹھہرا پس صادق آیا اسپر وہی مضمون آیۃ کریمہ ابتدعوہا ما
کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ اور مطابق ہوا اسپر قصہ صحابہ کا در باب تراویح پس اگر ہم اس عمل پاک پر مداومت
نکرین اور ہر سال بطور اور اوعینہ ادا نکرین تو ہم کو بھی وہی اندیشہ ہوگا جو ابو امامہ باہلی کو ہوا جسکی سبب اونہون نے
فرمایا دوموا علی ما فعلتم ولا تترکوہ **اور طیبی کا یہ قول** من اصر علی مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ
فقد اصاب منہ الشیطان اسکی معنی یہ ہین کہ جو آدمی امر مستحب کو واجب اعتقاد کرکی ترک نکری اوسمین
دخل ہی شیطان کا علامہ طیبی نی یہ بات قول عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی پیدا کی ہی کہ اونہون
نی فرمایا نکری کوئی تم مین سے اپنی نماز مین حصہ شیطان کا کہ اعتقاد کری نماز مین یہ بھی واجب ہے کہ بعد سلام
پھیر دینی کی نہ پھری وہ مگر دہنی ہاتھ کی طرفسی اسواسطی کہ مینی دیکھا ہی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
سلام پھیر کر پھر جاتی تھی اپنی بائین طرف سی انتہی اب ہم سی تحقیق اسکی سنو نماز کی بعد دہنی طرف
پھر جانی سے جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی منع فرمایا اوسمین دو باتین خلاف شرع ہین ایک تو
یہ کہ داہنی طرف سی پھرنا سنت ہی پھر اگر کوئی اسکو واجب اعتقاد کریگا تو ظاہر ہے کہ وہ بدل دیگا حکم
شرع کو دیکھو تمہاری عالم مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی تحقیق مین لکھتی
ہین سنت مین اعتقاد واجب ہونیکا نکری انتہی کلامہ دوسری یہ کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نی فرمایا کہ
مینی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائین طرف سی پھرتے دیکھا ہے اس سی معلوم ہوا کہ بائین
طرف سی پھر جانا بھی سنت ہی سو اسلئی کہ جو شخص داہنی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کریگا اوسکی نزدیک

بائین طرف سی پہرنا موافق قانون شرع کی کروہ تحریمہ ٹہریگا کیونکہ واجب کا ترک عمداً مکروہ تحریمہ ہوتا ہی لیس اوسکی
اعتقاد کی موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی بائین طرف سی پہرنا جو کہ سُنت تہا وہ مکروہ تحریمہ ٹہرا تو
ان دو قباحتون پر صحابی موصوف نی منع فرمایا کہ تم ایسی اعتقاد کرکی شیطان کا حصہ یعنی گمراہی اپنی دین مین
پیدا مت کرو اس حدیث کی موافق طیبی نی یہ فرمایا کہ من اصر علی مندوب لی آخرہ پس جو معنی اثر صحابی کی ہین
کہ سُنت کو واجب اعتقاد نکری یہ ہی معنی کلام طیبی کی ہوی اور اگر کوئی شخص مستحب کو مستحب جانکر مداومت کری
اوسکی بُرائی کلام طیبی سے ثابت نہین ہوتی اور کسطرح ہووی جب خود حدیث شریف مین عمل کا دوام محبوب
ثابت ہوچکا اور مولوی قطب الدین خان اس حدیث کی شرح مین لکہتی ہین کہ بسبب اس حدیث کی بُرا جانتی
ہین اہل تصوف ترک اوراد کو جیسا بُرا جانتی ہین ترک فرایض کو انتہی ہم کہتی ہین پس اسیطرح اہل مولد نظم
معمولی مولد کو ترک کرنا اچہا نہین جانتی **اعتراضات براہین قاطعہ گنگوہی معہ جواب**

(۱) یکشنبہ کا عید ہونا اور نیز صوم عاشورا بحکم الٰہی تہا **جواب** اگر بحکم الٰہی نہوتا تو ہم اوسپر قیاس
بہی نکرتی جب وہ بحکم الٰہی ہوا تو خوب صحیح ہوگیا یہ استنباط کہ حصول نعمت کا شکریہ اور سرور ہر سال ابداً کرنا بحکم الٰہی
ہے بنا بر علیہ ان افراد سابقہ کو نظیر قرار دیکر یہی حکم نعمت وجود نبی کریم علیہ التسلیم مین جاری کیا (۲) روز یکشنبہ
کا عید ہونا منسوخ ہوچکا اور شریعت عیسی علیہ السلام منسوخ ہوچکی **جواب** کچہہ حرج نہین اگر اونکی لیئے وہ دن
کہ جسمین مائدہ نازل ہوا تہا عید ٹہرا تو ہماری لیئے جسرات کو مادۂ وجود نبی کریم علیہ التسلیم شکم جناب آمنہ مین
نزول فرما ہوا اوسکی صبح یعنی جمعہ کا دن عید ٹہرایا گیا اور صحیح تر یہی ہی کہ استقرار ذرۂ نور محمدیہ صدف رحم آمنہ
زہریہ مین شب جمعہ ہوا تہا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے قطع نظر اس سے اگرچہ پہلی ملتین منسوخ ہوگئین تہی سب ملتون
کا ہر حکم تو منسوخ نہین ہوتا ہم کہتی ہین ہر روز حصول نعمت شکریہ ابداً ادا ہونا منسوخ نہین ہوا یہ خود
آپکی فعل سی ثابت ہی کہ آپنی شکریہ نجات موسیٰ مین روزہ عاشورہ رکہا (۳) یہود نے
حضرت سی کہا تہا نحن نصومہ فقط اب اوسپر شکراً للہ تعالیٰ مولف انوار ساطعہ نی افترا علی الحدیث
کیا ہے براہین قاطعہ صفحہ ۱۹ **جواب** یہود کا نحن نصومہ شکراً للہ تعالیٰ کہنا خود ابن حجر عسقلانی
رحمۃ اللہ علیہ نی نقل کیا ہے پہر نقل کیا اوسنے جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد مین

طاب اللہ ثراہ اونسی نقل کیا علی قاری نی مورد الروی مین نور اللہ مرقدہ ذرا کتابون پر نظر بہی چاہیئے
یون ہی زبان اوٹہا کر مفتری کہنا اچہا نہین قیامت کو ہر لفظ کا محاسبہ ہوگا اور وہ افصح ہو کہ لفظ
شکراً للہ کی جگہہ تعظیماً کا لفظ بہی روایت مین آیا ہی یہ عبارت کہ (نحن نصومہ تعظیما لہ) بخاری اور
مسلم نی صحیح مین اور حضرت غوث الثقلین نے غنیہ مین اور ابو اللیث سمرقندی نی تنبیہ الغافلین
مین روایت کی ہی یہ بہی وہ ہی معنی دیتی ہی جو شکراً کی روایت دیتی ہی (۴) صفحہ ۱۶۵ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی صوم عاشورا شکراً و سروراً نہین کہا اور معنی احق بموسی منکم کی یہ ہین کہ اتباعاً لا
سروراً و شکراً **جواب** آپ انکار فرماتی ہین اور مذہب حنفیہ کے بڑی امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح
معانی الآثار مین ہماری معنی کی تصریح فرماتی ہین صفحہ ۳۳ مطبوعہ مصطفائی ففی ہذا الحدیث ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکراً للہ عز وجل فی اظہار موسی علی فرعون پہر اکیس سطر بعد لکہا
قد اخبر ابن عباس فی حدیثہ بالعلۃ التی من اجلہا کانت الیہود تصومہ بہا علی الشکر منہم للہ تعالیٰ فی اظہار
موسی علی فرعون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً صامہ کذلک لصوم الشکر اختیار کا فرض پس جسطرح کلام ابن حجر وسیوطی
سمجہا گیا تہا اوسیطرح امام کبیر مذہب حنفیہ سی بہی ثابت ہوگیا کہ یہود اوس روزہ کو شکریہ رکہتی تہی پہر
حضرت نی بہی شکریہ رکہا اور خود مولف براہین نی جب بیان کیا سطر ۱۶ صفحہ ۱۶۵ مین کہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم متبع موسیٰ کی ہین انتہی اور معلوم ہی یہ بات کہ موسی علیہ السلام نی روزہ
شکراً رکہا تہا کہ اونکو نجات ہوئی صفحہ ۱۶۴ براہین مین ہی فصامہ موسیٰ شکراً پس حضرت کا روزہ اس تقریر سے
بہی شکراً ہوگیا بعبارت اتباع کیونکہ تابع و متبوع کا حکم ایک ہوتا ہے اب واضح ہو کہ وہ روزہ ہم بہی کہتی ہین تہی وہ
شکریہ اتبک باقی ہی ہزارہا سال ہوچکی پہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت وجود با جود کا شکریہ اگر ابداً جاری ہے
تو کیا بڑی بات ہے اور اسکو شرع سی کیا منافات ہی لمعہ سادسہ اعتراض کرتی ہین کہ قیام بدعت سیئہ اور
شرک ہی بچند دلایل ایک یہ کہ ہاتہ باندہ کر کہڑا ہونا محفل مین شرک ہے اسلئی کہ یہ عبادت اور
خاص صورت نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کی واسطی شرک فی العبادۃ ہے دوسری قباحت

اسیوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شکم مادر سی تشریف باہر لاتی ہین اور یہان حاضر ہین یہہ کفر اور
شرک ہی تیسری قباحت یہ کہ یون سمجھتی ہین کہ روح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محفل مین آیا کرتی ہی اور
یہان حاضر ہے یہہ اعتقاد شرک ہی **جواب** ان امور کا یہہ ہی کہ ذکر اللہ اور ذکر الرسول اگر کوئی کریگا
تین حالت سی خالی نہین یا کھڑا ہو کر کریگا یا بیٹھ کر یا لیٹی ہوی اللہ تعالی کی طرف سی ان تینون حالتون کی
بہ نسبت یہہ ارشاد ہوا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم لیکن لیٹ کر تو وہ اذکار ہین جو خاص وقت
سونیکی احادیث مین وارد ہوئی ہین یا کوئی تھکا ہوا سستی چڑھا ہوا یا مریض ہو اسلیئی کہ جب آدمی تندرست
اور چاق ہوتا ہی تو ذکر اللہ اور ذکر الرسول لیٹ کر کرنا ادب نہین سمجھتا چنانچہ نماز مین بھی قیام و قعود
تو تجویز ہوا لیٹنا نہ ہوا اگر واسطہ مریض کے پس عبادت کی لئی حالت ادب دو مقرر ہوئین قیام اور قعود اب
اسکی تین شکلین ہین یا کل ذکر قیام مین کری یا کل قعود مین یا کچھہ قیام مین کری اور کچھہ قعود مین یہ تینون
شکلین مضمون کلام اللہ مین داخل ہین لیکن ان کی ایک شکل بالکل منطبق ہی جلسہ مولد شریف پر کیونکہ اسمین کچھہ
روایات و معجزات بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور کچھہ درود و سلام یا مدح کھڑی ہو کر یہہ ایک مضمون ہوا منجملہ تین
مضامین مندرجہ آیۃ کریمہ کی اور ایک فرد ہوا افراد ثلثہ ثابتہ بالکتاب سے پس لفظ بدعت کا اطلاق
اوسپر صحیح نہین بدعت وہ ہی جسکی کچھہ سند نہو نہ کتاب سے نہ سنت سے نہ لفظا نہ اشارۃ جیساکہ مولوی اسحق صاحب
نی مأتہ مسایل مین لکھا ہی ہان ایک وجہ خاص یہہ سبب کے وہ قیام اوسیوقت کیا جاتا ہی کہ جب میلاد شریف
کا ذکر آتا ہی نہ قبل اسکی اور نہ بعد اور نیز بباعث مداومت کی کہ دائمی قیام کیا جاتا ہی اس موقع مین اگر
لفظ بدعت کا اطلاق اوسپر کرین صحیح ہی لیکن بدعت موافق مذہب صحیح مفتی بہ جمہور اسلام کی دو طرح ہے
سیئہ اور حسنہ سیئہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کی ہو سو یہہ بات تو اس قیام مین نہین اسلیئی کہ
اگر کوئی آیت قرآن کی یا کوئی حدیث اسبات مین آئی ہوتی کہ ایسی موقع مین کھڑا ہو کر مدح اور سلام
پڑھنا منع ہی یا اسبات پر علمای امت کا اجماع ہو گیا ہوتا تب تو اوسکی مخالف یہ حکم استحباب قیام کا بدعت
سیئہ ہوتا اور نہی تو ہرگز وارد نہین اس موقع خاص کے کیا علی العموم **قیام تعظیمی کے لیے** شرع مین
نہی وارد نہین ہوئی سوا ر قیام مروجہ عجمیون کی چنانچہ شاہ ولی اللہ نی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہی

اصل قیام مین اباحت ہی

پس جبکہ نہی ثابت نہوئی تو موافق اصول قواعد مقررہ مسلمہ علمای فقہ کی جنکو علامہ شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ
لکھتی ہین کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کی نزدیک اصل اشیا مین اباحت ہی یہ قیام مباح امر ٹھہرا اور بدعت سیئہ
نہوا بلکہ بباعث مقرون ہونی نیت تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحب اور مستحسن ہو گیا بیان اسکا
یہہ ہے کہ نصوص قرآنی وتعزروہ وتوقروہ اور ومن یعظم شعائر اللہ ناطق ہین کہ تعظیم آپ کی مطلوب ہے
شرعا اسیواسطے لکھا ہے مجمع البحار کی جلد دوسری تحقیق لفظ صدق مین فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرب
یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات و عبادات سے ہی اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتی ہین وذکر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بالتعظیم وطلب الخیر من اللہ تعالی فی حقہ آلۃ صالحۃ للتوجہ الیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ
تعظیم اور آداب کی اور آپ کی حق مین اللہ تعالی سی خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہی آپ کی توجہ کی لئی اور
لکھا قاضی عیاض نی شفا مین واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوقر ویاخذنی
ہیبتہ واجلالہ واجب ہے ہر مسلمان پر جب ذکر ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توقیر کری اور دل مین ہیبت اور بزرگی
اونکی ٹھہرائی کہ جب یہ معلوم ہوا کہ توقیر و تعظیم آپ کی مطلوب ہے تو یہ قیام بھی چونکہ مفید تعظیم شان رسول ہے
مطلوب ہوا بنا علیہ اس قیام کو اگر اس سبب سے کہ خاص اس موقع مین صدر اول سی منقول نہین بدعت
کہینگی تو بباعث داخل ہونی اسکی تحت قاعدہ شرعیہ تعظیم کی حسنہ و مستحسن کہینگی مجمع البحار اور شرح مسلم نووی
کی عبارت بیان بدعت مین گذر چکی کہ بدعت حسنہ کی ایجاد مین ثواب ملتا ہی خواہ وہ طریقہ تعلیم علم کا ہو
یا عبادت کا یا ادب کا سوا مرکان فی ذلک تعلیم علم اد عبادۃ او ادب پس یہہ قیام جو ایجاد کیا گیا ہے یہ
طریقہ ادب کا ہے بنا علیہ یہ مستحسن ہوا چنانچہ مولد کبیر ابن حجر اور سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقد الجوہر
وغیرہ مین اسکی استحسان پر تصریح ہی اور عمل ہی اسی پر حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ مین جنکو مکا
ذکر اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کی کلام سی نقل کیا گیا ہی بھلا جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب اور
مستحسن ہوا اوسکو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہنا کسقدر آئین انصاف و تدین کی خلاف ہے
اور شرک اور کفر کہنا اسکا تو محض فضول ہی اسلیئی کہ شرح عقائد نسفی مین معنی شرک کی یہ لکھی ہین کہ
شرک اسکو کہتی ہین کہ کسیکو خدائی مین شریک کری یعنی جیسی اللہ تعالی واجب الوجود ہی ایسا ہی کسی

دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھے یا جسطرح خدا کو مستحق عبادت جانتے ہین ویسے ہی دوسرے کو مستحق عبادت جانے تو یہ
اور وقت ذکر ولادت شریف کھڑا ہو کر مدح و سلام پڑھتے ہین یہ دونو باتین نہین پھر شرک کیسا اور اگر
متقدمین یعنی عقاید نسفی کا کلام نہین سنتے اپنی متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی اسمعیل صاحب تقویۃ الایمان کی
فصل شرک فی العبادۃ مین لکھتے ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نکی چاہیئے اور جو کام اوسکی تعظیم کے ہین وہ
اور ونکے واسطے نکیجے انتہی کلامہ اب قیام کو دیکھنا چاہیئے کہ خاص اللہ تعالی کے واسطے ہے یا اور کسی کے واسطے
بھی ہے اور قیام دست بستہ عبادت بھی ہے یا نہین سو مولوی اسمعیل صاحب کے دادا پیر شاہ عبد العزیز تفسیر
عزیزی پارہ الم مین لکھتے ہین که در حقیقت چیزیکه نماز را از غیر نماز تمیز پیدا کند ہمین دو فعل اند رکوع و سجود و قیام
اختصاص بنماز بلکه بعبادت ہم ندارد انتہی اور علامہ حلبی نے لکھا ہے شرح کبیر منیہ مین ان القیام لم یشرع عبادۃ
وحدہ و ذلک لان السجود غایۃ الخضوع حتی لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام شاہ صاحب اور حلبی کی عبارتون
سے ظاہر ہو گیا کہ قیام خود فی نفسہ عبادت نہین اور نہ کچھ نماز اور عبادت کے ساتھ اسکو خصوصیت پس اللہ
کی خاص تعظیمون مین قیام کو شمار کرنا خود اپنی بزرگون کی کلام کو رد کرنا ہے خلاصہ یہ کہ نماز مین جو قیام عبادت
گنا جاتا ہے وہ بباعث اشتمال چند قیود کے عبادت گنا گیا ہے طہارت کاملہ اور استقبال قبلہ کا شرط ہونا اور
قرأت کا واقع ہونا اور وسیلہ لتکرار الرکوع و السجود ہونا اگر نماز مین ان باتون کا خیال نہوتا تو نماز مین قیام
مشروع نہوتا بخلاف سجدہ و رکوع کے کہ یہ خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالی کا حق ہے اسلیے قرآن و
حدیث ناطق ہین اسپر کہ غیر اللہ کو سجدہ جائز نہین اب اس سجدہ کا حال کتب معتبرہ سے سنیئے مولوی اسحق صاحب
مائۃ مسایل کے مسئلہ سی و سوم مین لکھتے ہین سجدہ کردن غیر خدا را قبر باشد یا غیر قبر حرام و کبیرہ است و اگر بجہت
عبادت غیر خدا را سجدہ کند موجب کفر و شرک است انتہی اور یہی مضمون تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہے اب دیکھیے
انکی بزرگوار تو عین سجدہ مین بھی تفریق کرتے ہین کہ عبادت کے لیے دوسرے کو سجدہ کرنا شرک ہے اور
اگر نیت عبادت کی نہین تو حرام ہے شرک نہین حضرت مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات کے مکتوب نود و دوم
مین لکھتے ہین بعضے از فقہا ہر چند سجدہ تحیت بسلاطین تجویز نمودہ اند اما لائق حال سلاطین عظام آن ست که
در ہر حضرت حق سبحانہ و تعالی تواضع نمایند انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بادشاہون کے لیے بھی بعض

فقہا نے سجدہ کرنا جائز لکھا ہے لیکن حضرت مجدد فرماتے ہین کہ بادشاہونکو تواضع اور عاجزی چاہیئے لوگون
سے سجدہ نکرا دین جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کے شرک نہوا بلکہ بعض
فقہا نے جائز بھی رکھا بالقول حضرت مجدد افسوس ان زبان درازونکی تعدی اور عدم مبالات پر کہ فقط قیام
جو ہرگز اصل عبادت نہین شرک اور کفر کسطرح ہو سکتا ہے واضح ہو کہ پہلے امت مین سجدہ بھی دوسرونکو واسطے
تعظیم کے جائز تھا یوسف علیہ السلام کے پاس جب ونکے باپ یعقوب علیہ السلام اور اونکی خالہ اور سب بھائی
ملک مصر مین آئے جب ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی تو اوسوقت کا حال قرآن شریف مین ہے خروا له سجدا
یعنی حضرت یوسف کے والد اور خالہ اور بھائی یہ سب حضرت یوسف کے آگے سجدہ مین گر پڑے تعظیما اور اسیطرح جب
آدم علیہ السلام کے لیے فرشتون کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم اوسوقت سب فرشتون نے سجدہ
کیا آدم کو سوا ے شیطان ملعون کے چنانچہ قرآن شریف مین ہے فسجدوا الا ابلیس یہ ذات شریف اوسوقت غرور
مین رہے سجدہ نکیا جہنمی ہو گئے لعنت کا طوق گلے مین پڑا امام فخر الدین رازی نے پارہ تلک الرسل مین لکھا ہے
ان الملئکۃ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبہۃ آدم اور شاہ عبد العزیز نے لکھا ہے کہ فرشتون نے
جو سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور اخوان یوسف نے یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کے لیے نہ تھا ایسا سجدہ
کبھی جائز نہین ہوا کیونکہ یہ محرمات عقلیہ سے ہے اور محرمات عقلیہ کبھی نہین بدلتے بلکہ وہ سجدہ تعظیمی تھا اب
اس امت مین وہ بھی حرام ہے انتہی ملخصا اس تحقیق سے معلوم ہوا سجدہ تعظیمی اس امت مین حرام تو ہے لیکن
شرک اور کفر نہین جب عبادت خاصہ مخصوصہ باریتعالی کا یہ حال ہو پھر قیام کسطرح شرک ہو سکتا ہے اگر ہاتھ
باندہ کر کھڑا ہونا شرک ہوتا کبھی علماء دین واسطے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نرکھتے قبر شریف کی زیارت
مین صاحب جذب القلوب لکھتے ہین کہ در وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقوف در آنجناب با عظمت
دست راست را بر دست چپ نہد چنانچہ در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی
اور ملا علی قاری نے بھی کرمانی سے یہ ہاتھ باندھنا مثل نماز کے نقل کیا کتاب در المضیئہ مین اور مدینہ جانے والے
خوب جانتے ہین کہ وہان سے یہ عمل ہے اور اسکے خلاف پر کہ ہاتھ باندہ کر کھڑا ہونیکو منع کرین ہرگز عمل نہین
اور علامہ محمد بن سلیمان مکی شافعی نے کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی مین لکھا ہے فالاولی ان یضع

یمینہ علی یسارہ کالصلوۃ کما اقتصر علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان فی آخر کلامہ فی الجوہر المنظم قال ثم یستقبل الیہ انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے درباب زیارت قبر شریف ویقف کما یقف فی الصلوۃ اب دیکھیے سب
علما شافعی وحنفی نماز کی ساتھ تشبیہ دیکر کہتی ہین کہ جسطرح نماز مین ہاتھ باندہ کر کھڑی ہوتی ہین اوسیطرح حضرت
کی روضہ مبارک کی سامنی باادب کھڑا ہو اب اسمین دو احتمال ہین یا تو یہہ علما سمجھی ہین کہ ہاتھ باندہکر باادب
کھڑا ہونا کچھ عبادت نہین اور نہ مخصوص خدا کی ساتھ جیسا کہ کلام شاہ عبد العزیز وغیرہم سی ہم نقل کرچکی ہین
جب کہ مخصوص خدا کی ساتھ نہین تو کیا مضائقہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطی اسطرح کھڑی ہون
اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اگر ہاتھ باندہ کر کھڑا ہونا خاص ہے اللہ تعالی کی ساتھ تو شاید یہ سمجھا ہو کہ رسول
اللہ کی تعظیم مین کھڑا ہونا غیر اللہ کی تعظیم نہین بلکہ یہہ گویا خود اللہ کی تعظیم ہے چنانچہ بعض آیات سی یہہ مضمون
مفہوم ہوتا ہی قرآن شریف مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنی رسول کی اطاعت
کی تحقیق اوسنی اللہ ہی کی اطاعت کی اور دوسری جگہہ فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ شاہ
عبد القادر صاحب نے اس آیۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی جو لوگ ہاتھ ملاتی ہین تجہسی وہ ہاتھ ملاتی ہین اللہ سی انتہی اور
تفسیر روح البیان مین ہے کان المقصود بالمبایعۃ منہ علیہ السلام المبایعۃ مع اللہ وانہ علیہ السلام انما ہو سفیر
ومعبر عنہ تعالی وبہذا الاعتبار صار واکانہم یبایعون اللہ وبالفارسیۃ آنانکہ بیعت می کنند باتو جز این نیست
کہ بیعت می کنند باخدای چہ مقصود بیعت اوست برای طلب رضای اوست انتہی کلام روح البیان
اور وقت بیعت جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لوگون کے ہاتھ پر تھا اوسکو قرآن شریف مین یون
فرمایا ہی ید اللہ فوق ایدیہم شاہ عبد القادر نی معنی اسکی لکھی کہ اللہ تعالی کا ہاتھ ہی اوپر انکی ہاتھ کی
اور تفسیر مدارک مین ہے یرید ان ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی تعلو ایدی المبایعین ہے ید اللہ تعالی واللہ
منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من
غیر تفاوت بینہما یعنی رسول کی بیعت گویا اللہ کی بیعت ہے کچھ فرق نہین خلاصہ کلام یہ کہ اگر یہہ قیام دست بستہ
عبادت نہین چنانچہ مذہب علما ہو قول فقہا یہی ہی تو محفل مولد شریف مین کھڑا ہونا شرک اور کفر ہرگز
نہوا اور اگر اسکو زبان زوری ہی خواہ مخواہ خلاف علماء دین کی عبادت قرار دیتی ہو تو بھی ہم جواب دینگی

کہ اگر یہہ عبادت ہی تو بھی اللہ ہی کیواسطی ہی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہماری لئی بڑی نعمت ہے
اور اللہ تعالی کی رحمت ہی جسوقت اس ظہور نعمت کا بیان ہوتا ہی ہم تعظیماً کھڑی ہوجاتی ہین بدینمعنی کہ
ای اللہ تعالی ہمنی تیری اس نعمت بھی ہوئی کو عظیم جانا اسمین دو باتین حاصل ہوئین ایک یہہ کہ تعظیم مکلی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ آپکی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر سنکر بہیئت تعظیم کھڑی ہوگئی دوسری
یہہ کہ یہی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ تعظیم ہوگئی اللہ تعالی کی کیونکہ نعمت کی تعریف خود منعم کی تعریف ہے
اور نعمت کی تعظیم سراسر منعم کی تعظیم ہے پس یہ دست بستہ کھڑا ہونا درحقیقت منعم حقیقی کی سامنی ہے
شکریہ عطاء نعمت مین اب خیال فرمایئی کہ اس معنی کو شرک اور کفر سی کیا علاقہ فماذا بعد الحق الا الضلال
ایک قباحت کا جواب تو ہوچکا اب **دوسری قباحت کا جواب** سنیی کہ تمام مولد شریف
پڑہنی والی اپنی زبان سی خوب تصریح اور توضیح سی تعیین یوم ولادت کی شرح کرتی ہین خصوصاً مولانا سلامت اللہ
صاحب کی مولد شریف مین ہے بارہوین تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کی وقت پیر کی دن حضرت
پیدا ہوی اور مولد شریف غلام امام شہید مین بھی بارہوین تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی دن وقت صبح
صادق بعد چھہ ہزار ساتسو پچاس برس کی زمانہ آدم سی اسی قسم کی عبارتین جذب القلوب وغیرہ رسایل
میلاد یا اردو زبان مین ہین اور عربی مولد برزنجی مین ہے ولما تم من حملہ تسعۃ اشہر قمریۃ ولد صلی اللہ علیہ وسلم
حیثما لاسناہ اور علامہ عزب مدنی کی مولد مین ہے ثانی عشر من ربیع اول وفی یوم الاثنین المفخم فی الحجر
مین مکتوب ہونا ان رسایل مین روز وشہر وسال ولادت کا صاف اقرار ہی کہ آپ اوس زمانہ مین پیدا ہوی
نہ یہ کہ اب محفل مین پیدا ہوی نعوذ باللہ منہا اب **تیسری قباحت کا جواب بہ نسبت تشریف**
لانی روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنئنا چاہیئی کہتی ہین کہ حضرت کی نسبت یہہ عقیدہ
رکھنا کہ جہان مولود پڑہا جاتا ہی وہان تشریف لاتی ہین شرک ہی ہر جگہہ موجود خدای تعالی ہی اللہ سبحانہ
اپنی صفت دوسری کو عنایت نہین فرمائی جواب خدای تعالی کی حاضر ہونیکی حقیقت یہہ ہی کہ تم عظمت
اور وسعت عرش عظیم کی اور فراخی کرسی کی خیال کرو کہ اونکی آگی سات آسمانون کی کیا حقیقت ہی
پھر کرہ ناری اور ہوائی اور مائی کو خیال کرو کہ آسمان کی آگی اونکی کیا وسعت ہے پھر اون کی کائنات کی

آگی زمین کو دیکھو کہ اوسکی وسعت کو کرات سی کیا نسبت ہے پھر زمین کی چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی سی باہر نکلا ہوا ہی پھر اوس باہر نکلے ہوئی مین جنگل اور پہاڑ اور ریگستان کسقدر ہین اور آدمیون سے آباد کسقدر ہین اور اوس آباد مین کفار کسقدر ہین اور مسلمان کسقدر اور مسلمانون مین مولد شریف کرنیوالی کسقدر ہین اور تکرنی والی کسقدر پس ان سب مراتب کی خیال اور فکر کرنی سی فرق معلوم ہو جاویگا مرد منصف کو کہ اللہ تعالی کا حاضر ہونا تو اس درجہ مین ہی کہ عرش کرسی آسمان لوح و قلم ساتون زمین اور جمیع جبال و بحار و بیران عمرانات وغیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت وہ حاضر اعتقاد کیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنہی یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین تشریف لی آتی ہین تو یہہ زمانہ اور وہ مواقع بہ نسبت ان تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کی کس شمار اور کس حصہ مین داخل ہین کہ بس ان مواقع مین تشریف لانیسی اللہ تعالی کی ساتھہ برابری لازم آگئی اور شرک ہو گیا نعوذ باللہ منہ اور عقیدہ اہل سنت والجماعت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی صفت اوسیطرح اور اوسی حقیقت سے کہ اللہ تعالی کی ساتھہ خاص ہی دوسری چیز مین نہین ہوتی اور خصوصیت کی معنی یہہ ہین کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روی زمین پر کل جگہہ موجود ہو جانا کچھہ خاصہ مخصوص خدا کی ساتھہ نہین تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی مین ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہایم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالی نی کردیا ہی دنیا کو اوسکی آگی مثل چھوٹی خوان کی اور ایک روایت مین آیا ہی مثل طشت کی کہ قبض مین ہی جہانسی چاہتا یعنی اوہر سے لیلیتا ہے جانکو اور اودہر سے اب خیال کرو کہ ایک آن مین مشرق سی مغرب تک کسقدر چھوٹی مچھر کیڑی مکوڑی اور چرند پرند درند اور آدمی مرتی ہین ہر جگہہ ملک الموت موجود ہوتا ہے اور مشکوۃ مین ہی کہ ملک الموت وقت موت میت کی سرہانی ہوتا ہی مومن کی بھی اور کافر کی بھی یہ حدیث طویل ہی اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرۃ الموتی مین نقل کیا ہی ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے اوسمین یہہ بھی ہی کہ ملک الموت نی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہین ہی کچا یا پکا آدمیونکا جسکی طرف مجھکو توجہ نہو رات دن دیکھتا رہتا ہون اور ہر چھوٹی بڑی کو ایسا پہچانتا ہون کہ وہ خود بھی اپنی کو اسقدر نہین پہچانتی اور یہہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سی کی ہی کہ ملک الموت

نمازونکی وقت آدمیونکو دیکھتا ہی جسکو دیکھتا ہی کہ یہہ ہمیشہ نماز پڑہتا رہا اوس سے شیاطین کو دفع کرتا ہے اور کلمہ طیبہ تلقین کرتا ہی ان احادیث سی معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہہ حاضر ہے بہلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہی دیکھو شیطان ہر جگہہ موجود ہے در مختار کی مسائل نماز مین لکھا ہی کہ شیطان اولاد آدم کی ساتھہ دن کو رہتا ہی اور اوسکا بیٹا آدمیون کی ساتھہ رات کو رہتا ہی علامہ شامی نی اسکی شرح مین لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کی ساتھہ رہتا ہی مگر جسکو اللہ نی بچا لیا بعد اسکی لکھا ہی واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالی نی شیطان کو اسبات کی قدرت دیدی ہی جسطرح ملک الموت کو سب جگہہ موجود ہونی پر قادر کردیا ہی انتہی کلامہ اب عالم اجسام محسوسہ مین اسکی مثال سمجہئی کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سیر کری جہان جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بھی پاویگا پھر اگر وہ کہی کہ ایک چاند سب جگہہ موجود ہی اور ایک سورج سب جگہہ موجود تمہاری قاعدہ سی چاہئی وہ کافر ہو جاوی کہ اوسنی چاند کو ہر جگہہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہی نہ کافر خاصہ مسلمان ہی پس اسیطرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہہ یعنی اقالیم سبعہ مین موجود ہو کہ وہ چوتھی آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتوین آسمان پر علیین مین موجود ہی اگر وہان سے آپکی نظر مبارک کل زمین کی چند مواضع و مقامات پر پڑجاوے اور تیر شعشع انوار فیضان احمدی سی کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سی مثل شعاع شمس محیط ہو جاوے کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی نی ابو الطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف مین نقل کیا ہی ؎

کالشمس فی وسط السماء و نورہا	یغشی البلاد مشارقا و مغاربا
کالبدر من حیث التفت رأیتہ	یہدی الی عینیک نورا ثاقبا

یعنی جسطرح سورج آسمان کی بیچ مین ہے اور روشنی اوسکی پہیلی ہوئی ہی مشرق سے مغرب تک اور جسطرح چاند جہان سے تو اوسکو دیکھی اوسی جگہہ سی تیری آنکھون مین نور بخشیگا انتہی کلامہ فرق یہہ ہی کہ سورج اور چاند کی دیکھنے کی آنکھہ اللہ تعالی نی کہول رکھی ہی اوسکی ذریعہ سی بینا آدمی دیکھکر کہدیتا ہی چاند ہر جگہہ موجود ہی اندہا مادرزاد یون کہیگا کہ چاند کہین نہین پس اسیطرح روح نبوی کا دیکھنا موقوف ہی اللہ تعالی کی عنایت پر اگر وہ آنکھہ باطنی کہول دی اور پردہ اوٹھادی ہر جگہہ انسان جلوہ احمدی دیکھہ سکتا ہے علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ثالث مین تذکرہ قرطبی سے نقل کرتی ہین ان موت الانبیاء انما ہو راجع الی ان غیبوا عنا

بحیث لا ندرکہم وانکانوا موجودین احیاء ولا یراہم احد من نوعنا الا من خصہ اللہ تعالی بکرامتہ من اولیاءہ یعنی
موت انبیاء کی بس اتنی ہی کہ وہ ہمسی چھپائی گئی ہمکو نظر نہین آتی اگرچہ وہ زندہ موجود ہین پر ہم مین سی
کوئی اونکو دیکھ نہین سکتا مگر یہ کہ کسی ولی کو خدا تعالی دکھلاوی امام شعرانی نی میزان مین لکھا ہی قد بلغنا
عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجبت رؤیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طرفۃ عین ما عددنا انفسنا من جملۃ المسلمین دیکھئی ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتی ہین کہ اگر یک پل جھپکنے کی
برابر بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمسی چھپ جاوین تو ہم اپنی تئین مسلمان نجانین انتہی اور ہونا روح انبیا علیہم
السلام کا علیین مین ساتوین آسمان پر جو ہمنی بیان کیا ہے تفسیر عزیزی کی بیان علیین مین ہے لیکن
باوجود ہونی علیین کی آپکی روح کو قبر شریف سی بھی اتصال قوی ہی ہر زائر کو جانتی ہین کہ کون زیارت کو
آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتی ہین قبر مین جسم مبارک زندہ ہی زرقانی نی لکھا ہی ان نبینا بالرفیق
الاعلی وبدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من یسلم علیہ اب فکر کرنا چاہیئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین
پر شیطان موجود ہی اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہی تو یہ صفت خاص خدا کی کہان ہوئی جسمین رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جائین معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد
تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی مین حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین دعوی
کرتی ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اوس سے بہی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر مین بلیا جاتا ہی

اب تحقیق لکھی جاتی ہی سیر ارواح کی

واضح ہو کہ ارواح انبیا کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث سے
ثابت ہی معراج کی حدیثون مین وارد ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہین کہ مینی اپنی تئین انبیا کی جماعت مین دیکھا
یہ موسی علیہ السلام نماز پڑہتی ہین یہ عیسی پڑہتی ہین یہ ابراہیم پڑہتی ہین فحانت الصلوۃ فاممتہم یعنی
اتنی مین نماز کا وقت آگیا مین اونکا امام ہوا روایت کیا اسکو مسلم نی اور قرطبی نی ابن عباسؓ سی یہ
روایت کی ہی کہ بیت المقدس مین اللہ تعالی نی آدم سی لیکر کل انبیا کو جمع کر دیا تہا تاکہ جماعت مین حضرت کے
پیچھی تہیں اور فتاوی سراجیہ کی باب مسایل متفرقہ مین ہے امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیاء
علیہم السلام کانت فی النافلۃ ان روایات فقہ وحدیث سی ثابت ہوا کہ سب پیغمبرون کی روحین

اپنی اپنی مقامات سی سمٹ کر بیت المقدس مین حاضر ہو گئین اور نماز یہان آکر پڑھی اور مشکوۃ مین مسلم سی روایت ہے
کہ ابن عباس فرماتی ہین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ چلی جاتی تھی مکہ اور مدینہ کی بیچ مین جب
ایک جنگل مین گذری پوچھا حضرت نی یہ کونسا جنگل ہی صحابہ نی کہا یہ وادی الازرق ہی فرمایا حضرت نے
گویا مین دیکھتا ہون موسی علیہ السلام کو پھر حضرت نی اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان فرمایا کہ موسی رکھی ہوے ہین
دونون کانون مین اونگلیان یعنی جسطرح اذان مین اور آواز بلند کیے اونکی ساتھ لبیک کی گذری چلی جاتی
مین اسی جنگل سی کہا ابن عباس نے کہ ہم آگی چلی تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچی پوچھا حضرت نی یہ کونسی گھاٹی
کونسا پہاڑ ہی صحابہ نے کہا یہ پہاڑ یا تو ہرشا ہی یالفت ہی آپ نی فرمایا گویا مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام
کو سرخ اونٹنی پر سوار پشمینہ کا جبہ پہنی ہوی اوسکی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہی اسی جنگل مین چلا جاتا ہے
حج کی لئی لبیک کہتا ہوا روایت کی یہ حدیث مسلم نی کہا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی حیون الفاق است
بر حیات انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب اند از نظر عوام پس تحقیق نمود ایشان را حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی منام و بی مثال و بی اشتباہ و بی اشکال اور قسطلانی نی بہی مواہب مین اس معنے
کی طرف اشارہ کیا ہے وقیل ہو علی الحقیقۃ لان الانبیاء احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ہذہ الحالۃ
کما فی صحیح مسلم عن انس ان صلی اللہ علیہ وسلم رای موسی قائما فی قبرہ یصلی قال القرطبی حبب الیہم العبادۃ فہم
یتعبدون بما یجدونہ ان احادیث و عبارات محدثین سی معلوم ہوا کہ ارواح انبیا حج اور نماز وغیرہ عبادتین کیا
کرتی پھرتی ہین جو اونکی دل مین آوی اور مشکوۃ کی باب المعراج مین بخاری اور مسلم کی حدیث سب کو یاد ہوگی کہ
اوسمین بیان ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی آسمان پر حضرت آدم ملی دوسرے پر حضرت یحیی اور عیسی تیسرے
مین حضرت یوسف چوتھی مین حضرت ادریس پانچوین مین حضرت ہارون چھٹی مین حضرت موسی
ساتوین مین حضرت ابراہیم اب دیکھیئ آسمان پر جانی سی پہلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام
ارواح کل انبیا کی بیت المقدس مین ملی تہین اور نماز حضرت کی پیچھی پڑہی تہی اب یہ ارواح انبیا آسمانون
مین ملین اور روایت ہی کہ جب آپ معراج کو تشریف لیجاتی تہی موسی علیہ السلام کو دیکھا قبر مین نماز پڑہتی ہین
پھر اونکو پہنچے بیت المقدس مین آپکی پیچھی نماز پڑہی پھر چھٹی آسمان پر ملے یہ تینون روایتین صحیح مسلم مین ہین

زرقانی نی موضع حیات فی القبر مین اس تعارض کو یون اوٹھایا ھی کہ انبیا علیہم السلام کی کہانی پینی کی ایی فراغت
کی مقامات مین جہان جاہین جاہین پہر چلے آئین علا انبیا مراتع ومسارح تیہر فون فیما شاؤ ثم یرجعون خیال کرنا چاہئے
کہ یہ کسقدر حرکت ہوئی ہر آسمان اسقدر موٹا ہے جسقدر پانسو برس کا رستہ ہووی اور زمین سی آسمان تک اور
ہر آسمان سی دوسری آسمان تک پانسو پانسو برس کا رستہ ہے پس اس تحقیق کی موافق ایک ذرا سا عرصہ مین آدم علیہ السلام
کی روح ایک ہزار برس کا رستہ اور یحیی و عیسی علیہما السلام کی روحین دو ہزار برس کا رستہ علی ہذا القیاس موسی
علیہ السلام کی روح چھہ ہزار برس کا رستہ اور ابراہیم علیہ السلام کی روح سات ہزار برس کا رستہ طی کر گئی
اس سرعت سیر کو یاد رکھیو عنقریب ہم کچھہ فائدہ اسپر مرتب کرینگی اور لکھا شرح مواہب لدنیہ مین خاتمۃ المحدثین علامہ
زرقانی نی لا یمنع رؤیتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ وبروحہ وذلک لانہ وسائر الانبیا صلی اللہ علیہم وسلم ردت
الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یہ مضمون تنویر
الحلک سی جلد اول کی شروع مین نقل کیا ہی **فائدہ** مولف براہین قاطعہ کا یہ اعتراض اور دہبا لگانا
ہین کہ مولف انوار نی کلام زرقانی مین لفظ التصرف کی جگہہ للتصرف بنا دیا اور تصرف کی معنی عرفی بنا لئے
یہ دونون دعوی بالکل غلط ہین دیکھو مطبع میریہ مصر سنہ ۱۲۷۸ بارہ سو اٹہتر کی چھپی ہوئی شرح مواہب زرقانی
جلد اول صفحہ ۱۱ کی سطر اول کہ اوسمین للتصرف لکھا ہوا ہی یا اللہ جھوٹی تہمتون سی بچائیو اور دوسری اعتراض
کا یہہ حال ہی کہ مینی حاشیہ پر جو ترجمہ اس عبارت کا لکھا ہی انوار ساطعہ مطبوعہ اولی و ثانیہ دونون مین بعینہ
لفظ تصرف نقل کر دیا ہے دیکھی جسکا جی چاہے وجہ یہہ تھی کہ تصرف جسوقت باب تفعیل کا مطاوع واقع ہوتا ہے
اوسوقت اوسکی پہرنی کی معنی ہوتی ہین صرفتہ فتصرف یعنی مینی پہرایا اوسکو وہ پہر گیا یہ قاموس مین ہے
اور جب موقع مطاوعت کا نہین ہوتا تو معنی یہہ ہوتی ہین (تصرف دست در کاری کردن) جیسا کہ
صراح اور منتخب مین ہے اب جاننا چاہئی کہ ارواح کاملہ کی نسبت دونون معنی ثابت ہین بنا علیہ تصرف
کی معنی مین مینی تصرف نہ کیا تھا وہی لفظ تصرف قایم رکھا تھا جسکا جی جس معنی کو چاہی وہ ہی سمجھہ لی
پس یہہ اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ مینی تصرف کی معنی اردو نہین بنائی اور معلوم نہین معترض کو تصرف
ارواح کاملہ مین کیون بحث ہی اسبات کو علماء معقول تک مان چکی ہین کہ نفس ناطقہ قدسیہ جو کامل

درجہ کی حکمت علمیہ و عملیہ کو جامع ہوتا ہی جب وہ بدن سے نکل جاتا ہی عقول مدبرہ مین داخل ہو جاتا ہی اور
اس عالم مین اپنا اثر پہنچاتا ہی شیخ الرئیس اور ارسطاطالیس وغیرہ کی کلام مین اسکی تصریح موجود ہے اور ہمارے
حکماء دین بھی اسکو تسلیم کرتی ہین علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فالمدبرات امرا کی تفسیر مین لکھتی ہین
او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع
فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بشرفہا وقوتہا من المدبرات
یعنی یا یہہ بات ہی کہ نفوس فاضلہ کی صفتین مراد ہین کہ قسم ہے نفوس ناطقہ فاضلہ کی جب وہ بدن سے نکلتی
ہین خوش ہو کر عالم ملکوت مین جاتی ہین وہان تیرتی پہرتی ہین اور اپنی شرف و قوت کی باعث داخل ہو جاتی
ہین مدبرات مین یعنی اونمین جو کہ تدبیر عالم کرتی ہین اور روح البیان مین ہے ثم ان النفوس الشریفۃ
لا یبعد ان یظہر منہا آثار فی ہذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان اولا پھر بعد دس سطر کے لکھا
بل ہو بعد مفارقۃ البدن اشد تاثیرا وتدبیرا لان الجسد حجاب فی الجملۃ یعنی کچھہ بعید نہین کہ نفوس شریفہ سے
اثر ظاہر ہووین اس عالم مین خواہ وہ اپنی بدن مین موجود ہون یا نکل گئی ہون بلکہ مفارقت بدن کی بعد
زیادہ تر تاثیر اور تدبیر اونکی ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بدن عنصری ایک قسم کا حجاب تہا وہ اوٹھہ گیا اور
نقل کر چکی ہم نور دوم لمعہ ثانیہ جمعرات کی فاتحہ مین تذکرۃ الموتی والقبور سی کہ اولیا حکم شہدا مین ہین
اور انبیا و صدیقین شہدا سی بہی افضل ہین اونکی روحین زمین و آسمان و بہشت مین جہان چاہتی ہین جاتی ہین اور
اپنی دوست اور معتقدونکی مدد کرتی ہین دشمنون کو ہلاک کرتی ہین انتہی اور انتباہ الاذکیا تصنیف
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ مین ہی النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنہم و
التردد فی اقطار الارض لحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ہذہ الامور من اشغالہ
کما وردت بذلک الاحادیث والآثار اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بات احادیث و آثار سے ثابت ہی کہ آپ
نظر فرماتی ہین اعمال امت مین اور انکی گناہونکی بخشش مانگتی ہین اور دفع بلا کی لئی دعا فرماتی ہین اور حدود زمین
مین پھرتی ہین برکت دیتی ہوئی اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مری اوسکی جنازہ پر تشریف لاتی ہین
یہ آپ کی اشغال ہین عالم برزخ مین اور روح البیان آخر سورہ تبارک الذی مین ہے قال الامام الغزالی

رحمه الله تعالى والرسول علیه السلام له الخيار في طواف العالم مع ارواح الصحابة رضي الله عنهم لقد رآه كثير

من الاولیاء اس سے معلوم ہوا کہ کچھ اس زمین کی خصوصیت نہین بلکہ تمام عالمون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مع ارواح صحابہ پہرتی ہین بہت اولیائی آپ کو دیکھا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب درثمین کی حدیث ساتوین مین

لکھتی ہین اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبد اللہ القاری قال حفظت القران علی قاری

زاہد کان یسکن فی البریۃ فبینا نحن نتدارس القران اذ جاء قوم من العرب یقدمہم سیدہم فاستمع قراءۃ

القاری وقال بارک اللہ ادیت حق القران ثم رجع وجاء رجل آخر بذلک لزی فاخبران النبی صلی اللہ

علیہ وسلم اخبرہم البارحۃ اذ سید ہبط لی البریۃ الفلانیۃ لاستماع قراءۃ قاری ہناک فعلمنا ان السید الذی

کان یقدمہم ہو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد رایتہ بعینی ہاتین یعنی خبردی مجھکو میری والد سوارنی اور کہا

اونہون نے کہ خبردی مجھکو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہا سید عبد اللہ نے کہ مینے قرآن حفظ کیا ایک

قاری زاہد سے جو جنگل مین رہتی تھی ایک بار ہم قرآن پڑہ رہی تھی اتنے مین عرب کی آدمی آئی اونکا سردار

آگے تہا اوسنے قاری کا پڑہنا سُنکر کہا اللہ تعالی برکت کری کہ تونے قرآن کا حق ادا کیا پہر وہ چلی گئی اور

ایک آدمی دوسرا اونہی عرب لوگونکی وضع کا آیا اور کہنی لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی

تہی کہ ہم فلان جنگل مین ہان کی قاری کا قرآن سُننی جائینگے جب وہ آدمی نے یہ بات سُنائی ہمنی جان لیا

کہ وہ سردار جو آئی تہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہی اور مینی اپنی ان آنکھون سے آپکو دیکھا انتہی اور نیز

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکہتی ہین رایتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور بصورتہ التی کان علیہا

الکریمۃ التی کان علیہا مرۃ بعد مرۃ فتفطنت ان لہ خاصیۃ من تقویم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ السلام وانہ الذی

اشار الیہ بقولہ ان الانبیاء لا یموتون انہم یصلون فی قبورہم ویحجون انہم احیاء اور حضرت مجدد الف ثانی

جلد اول مکتوبات کی مکتوب بیست و ہشتاد و دوم مین لکہتی ہین امروز در حلقہ بامدادی دیدم کہ حضرت الیاس

و حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام بصورت روحانیان حاضر شدند و بتلقی روحانی حضرت خضر فرمودند

کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہای

کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صادر می یابد اور اسی جلد اول مکتوب صد و بستم مین ہے درین اشتغال

خداوندی دور سید و حقیقت معاملہ را کما ینبغی وا نمود روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و

السلام کہ رحمت عالمیان است در آن وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر حزین نمود امام غزالی گفتہ کہ ارباب قلوب

مشاہدہ می کنند در بیداری ملائکہ و ارواح انبیا را کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرؤیا اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبد الحق

نے از شیخ ابو المسعود کہ مصافحہ میکرد آنحضرت را بعد از ہر نماز اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ نے قصہ غوث پاک کا کہ

روزی غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی نشستہ بود و وعظ میفرمود و قریب ہزار

کس پایہ وعظ وی حاضر و شیخ علی بن ہیتی در زیر پای کرسی شیخ نشستہ ناگاہ شیخ علی ہیتی را خواب برد

پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس ایشان شنیدہ نمیشد پس

فرود آمد شیخ از کرسی و بایستاد با ادب پیش علی مذکور و بنگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی گفت شیخ

عبد القادر را وی کہ دیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب ورزیدم

با او و ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بملازمت من مجلس ترا پس

شیخ علی گفت آنچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دید و روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردمان

مادہ در آن روز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس سے تین باتین ثابت ہوئین ایک تو روح پاک مصطفی کا

مجلس خیر مین آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئی حضرت غوث اعظم پیر دستگیر کا کھڑا ہونا

پسند ہونا استحباب قیام کی واسطی تشریف آوری ارباب فضل و اکرام کی تیسری حضرت غوث پاک کی علو شان

اور قوت ادراک کہ جسکو دوسری آدمی خواب مین دیکھین آپنی بیداری مین دیکھا قصہ مختصر یہ کہ روح نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم زمین پر آمد و رفت فرماتی ہی اور اگر کوئی یہ سمجھی کہ وہ خدا تعالی کی حضوری مین مستغرق ہی اونکو

دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب دسکا یہ ہی کہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتی ہین سورۃ انشقاق

کی تفسیر مین وبعضی از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درین حالت ہم

تصرف در دنیا دادہ و استغراق انہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد جب

اولیاء اللہ کا یہ حال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سے عالی ہوگا چنانچہ خاتم المحدثین

زرقانی صفحہ ۳۶۵ مقصد عاشر مین لکہتی ہین لاریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من

حال الملائکۃ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض الف الف روح او ما تزید فی وقت واحد ولا یشغلہ قبض عن قبض وہو مع

ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ

مشاہدہ ولا یزال فی حضرۃ اقترابی وقوۃ متلذذا باسماع خطابہ وکذا کان شانہ وعادتہ فی الدنیا الفیض علی من

سبحات الوحی الالہی مما افاضہ اللہ علیہ لا یشغلہ ہذا الشان بہذا الشان فاضتہ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ

بالحضرۃ الالہیۃ یعنی آپکا قبر مین بھی یہی حال ہی اور دنیا مین بھی یہی تہا کہ امت پر فیضان جاری رہتا

تہا اور خدا سی ملی رہتی تہی ادہر کی مشغولی سی ادہر کی مشغولی مین فرق نہ آتا تہا ــہ

ادہر اللہ سی واصل ادہر مخلوق مین شامل		خواص اس برزخ کبری مین تہا حرف مشددکا

پس ایسی ہر توسع ادراک وعلم وقوت استعداد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور ہر روح انبیاء کی عزت حکم

کہ حضرت ابراہیم معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتوین آسمان پر سات ہزار

برس کا رستہ طی کر کی ادنی فرصت مین پہنچ گئی چنانچہ ہم روایت اسکی بیان کر چکی پہر کیا اشکال اور خلجان

ہو رہا ہی منکرین کو کہ صرف چند محافل میلادیہ جو چند شہر مین منعقد ہو رہی ہین اون مین بسرعت سیر حاضر

ہوجانیکی قدرت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہین ہی پیغمبر سید المرسلین ابراہیم خلیل اللہ سی اعلی وافضل

بالاتفاق ہین پہر مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طی کری ایکدم مین اور فاضل افضل چند مقامات

کی سیر نکر سکی بڑی ناقدردانی کی بات ہی اور اوسپر طرہ یہ کہ جو ایسا اعتقاد کری اونکو مشرک قرار دین

سبحان اللہ مشرک کی معنی بہی یہ حضرات خوب سمجہی واضح ہو کہ نفس ناطقہ قدسیہ کا ایک

آن مین ظاہر ہوجانا بہت مکانون مین حکمار اشراقیین اور ہمارے عرفا کاملین اور

محققین شرع متین کے نزدیک صحیح ہی اسمعیل افندی علامہ قسطلانی و زرقانی و حلبی و محدث دہلوی و مجدد الف

ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب قایل ہین سیرت حلبی جلد اول مین ہے فالارواح تتجسد وتظہر فی صور

مختلفۃ من عالم المثال اور فرمایا جلال الدین سیوطی نی تعدد الصور بالتخیل والتشکل ممکن کما یقع للجان اور

دونون عبارتون کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی کی جلد ثانی مکتوبات مین ہے ہر گاہ جنیان را بتقدیر

اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند

چہ محل تعجب است وچہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیلہ است انچہ از بعضی اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن

در امکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال مباینہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد با جساد مختلفہ

و متشکل باشکال متباینہ می شوند اور مدارج النبوۃ مین ہے وبدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است

چنانکہ در نوم مرئی می شود وبلفظ نیز می نماید وآن شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ وحی است ہمان

متمثل میگردد و در یک آن بصور بصور متعددہ عوام را در منام می نماید وخواص را در یقظہ اس عبارت مدارج

سے بہی آن واحد مین بہت مکانون مین متشکل ومتصور ہو کر ظاہر ہونا حضور کی جوہر پاک کا ظاہر ہی تعجب ہے

کہ مولف براہین قاطعہ نی صفحہ ۲۱ مین صور متعددہ کا لفظ عبارت مدارج سی نقل کرنی مین حذف کر دیا کہین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصرف روحانی کی قوت ثابت ہو جائی پہر طرفہ یہ کہ اس عبارت مذکورہ سے

اپنی سند پکڑی کہ وہ تو مثال ظاہر ہوتی کو لکہتی ہین اوسمین تشریف آوری حضور کا کہین نام ونشان بہی نہین انتہی

افسوس عبارت کا مضمون بہی آپنی نہ سمجہا یعنی محدث دہلوی فرماتی ہین کہ وہ بدن جو قبر مبارک مین ہے

وہی خود متمثل ہو کر نظر آتا ہی عوام کو خواب مین اور خواص کو جاگتی مین یہ نہین کہ یہ کچہ اور چیز نظر آتی ہے

مغایر ومنافی جسم اقدس کی اس مقام پر حدیث صحاح کی بہی یاد نہ آئی من رآنی فی المنام فقد رآنی

فان ہذا لا ینبغی للشیطان ان یتمثل بی حضرت ارشاد فرماتی ہین جسنے مجہکو خواب مین دیکہا اوسنی مجہی کو دیکہا

شیطان میری شکل نہین بن سکتا جب خواب کی دیکہنی کی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین حالانکہ

خواب ایک غفلت کا عالم ہے پہر بیداری کا دیکہا ہوا بدرجہ اولی آپ ہی کا جوہر مقدس ہوگا نہ کسی

غیر کا بنا برعلیہ اس بدن مثالی کی آنیکو اگر آپکا تشریف لانا کہا جائی تو موافق حدیث کی ہوگا نہ مخالف

اور اسیواسطی حضرت مجدد بہی تمثل الیاس وخضر کو فرماتی ہین کہ بصورت روحانیان حاضر شدند اور

دوسری جگہ لکہتی ہین روحانیت حضرت خاتمیت حضور ارزانی فرمود اور یہی قصہ سید احمد صاحب کا ہی

جو لفظ روح سے تعبیر فرمایا ہی کہ روح حضرت غوث الثقلین وحضرت نقشبند متوجہ حضرت ایشان گردید

اور واضح ہو کہ وہ مثال کوئی شی وہم وخیال محض نہین جیسا کہ مولف براہین قاطعہ نی خیال کیا بلکہ ایک شی

متصرف واقعی ہوتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی وغیرہم تصریح فرماتی ہین لیکن اس مقام پر ہم عبارت حضرت

مجدد الف ثانی کی نقل کرتی ہین جسکی انکار کی گنجایش فریق ثانی کو نہین جلد ثانی مکتوبات مین فرماتی ہین
این تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزاران کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام
بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند اینہمہ تشکل صفات و لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
والسلام بصورتہای مثالی ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہا می نمایند و حل مشکلات میفرمایند
بہلا انبیا علیہم السلام کا درجہ تو بہت عالی ہی حضرت مجدد تو پیرون کی صور مثالی سی بہی حل مشکلات
ثابت کرتی ہین یہ امر وہمی و خیالی نہین اور اسیطرح مشکل کشائی حوائج الناس کی بہ نسبت اولیاء اللہ کی
مفسر روح البیان فی سورۂ ملک مین لکہی ہی مثال اقامہ اللہ تعالیٰ علی صورتہ لتنفیذ ما شاء اللہ تعالیٰ
من حوائج الناس و غیرہا اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی کہ جب صورت مثالی ایک شخص کی متخیلہ مین آئی اور وہ
شخص مجلس مین ہے تو مجلس مین آنا مثال کا ثابت ہوا اور متعدد اشخاص کا یہ واقعہ دیکھنا دلیل ہی کہ مرغوبیت
و محبوبیت محفل کو دخل ہی اس توجہ روحانی مین اور وہ مثال خود صاحب مثال کا جلوہ ہی علیہ افضل الصلوٰۃ و
التسلیمات کیونکہ آپ فرماتی ہین من رآنی فقد رآنی اور فرماتی ہین من رآنی فقد رای الحق یہ تقریر ہم
اوس صورت مین کرتی ہین جب کہا جائی کہ وہ مثال نظر آتی ہی اور جب انتباہ الاذکیا مین سیوطی رحمۃ
اللہ علیہ احادیث سی ثابت کر چکی کہ آپ اطراف زمین مین پہرتی ہین تو مثال کہنی کی کچہ ضرورت نہین
چنانچہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف مین لکہتی ہین فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم متصرف و سیر بجسدہ و روحہ
حیث شاء فی اقطار الارض فی الملکوت انہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملئکۃ فاذا رفع اللہ الحجاب
عمن اراد اکرامہ برویتہ رآہ علی ہیئتہ التی ہو علیہا لا مانع من ذلک لا داعی الی التخصیص برویۃ المثال
انتہی ملخصا کذا فی نور العین مین کہتا ہون کہ یہ قول سیوطی ہوافق مسئلہ تروح اجساد و تجسد ارواح کی ہی
جسکو اہل حقیقت مانتی ہین یعنی یہ بہی ممکن ہی کہ خود جسد پاک جو لطافت مین مثل روح ہی قبر سی بطور اعجاز
نکلکر چلتا پہرتا ہو جیسا کہ حضور سی انبیا کی شب معراج بعض علما کی نزدیک باجساد ہم ہوئی تہی اور بعضون کی
نزدیک بارواحہم اور بعض اولیاء اللہ بند مکان سی بلا فتح باب باہر نکل آئی ہین غلبہ روحانیت کی
سبب بحاصل کسیطرح ہووی خواہ بجسدہ و روحہ خواہ بمثالہ رونق افروزی ہت خستہ حال کی طرف

ثابت الاصل ہی اور یہہ لکہنا مولف براہین کا صفحہ ۲ مین کہ مشاہدہ کی واسطی ارواح کا مشاہد کی گہر مین آنا
ضرور نہین قلب منور بعید سی دیکہتا ہے اس موقع پر صحیح نہین اسلیی کہ جب یعنی کسی مقام خاص کو حضرت
کی رونق افروزی سے مشرف دیکہا ہی ہان جلوہ محمدی پایا ہے اسوقت وہ تالاب شمسی کا جو
مقام دہلی مین گذرا ہے اور خاص بیان اوسکا حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ سی فوائد السالکین مین اونکی خلیفہ صاحب جناب شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ
علیہ نی رقم فرمایا ہی لکہتا ہون شمس الدین والی دہلی خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد با جمیع ارکان دولت
زمین بلای راست کنانیدن حوض میدید چنانچہ رسید آنجا کہ حوض ہست ایستاد کہ این زمین بہتر است
چون دید باز گشت و در قصر آمد چون آنمرد یکی از واصلان حق بود ہمدرین نیت دران شب ہمیران مصلی
قدری در خواب شد چنانچہ دید نزدیک چبوترہ کہ دران حوض ہست مردی با دو گیسو کشادہ خوب صورت
کہ صفت او نتوان کرد بر اسپ و چند نفر یار برابر او ایستادہ ہمین نظر مبارک ایشان بر من افتاد
و پیش خود طلبید فرمود کہ بیا چہ نیت داری گفتم نیت این دارم کہ اینجا حوض بنا کنم ہمدرین گفتگو
نزدیک آن مرد استادہ بود مرا گفت ای شمس این رسول محمد ست عز و جل آنچہ درخواست داری
بازنمای تا آنمرد بدامن تو رساند چون مرا اندیشہ این حوض بود ہمین التماس کردم و در پای
مبارک رسول علیہ السلام افتادم بعدہ برخاستم دست بستہ استادہ شدم ہمانجا کہ چبوترہ است
اسپ رسول علیہ السلام دست نزد و آب بیرون آمد رسول علیہ السلام فرمود کہ ای شمس ہمین جا حوض
راست بکنانی اینچنین آب بیرون خواہد آمد کہ در ہیچ شہر و مقامی لذت آن آب نباشد ہمدرین گفتگو
بیدار شدم ہمانروز بیگاہ سوار شدم چون آنجا رسیدم کہ اسپ رسول علیہ السلام سم زدہ بود چہ بینم کہ آب
بیرون آمدہ است و آنجا اقرار گرفتہ ہر کس کہ برابر شمس آمدہ بود قدری ازان آب بخوردند سوگند
بر زبان راندند کہ صد ہزار شیرینی از ہر چہ جمع کنند و بخورند اینچنین شیرین نیابند کہ لذت آن آب دارد
آنگاہ خواجہ قطب الاسلام فرمود کہ شیرینی آن آب برکت قدم مبارک رسول علیہ السلام بود
اس حکایت سے صاف ثبوت ہو اسکا کہ جس مقام پر آپکی گہوڑے کا سم دیکہا تہا وہان چشمہ پانی کو خوشگوار

قصہ تالاب شمسی دہلی

نقشہ اوس ولی کی مثال اللہ تعالیٰ نے قائم کردی اوسکی صورت آدمیون کی حاجات جاری کرنی کے لئے جنکا جاری ہونا خدا تعالیٰ کی ...

پایا اگر قلب منور ہی فقط دور سے دیکھتا تھا اور مکان رویت سی اوسکو علاقہ نہ تھا تو اوس زمین مین
پانی نکل آنی کی کیا وجہ ہوئی اور یہ حکایت اولیاء ابرار کی لکھی ہوئی ہے قطع نظر اس سے اہل ولی اوس
ہی متوارث سنتی چلی آئی کہ بنا ر تالاب شمسی کی یہی ہے وجہ یہی بنا ر علیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیا ر ابرار
اصحاب کشف و شہود نی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف
ہونا فیضان نور محمدی سی تسلیم کرنا چاہیئی جیسا کہ محمد بن یحیی جو کہ مکہ معظمہ مین مذہب حنبلی کی مفتی تھی علما
اعلام و معتمد ایان اسلام سی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع و سادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور اس
مسئلہ کی رنگ و بو خود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان
مین جو مدینہ طیبہ مین جا کر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورایتہ صلعم مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجہا الی الخلق
لا لبساً لباس غلوت فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا ارید الانسان العالی الہمۃ فقط بل کل من کہد
یشتاق الی شیئ و یتوجہ الیہ بقصدہ و شوقہ فانہ یتدلی الیہ ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا
عظیما لمن صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کھلتا ہے خوشی سے
اوسکی طرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود و سلام بھیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت
لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوتر آتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون
شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب
فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی
اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکھنا صفحہ ۲۰۸ مین کہ
(الہام و کشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبدالرحیم
و شاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر بنگئے کہ اب ان کا کشف حجت
نہین ہو سکتا اللہ اللہ ؎ گہے بر طارم اعلی نشینم * گہے بر پشت پای خود نہ بینم *
اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض کی

حواس و قوی ظاہری شدت مجاہدات سے مضمحل ہو جاتی ہین تو جوہر عقل قوی ہو کر مورد نور الہی
ہو جاتا ہے اوس نور کی تائید سے حقائق اشیا کماہی فی نفس الامر معلوم ہونی لگتی ہین حدیث مین
ایسے شخص کی نسبت وارد ہوا ہے کہ ینظر بنور اللہ اور سچا خواب وہ ہی کہ احادیث مین وارد ہوا ہے
کہ رویا ر صالحہ نبوت کا چہالیسوان جزو ہے اور حدیث مین ہے کہ نبوت تو ہو چکی اب مبشرات یعنی
رویا ر صالحہ باقی ہین پس کشف و منام صالحہ کو اس طرح تحقیر سے بالکل رد کرنا صحیح نہین اب ہم بیان
کرین بعض وہ مقامات کہ کشف پر عمل ہوا ہی حضرت خضر کو بعضون نے نبی کہا ہے اور معالم التنزیل
مین ہی کہ اکثر اہل علم کی نزدیک وہ نبی نہین تھی پہر دیکھئے اونہون نی الہام و کشف پر عمل کر کے
مساکین کی کشتی توڑ ڈالی اور ایک نوجوان لڑکا مار ڈالا حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ
بالاتفاق نبی نہ تہین اونہون نی اپنی بیٹی کو تابوت مین بند کر کی دریا مین ڈالدیا یہ فعل بہی قریب
ہلاک کر دینی کی ہے لیکن بالہام الہی کیا یہ سب قصے قرآن شریف مین موجود ہین اگر انکو شریعت
سلف ہونیکا کوئی خیال کری تو لیجئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنیئے مشکوۃ کی
باب الکرامات مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہی وہ فرماتی ہین کہ جب رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کی غسل وفات کی نوبت پہنچی صحابہ کہنی لگی ہم نہین جانتی کہ کپڑی جسم مبارک سی اوتار کر
غسل دین یا مع کپڑون کی کیسی یہ ہوگی کیسی وہ تب اللہ تعالی نی سب پر نیند بہیجدی وہ
سب سو گئی خواب مین کیا دیکھتی ہین کہ گہر کی گوشہ مین ایک بولنی والا بولتا ہی کہ غسل دو تم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑون سمیت تب وہ لوگ نیند سی اوٹھی اور آپکو کرتا پہنی ہوئی غسل دیا اس حدیث
مین لفظ فقاموا کا ترجمہ زرقانی شرح مواہب مین یہ کیا ہی کہ انتبہوا من النوم اب دیکہئی یہ بہی عمل صحابہ نی
الہام منامی پر کیا ہی اور بعد صحابہ بہی بہت الہامات پر فقہا و محدثین نی عمل کیا ہی حضرت مجدد الف
ثانی اسکی بابت ایک سوال و جواب لکہتی ہین مکتوبات مین سوال چون دین بہ کتاب و سنت کامل گشت
بعد از تکمیل بہ الہام چہ احتیاج بود وچہ نقصان ماندہ کہ بالہام کامل گردد جواب الہام مظہر کمالات خفیہ
دین است نہ مثبت کمالات زائدہ در دین چنانچہ اجتہاد مظہر احکام است الہام مظہر دقائق و اسرار

کرفہم اکثر مردم ازان کوتاہ است ہرچند در اجتہاد و الہام فرق واضح ست کہ آن مستند بحاقی راسے
جل سلطانہ پس در الہام یک قسم جہالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست الہام شبیہ اعلام نبی ست کہ
ماخذ سنت است چنانچہ بالا گذشت اگرچہ الہام ظنی ست وان اعلام قطعی انتہی اور شیخ عبدالحق
رحمہ اللہ مدارج النبوۃ مین لکھتی ہین کہ اگر خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات قسم احکام
سے سُنی اوس پر عمل کری لیکن اوسمین یہ وجہ نہین کہ رویت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین شک ہووے
بلکہ یہ سبب ہے کہ خواب دیکھنی والی کا ضبط مفقود ہی پہر اسکی بعد لکھتی ہین کہ مراد ہماری احکام غیر کے
وہ احکام ہین جو قرارداد دین کی خلاف ہون اور اگر وہ ایسی نہین تو انکی قبول کرنے مین کسیکا
ہی خلاف نہین عبارت یہ ہی و مراد احکام شرعیہ کہ مخالف قرارداد دین ست والا بعضے علوم کہ
نازین قبیل باشد در قبول آن و عمل بدان خلافی نخواہد بود و بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ
مروی است از حضرت می نمودہ و عرض کردہ کہ یا رسول اللہ فلان این حدیث از حضرت تو روایت
کردہ است پس فرمود آنحضرت نعم او لا و در رویت کہ در تیقظ ست بعضے مشائخ نیز ہمچنین استفادہ
علوم نمودہ اند اور اسیطرح مفسر روح البیان نی بہی لکھا ہے کہ بہت علما رنی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے حدیث حاصل کی ہین عالم رُویا مین جب یہ حقیقت کشف و منامات اولیا کی ظاہر ہوئی
تو معلوم کرنا چاہیئی کہ جب اہل کشف نی عمل ہو لدے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار الہی مجلس
مین دیکہی اور بعضی مشرف بزیارت ہوئی عین مجلس مین اور بعضون کو منام مین فرمایا کہ ہم بہی ہان
آتی ہین اب ہم اس کشف و منام کو جب پیش کرتے ہین شریعت پر تو نہین پاتی اوسکو مخالف
قرارداد دین متین کی اسلیئی کہ مجلس کا مکان لابد کوئی ٹکڑا زمین کا ہوگا پس داخل ہوگا وہ
اقطار الارض مین اور اقطار ارض مین آپکا چلنا پہرنا سیوطی رحمہ اللہ علیہ نی احادیث و آثار سے
ثابت کیا ہے پس معمول ہی ہکا نقطہ کا ایک حصہ اور فرد ہوا افراد و حصص مضمون حدیث سے
اور مخالف نہ ہا کسی حکم کا احکام قرارداد دین سے اسلیئی مقبولین اُمت محمدیہ نی اسکو بالراس و العین
قبول کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی لکہا کہ جب کوئی صاحب دل ذوق و شوق سے

بہت لگاتا ہے تو حضرت بہی اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اگر کوئی کہی روح مبارک کو
خبر ہو جانی علم غیب ہے اور وہ کسیکو نہین ہوتا سوای اللہ تعالی کی فرمایا اللہ تعالی نی
سورہ نمل مین قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور نیز حکم کیا اللہ تعالی نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ اعراف مین کہ کہدی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون سے ولو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اگر جانتا مین غیب کو بہت حاصل کرتا مین منفعت اور نہ
پہنچتا مجھکو نقصان جواب اسکا یہ ہی کہ اگر آپ صاحبون کو ان آیتون پر ایمان ہی تو مبارک ہو بہت
اچھی بات ہی لیکن چاہیئے کہ دوسری آیتون کو بہی سچی جانو سورہ ال عمران مین ہے وما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی الہہ یون نہین کرتا کہ تمکو خبر دیدی غیب کی لیکن اللہ
چہانٹ لیتا ہی اپنی رسولون مین جسکو چاہے اور سورہ جن مین ہی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالی عالم الغیب ہے اپنی غیب کی بات کسی کو نہین کہولتا مگر جو پسند
کر لیا کوئی رسول ان چارون آیتون کی ملانیسی اہل سنت و الجماعت کا جو مسئلہ اعتقادی ہی وہ کہلجاتا ہے
یعنے اصل عالم الغیب و علام الغیوب اللہ تعالی ہے زمین و آسمان مین کوئی ایسا نہین جو یقینی طور پر
کسی بات کو بلا تعلیم و الہام حق جانے ہان اللہ تعالی اپنی پیاری برگزیدہ رسول کو جسکو چاہی خبرین
غیب کی بتا دیتا ہی پس جو شخص یہ کہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بہی غیب کی بات نہین جانتے
وہ منکر ہوا اللہ تعالی کی کلام کا کہ فرمایا اللہ تعالی نی چہانٹ لیتا ہی واسطی اخبار غیبی کی جسکو چاہی اور
نیز منکر ہوا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہی ایت عمرو بن اخطب
انصاری سی کہ نماز جماعت پڑہائی ہمکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فجر کی اور منبر پر چڑہ کی ہمکو نصیحت
فرمائی یہان تک کہ ظہر کا وقت آ گیا تب اُتری منبر سی اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر فرماتے رہی نصیحت
پہر عصر کا وقت آ گیا پہر اوتری اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر یہان تک کہ چھپ گیا سورج اوس دن
بتا دیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی جو کچھ ہونیوالا تہا قیامت تک اب ہم مین زیادہ عالم وہ ہے
جسکو اوس دن کی زیادہ باتین یاد ہین روایت کی یہ حدیث مسلم نی اس حدیث سی ثابت ہوا

کہ بہت خبرین غیب کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دی ہین اور حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ نی
کوئی شی کچھوری قیامت تک ہونیوالی جو ہمکو نہ بتائی اور ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ اس عالم
سے تشریف فرما ہوی اور ہمکو بتا گئے ہر چیز اگر کوئی جانور بہی باز و آسمان مین ہلاتا ہی وہ بہی آپ ہم سے
ذکر کر چکی یہ امام احمد اور طبرانی نی روایت کی ہی اور فرمایا آپنے مین اپنی سب اُمتی اگلون پچھلون کو
جانتا ہون جیسا تم اپنی رفیق کو پہچانتو اوس سے زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہون رواہ الطبرانی قطع نظر اس سے
اعمال اُمت آپ کی سامنی عرض کئی جاتی ہین روی البزار بسند جید عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیوتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ
وما کان من سیئی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مین آیہ ویکون
الرسول علیکم شہیدا مین لکہتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین
خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال ودر روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود
مطلع می سازند کہ فلانی چنان می کنند و فلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت توان کرد انتہی
اور نیز علامہ اسمعیل الفندی اور قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتی ہین عن سعید بن
المسیب قال لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم بسیماہم
واعمالہم فلذلک یشہد علیہم یوم القیمۃ جب احادیث مین آ چکا کہ صبح شام ہر روز دو بار امت کی اعمال آپ کے
سامنے پیش ہوتی ہین پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانا جمیع محافل میلاد کا کون بڑی بات ہے
اور **مولف براہین گنگوہی کا یہ لکہنا** (تمام امت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام
کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالی نی عنایت کر دیا اور بتلا دیا اوس سے ایک ذرہ بہی زیادہ کا
علم ثابت کرنا شرک ہی انتہی) عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ایک عالم مشرک ہو جائیگا مثلاً کسینی اپنی
اوستاد کو اپنی ذہن مین بڑا عالم یا اپنے مرشد کو بڑا صاحب کشف سمجھ لیا حالانکہ حق تعالی نی اونکو
اوسقدر علم اور کشف ندیا تہا موافق براہین کے نزدیک ذرہ بہر زیادہ سمجھنی ہی مشرک ٹہریگا معاذ اللہ پہر
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اوسیقدر ہم ثابت کرتی ہین جسقدر شرع مین

ثابت ہی نصوص اوپر گذر چکی دیکہو اور حرکت روحی بہی اوسیقدر ثابت کرتے ہین جو نصوص سے ثابت ہے
پہر مولف براہین صفحہ ۵۴ مین مسئلہ درمختار وغیرہ سے لکہتے ہین (اگر کوئی نکاح کری بشہادت حق تعالی
اور فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کی فخر عالم کی نسبت انتہی) یہ مسئلہ بہی
اپنے صحیح نہ لکہا اصل تحقیق اسکی لکہتا ہون کہ اگر کوئی شخص نکاح کری اور کوئی گواہ نہون فقط اللہ تعالی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرکی نکاح کرلی تو وہ نکاح بالاتفاق ناجائز ہے اسواسطی کہ یہان
گواہ وہ ہونے چاہئین کہ اگر نکاح مین جہگڑا ہووی تو عدالت مین گواہی دے سکین امر یہ بہی ہے کہ خدا
تعالی تو ہر نکاح مین شاہد ہوتا ہی پہر شریعت مین علاوہ اوس ذات پاک کی اور دو گواہ مطلوب ہین
وہ یہان نہین بنا علیہ وہ نکاح ہرگز نہوا اسپر اتفاق ہے لیکن بعض علمانی اوسکو کافر بہی کہدیا جسکا
ذکر مولف براہین نی کیا اور یہ صحیح نہین اسواسطی کہ درمختار مین اسکی تضعیف پر اشارہ کیا ہے قیل یکفر
قیل لفظ تضعیف ہے اور فتاوی قاضیخان کی کتاب النکاح مین لکہا وبعضہم جعلوا ذلک کفرا
کافر ہونیکو قول بعض علما بیان کیا لیکن ابہی یہ نہین کہلا کہ خود قاضی خان کی رای اسکی موافق ہے
یا نہین یہ بات کلمات کفر مین کہولدی وہان اسطرح لکہا قالو یکون کفرا شرح منیہ وغیرہ کتب مین صراحتہ
یہ اصطلاح لکہی ہی کہ لفظ قالو ایسی موقع مین لکہتی ہین جہان اپنی رای مین وہ امر مستحسن نہین ہوتا شرح
منیہ کی ذکر قنوت مین لکہا ہی کہ قاضیخان کا لفظ قالو لکہنا دلیل غیر مختار ہونیکی ہی عبارت یہ ہے
وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لہ فی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ پس معلوم ہو گیا
ان فتاوی سی کہ کافر کہنا ضعیف ہی اب ہم واضح تر دلیل لاتی ہین عدم کفر پر فقیہ شامی نی درمختار
کی قول مذکورہ بالا پر جسکی سند براہین مین پکڑی ہی تحریر کیا ہی قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب اس سے بہی قوی تر سنو
خزانۃ الروایۃ مین مضمرات سی نقل کیا ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب
ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا ہمنے اس روایت اخیرہ کو قوی ہو اسطے لکہا کہ اسمین تصحیح جو الفاظ فتوی
سے ہے موجود ہی یعنی اس اختلاف علما مین صحیح یہی بات ہی کہ کافر نہین ہوتا پس درمختار اور قاضیخان کی

تضعیف اور شامی اور تاتارخانیہ اور فتاوی حجہ اور ملتقط کی تصریح اور خزانۃ الروایات اور مضمرات
کی تصحیح سے صاف ثابت ہوگیا کہ وہ کافر نہین ہوتا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ چیزین علم کی پیش
کی جاتی ہین منجملہ انکے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فتح القدیر وغیرہ مین ہی کہ جب روایت فقہ و
حدیث متفق ہو ہرگز اوسکو نہ چھوڑا جاوی بنا علیہ یہ حکم ائمہ فتاوی کا موافق حدیث عرض اعمال جسکو
حکیم ترمذی اور بزاز اور عبد اللہ ابن مبارک محدثین رحمہم اللہ تعالی نقل فرماتی ہین صحیح رہا اور لکھا
زرقانی نی شرح مواہب مین کہ کل انبیا کو اور آبا اور امہات کو اونکی امت اور اولاد کی اعمال بالاجمال
پیش کی جاتی ہین ہر جمعہ اور حضرت کو سب پر شرف یہ دیا گیا کہ آپکو ہر جمعہ بالاجمال اور ہر
روز دو بار بالتفصیل مطلع کیا جاتا ہے انتہی اب کہئے یہ عرض اعمال علم کا وسیلہ بہت اچھا ہے اور
شرعی مسئلہ ہے جسکو مفتیان دین لکھ چکی ہین بنا علیہ یہ جاننا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل
کی خبر ہو جاتی ہے ہرگز شرک نہین پس جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہ ہی کہ ایک دو دن پہلی سی اوسکی
اطلاع ہوتی ہی اور اوسکی سامان شروع ہوتی ہین ورنہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو
تو صبح سی کچھ انتظام شیرینی یا کھانی وغیرہ کا ہونی لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہوتی ہی تو شام ہی سی شروع
ہو جاتا ہی اور اطلاع آدمیون کو شروع ہو جاتی ہے تو سمجھنا چاہئے جبکہ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام
حضرت کو خبر اعمال امت کی کیجاتی ہی جسکی گہر مین شام کو محفل ہوگی جو کچھ اوسنی صبح کو سامان کیا
ہوگا یا کسیکو خبر دی ہوگی وہ عمل صبحکو حضرت کی پاس پہنچ چکا ہوگا کہ شام کو محفل ہمارے فلان امتی کی
گہر ہوگی اور اگر اوسکی گہر صبحکو محفل ہونیوالی ہے اور شام کو اوس شخص نے اسباب فراہم کیا ہوگا یا کسیکی
سامنی مونہہ سے نکالا ہوگا کہ مین صبحکو محفل کرونگا اسکی بہی خبر اسیقدر قبل انعقاد محفل پہنچ چکی ہوگی
علاوہ برین محفل مولد شریف مین کثرت سی درود و سلام پڑہتی ہین اور بمضمون حدیث ملائکہ کل
درود نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو پہنچاتی ہین یہ بہی ایک ذریعہ ہی کہ حضرت کو درود خوانان مجلس کی
اطلاع نام بنام ہے حدیث میں آیا ہے کہ درود پڑہنی والی کا نام لیکر فرشتے حضرت کو درود پہنچاتی ہین اور
قصاید نعتیہ بہی محبت اور ذوق و شوق سی مجمع مین پڑہتے ہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ

اوپر گذر چکا کہ جو کوئی ذوق و شوق سی متوجہ ہوتا ہی درود و سلام و مدح پڑہنی کو تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اس مکاشفہ کی تائید بہی حدیث سی پائی جاتی ہی دیباچہ دلایل الخیرات
مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ سی دور اور غائب نظر سی ہین
یا بعد زمانہ آپکی پیدا ہونگی اونکی درود کا کیا حال ہی ارشاد فرمایا اسمع صلاۃ اہل محبتی واعرفہم وتعرض
علی صلاۃ غیرہم عرضا یعنی اپنی محبت والونکا درود خود سنتا ہون اور انکا درود مجھہ پر پیش کیا جاتا
اسکی معنی شرح دلایل الخیرات مین علامہ مہدی فاسی نی اسطرح لکہی ہین اسمع بلا واسطۃ صلاۃ اہل محبتی
الذین یعملون علی محبۃ لی وشوقا وتعظیما وظاہرہ سواء صلی علیہ المحب لہ عند قبرہ او نائیا عنہ واعرفہم
لتالف ارواحہم بروحہ وتعارفہا معہا بالمحبۃ الرابطۃ والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
وما تناکر منہا اختلف ولتکرر صلاتہم علیہ واکثارہم لہا من اجل المحبۃ المقتضیۃ لذلک وتعرض علی صلاۃ غیرہم
عرضا فہو انما یسمعہا بواسطۃ انتہی ملخصا اور مزرع الحسنات شرح دلایل الخیرات مین ہے اعرفہم یعنی میشناسم
اہل محبت را بسبب اتصال روحی و قرب معنوی ایشان با روح مقدس **مصرعہ**
قرب جانی چو بود بعد مکانی سہل ست ، و تعرض صلاۃ غیرہم عرضا یعنی فرشتگان درود
غیرایشانرا برمن عرض می کنند بواسطہ انہا می شنوم و غیر ایشان بلا واسطہ مخصوص بمحبان و عاشقانی ا
کہ مذکور شدند دلایل الخیرات کی حدیث کو دونون شارح مسلم رکھا پس معلوم ہوا کہ محبت بہی قرب
روحی کا سبب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبین کا درود خود سن لیتی ہین جسطرح مزار شریف کی قریب کا درود
سنتی ہین بعد ظاہری کچھہ مانع نہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ ظاہر کرتا ہی کہ غیر حالت درود خوانی مین
بہی حضور اپنی خاص محبین کی امداد فرماتی ہین چنانچہ اونہون نے اپنا حال کتاب در ثمین کی بارہوین حدیث مین لکھا ہی
لم اتعش لیلۃ من اللیالی فاہم بعض اصحابنا ان یہدی لی انا من لبن فغربتہ ثم نمت علی الوضوء فرایت
روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاواتنی لی انی انا الذی ارسلت الیک اللبن فشربت الخ یعنی مینی ایک رات
کچھ کہانا نہین کہایا تہا ہمارے ایک دوست کو الہام ہوا وہ دودھ لایا مین پیکر سو گیا باوضو تو دیکھا روح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھسے فرمایا کہ مینی ہی دودھ بھیجا تہا اوس آدمی کی دل مین ڈالدیا تہا کہ دودھ لیجا انتہی اور

گذر چکی اس سے پہلی حکایت قاری قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکا قرآن سُننے کو تشریف لائے
پس معلوم ہوا کہ آپ کو بذریعہ عرض اعمال بہی خبر ہوتی ہی اور اہل محبت کی خبر بباعث قرب روحانی بہی
ہوجاتی ہی علاوہ برین ایک تیسرا طریق اور چوتھا طریق اور بہی خبردار ہوجانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے لیکن وہ دونو طریق دقیق ہین عام فہم نہین جو علی العموم ذکر کیے جاوین بہرکیف اطلاع پانی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند طریق ہین اور وہ سب خدا تعالی کی دینی ہوی ہین تو علم غیب انکا مستقل
وبالذات نہوا جس سی شرک لازم آتا بلکہ آپ جس طریق سی حالات امت و اشیاء عالم پر مطلع ہونگی وہ سب
خداداد سی ہونگی اسکا نام شرک ہرگز نہین دیکہو عقاید و علم کلام کی کتابین جب حدیث عرض اعمال وغیرہ
وسایط سی آپ کو علم ہوجانا ثابت ہوچکا اور روح کا چلنا پہرنا زمین ہی اور رعت سیر ارواح احادیث
سے معلوم ہوچکی اور آپ کی توجہ خلقت کی طرف بہی معلوم اور آیہ بالمومنین رؤف رحیم ولیل شفقت و
رحمت امت کی لئی موجود اور جب آپکے لیے اُمتی بذل اموال اور درود و سلام و مدح خوانی باداب و
تعظیم کرین تو اوسکی جواب مین آپکی توجہ و احسان فرمانی پر آیہ کریمہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
موجود پہر معلوم نہین فریق ثانی کیون شقاق و نفاق بیجا اہل اسلام مین ڈال کر اپنی خاص مسلمانو نکو
مشرک بنا رہی ہین ہان اگر کوئی جاہل عقیدہ شرکیہ رکہی مثلاً نبی کریم کے لیے علم غیب
مستقل ذاتی سمجہی یون نہ جانی کہ خدا تعالی کا دیا ہوا ہی معاذ اللہ تو اوسکی کفر مین کسکو کلام ہے
شخص بالاتفاق مردود ہی مولف براہین گنگوہی لکہتی ہین مجلس میلاد شریف مین اکثر ایسی ہی آدمی
ہین معلوم نہین انکو گہر بیٹہی کسطرح مجلس والون کی خبر غیبی ہوگئی اور وہ بہی انکی لونکی ہمنی اپنی عمر بہر مین اب تک
اس عقیدہ کا آدمی نہین دیکہا اور یہ عقیدہ تو معاذ اللہ شرک کا بہت ہی بُرا ہے ہم تو جمیع منہیات شرعیہ
بُرا کہتے ہین چاہیے کہ بانی محفل مرد با اخلاص خوش عقیدت محبت والا ہو مال مین احتیاط کری
اپنی محنت کی تنخواہ یا تجارت کا کمایا ہوا یا ہبہ و میراث وغیرہ صحیح شرعی طریق سی پہنچا ہوا طعام و شیرینی
و عطر وغیرہ مین صرف کری فروش و ظروف وغیرہ سامان تجمل مین کوئی امر خلاف شریعت نہو وی
روایات معتبرہ وہ ہون جنکو ثقات محدثین نی باب المعجزات مین قبول کیا ہی اشعار ووہ ہون

جنکی پڑہنی پر مفتیان دین نے فتوی دیا ہی پہران امور کی بعد آداب و تسلیم شان نبی کریم علیہ التسلیم مد نظر
ہو و مبدم درود و سلام کثرت سے سامعین حاضرین مجلس کی زبان پر ہو فضایل و معجزات و قصائد و ذوق
و شوق محبت سے پڑہین پڑہوا مین سُنین سنوائین الحاصل جسقدر مجلس کی صفائی ان امور میں ہوتی ہے
بیشک ہمت لگائینگے اوسیقدر رضامندی حق سبحانہ کی اور توجہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی
طرف پائینگے اگر محفل مقبول ہوئی ادنی درجہ یہ ہی کہ وہ شخص اپنی مقصد و مراد کو پہنچی اعلی درجہ ایک قسم
کی خاص جلوہ روح محمدی سی بہی مشرف ہو اور یہ کچہہ محفل ہی کی ساتھ خصوصیت نہین ہر عمل کا ثمرہ
جب پائیگا کہ اوسکی شروط سی بجا لائیگا دیکہو نماز کی باب مین حدیث وارد ہے ان العبد اذا قام
الی الصلوۃ رفع اللہ تعالی الحجاب بینہ و بینہ وواجہہ بوجہہ الکریم یعنی جب بندہ نماز پر کہڑا ہوتا اللہ تعالی
اوٹہا دیتا ہی حجاب بیچ اوسکی بیچ مین سی اور سامنی اوسکی کر دیتا ہے اپنا وجہ کریم اور دوسری
حدیث مین ہی کہ جب بندہ وضو کرتا ہے شیطان اوس سے دور ہو جاتا ہے زمین کی کنارون تک بہاگ
جاتا ہے اس ڈر سی کہ یہ بندہ اپنی بادشاہ کی پاس جانیکا ارادہ کرتا ہے جب وضو کر کی کہتا ہی اللہ اکبر
بہاگ جاتا ہے ابلیس اور اللہ جلشانہ اوس بندہ کی سامنی ہو جاتا ہے اور ایک حدیث مین آیا ہی اللہ
کی عبادت اسطرح کر گویا تو اوسکو دیکہہ رہا ہے خلاصہ یہ کہ یہی نماز ہم غافل لوگ پڑہتی ہین اور یہی
اولیاء اللہ کی نماز ہے کہ انکو نماز مین مشاہدہ ربانی حاصل ہوتا ہی اور مقامات طی ہوتے ہین
اسیطرح مقبولیت محافل میلاد کی درجات ہین ہ انجیر شدنام ہر میوہ ۔ مثل زبیدہ ست ہر بیوہ
محافل مقبول تر وہ آدمی جو زیادہ تر اخلاص و محبت سے محفل کری **سوال** یہ قیام مروج تعظیم رونق
افروزی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی ہے یا کسی اور وجہ سی ہے **جواب** اگرچہ اطلاع پانا انکا
محفل پر منجملہ اعمال اُمت ثابت ہی اور مشتاقین کو جلوہ خاص روحانی سی مشرف فرماتا ہی ممکن لیکن
ہر ایک محفل مین علی العموم قیام اس غرض و علت پر مبنی نہین بلکہ وجہ اسکی اظہار فرحت سرور و تعظیم
شان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہی دیکہو عالم الامہ مقتدی الایمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور انکی
مجلس میں اکابر علما تہی ایک شعر مدح کا سنکر کہڑے ہوگئے چنانچہ سیرت حلبی مین مذکور ہے

اوسمین روح کا آنا کچہ بھی مذکور نہین بلکہ یہی قیام الامام السبکی رحمہ اللہ وجمیع من فی المجلس
اوراسیطرح نقل کیا اسمعیل افندی نی تفسیر روح البیان مین اور سیرت شامی مین ہے جرت عادة کثیر من
المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ یعنی کہ محبین کی عمل جب سنتی مین ذکر ولادت
شریف اوٹھ کھڑی ہوتی ہین یہ نہین لکھا کہ روح مبارک کو دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوتی ہین اور رسالہ
عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین امام برزنجی نی لکھا ہی قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفہ
ذو ورواية ورويہ اور یہ نہین فرمایا استحسن القیام عند رؤیتہ روحہ او عند قدوم روحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع بلاد اسلامیہ کا عرب و عجم مشرق و مغرب مین یہی بات ہی کہ بلا رویت روح پر فتوح مجرد سماع
ذکر ولادت شریف جمیع اہل محافل کھڑی ہوجاتی ہین اگر کوئی یہ کہی کہ اگر یہ تشریف آوری روح کی
نہین تو پہر تعظیم کس بات کی ہی جواب اسکا یہی ہی کہ قیام فقط تعظیم تشریف آوری پر منحصر نہین بلکہ ذکر
شریف مین چند مقام پر قیام پایا گیا ہی ایک آنیوالی کی تعظیم مین جیسی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
وقت تشریف لانی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام فرماتی تہین کما فی المشکوة دوسرا وضو کا بچا
پانی پینی کی لئی کھڑا ہونا ترمذی نی روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کرچکی بچا ہوا پانی
کھڑی ہوکر پیا اور یہ کہا کہ مجہکو پسند آیا کہ دکہاؤن تمکو کسطرح وضو کرتی تہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسسے معلوم ہوا کہ آپ بہی کھڑی ہوکر پیتی ہونگی تیسری زمزم کا پانی کھڑا ہوکر پینا بخاری اور
مسلم مین روایت ہی کہ ابن عباس فرماتی ہین پلایا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس پیا
آپ نی کھڑی ہوی الحاصل فقہا رحمہم اللہ ان دونو پانیون کو قبلہ رو کھڑا ہوکر پینا مستحب اور
مندوب لکھتی ہین اس لفظ سی صاف تعظیم معلوم ہوتی ہی اور بعضون نی یہ مسئلہ ان الفاظ سے
لکھا ہی پانی کھڑی ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہی سواء ان دونون پانیون کی کہ یہ مکروہ نہین اس سے
یہی قیام تعظیمی ثابت ہوگیا یعنی کھڑا ہوکر پینی کی جو کراہت شرع مین تہی وہ بباعث عظمت
ان دونون پانیون کی ساقط ہوگئی اسلئی کہ زمزم کا پانی حصول شفا کا سبب ہے اور اسیطرح
وضو کا پانی بچا ہوا بہی موجب شفا ہی شامی نی لکھا ہی کہ میری بزرگ عبد الغنی نابلسی جب

مریض ہوتی تہی وضو کا باقی پانی بارادہ حصول شفا پیتی تہی موافق فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی پس آرام ہوجاتا تہا انتہی کلام الشامی یہان تک ثابت ہوا اور یہی حاصل ہوا یعنی کھڑی
ہوکر پانی پینا مکروہ ہی شرع مین لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت پر خیال کرکی کھڑا ہوکر
پیے تو قصد تعظیم کی سبب کراہت جاتی رہتی ہی پس بالفرض محال اگر قیام مکروہ بہی ہوتا تب بہی جو
لوگ بارادہ تعظیم شان مصطفائی کھڑی ہوتی ہین چاہیئی کہ اونکی لئی درست ہوجاوی مکروہ یا شرک
یا حرام ہونیکی کیا معنی چوتہا کھڑا ہونا اسوقت عمامہ باندہی بعض فقہا اسکو مستحب کہتی ہین پانچوان
کھڑا ہونا وقت سماع اذان کی در مختار مین ہے ویندب القیام عند سماع الاذان فی در فتاوی برہنہ
آوردہ چون آواز اذان بشنود باید کہ ماشی بایستد و نشستہ از جا برخیزد ہرچہ تعظیم نزد دیگران کنند
چہٹا کھڑا ہونا واسطی تعظیم مطلق ذکر کی تفسیر کشاف مین ابن عمر اور عروہ بن زبیر اور ایک جماعت سے
روایت ہی کہ وہ سب نکلی اور گئی عیدگاہ مین پہر وہ ذکر اللہ کرنی لگی اون مین سے بعضون نے کہا
کہ کیا فرمایا نہین اللہ تعالی نی یذکرون اللہ قیاما وقعودا تب وہ سب کھڑی ہوگئی اور ذکر اللہ کرنی لگے
کھڑی ہوکر ساتوان کھڑا ہوکر مدائح اور مفاخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہنی صحیح بخاری
مین ہی کہ حضرت حسان منبر پر کھڑی ہوکر اشعار فخریہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہتی تہے
آٹھوان کھڑا ہونا دست بستہ وقت زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار منور
مطہر کی علی صاحبہا الصلوة والسلام الی یوم القیام جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکی نوان جب کوئی
اپنا پیشوا مجلس سے اوٹہی اوسکی معیت مین فقط کھڑی ہوجانا چنانچہ مشکوة مین ابو ہریرہ سے روایت
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین ہمکو حدیث سناتی تہی جبکہ اوٹہتی تہی ہم سب کھڑی ہوجاتی
تہی اور جسوقت کہ آپ گہر مین داخل ہوجاتی ہم کھڑی رہتی تہی انتہی علاوہ ان آٹھ مقامات کی اور
بہی بعض مواضع مین قیام آیا ہی جسکی نظر فتاوی اور احادیث پر ہوگی وہ دیکھ لیگا الحاصل ان نظائر سے
یہ ثابت ہوگیا کہ قیام مخصوص فقط تعظیم آنیوالی کی لئی نہین بلکہ اور بہی مقامات مین قیام پایا گیا اور
قدر مشترک سب مین یہ مضمون ہی کہ قیام جسکی لئی کیا جاتا ہی اوسکی تعظیم کا فائدہ دیتا ہی

اسیواسطی بزرگان دین سے طرح طرح کی مواقع تعظیم مین قیام پایا گیا ازانجملہ احمد ابن حنبل وغیرہ مین تھی
وغیرہ جلسہ تعظیم حدیث مین کھڑی رہتی تھی چنانچہ یہ روایت سابقا لکھ چکی ازانجملہ بہاء الدین
ملک ظاہر کا وزیر قصیدہ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہو کر سنا کرتا تھا اور اوسکی گھر مین بہت خیر و برکت
دین و دنیا کی اس سے حاصل ہوئی کشف الظنون مین درباب قصیدہ بردہ لکھا ہے ولما بلغت الصاحب
بہاء الدین وزیر الملک الظاہر استنسخہا و نذر ان لا یسمعہا الا حافیا واقفا مکشوف الرأس کان یتبرک بہا
ورأی ہو واولادہ من برکاتہ امورا عظیمۃ فی دینہم ودنیاہم ازانجملہ کھڑا ہونا ہمارے شیخ [illegible]
خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے تعظیم روضہ مرشد کی شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین
گنج شکر اپنے پیر قطب صاحب کی ملفوظات مسمی بہ فوائد السالکین مین لکھتے ہین کہ ایک بار خواجہ
معین الدین قدس سرہ درباب سلوک وعظ فرما رہی تھی جب اونکی طرف نظر پڑتی تھی کھڑی ہو جاتی
تھی ایک سو بار کھڑی ہوئی لوگ حیرت مین تھی بعد اختتام جلسہ ایک بی تکلف آدمی نی عرض کی
کہ آپ کیون بار بار کھڑی ہوتی تھی فرمایا جب میری نظر مرشد خواجہ عثمان ہارونی کی روضہ پر پڑتی
کھڑا ہو جاتا تھا اسلیے کہ پیر کی تعظیم حالت حیات و ممات مین برابر واجب ہے بلکہ بعد موت کی زیادہ
انتہی کلامہ ازانجملہ جسوقت کسی صاحب معرفت کو عشق الہی مین وجد صادق ظاہر ہو تو جمیع حاضرین کو
کھڑا ہو جانا چاہیے ذکر کیا یہ مسئلہ امام حجۃ الاسلام غزالی نی احیاء العلوم مین ہر د نصف حق طلبی کی
ان احادیث و آثار صحابہ اور فعل مشائخ طریقت و مشائخ حدیث سے جو کچھہ ہمنی بیان کیا ہے لکھا خوب واضح ہو جاویگا کہ
بیشک قیام تعظیمی مخصوص کسیکی آنی کی ساتھ نہین بلکہ اور امور کی تعظیم مین بھی قیام پایا گیا ہے پھر کیا ضرور ہے
کہ قیام مروجہ محفل قدوم روح مبارک ہی کی اعتقاد سے کیا جاوے بلکہ اسمین تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نظر رکھی جاوے اور بیان اسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نی سورہ حج مین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب یعنی جو کوئی تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالی کی پس وہ دلون کی پرہیزگاری سے ہے مولوی
اسمعیل صاحب نے اولیاء اللہ کی محبت کو تعمیل اس آیت و تعظیم شعائر اللہ مین شامل کیا ہے چنانچہ اونکی
صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۱۳۸ مین ہے اگر یک تامل کنی در یابی کہ محبت امثال این کرام خود شعائر

ایمان ہے بموجب علامت تقوی آیۃ ذلک من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پس جبکہ حب
اولیاء اللہ شعائر اللہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معظم شعائر ہوے چنانچہ حجۃ اللہ مین شاہ ولی اللہ
نے بھی صحیفہ مجموعہ [illegible] مین آپکو معظم شعائر اللہ مین شمار کیا ہے اور جب آپ معظم شعائر اللہ ہوے تو
پیدا ہونا آپکا گویا ظہور ہے اعظم شعائر اللہ کا اور جسکو چاہیے کہ اعظم شعائر اللہ کی عظمت دلمین پیدا کرے
اور اوس نعمت عظمی کو بہت عظیم سمجھیں جسکو فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور
احسان کہا اللہ تعالی نے ہماری گردنون پر اونکی وجود باجود کا حیث قال تبارک و تعالی لقد من اللہ
علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا الآیہ پس جسوقت تذکرہ آپکا باآداب تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جسوقت
ولادت باسعادت آفاق عالم مین مع انوار و آثار جلوہ گر تھی بیان ہوتا ہے دل کی رگ و ریشہ مین
اوسوقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکھون کی آگی نقشہ حضور بلا [illegible] کا جو وقت میلاد شریف تھا
سما بندھ جاتا ہے لابد دل بھر جاتا ہے عظمت شان حضور سے اور پیدا ہوتی ہے دلمین تعظیم عظیم اوسوقت
کھڑی ہو جاتی مین سب باآداب تعظیم اور بدلتی ہین ہیئت جلوس کو قیام سے چنانچہ شرع شریف مین
ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہے اگر قلب مین توحید اور رسالت کی تصدیق ہے تو اقرار باللسان
اوسکی تطبیق ہے اسیطرح اگر دل مین اللہ تعالی سے کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا مین دونو ہاتھ
بھیک مانگنی والون کی طرح پھیلا دینا سنت ہے تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک ہو جاوے اسیطرح جو بانی
غرض کو بہت مثالین شرع شریف سے ملجاویگی ازانجملہ چند مثالین واقع الاوہام مین درباب نیت
محفل لکھ چکی ہین خلاصہ یہ کہ اسوقت اظہار عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئی جو کہ دلمین بھری ہوئی ہے
قیام کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر و باطن دونو ایک ہو جاوین جسطرح دل کی اندر حضور کی عظمت ہے اوسیطرح قیام
باآداب تعظیم اوس عظمت کا نقشہ اور صورت ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسوقت بذاتہ
آنکھون کی سامنے مجلس مین حاضر نہون لیکن آپکا ذکر ظہور تو موجود اور ظاہر ہے ذکر ظہور کی تعظیم بعینہ آپکی
تعظیم ہے مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۲۰ مین لکھتی ہین از فروع حب منعم ست تعظیم
شعائر او مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او و آنچہ حبیب کی تعظیم دلمین ہوئی تو آپکے نام اور

بیان اور ذکر کی تعظیم بھی ہی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم بعینہ آپکی تعظیم ہی اور آپکی تعظیم خدا کی تعظیم ہی جیساکہ
شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں لکھا ہی حتی صار التعظیمہا اعظم تعظیم اللہ یعنی اون شعائر کی تعظیم
اللہ ہی کی تعظیم ہی اونکی نزدیک اسکی موافق اس مضمون کی آیتین بھی ہم لکھہ چکی ہین من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الحاصل یہ قیام نہ شرک ہی نہ بدعت ضلالت
بلکہ مستحب مستحسن ہے باتفاق جمہور علما ہست اور قایم ہین اسپر اولہ از روی شریعت **فائدہ** اب ہم ایک
قاعدہ مسلم مولف براہین گنگوہی کی موافق ہی اس قیام کا ثبوت دیتی ہین یہ ہی کہ ہمنی امور مروجہ مجلس میلاد
کے لیے لکھا ہی کچھ زیادہ کرنا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تہا جایز ہی اوسکی نظیر یہ لکھی کہ اگر کوئی بنظر ادا
تعظیم التحیات میں اللہم صل علی سیدنا محمد پڑھے تو در مختار میں اسکو افضل لکھا ہے حالانکہ احادیث میں لفظ
سیدنا منقول نہیں۔ اسکا جواب مولف براہین صفحہ ۱۴۵ میں لکھتی ہین (زیادہ لفظ سیدنا کی صیغہ درود
شریف مین یہ سمجھا کہ جہان کہیں اجازت زیادت یا تبدیل کی صراحۃ یا دلالۃ موجود ہووے وہان ہی کہان
ہوسکتی ہی وہ تو خود ماذون بالشرع مین داخل ہی سو اجازۃ زیادۃ لفظ سیادۃ کی خود یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ الآیۃ میں موجود ہی کیونکہ معنی صلوۃ کی تعظیم کی ہین اور صلوا کی معنی عظموا لکہتی ہین اور درود کے
اگرچہ اوسکو بھی تعظیم لازم ہی کہ جبکی واسطی دعا کیجاویگی اوسکی توقیر وتعظیم لازم ہو ویگی تو ہر طرح سی
عقل کی حاجت ہی سو ہرگاہ کہ تعظیم فخر عالم کی اپنی بندگان سے حق تعالی طلب فرماتی ہین تو جو لفظ
وصیغہ کہ تعظیم کی معنی دیویگا وہ خود مطلوب ہو ویگا جب تک کے اوسکی نہی وارد نہو انتہی) مین کہتا
قیام زیادہ کرنیکی اجازت بہی شرع مین موجود ہی نصوص باب وجوب تعظیم وتوقیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شروع بحث قیام مین ہم لکھہ چکی ہین تعظیم وتوقیر آپکی مطلوب ہے شرعا تو یہ قیام بھی ایک فرد تعظیمی ہو کر افراد تعظیم
مطلوبہ مین شامل ہی اور ماذون بالشرع مین داخل اور یہ بھی ہی کہ وقت ذکر ولادت شریفہ وفد
ہی گہٹکہ دیتی ہین تو جیسا لفظ صلوا بمعنی عظموا سی صیغہ تعظیم ایجاد کیا جو پہلی نہ تہا ایسا ہی درود
وسلام پڑہنی کی لیے یہ ہیئت تعظیمی یعنی قیام ایجاد کیا جو پہلی نہ تہا پس قیام بھی فعل لفظ سیدنا افضل
موافق قیاس قول در مختار جسکو مولف براہین گنگوہی نی بھی تسلیم کیا ہی قیام مستحب ثابت الاصل ہی ازروی

اور تمعلق فریق ثانی بہی اسی سبب سید برزنجی وغیرہ متقدمین نی اوسکو استحسان قیام بنا پر بر فتوی
دی رہی ہین **اب قیام مین منکرین کی شبہات متفرقہ کا ذکر ہوتا ہی**
اول اعتراض حضرت کی حالت حیات میں صحابہ واسطی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام نہین
کرتی تہی جیساکہ ترمذی مین ہی پہر اب قیام کسطرح جایز ہو جواب جبتک قیام نہین کرتی تہی بلکہ اسطرح کا
قیام جیسا سلاطین عجم مین تہا کہ جب رعایا اپنی بادشاہ کو آتی دیکہتی اسیوقت سی کہڑی ہو جاتی اور
جب تک وہ بیٹہا رہتا تخت پر اسوقت تک سب لوگ اوسکی آگی بکمال تواضع کہڑی رہتے ایسا قیام فی الواقع
ممنوع شرعی ہی جبکہ وہ بادشاہ یا امیر حکم کری اور پسند کری اوس قیام کو سو محفل میلاد شریف مین
یہ بات تو نہین کہ اوس محفل مین منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی بادشاہ بیٹہا ہوا ہی اور سب لوگ اوسکی
آگی کہڑی ہین یا یہ کہ وہ بادشاہ حکم کررہا ہے کہ تم میری آگی قیام کرو یہان تو یہ بات ہے کہ قاری مولد
منبر پر کہڑا ہوا سلام و درود و اشعار نعت ومدح پڑہ رہا ہے یہ خود فعل صحابہ سی ثابت ہی صحیح بخاری
مین ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حضرت حسان کیواسطی منبر رکہتی تہی مسجد مین
اور اوسپر حسان کہڑی ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بیان کرتی تہی پس محفل میلاد شریف مین
بہی قاری مولد منبر پر کہڑا ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہی اور جسوقت قاری مولد کہڑا ہوتا ہی
حاضرین بہی کہڑی ہوجاتی ہین اسمین تعمیل دوسری حدیث کی ہوجاتی ہے جو مشکوۃ کی باب القیام فصل
ثالث مین ابو ہریرہ سی روایت ہی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المجلس
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما یعنی حضرت ہماری جلسہ مین حدیث کرتی تہی پہر جب آپ کہڑی ہوتی ہم بہی
آپکی ساتہ کہڑی ہو جاتی اس سی ثابت ہوا کہ حاضرین مجلس کو قیام مین موافقت کرنا چاہیے
پس اس قیام مین اور ترمذی کی روایت منع قیام مین جسکو مانعین سند لاتی ہین بہت فرق ہی اور
اگر کوئی یہ کہی کہ صحابہ کسیوقت قیام نہین کرتی تہی تو یہ بالکل غلطی ہی ابہی گذرا کہ حضرت حسان کہڑی
ہو کر شعر پڑہتی تہی مدح وفخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین اور یہ بھی گذرا جب آپ کہڑی ہوتی صحابہ

کھڑی ہو جاتی اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لاتین تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑی ہو جاتی تہی اور اسیطرح وقت تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا کھڑی ہوتی تہین اور نیز کھڑی ہوی صحابہ واسطی آپکی یہہ اسامہ بن شریک سی بروایت
صحیح قسطلانی نی روایت کی ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ واسطی آنی حلیمہ سعدیہ کی ایام حنین مین یہ
زرقانی شرح مواہب مین ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ وقت آنی پدر رضاعی اپنی کی یہ سیرت حلبی
مین ہے اور رد کیا مانعین قیام کو شاہ ولی اللہ نی دیکھو حجۃ اللہ البالغہ **اعتراض** حضرت کا
نام سنکی کھڑی ہو جاوین اور اللہ تعالی کی نام پر کھڑی نہین ہوتی حضرت کو اللہ تعالی سی بہی فوقیت
دیدی **جواب** یہہ کمال کم فہمی ہے دیکھو ہم اللہ تعالی کی واسطی قیام کرتی ہین نمازون مین بحال ادب
رو بقبلہ اور اس سی بھی زیادہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی لئی خاک پر گرجاتی ہین سجدہ کی لئی ہر روز نماز فرض
واجب نوافل مین ساتہہ ستر سے زیادہ سجدے کرتی ہین یہ کیسی بڑی تعظیم ہوئی کہ ماتہا زمین پر رگڑتی
ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی صرف اسقدر کہ ذکر ولادت شریف پر تعظیما لظہور تعظیم کہڑی
ہو جاتی ہین پہ خیال کرو تعظیم رسول کی خدا سی زیادہ کہان ہوئی **اعتراض** حضرت کا نام
اذان اور خطبہ مین بہت جگہہ آتا ہی کہین نہین کھڑی ہوتی سوای مولد شریف کی اکا دکا مین یہی جب
خاص فی ذکر ولادت شریف آتا ہی **جواب** ذکر ولادت شریف مین یہ مناسبت ہے کہ ولادت کی معنی یہہ ہوئی
کہ آپ عالم بطون سی عالم ظہور مین آئی اور آنیوالی کی تعظیم کیلیے شرع مین قیام مستحسن ہے بر مذہب جمہور
فقہا و محدثین اور یہہ خوب معلوم ہی کہ شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بس عظیم ہے اور بہ تعزروہ
وتوقروہ کی تفسیر مین لکھا ہی ای تبالغوا فی تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم مین
بنا علیہ محبین امت نی بطور مبالغہ تعظیم یہہ کیا کہ جو بادشاہ و امیر کی عین حالت قدوم مین تعظیما قیام
کیا جاتا ہی وہ آپ کی ذکر قدوم مین کیا گیا اسپر کوئی اعتراض شرعی نہین پڑ سکتا سوا اسکی کہ ایجاد ہے
سو ایجاد طریقہ آداب کا مستحب و مستحسن ہے سکا ذکر چند بار گذر چکا اور بدعت حسنہ کا وجود بہی شرع سے
ثابت ہو چکا **اعتراض** قیام کرنیوالونکو اگر اسبات کی تعظیم منظور ہوتی کہ حضرت کی قدوم کی

تعظیم کجاوے تو فقط وقت ولادت کی کیا خصوصیت تہی چاہئی تہا کہ جب ذکر سنتی کہ فلان وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین یا مجلس مین تشریف لائی تہی یا حج یا جہاد کر کی پہر آئی تہی ہر قدوم کا ذکر
سنکی کھڑی ہو جایا کرتے **جواب** ان قدومات مین اور قدوم وجودی یعنی ولادت شریف مین
بڑا فرق ہی یہ سب قدوم جزئی ہین مثلا گہر سے جب مسجد یا مجلس مین تشریف لائی تو وہ دولت
مخصوص اوسی جماعت کی واسطی ہوئی دوسری لوگونکو اوسمین کیا حصہ ہی کہ جن مین آپ رونق افروز
نہوی برخلاف قدوم وجودی کی کہ وہ قدوم کلی ہی یعنی آپکا عالم وجود مین آنا رحمت ہی تمام عالم پر جو
کوئی اوسوقت دنیا مین موجود ہی یا نہین اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز فرش
سے عرش تک ہی کل کی لئی آپکا پیدا ہونا رحمت ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس اس قدوم اور
قدومات مذکورہ مین بڑا فرق ہی اسلئی قیام کرنا اس اعلی درجہ کی قدوم مین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین رائج ہوا جب اس قدوم کلی کا ذکر آتا ہی اوسیوقت قیام کرتی ہین بخلاف اور قدومات کی کہ وہ
جزئیہ ہین **اعتراض** اگر یہہ قیام واسطی ذکر ولادت شریف کی خاص ہوا کہ اسمین حضرت قدوم وجودی
کی ہین تو بہت وقت مین یہ ذکر احادیث وغیرہ مین ہوتا ہی مثلا قرآن شریف مین ہی لقد جاءکم
رسول اور حدیث مین ہی ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختونا اوسوقت کیون نہین کھڑی ہوتی علاوہ برین
بہت مرتبہ آپکی ولادت کا مضمون کسی شعر مین یا فقرہ نثر مین چلتی پہرتے زبان پر آجاتا ہے وہان
بہی کوئی نہین کھڑا ہوتا **جواب** بنی آدم پر غفلت طاری ہی اللہ تعالی کی نام پر کسی خاص موقع
مین جب دل راغب الی اللہ ہوتا ہے وہان تو شوق و ذوق سی کہتی ہین جل جلالہ جل شانہ عم نوالہ باقی
اکثر اوقات مین غافل اور بیخبر ہوتا ہی سیکڑون بار تو نہین اللہ تعالی کا نام آتا ہی جل جلالہ وغیرہ
الفاظ تعظیم کچھ بھی زبان پر نہین لاتی بس اسیطرح حال قیام کا ہی کہ بعض حالات مین نام رسول آتا ہے
دل کو اس تعظیم خاص یعنی قیام سی ذہول اور غفلت ہوتی ہی برخلاف مجلس کی کہ یہان ہر قسم کے
سامان آداب تعظیم موجود ہین خواہی نخواہی ہر عامی کی بہی آنکھین کہل جاتی ہین تعظیم بجا لاتی ہین
دوسرا جواب یہہ ہی کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتی تب یہ اعتراض پڑتا کہ کسی موقع مین بہی ترک

جایز نہو جب فرض نہین بلکہ مستحب او مستحسن کہتے ہین تو موقع محفل مین کہ وہان جمیع امور استحسان و آداب
موجود و مہیا ہین قیام بہی کرتی ہین تاکہ لوازم اکرام بتمامہ مکمل ہو جاوین اور جہان جمیع لوازم مروجہ نفلی
مین سے نہان پہر بہی ہفوات کیا حرج ہی صرف درود شریف پڑہ دیا یہی فائدہ تعظیم کا دیجاتا ہی اور یہ
اور بڑہ چکی کہ تعظیم مفروضہ کسی فرد مین بہی ادا ہو جاتی ہی اور تعظیم و فرحت میلاد کو سامان کثیرہ اور
افراد متعددہ کی ساتھ ادا کرنا درجہ استحباب مین ہی باقی رہی یہ بات کہ تلاوت قرآن شریف قراءت
حدیث مین جو یہ ذکر آوی وہان کیون نہین کہڑی ہو جاتی جواب اوسکا یہ ہی کہ ہر عمل کی ایک خصائص
ہوتی ہین کہ وہ سب جگہ نہین کی جاتی ہوقت ایک مثال لکہی جاتی ہی اور مثالین اوسکی بہت ہین شاہ
ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکہتی ہین جب کوئی کسی زبردست سی ڈرتا ہو جسوقت اوسکی سامنی
جاوی پڑہی کہیعص کفیت اور ہر حرف پر اونگلی داہنی ہاتہہ کی بند کرتا جاوی پہر پڑہی حمعسق حمعسق اور
ہر حرف پر اونگلی بائین ہاتہہ کی بند کرتا جاوی پہر اوس حاکم کی سامنی دونون مٹہی کہولدی انتہی اب
سمجہنا چاہیئی کہ یہ مٹہی کا بند کرنا اور کہولنا خاصہ اس عمل کا ہی تو اب اگر کوئی اوسکو کہنی لگی کہ یہ تو قرآن شریف
کی حرف ہین جب قرآن مین کوئی کہیعص حمعسق پڑہا کری وہان بہی اونگلیان بند کیا کری اور
کہولا کری سب عاقل کہین گی کہ ای بہائی وہ تو خاصہ اوس عمل کا ہی اوسی عمل کی ساتہہ مخصوص رکہنا
چاہیئی جب قرآن پڑہین تب قرآن کی آداب تلاوت ملحوظ رکہنی چاہیئین بس اسیطرح جب قراءت
حدیث بطور تعلم یا تعلیم یا موعظت جسطرح ہو وہان وہ آداب چاہیئین اور جب اذان وغیرہ مین آپکا نام
آوی وہان جو کچہہ ماثور ہی اوسکو ادا کری اور جب یہہ ذکر اس جلسہ فرحت سرور و شکر مین آوی وہان
یہ حرکت سروری تعظیمی کہ عبارت قیام سی ہی کیجاتی ہی اور مولد شریف باوجود شامل ہونی مثل خط
کی ایک عمل بہی ہے واسطی حصول خیر و برکت کی چنانچہ ابو سعید نوانی و ابن جزری و سخاوی و علی قاری
وغیرہم نی اس عمل کرنی سی برکات کثیرہ کا حاصل ہونا منافع دینی و دنیوی مین لکہا ہی اور اس عمل کو
ہمیشہ اہل اسلام بلاد اسلامیہ مین کرتی رہی اور یہہ بہی ظاہر اور کسی سی مخفی نہین کہ مشائخ عظام اور
علماء کرام نی اس عمل مین خاصۃً نزدیک ذکر ولادت شریف کی قیام کیا ہی پس خاصہ ٹہر گیا یہہ قیام

اس عمل کا خاص اسی موقع مین بنا برعلیہ جاری کیا جاویگا یہ قیام جمیع مواقع خارجی مین مثل تلاوت
قرآن او راحادیث او راذان وغیرہ مین جسطرح اونگلیونکا کہولنا بند کرنا کہیعص مین اوسوقت ہوگا کہ
جب بطور عمل ہوگا قرآن شریف کی پڑہتی وقت نہوگا اور اعمال کی خصوصیات کو تعینات و تخصیصات
کو وہہ فقہا سی کچہہ علاقہ نہین ہو لوی اسمعیل صاحب کی صراط مستقیم دیکہو کیا کچہہ تعینات اذکار شغل کی ضربی
دو ضربی سہ ضربی و حبس نفس و خیالات وغیرہ اوسمین درج ہین علاوہ اسکی ہم کہتی ہین استحسان کرنا
علماء دین کا بہی ایک حجت اور دلیل ہی دلایل شرعیہ سی اور علماء عرب و عجم نی صدہا سال سی اس
موقع خاص مین مستحسن فرمایا ہی بنا برعلیہ دوسری مواقع مین قیام معمول عام نکیا جاویگا جبتک انہی ان
مواقع پر بہی علماء امت استحسان کا فتویٰ نہ لگائین امر استحسانی کو خاص موقع استحسان مین عمل کرنا
ثابت ہی نہ علی العموم دیکہو بیت اللہ سی رخصت ہوتی وقت اولٹی پانو پہرتی ہین اور دلیل علامہ
زیلعی نی یہہ لکہی مقتضای ادب یہہ ہی کہ دربار شاہی سی اسطرح اولٹی پانو بغیر پشت پہیری واپس
آتی ہین یہ مسئلہ مباحث بدعت حسنہ مین ہم مشرحاً فقہ سی لکہہ چکی بالحاصل حاجی لوگ جب اپنی وطن
اینکا ارادہ کرتی ہین اوسوقت اولٹی پانو وہانسی پہرتی ہین اور پانچون وقت نماز پڑہ پڑہ کر بیت اللہ
سے نکلتی ہین اوسوقت اولٹی پانو نہین پہرتی حالانکہ وہ علت کہ دربار شاہی سی یون ہی پہرا
کرتی ہین پانچون وقت موجود ہی لیکن چہ اوسکی یہ کہ علماء نی اوسیوقت خاص اولٹی پانو پہرنی کو مستحسن لکہا
ہے تمام اوقات کی بابت نہین لکہا پہر اسیطرح اس قیام کو سمجہو کہ علماء کا استحسان اوسی موقع مین ہوا
اعتراض قیام وقت وقوع ولادت شریف ہونا چاہیئی اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی
اور اس امر کی شرع مین کہین نظیر نہین کہ کوئی امر فرضی ٹہرا کر حقیقت کا معاملہ اوسکی ساتہہ کیا جاوی بلکہ
شریعت مین یہ حرام ہی لہذا یہ قیام حرام ہوا جواب ذکر ولادت شریف تو کوئی امر فرضی نہین بلکہ
تذکرہ تو امر سی موجود فی الخارج ہے ربا تو پہر اوسکی الفاظ جاری کانون مین اوسکی صورت طاری
دلونمین اوسکا ذوق ساری پس ایسی حالت مین ذوق شوق محبت سی تعظماً کہڑی ہو جائین تو
کیا کچہہ شرعاً کیونکہ تقبیل آیہ ومن یعظم شعائر اللہ مین داخل ہی اور یہ بات کہ بعد گزر جانی

واقعہ کی معاملہ اصل واقعہ کی طرح کرنا شرع مین نہین آیا یہ غلط ہے دیکھو صوم عاشورا کو کہان فرعون کا ڈوبنا اور موسی علیہ السلام کا نجات پانا اور اس شکریہ مین موسی علیہ السلام کا روزہ رکھنا اور کہان یہ ہمارا زمانہ کہ اب تک وہ روزہ چلا جاتا ہی حال آنکہ حقیقت وقوع واقعہ غرق فرعون و نجات موسی تو اوسی دورہ مین ہوئی تھی اب وہ اصل حقیقت موجود نہین لیکن معاملہ صوم کا وہی کرتی ہین جو اصل وقوع کی وقت کیا تھا اور دوسری نظیر اور بھی ہی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو مدینہ مین بخار کی بیماری تھی مشرکون نے کہا کہ ان لوگون کو مدینہ کی بخار نے سست کر دیا ہے انسے طواف بھی نہو سکیگا یہ کہا اور مقام حجر کی طرف کو مشرک لوگ انکا تماشا دیکھنے لگے تب حضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ ان مشرکون کے سامنے طواف کی وقت رمل کرو اونہون نے رمل کیا یعنی جسطرح پہلوان لوگ وقت لڑائی کی کودتی ہوی اور مونڈہون کو ہلاتی ہوی بہادرانہ چال چلتی ہین اوسیطرح صحابہ اون مشرکون کی سامنے چلتے تھی اور کفار یون بول اوٹھے یہ تو ہرن کی طرح کود تی پھرتی ہین یہ روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین خلاصہ یہ کہ رمل اوسوقت تو واسطے وہ کھانی کفار کے کیا گیا تھا لیکن پھر بعد اس زمانہ کی جو حجۃ الوداع واقع ہوا اوسوقت بھی وہی قوت رفتار رمل کے طور پر وقوع مین آئی حال آنکہ اوسوقت کوئی مشرک وہان نہ تھا قطعًا اور قایم رکھا اوسوقت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس رفتار تبختر کو اور پھر قایم رکھا بعد آپکی خلفاء راشدین نے پھر تابعین نے یہانتک کہ ابتک کیا جاتا ہی اب دیکھئے یہ معاملہ حقیقت کا سا بعد منقضی ہوجانے اصل حقیقت کی کیا جاتا ہی یونہا نہا اور جاری رہیگا الی یوم القیمۃ حال آنکہ اصل علت موجود نہین یعنی اب حرم شریف مین ایک کافر نہین جسکو اپنی طاقت اور جوانمردی اور بہادری کی چال دکہائی چنانچہ صاحب ہدایہ اسیکی طرف اشارہ فرماتی ہین ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی علیہ السلام وبعدہ اور شیخ دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہے معلوم شد کہ بعد از زوال علت نیز این حکم باقی ہست تو حضرت سلامت حقیقت کا سا معاملہ بعد انقضای حقیقت بہی کرینگے نظیرین شرع مین موجود ہین اور جس چیز کی نظیر مل جاوی وہ موافق قاعدہ مولوی اسمعیل صاحب کی بدعت نہین ہوتی الحاصل جب آپ قایل ہو چکی کہ اصل

حقیقت یعنی وقوع ولادت شریف مین قیام ہونا چاہیی اور ہم کہتی ہین کہ واقعی آپ اس امر مین حق پر ہین چنانچہ بعض روایات موالید مین آیا ہی کہ اوسوقت ملائکہ اور حورین کھڑی ہوئی تہین آدمی کا تو وہان گذر نہ تھا اور جسکا گذر تہا وہ حالت قیام مین تہا تو اب بھی جب کہ آدمی تو وہی قیام ہے تو ہمین جاری رہے تنظیمًا تو ہرگز مخالف اصل فرعی کی نہین ہو سکتا و دوسری اس تحقیق مین ایسی منقول ہو چکین در تمام غایہ کہ جناب معترض جیسا صوفی بہی ہین اور آپ کی یہان تصور شیخ کا قاعدہ بہی چلا آتا ہی آپ کی بزرگوار فرماتی ہین والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم وملاحظۃ صورتہ انتہی اور دوسری جگہ ایسی رسالہ مین فرماتی ہین فاحضر فی خیالک صورۃ شیخک فانہ یرجی ببرکتہ تبدل التفرقۃ بالجمعیۃ یعنی سامنے رکہہ خیال مین صورت اپنی پیر کی بیشک اوسکی برکت سے تفرقہ بدل جائیگا جمعیت سے اور شاہ ولی اللہ صاحب کی خلیفہ محمد عاشق پہلتی جنسے شاہ عبد العزیز صاحب نے بعد وفات والد اپنی کی تکمیل سلوک کی ہی اپنی کتاب سبیل الرشاد مین مرشد کا تعلیم کیا ہوا یعنی شاہ ولی اللہ کا طریقہ لکھتے ہین اگر وقت دوری شیخ کسی استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گذارد و ہما بجانشستہ صورت شیخ را از روی فیض حی جوید بجمع ہمت دفع خطرات ملاحظہ نماید الی آخرہ اور امام ربانی جلد ثانی مکتوبات کی مکتوب ۳۰ مین کثرت تصور شیخ کی لیے لکھتی ہین این قسم دولت سعادتمندان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد اور مولینا مرحوم شیخ محمد محدث تہانوی جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بہی کچھ حدیث پڑہی انوار محمدی مین لکہتی ہین باید کہ مرشد وی را (یعنی مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برای ملاحظہ صورت خود ہمیشہ امر فرماید کہ صورت مراد اوضاع مراد اطوار مراد اخلاق مرا مثل ریش و خال و خد و لباس و غیرہ آنچنان بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ دران محو گردی الخ خلاصہ یہ کہ جیسی مرید طالب اپنی پیر کے سامنے مودب بیٹہتی ہین ویسی ہی حالت دوری مین یہ تصور شیخ کر کے مودب بیٹہتے ہین اور تعظیم مد نظر رکھتے ہین اس سے دو فائدہ پیدا ہوی ایک یہ کہ جب تصور شیخ سے مرید کو فلاح و خیر ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادنی ۔۔۔ اور مرشد ۔۔۔ ہو اونکا تصور غلبہ محبت کی ساتھ کیونکر نفع دیگا دوسرا

فائدہ یہہ کہ جب تعظیم مرشد حالت تصور مین بھی ہی تو یہہ حقیقت کا معاملہ عدم موجودگی حقیقت مین کیا
جاتا ہی پس قایم ہوئی معترض صاحب پر یہہ حجت ہماری ازروی طریقت اور قایم ہوئین دو حجتین
سوم جاشورملا اور رمل کی ساتھہ چلنا حالت طواف مین ازروی شریعت اسلام علی من اتبع
الہدی **اعتراض** کرتی ہین کہ شامی جو مجوزین عمل مولد شریف مین شمار کیا جاتا ہی وہ خود قیام
کو بدعت لا اصل لہا لکھتا ہے تو یہہ قیام بدعت سیئہ ضلالت ہوا اور عبارت اوسکی سیرت شامی مین
یہہ ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا جواب اسکا یہہ ہی کہ اس عبارت سی جو یہہ لوگ ضلالت اور سیئہ
ہونا قیام کا نکالتی ہین کمال لوالعجبی ہی اسلیی کہ بدعت ہونا تو اسکا مسلم کیونکہ رسول علیہ السلام کی دور
مین اسکا رواج نہ تھا لیکن اوسوقت رائج نہونی سی یہہ لازم نہین آتا کہ ضلالت ہو تقسیم بدعت طرف حسنہ
اور سیئہ کی مجتہدین اور محدثین کی قول سی ثابت ہی چنانچہ نور اول کی لمعہ خامسہ مین ہم نقل کر چکی اور
سیرت حلبی مین ہی وقد قال ابن حجر الہیثمی والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع
الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی اور یہہ ابن حجر قایل جواز اس قیام مروجہ کی ہین چنانچہ اونکی مولد
کبیر کی عبارت جواز قیام مین عثمان حسن دمیاطی شافعی نی نقل فرمائی ہی پس جبکہ یہہ عمل مولد بہیئت
مروجہ مع القیام بدعت حسنہ ٹہرا بالاتفاق اسلیی کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا کی ہی
جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہی کما لا یخفی تو استدلال مانعین مع بدعت سیئہ ہونی قیام پر جو سیرت شامی سے
کرتے ہین اس تقریر سے ساقط ہوگئی اور اگر لفظ لا اصل لہا سی مانعین کو کچھہ دہوکا ہی کہ اوسنی لا اصل لہا
جو لکھا ہی اس سی سیئہ ہونا ثابت ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ بات ضروری نہین جہان لفظ لا اصل لہا
آیا کری وہان بدعت سیئہ مکروہہ یا محرمہ مراد ہوا کری اس بات پر دو عبارتین دلیل گذارتا ہون مجمع البحار
کی خاتمہ جلد ثالث صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نولکشوری مین ہی کہ صاحب مجمع نی اپنی شیخ سی مسئلہ پوچھا تہا
کہ پہول یا خوشبو سونگہنی کی وقت درود پڑہنا کیسا ہے تو جواب اسکا یہہ لکہا ہے اما الصلوۃ علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک بحرہ فلا اصل لہا ومنہ ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اس عبارت سے

واضح ہوگیا کہ لا اصل لہا ہونیکو یہہ ضروری نہین کہ وہ ناجائز ہوا کری اور مولوی محمد اسحق صاحب مائۃ مسائل مین
مسئلہ چہاردہم مین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھہ دینا اور دلہن کو موہنہ دکہائی مین کچھہ دینا کیسا ہی تحریر
فرماتی ہین جواب در شریعت محمدی اصل این چیز یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیز اگر دادن سلامی
در دنمائی است مباح باشد الی آخرہ ان عبارتون سی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بدعت ہونی اور عہد
رسالت مین اصل موجود نپائی جانی سی حرمت وکراہت لازم نہین آتی پس سیرت شامی مین جبکہ لا اصل لہا
کہنی سی قیام کا ضلالت اور سیئہ ہونا ثابت نہوا اور جبکہ اوٹھ گئی دلیل مانعین تو اب پیش کرین ہم وہ قول
و دلایل کلام سیرت شامی کی جو قیام کی بدعت حسنہ ہونی پر دلالت کرتی ہین وہ یہہ ہین کہ اوسنی یہہ لفظ
لکھے ہین جرت عادۃ کثیر من المحبین **اول** تو لفظ اجرای عادۃ ایک قسم کی مستند ہونی پر دلیل ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ فی باب الاحرام مین لکھا ہی وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وہی من اصدق الحجج
تو عادۃ فاشیہ یعنی ظاہرہ اگر عہد صحابہ سی ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہی اور اگر بعد کی حادث ہی تو بہی
ایکطرح کی سند ہے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
اور مسلمون سی صحابہ مراد رکہنا غیر مسموع ہی اسلیی کہ نصوص مین اطلاق لفظ لیا جاتا ہی العبرۃ لعموم الالفاظ
اور حدیث مین لفظ مسلمون ہی اور مطلق لفظ مین فرد کامل مراد ہوتا ہی پس جس چیز کو کہ مسلمان کامل یعنی
علما کسی بات کو اچھا فرمائینگے وہ خدا کی نزدیک بہی اچھی ہوگی چند نظرین لکھتا ہون مجمع البحار جلد سوم صفحہ [illegible]
مین ہی ان محبۃ قلوب العباد علامۃ محبۃ اللہ وما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جسکو بندگان
خدا محبوب کہین اور قبول کرین یہہ علامت ہی کہ وہ محبوب خدا ہے جسکو مسلمان اچہا جانین وہ عند اللہ اچہا
اور فقیہ شامی نی لکہا ہے کہ اذان تکبیر کی درمیان لوگون کو مطلع کرنا تیاری نماز کی لئی کسی عمل متعارف کے
ساتہہ مستحسن ہے دلیل اسکی ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اگرچہ نہ موقوف ہو کہ اذان کہنی کی ہی یہہ سند
گذاری ما راٰہ المسلمون حسنا الخ اور در مختار مین ہی لا ان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ما راٰہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن اسکی ذیل مین فقیہ شامی نی لکھا ہے وظاہر ما مر فی مسئلۃ البقرۃ اعتبار العرف الحادث
فلا یلزم کونہ من عہد الصحابۃ یعنی تعامل مین کچھہ صحابہ کی قید نہین عرف حادث بہی مثل نص کام دیتا ہے

اور دلیل ہی کی ما راٰہ المسلمون الی آخرہ پس منحصر صحابہ پر رکھنا حکم ما راٰہ المسلمون حسنا کا مخالف ہی فتاوی وشروح
دستور تصانیف کا ہر مفتیان دین کی جو اونہوں نی اس روایت سی سند پکڑی ہی استحسان امور حادثہ
بعد صحابہ پر جنکو علمای دین نی مستحسن کہا ہی اور نیز مفتیان دین جا بجا الفاظ فتوی میں لکھتی ہیں علیہ العمل
وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وہو المتوارث امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قیام کی تحقیق میں جلد دوم احیاء العلوم
میں لکھتی ہیں ولکن فی المقیست نہی عام فلا نری بہا باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہ باکرام الداخل
بالقیام دوسرا قرینہ یہہ کہ شامی نی عادۃ لکہی تو کثیر کی عادۃ لکہی اور گروہ کثیر اہل اسلام کا ایک عمل پر
قایم ہو جانا یہہ بہی ایک سند ہی شامی شارح درمختار نی لکہا ہی والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث
شریف میں ہی کہ اتبعوا السواد الاعظم پس عمل سواد اعظم کا ہونا یہہ بہی دلیل استحباب کی ہی تیسرا قرینہ یہہ کہ
وہ کثیر جنکا عمل ہی وہ کون ہیں محبین رسول یہہ بات ظاہر ہی احادیث صحیحہ سی کہ اہل ایمان میں بڑی کامل وہی ہیں
جنکو محبت ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین
جنکا ایمان کامل نہیں کا ہو جو اہل محبت ہیں اور اہل محبت کا عمل اس قیام پر ہوا تو بڑی نادانی کی بات ہی جو فعل
ایسی مومنین کاملین کی گروہ کثیر کا ضلالت یا سیئہ قرار دیں چوتھا قرینہ یہہ کہ شامی نی وجہ اونکی قیام کی
کہدی کہ کوئی غرض نفسانی یا ہوای شیطانی کی لئی قیام نہیں کرتی بلکہ خاص واسطہ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی اور یہہ بات سب اہل اسلام جانتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع میں مطلوب ہی یا نہیں
اور یہہ کہ بہ نیت ادب کہڑا ہونا مفید تعظیم ہی یا نہیں پہر جبکہ قیام اونکا مبنی ہوا التعظیم پر تو بالضرور مستحب
اور مستحسن ٹہرا پانچواں قرینہ یہہ کہ اگر محدث شامی کو منع کرنا قیام کا منظور ہوتا تو وہ اوس قسم کی الفاظ
لکہتی جو منکرین قیام نی لکہی ہیں جیسا کہ جونپوری صاحب فرماتی ہیں ما یفعلہ العوام عند ذکر وضع خیر الانام
علیہ التحیۃ والسلام لیس بشئی الخ مکروہ اور دوسری گجراتی صاحب لکہتی ہیں قد احدث بعض جہال المشائخ امورا
کثیرۃ لا نجد لہا اصلا ولا اصحاب کتاب ولا سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یہہ نہیں
جنکو اس فعل پر انکار ہی وہ تو قیام کرنیوالونکو محبین رسول نہیں کہتی بلکہ بشدت غیظ وغضب سی اونکو عوام اور
جہال وغیرہ الفاظ سی یاد کرتی ہیں الحاصل یہہ قراین خاص اسی ایک فقرہ کی قطع نظر قراین عبارت ما قبل

وما بعد شامی اور قطع نظر انتظام سیاق وسباق اوسکی سی دلالت صریح کرتی ہیں کہ مراد محدث شامی کی
یہہ ہی کہ اصل اس قیام کی صدر اول سی تو نہیں پائی گئی لیکن جماعت کثیر اہل اسلام کی کہ جو محبین ہیں وہ
تعظیما قیام کرتی ہیں پس یہہ الفاظ تو فی الحقیقت ترغیب دیتی ہیں اہل ایمان کو کہ جنکی دلمیں محبت ہو اور
تعظیم رسول مد نظر ہو تو وہ قیام کری مطلب سمجھنی کی لئی ایک تو مادہ علمی درکار ہی دوسری ہدایت
من عند اللہ کہ قلب مومن میں القا ہوتی ہی جہاں دونوں مفقود ہوں وہاں کیا کچھ ومن لم یجعل اللہ لہ
نورا فما لہ من نور دیکہئی اسی عبارت شامی کی نقل لا اصل لہ کو محدثین بیدار دل کس طرح شرح کرتی ہیں
علامہ نور الدین حلبی نی یہہ عبارت شامی کی لکہکر آگی اوسکی لکہا ہی ای لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ
چنانچہ یہہ عبارت سیرت حلبی مطبوعہ مصر کی صفحہ ۱۱۴ میں موجود ہی اور علامہ حلبی نے اپنی اصطلاح دیباچہ میں
لکہی ہی کہ جس جگہ سیرۃ الشمس کی عبارت لیتا ہوں شروع میں لفظ ای لاتا ہوں پس اس مقام پر لفظ ای کا
آنا دلیل ہوا کہ صاحب سیرۃ الشمس بہی اس قیام کو بدعت حسنہ فرماتی ہیں تو دونوں محدثوں یعنی حلبی وصاحب
سیرۃ الشمس کا اتفاق ثابت ہوا ہاں اگر کسی سیرت شامی کی کلام سی جو قیام بدعت معلوم ہوتا ہے وہ سیئہ
نہیں بلکہ حسنہ ہی پہر حلبی نی لکہا کہ بدعت حسنہ بالاتفاق جایز ہے پس تقریر حلبی وغیرہ سے معلوم ہوا کہ قیام
جایز ہے چنانچہ مولف براہین قاطعہ نی بہی اسکو صفحہ ۲۴۲ میں مان لیا مگر یہہ مغالطہ دیا (کہ وہ ذکر مطلق کی ورد
کیوجہ سی قیام کرتی تہی اور تقیید مطلق کا درجہ اس قیام میں نہیں تہا اور نہ عوام کا اندیشہ تہا لہذا جایز جانتی ہے
اب وہ امر نہیں رہا مکروہ ہو گیا انتہی) میں کہتا ہوں یہہ لکہنا مولف کا تقیید مطلق کا درجہ اس قیام میں نہ تہا
یہہ غلط ہی اسلئی کہ خود سیرت حلبی میں یہہ لفظ موجود ہی: ہموا ید کر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب ذکر سنتی ابن
ولادت شریف کا اوسوقت کہڑی ہو جاتی ہیں پس قیام انکا مقید اس قید کی ساتھ تہا دوسری بات کہ
اندیشہ عوام نہ تہا یہہ بہی صحیح نہیں اسلئی کہ عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کسی وقت میں عوام لوگ
صغیرہ وکبیرہ سے خالی نہیں ہوی اور عوام کی طرف سی کبہی مطمئن اور بی اندیشہ نہیں ہوی ناظرین احادیث
وآثار وفتاوی سی یہہ بات مخفی نہیں خاص علیہ یہہ بات بہت بڑی کہ حلبی کیوقت میں اندیشہ عوام نہ تہا کیوں
صاحب کیوں اندیشہ تہا خود تمہاری جونپوری کی عبارت اس قیام کی بابت عنقریب گذر چکی ما یفعلہ

العوام الی آخرہ اور دوسری حضرت گجراتی کی عبارت یہی اوپر گذرچکی قد احدث لبعض جہال المشائخ
دیکھتی آگی پیشواؤن نی عوام کو اور جہال مشایخ کو قیام کرتی دیکھا لیکن یہ انسی غلطی ہوئی کہ انہون نی یہ سمجھا
کہ عوام اور جہال ہی نی یہہ قیام ایجاد کیا ہی یہہ اونکو خبر نہ ملی کہ بڑی بڑی علماء محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نی یہہ عمل کیا ہی جیسا کہ علامہ شیخ عبد اللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ مفتی عرب نی لکھا ہی اما القیام اذا جاء ذکر
ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور شیخ عبد الرحمن سراج
مفتی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً در باب محفل مولد شریف مع القیام تحریر فرماتی ہین و علماء العرب والمصر والشام
والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا من زمان السلف الی الان الخ الحاصل اس قیام کو یہہ کہنا مولف براہین کا کہ علما
اوسکو جائز جانتی تہی نہایت صحیح ہی پہر یہ شاخ لگانی کہ اوسوقت اندیشہ عوام نہ تہا یا یہہ کہ وہ قیام مقید
نہ تہا بالکل غلط ہی **اعتراض** یہہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن جانتے ہین تو واجب کی طرح دائمی کیون
کرتی ہین حال آنکہ امر مستحب بہی اصرار کرنی سی مکروہ ہوجاتا ہی **جواب** دوام امور مستحبہ کا مکروہ نہین
ہے علی العموم بلکہ بعض صور خاصہ مین بعض فقہا تحریر فرماتی ہین وہ ہماری فحوای کلام سے سمجھہ لیجو
تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہ ہی کہ ہم اسکو مستحسنات مین سمجھتی ہین مذہب جمہور یہی ہی اور اسی پر
عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ مین اور منکرین مین ایک فرقہ ایسا ہے کہ وہ اس قیام کو حرام کہتی ہین
اور بعضی اونمین بدعت مطلقہ اور بعضی ونمین بدعت ضلالت اور بعضی اونمین شرک قرار دیتی ہین
پس اس صورت مین مجوزین قیام بہی اگر ترک کرنی لگین تو سبکے دلون مین سما جاوی یہ بات کہ یہ قیام
بلاشک ممنوع ہی کہ انہون نی بہی ترک کردیا تو اس صورت مین بدل جاویگا حکم شرعی اور ثابت
کرچکی ہم دلایل شرعیہ سی اس کتاب مین اباحت و استحسان قیام پس جبکہ امر مباح و مستحسن کو لوگ
شرک و کفر یا حرام سمجھنے لگین تو اس سی زیادہ تعدی حدود الٰہیہ مین کیا ہوگی جسطرح مندوب کو
واجب سمجھنے مین تغیر شرع ہی اسیطرح مباح کو حرام اور شرک قرار دینی مین تبدیل احکام الٰہیہ اور
تغییر دین ہی بنا علیہ مناسب سمجھا گیا کہ نہ ترک کیا کرین اس قیام کو واسطی اس مصلحت کی ہان
اگر یہ قیام ایسا ہوتا کہ کسیکو اوسکی استحباب مین کلام نہوتا تو اوس صورت مین دوام و اہتمام

اور روم اور اندلس کی سبکے سب نے اس محفل مروجہ مع القیام کو اچھا جانا ہے زمانہ سلف سے اب تک

اوسکا بقول اون بعضی فقہا کی اچہا جاتا کیونکہ ایسا امر جو سبکی نزدیک محمود باتفاق ہو اور کوئی
اوسمین انکار نکرتا ہو بلکہ سب اوسکو کمال اہتمام سے بجالاتی ہون تو اوسکی مداومت البتہ عوام کی
دلون مین شبہہ وجوب یا فرضیت کا پڑ سکتا ہی وہ خیال کرسکتی ہین کہ اس امر کا کوئی منکر نہین اور سب
بالاتفاق کمال تاکید و اہتمام والتزام سے کررہی ہین شاید یہہ کام فرض یا واجب ہوگا پس صاحب
مجمع البحار کا کلام جسکو بعض فضلا سند مین لائی ہین درحقیقت وہ ایسی ہی مندوب اور مستحب
بالاتفاق کی حق مین ہی کہ المندوب ینقلب مکروہا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ برخلاف اس
قیام کی کہ اسمین لوگون کو کیا کیا گفتگوئین ہین پہلا حسن پہر اسکی جواز و عدم جواز مین مباحثہ ہو
رہا ہو اور مجوزین قیام جابجا فتاوی اقرار استحسان قیام کی باب مین چہاپ چہاپ کر شتہر
کرچکی ہون تب عقل سلیم باور کریگی اسبات کو کہ اسکی فرضیت یا وجوب شرعی کا شائبہ کسی مین
پیدا ہوگا حاشا و کلا **قلب الدلیل** ہم کہتی ہین کہ جسطرح مندوب کا مکروہ ہوجانا صاحب
مجمع البحار سی نقل فرمایا ہے یہہ بہی تو مجمع البحار مین لکہا ہے کہ بعض احکام بدلجاتی ہین بہ تبدیل زمان
او مسجد کی زینت کو لکہا صاحب مجمع البحار نی کہ ممنوع ہی لیکن جب لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی
تو اب اگر مسجد کو زینت نہ دیجئی تو تحقیر مسجد کی لازم آئیگی اور جلد دوم مجمع البحار ذیل تحقیق معنی شرف مین
قبر پر تعمیر کو لکہا کہ منع ہی پہر لکہا کہ علماء سلف نی بباعث بعض مصلحت جائز رکہا و قد اباح السلف
ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشاہیر لیزورہم الناس و یستریحون بالجلوس فیہ اور صاحب روح
البیان نی شیخ عبد الغنی نابلسی کی رسالہ کشف النور سی نقل کیا ہی ان البدعۃ الحسنۃ الموافقۃ لمقصود
الشرع تسمی سنۃ فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم
فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر اور اسیطرح شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نی شرح سفر السعادت مین
لکہا ہے اور روح البیان جلد ثانی مین احیاء العلوم سی نقل کیا ہی کہ اکثر معروفات ہذہ الاعصار منکرات
فی عصر الصحابۃ یعنی اکثر باتین جو اسوقت عمدہ گنی جاتی ہین وہ صحابہ کی وقت مین بری گنی جاتی
تہین اسکی بعد لکہا کہ اب مساجد مین فرش عمدہ بچہانا عمدہ جاتی ہین اور پہلی آدمی مسجد مین بوریون کا

بچانا ہی پسند نہ کرتی تہی یون کہا کرتی تہی کہ ہمارے اور زمین کی بیچ مین کوئی حائل نہو یہان تک
کہ فقہا نی لکہا ہی کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑہنا افضل ہی تمام ہوا کلام صاحب روح البیان کا اور
خزانۃ الروایت مین ہی کہ رمضان مین جمع ہو کر دعا مانگنا ختم قرآن کیوقت بدعت اور مکروہ ہے
لیکن ابو قاسم صفار رحمہ اللہ فرماتی ہین اگر شہر کی آدمی یون نہ کہنے لگنے کہ یہ عالم دعا کو منع کرتا ہے تو
مین انکو منع کر دیتا ہذا شیء لا یفتی بہ لانہ لا ینبغی ان یقال للعامۃ شیئا لم یفہموا یعنی یہ بات ایسی ہے
کہ اسپر فتوی نہ دینا چاہیئی کیونکہ وہ بات عام مین نہ کہنی چاہیئی جسکو وہ نہ سمجہین اور اسیطرح فتاوی سراجیہ مین
بہی ہی لیکن باختصار اب سننا چاہیئی کہ اول تو فاتحہ اموات کی لئی تعیین ایام اور اسیطرح امور دیگر
محفل مولد علیہ السلام مع القیام ہم دلیل شرعی سی ثابت کر چکی اب تنزل کر کے بطور الزام کہتی ہین کہ
اگر بالفرض التقدیر یہ امور مکروہ بہی ہوتی بقول تمہاری کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی تب ہی اب
یہ تبدل زمان حسب منشا مجمع البحار و دیگر تصریحات مذکورہ بالا جائز ہونی چاہیئی کیونکہ اس زمانہ پر
آشوب مین تمام آدمی غیر مذاہب اپنی اپنی کفریات کی اعلان جابجا کر رہی ہین تو اب مسلمانون کو
چاہیئی کہ مجالس منعقد کر کی حضرت کی فضائل معجزات عالم مین پہیلائین پڑہین پڑہوائین سنین
سنوائین اور چونکہ اب ہر ہر بات مین تکلف اور زینت اہنا زمان مین چل گئی ہی تو مواقع دین کی
بی آراستگی بہی نا پیراستہ رکہنا موجب تحقیر ہی اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بجا لانی سی قلوب مومنین
مین تفخیم واقع ہوتی ہی اور کفار کی نظر مین شوکت اسلام ہوتی ہی اور فاتحہ اموات مین یہ بات ہے
کہ باوجود پابندی تعیین ایام کی بہی ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے مساکین کا پیٹ بہر جاتا ہے اور کہانا ہی
انکو باوجود تعیین کی جائز ہے چنانچہ براہین قاطعہ مین ان باتونکو مان لیا ہی اب باقی رہی تمہاری تردد کہ
کراہت تعیین اوس کہلانیوالی کی اوپر سو قطع نظر کر لو اس سی یہ سمجہ کر کہ پابندی ایام کی یاد دہانی مین تو
خیرات ہو بہی جاتی ہی جب یہ تقاضا اوٹہ گیا تو پہر کون صدقہ کرتا ہی خیرات بند ہو جائیگی مساکین
اس دورہ عسرت مین وہ کثرت سی ماری ماری پہرتی ہین کہ کہین سہارا نہین پاتی انکی حاجت
براری پر نظر چاہیئی اور ان باتون کو منع کرنی سی

اور تعظیم رسول اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتی ہین بنا برین بقول امام ابو قاسم صفار جو علماء حنفیہ
کی ائمہ کبار مین گذری ہین ہرگز فتوی منع پر نہ دینا چاہیئی جسطرح اونہون نے نہ دیا یہ گفتگو ہم الزاماً کرتی ہین
اور تحقیقی ثبوت وہ ہین جو اس رسالہ مین جابجا تحریر کیے گئے ہین **اعتراض** بانیان محفل میلاد
شریف منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتی ہین جیسی تارک فرض و واجب پر **جواب** سبب
اوسکا یہ ہی کہ جو لوگ قیام نہین کرتی اکثر اونمین سے ایسی ہین کہ اونکی عقاید وہابیہ نجدیہ کی طور پر ہین اور
وہ قیام کو کفر اور شرک اعتقاد کرتی ہین اب ہمین ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کی نزدیک فاعلین
قیام مشرک اور کافر ٹہرتی ہین اگر کسیکو اس بات پر غیظ آجاوی ہاتہہ یا زبان سی کچہہ سرزد ہو کچہہ بعید
نہین دوسری یہ بات کہ اس ایک حرکت سے اوسکی دوسری عقاید خبیثہ کا بہی خیال آجاتا ہی تیسری
یہ کہ اس فریق کو دیکہتی ہین کہ یہ سیکڑون باتین خوراک و پوشاک و معاملات مین خلاف صحابہ و خلاف
قرون ثلثہ کرتی ہین اور فقط قیام کرنی اور مولد شریف کی محفل مین یہ گفتگو کہ قرون ثلثہ مین نہین ہوئی
کرتی ہین اور باہم عناد و فساد پیدا کرتی ہین اس وجہ سی محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدون پر غیظ
آجاتا ہے البتہ اگر معلوم ہو جاوی کہ اس شخص کی سب عقاید عمدہ ہین اور قیام کرنے والون کو بہی برا
نہین جانتا تو اس شخص کو ہرگز کوئی آدمی زجر و توبیخ نکریگا ہان یہ تو کہینگے کہ آداب محفل کا مقتضا
یہ تہا کہ سبکی ساتہہ آپ بہی قیام کرتی تو بہتر ہوتا چنانچہ امام غزالی نی لکہا ہے باب السماع مین کہ یہ بات
آداب حقوق الصحبت کی خلاف ہی کہ کہڑا ہونی مین موافقت نکری پس اس تقریر سی معلوم ہو گیا
غصہ آجانا تارک قیام پر اور سبب سے ہوتا ہی نہ اس سبب سے کہ یہ قیام فرض و واجب جانتی ہین یہ تو بالاتفاق
فتاوی مین مفتیان دین تصریح فرما چکی ہین کہ فرض و واجب نہین بلکہ مستحسن امر ادب کی بات ہی اور غور سے
دیکہیے تو بعض اوقات مین یہ تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بنجاتا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یعنی ای ایمان والو
جب تمکو کہا جاوی کہ کہل بیٹہو مجلسون مین تو کہل بیٹہا کرو اور جب کہا جاوی اوٹہہ کہڑی ہو تو اوٹہہ کہڑی
ہوا کرو اب معلوم کرنا چاہیئی کہ جب قاری مولد نی پڑہا ٥ او ٹہو ذکر میلاد حضرت ہے اب وہ

اور یہ سب جو دلیل مین آ پہر کہ آپ کو اہل اسلام کی گہرون سے تعلق اور ارتباط شدید ہی اور یہی سبب ہے کہ اہل اسلام
کی گہرونمین نماز ہی جاری ہی بچی اور عورتین اور کبہی مرد ہی جو مسجد کو نہ گئے تو گہر مین پڑہ لیتی ہین غرض کہ
سب مرد و زن التحیات مین پڑہتی ہین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اہل اسلام کے
گہرون سے برابر سلام آپ کو پہنچتا ہے بنا علیہ آپ کی روح کو تعلق ہی ہیوت اہل اسلام سے پس دل خلقت
ارواح سے لیکر اسوقت تک برابر تعلق آپ کا ثابت ہی اور روح مبارک اگرچہ ملا اعلیٰ مین ہی لیکن اوسکی
اشراق ایہ بر جہا ہی اور تعلق ہی عالم خاک سے ہی مثلاً قبر شریف مین بدن کی ساتہ ایسا تعلق ہے کہ
اس تعلق اور ربط سے بدن مبارک زندہ حساس و دراک ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز اذن دیا گیا آپ کو اطراف
زمین مین پہرینگا اور اعمال امت مین نظر کرینگا جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ نے لکہا ہے اسیطرح تحریر حسن حمزاوی علی
قاری رحمہما اللہ کو سمجہنا چاہئے کہ آپ کی روح کو تعلق اور ربط اہل اسلام کی گہرون سے ہی یہ مسئلہ اس مقام
پر بباعث ذکر السلام علیک ایہا النبی کی لکہا گیا الحاصل تشہد کی سلام مین نقل و حکایت مراد رکہنا اور
اپنی طرف سے سلام نہ سمجہنا نہایت نا صواب ہی تحقیق یہ ہی کہ نمازی اس سلام مین ارادہ کری کہ مین خود
حضرت پر سلام بہیجتا ہون کہ سلام ہو جیو آپ پر ای نبی اللہ کی ورنہ کم نصیب تعمیل حکم الہی سے جو لفظ سلام
قرآن مین ہی محروم رہیگا کیونکہ خود اس سے سلام مطلوب تہا اسنے خود نہ کیا بلکہ معراج کی حکایت سمجہ لے
امر عجیب بعض دشمنان خطاب یہان تک غلو کرگئی کہ کہتی ہین نماز مین السلام علیک ایہا النبی نہ پڑہنا
چاہئی کہ صحابہ نے چہوڑ دیا تہا اس عاجز نے ایک رسالہ مستقل مسمی بالقول المبنی فی تحقیق السلام علیک ایہا
النبی لکہا ہی اومین اس قول کو بیخ و بن سے مستاصل کیا ہی یہان طول کو گنجایش نہین مختصر یہ ہے کہ
تشہد یعنی التحیات کی روایت منقول ہی عبد اللہ ابن عباس اور عمر بن الخطاب اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ
اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ سے رضوان اللہ علیہم اجمعین سب مین لفظ خطاب موجود ہے
سو عبد اللہ ابن مسعود کی اور اونکا یہی حال کہ روایت کیا اونسے تشہد کو چند راویون نے یعنی شقیق
علقمہ اسود و ابو الاحوص ابو عبیدہ و عبد اللہ بن سنجرہ نے سو یہ بات کہ بعد وفات خطاب السلام علیک ترک کیا
گیا کسینی روایت نہین کی سوای ابن سنجرہ کی اور اونسے آگی دو راوی ہین ایک اعمش دوسرا سیف بن سلیمان

سو اعمش کی روایت مین وہ فقرہ نہین سیف بن سلیمان سے ہے اور وہ اگرچہ ثقہ تہا لیکن وہ بدعت قدر کی
ساتہ تہمت کیا گیا ہی پس جب کہ جمیع صحابہ سے طبقہ بعد طبقہ اسوقت تک یہی تعلیم خطاب ہوتی چلی آئی حتی
ابن مسعود سے بہی سوا اس روایت کی جو بخاری مین سیف بن سلیمان سے ہی بنا علیہ اس روایت پر عمل نکیا
جائیگا اور کیونکر عمل کیا جاوی حال آنکہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہمکو صحیح طور سے یہی تعلیم خطاب پہنچی ہے
ہم مذہب حنفی رکہتی ہین اور ہماری امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اسیطرح بصیغہ خطاب تعلیم ہوئی پہر ہمکو
اسیطرح اونسے پہنچی اور اسناد ہماری امام اعظم کی یہ ہی وہ فرماتی ہین کہ میرا ہاتہ پکڑا حماد نے اور سیکہایا مجہکو
تشہد اور کہا حماد نے کہ میرا ہاتہ پکڑا ابراہیم نے اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا ابراہیم نے کہ میرا ہاتہ پکڑا علقمہ نے
اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا علقمہ نے میرا ہاتہ پکڑا عبد اللہ ابن مسعود نے اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا عبد اللہ
ابن مسعود نے میرا ہاتہ پکڑا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سیکہایا مجہکو تشہد جسطرح قرآن کی سورت سکہاتی
تہی پہر وہ تشہد سیکہایا ہوا آپ کا کتب حنفیہ فتاوی و شروح و متون مین موجود ہی اوسمین لفظ خطاب کی تعلیم ہے
اور سوا اسکی دیگر مذاہب یعنی حنبلی اور مالکی اور شافعی مذہب کی کتابین بہی دیکہی گئین سب مین یہی خطاب
کی تعلیم موجود ہی الغرض ہمنا دیکہو جمیع صحابہ کی روایتین اور خود عبد اللہ ابن مسعود کی روایتین سوا ایک
روایت کی اور ائمہ مجتہدین اربعہ کی فتاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مطلقہ یعنی بلا قید حیات و
وفات و قرب و بعد مکانی و زمانی علی العموم یہ فرمانا اذا صلی احدکم فلیقل التحیات الی آخرہ اور اذا قعد احدکم فلیقل
التحیات الی آخرہ فاذا جلستم فقولوا التحیات ان سب روایات مین خطاب موجود ہی کہ مولوی اسحق صاحب
کی مائۃ مسائل سوال بست و چہارم مین بہی اقرار موجود (در التحیات خطاب برای رسانیدن سلام وارد شدہ)
پہر ان سب احادیث و آثار و فتاوی و اجماع امت محمدیہ خیر قادر یا جو باد شمالا و نیز قول مولوی اسحق صاحب
کی جنکو اپنا مقتدا و پیشوا جانتی ہین چہوڑ کر ایک روایت غیر معمول بہا پر عمل کرنی کیسی بی انصافی ہی اللہ تعالیٰ
ہدایت نصیب کری بالحاصل اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر ہی کہ سب چہوٹی بڑی عورت مرد پڑہتی
ہین السلام علیک ایہا النبی پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب نظر سے ہین پہر بہی آپ کو خطاب حاضر ہوتا ہے
نماز مین بعضی کہتی ہین کہ یہ امر تعبدی ہی منقول اسیطرح ہوا ہے جواب یہ کہ امر تعبدی ہونیسی کلام نہین چلتا

اسلئی کہ خطاب جائز رکہنی کی روایت تو موجود ہی اب یہ بتاؤ کہ غائب کو خطاب کا لفظ بولنے کی حرمت اور
کراہت پر کونسی آیت یا حدیثہ ہی پیش کرو عقلی گھڑی ہوئی باتونکو الگ کرو اور یہہ سمجھو کہ جب عبادتین
شریک کرنیکا حکم نہین پہر خاص اوسی نماز مین خطاب آپکا شریک کیا گیا تو باہر منع ہونیکی کیا دلیل اب ہم حوالہ کی
سندین سنو شاہ ولی اللہ صاحب واسطے پڑہنی اوراد فتحیہ کی ابتداء مین لکہتی ہین فریضہ نماز بامداد گذاردہ درود
سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس ہزار وچہار صد ولی کامل شدہ اند تاریخ حال آنکہ
اس اوراد فتحیہ مین جسکا ورد چاہیے شمار کرنی سترہ بار ندای رسول صلعم ان الفاظ سی ہی الصلوۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ الی آخرہ علاوہ اسکی خود مولوی اسحق صاحب مایۃ مسایل مین لکہتی ہین
اگر کسی یا رسول اللہ بگوید برای رسانیدن درود یا سلام جائز ست انتہی دیکہیے یہ علماء باہر نماز کی بہی
خطاب کرنا رسول اللہ کا جائز لکہتی ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب تو خود امر کرتی ہین لیکن ایسی تک مانعین کو
گنجایش ہی یہ کہہ سکتی ہین کہ یہ خطاب تو درود وسلام کی ساتہ ہے اسکو فرشتے پہنچا دیتی ہین اسلئی
ہم ایسی نظیر پیش کرتی ہین جسمین درود وسلام کی پہنچنی کی نیت سی خطاب نہین بلکہ وسیلہ
پکڑنا ہی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشف حاجت مین ابن ماجہ قزوینی باب صلوۃ الحاجت
مین روایت کرتی ہین عثمان بن حنیف انصاری صحابی سی کہ ایک اندہا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پاس آیا کہ میری آنکہون کی لئی دعا کیجئی آپ نی فرمایا اگر تو چاہی اسیطرح رہنی دی یہ تجہکو اچہا ہے
اور اگر چاہی دعا کرانا تو دعا کرون اوسنی کہا دعا فرمایئی آپ نی حکم دیا اچہی طرح وضو کر دو رکعت نماز
پڑہ اور یہ دعا پڑہ اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی فی حاجتی
ہذہ لتقضی اللہم فشفعہ فی اس مقام پر زرقانی شارح مواہب نے لکھا ہی کہ اس دعا مین سوال اللہ تعالی سی ہے
کہ وہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن بخشی پس کہا حاجت مند نی (کہ یا اللہ مین اپنی حاجت
مانگتا ہون تجہ سی اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف وسیلہ پکڑکی حضرت محمد کا جو نبی رحمت ہین) جب اللہ
شفاعت مانگ چکا تو متوجہ اور مخاطب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور شفاعت طلب کی اس طرح
(یا محمد مین متوجہ ہوا اپنی پروردگار کی طرف آپکی شفاعت کا وسیلہ پکڑکی اپنی حاجت مین تا کہ یہ حاجت

روا کی جائی) یعنی تا کہ اللہ تعالی آپ کی شفاعت اور آپ کی وسیلہ سی اس حاجت کو روا کر دی جب
حاجت مند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی شفاعت کی درخواست کر چکا اب پہر مکرر رجوع الی اللہ کر کی
درخواست کرتا ہی کہ اللہم شفعہ فی (یعنی یا اللہ حضرت کی شفاعت میری حاجت مین قبول کیجو) الحاصل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی حل مشکل مین اپنی شفاعت طلبی اور خطاب یا محمد تعلیم فرمایا ہی اس مقام پر ایک تماشا ہوا ہے
یعنی اس خطاب اور ندا کی مٹانی کی لئی ایک بڑی عالم مشہور نی اس حدیث کی اسناد مین اعتراض کیا اور
لکہدیا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی عثمان بن خالد بن عمر آتا ہی اور تقریب مین اوسکو متروک الحدیث
لکہا ہی اس عاجز نی ابن ماجہ اور ترمذی مین یہ حدیث نکالکر اسکی اسناد نکالی تو ان دونو محدثون کی
اسناد مین عثمان بن عمر نکلا اوسکو تقریب مین متروک الحدیث نہین کہا اور عثمان بن خالد بن عمر کو
بیشک متروک الحدیث لکہا لیکن وہ اور آدمی ہی والحمد للہ علی ذلک ورنہ حدیث تو محدثونکی پرتالی
ہوئی ہی یہ کسطرح ضعیف اور غیر معتبر ہو سکتی ہی لکہا ترمذی نی اس حدیث کو حسن صحیح اور نیز صحیح کہا
اسکو بیہقی نی کذا فی شرح المواہب اور کہا حاکم نی کہ یہ روایت علی شرط الشیخین ہے یہ بہی شرح مواہب
زرقانی مین ہی اور نیز لکہا ابن ماجہ نی قال ابو اسحق ہذا حدیث صحیح پس روایت کیا اس حدیث کو
ائمہ حدیث ترمذی ونسائی وابن ماجہ وحاکم نی جیسا کہ حصن حصین اور زرقانی مین ہے اور بیہقی اور طبرانی اور
ابونعیم اور بخاری نی اپنی تاریخ مین جیسا کہ شرح مواہب زرقانی مین ہے بہلا ایسی حدیث مین زبان زوری کرکی
اگر کوئی مغالطہ دینی لگی تو کب ہو سکتا ہی خلاصہ یہ کہ جب اوس اندہی نی نماز پڑہ کی یہ دعا مانگی تو بخاری
اور ابونعیم اور بیہقی کی روایت مین ہی فقام وقد ابصر ببرکتہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ اندہا اوٹہ کہڑا ہوا
اور آنکہ اوسکی روشن ہو گئی حضرت کی برکت سی اور روایت کی طبرانی نی کان لم یکن بہ ضر یعنی ایسی
روشن ہو گئی گویا اوسمین کچہ خلل ہی نہین ہوا تہا واضح ہو کہ یہ دعا اور یہ نماز اور یہ خطاب یعنی یا محمد
کہنا آپکی زمانہ مبارک مین خاص آپ کی تعلیم سی ہوا اور شرح ابن ماجہ مین اور نیز جذب القلوب مین ہے
کہ یہ عمل عہد صحابہ مین بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی کیا گیا ہی طبرانی نی معجم کبیر مین روایت
کی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سی ایک حاجت تہی بار ہا جاتا

حضرت عثمان اونکی طرف التفات نہ فرماتی اوس آدمی نی عثمان بن حنیف انصاری صحابی سے شکایت
کی عثمان بن حنیف نی کہا وضو کر کی مسجد مین آ دو رکعتین پڑہ پہر یہ دعا مانگ اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک
بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی حاجتی اور یہ دعا پڑہ کی تو اپنی حاجت
کو عرض کر دیجیو غرضکہ وہ آدمی موافق تعلیم عثمان ابن حنیف کی گیا اور وضو نماز دعا جسطرح اوسنی بتائی
تہی پڑہی بعد ازان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی در دولت پر حاضر ہوا اوسوقت
دربان نی اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اندر لیگیا حضرت عثمان نی اوسکو اپنی مسند خاص پر پاس بٹہلایا اور
پوچہا کیا حاجت ہی اوسنی بیان کی آپنے حاجت پوری کردی اور یہ فرمادیا کہ اب سی جو کچہ مشکل یا
حاجت پیش آیا کری مجہسی آکر بیان کیا کرو وہ آدمی بہت خوشحال حضرت عثمان کی پاس سے نکلا اور
عثمان ابن حنیف کی پاس شکریہ ادا کرنیکو گیا اور کہا جزاک اللہ خیرا میری طرف حضرت عثمان نظر بھی
نہین فرماتی تہی اب شاید تمنی اونسی کچہ میری سفارش کی ہی عثمان ابن حنیف صحابی نی جواب دیا
قسم اللہ تعالی کی مینی حضرت عثمان سی کچہ نہین کہا لیکن اصل بات یہ ہی کہ مین ایکبار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس حاضر تہا ایک نابینا آیا اوسنی فریاد کی یا رسول اللہ میری آنکہ جاتی رہی آپنے فرمایا صبر کرو
بولا کوئی میرا ہاتہ یا لاٹہی پکڑ کی لیجانی والا نہین مجہپر بڑی مصیبت ہی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
یہ نماز اوسکو اور یہ دعا تعلیم کی تہی وہی قصہ ابن ماجہ والا جو ہم اوپر بیان کر چکے عثمان بن حنیف نی بیان
کیا الحاصل بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد صحابہ مین بہی اس خطاب یعنی یا محمد کہنی پر عمل ہوا اوسوقت
سے اب تک یہ نماز تعلیم ہوتی چلی آتی ہی ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کتاب حصن حصین مین فرماتی
ہین من کانت لہ ضرورۃ الی آخرہ یعنی جسکسیکو ضرورت او حاجت مشکل آپڑی یہ نماز حاجت ادا
کرے اور یہ دعا پڑہے اور کتب فقہ حنفیہ مین بہی اسکی تعلیم ہے ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نی شرح کبیر منیہ مین جو نوافل
تعلیم کیے ہین اونمین صلوۃ الحاجت ذکر کی ہین ایک کو بیان کیا اور لکہا کہ یہ ضعیف ہی اور دوسری
یہ نماز لکہی جو عثمان بن حنیف کی روایت سے ہم ذکر کر چکے ہین حلبی نی اوسکو لکہکر بیان کیا کہ یہ حسن اور
صحیح ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کی تلقین اور محدثین کی تسلیم اور فقہا کی

اقتدا اور تصحیح سی اب تک یہہ خطاب یا محمد جاری ہے علاوہ برین اور بہی خطاب کی صیغہ ہم نقل
کرتے ہین اشعار وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہوپہی صفیہ نی بعد وفات آپکی بہت اشعار
غم مین پڑہی اونمین سے یہ ہین ؎ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا ٭ وکنت بنا برا ولم تک جافیا ٭
فلوان رب الناس ابقی محمدا ٭ سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا ٭ اور حضرت حسان صحابی نی آپ کی وفات
کی غم مین یہ پڑہا ؎ کنت السواد لناظری ٭ فعمی علیک الناظر ٭ من شاء بعدک فلیمت ٭ فعلیک کنت
احاذر ٭ اسیطرح اور بہی صحابہ کی اشعار بعد وفات پائی گئی جسمین خطاب ہی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور قاضی عیاض نی کتاب شفا کی باب لزوم محبت مین روایت کی ہی کہ ایکبار ریا نو حضرت
عبد اللہ بن عمر کا سو گیا یعنی سنسنانی لگا اور بحس و حرکت ہو گیا کسینی کہا کسی آدمی کو یاد کرو جو تمکو بہت
پیارا ہو تب وہ چلا کر پکارا اوٹہی یا محمداہ اوسیوقت اونکا پانو درست ہو گیا اور قوت آگئی انتہی یہ عبد اللہ
ابن عمر کیسی جلیل القدر صحابی اتباع سنت مین نہایت غالی وکیئی حالت غیبوبت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلفظ حاضر یا محمداہ خطاب کرتی ہین اور فتوح الشام مین صفحہ ۲۹ مین ہے جبکہ حضرت
ابو عبیدہ بن الجراح نی قنسرین سی کعب بن ضمرہ کو بارادہ حلب روانہ کیا ایک ہزار سوار دیکر اور کعب
بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سی پڑی اونکی پانچ ہزار سپاہ تہی اور یہہ لڑائی ہو رہی تہی کہ پانچہزار سپاہ
یوقنا کی اور دوسری طرف سی مسلمانو پر آپڑی غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹہر گیا اوسوقت مسلمان
جانبازی کر رہی تہی اور کعب بن ضمرہ نہایت بی آرام اور بیچین گرداوادیتی تہی اور پکارتی
تہی یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل اور مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کر کہتی تہی یا معاشر المسلمین انتم اثبتوا
فانما ہی ساعۃ وانتم الاعلون یہہ ایک اور نظیر ہی خطاب کی حالت غیبت مین اور یہ کعب بن ضمرہ بہی
صحابہ مین ہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتہ ہو کر بہی انہون نی جہاد کئی تہی غرضکہ صحابہ کی وقت سے
یہ خطاب اور ندا یا رسول اللہ باوجود غیبوبت کی جاری رہی ہے علامہ شرف الدین بوصیری
رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ جو مقبولین بزرگا سی تہی اونکا قصیدہ بردہ اور اد مشائخ مین داخل نہایت
مقبول با برکت ہے اور بہا الدین وزیر کا حال ہم نقل کرینگی کہ وہ بکمال تعظیم سے برہنہ سر برہنہ پا کہڑا ہو کر

اس قصیدہ مقبولہ کو سنا کرتا تہا اور حلبی و زرقانی اور قسطلانی سب صاحب بردہ کی مداح ہین اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی اس قصیدہ کو پڑہا اور اسناد حاصل کی رسالہ الانتباہ مین لکہتی ہین واما قصیدۃ البردۃ فاخبرنا بہا ابو طاہر عن الشیخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء البابلی الی ان قال عن ناظمہا شرف الدین محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ انتہی الحاصل اس مقبول قصیدہ مین خطاب حاضر ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جابجا ہی از انجملہ دو مقام مین تو خاص ندا بطور فریاد اور دادخواہی کی موجود ہے

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ ٭ سواک عند حلول الحادث العمم ٭ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرتی ہین کہ ای بزرگترین خلایق کوئی میرا نہین جسکی پناہ پکڑون سوا آپکی وقت اترنے بلای عام کی دوسرا شعر یہ ہی

ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی ٭ اذا الکریم تجلی باسم منتقم ٭ اسمین رسول اللہ منادی اور لفظ ندا محذوف بقاعدہ عربیت یعنی کچہ کم نہوگی شان آپ کی یا رسول اللہ ہماری شفاعت کرنی سی جسوقت اللہ تعالی ظہور فرماویگا صفت انتقام سی انتہی اور اسی معنی کی قریب **شیخ شرف الدین مصلح المعروف بسعدی شیرازی** المتوفی سنہ ۶۹۱ جو واصلین طریقت اور کاملین شریعت سی تہی حضرت خضر سے ملاقات کی ساتون ولایت پہری بارہا پیادہ حج کیا یہ عالم فاضل ولی کامل خطاب حاضر کی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین شعر لکہتے ہین

چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی ٭ ز قدر رفیعت بدرگاہ حی ٭ کہ باشند مشتی گدایان خیل ٭ بمہمان دار السلام طفیل ٭ چہ وصفت کند سعدی ناتمام ٭ علیک الصلوۃ ای نبی والسلام

اور نیز **مولانا احمد تہانیسری** کہ امیر تیمور کے عہد مین بڑے فاضل کامل مشہور ہتے صاحب ہدایہ کی نبیرہ شیخ الاسلام سے جب ایک موقع مین انکی گفتگو ہوئی امیر تیمور نے جو دیکہا کہ شیخ الاسلام کو دبایا اونکی اظہار عظمت کی لئی یہ کہا کہ یہ نبیرہ ہین صاحب ہدایہ کی مولانا نہ ڈرے اور یہ کہا کہ انکی دادا نی ہدایہ مین چند محل پر خطا کہائی اگر انہون نی اسوقت ایک خطا کہائی کیا ڈر ہی غرضکہ یہ بڑی عالم فاضل اور عارف کامل تہی قلعہ کالپی مین انکا مزار ہی بہت لوگ زیارت کو آتی ہین انہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین ایک قصیدہ لکہا ہے

اسمین سی دو تین شعر لکہتا ہون

یا شوقی و یا وجدی و یا جہدی ٭ و یا فوادی و یا ظہری و یا عضدی ٭ مالی الیک بقطع البعد من قبل ٭ ولیس لی باصطبار عنک من مدد ٭ دیکہئی اسمین بہی ہندوستان سے خطاب حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور نیز **مولانا نظامی** متوفی سنہ ۵۹۹ علوم معقول و منقول مین فاضل کامل تارک الدنیا عارف صاحب دل سلاطین روزگار انسی برکت چاہتی وہ کسی کے در پر نجاتی غرضکہ یہ جامع شریعت طریقت بہی اشعار مین خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کرتی ہین

مرا زکمترین استان خاک تو ٭ بدین لاغری صید فتراک تو ٭ نظامی کہ در گنجہ شد پای بند ٭ مباد از سلام تو نا بہرہ مند ٭ گنجہ شہر ہے ایران مین وہان سی یہ خطاب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور **مولانا عبد الرحمن ابن احمد جامی** متوفی سنہ ۸۹۸ جنکا فضل و کمال کسی سی مخفی نہین شرح ملا اور شرح فصوص الحکم اور شرح نقایہ و شرح لمعات وغیرہ کتب مصنفہ انکی مشہور ہین اپنی اشعار مین حضرت کو خطاب حاضر کرتی ہین

ز مہجوری بر آمد جان عالم ٭ ترحم یا نبی اللہ ترحم ٭ نہ آخر رحمۃ للعالمینی ٭ ز محرومان چرا غافل نشینی ٭ ملک خراسان مین ایک ولایت جام ہے جو وطن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیبوبت مین وطن سے ہو رہا ہے اور یہ بہی نہین کہ مثل اہل کشف کی روی مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت مناجات انکی سامنی تہا اسلئی کہ یہ شعر بہی اونکا انہین اشعار کے ساتہ ہے

شب اندوہ مارا روز گردان ٭ ز رویت روز ما فیروز گردان ٭ تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہی ٭ کنی بر حال لب خشکان نگاہی ٭ از انجملہ **مولانا عبد الحق محدث دہلوی** صوفی صافی مشرب محدث فقیہ حنفی مشرب جنکی بہت سی کتابین فارسی اور عربی مین تصنیف ہین تاریخ ولادت اونکی شیخ اولیا ۹۵۸ اور تاریخ وفات فخر العالم ہے اپنی قصیدہ مین جو کہ اخبار الاخیار کی آخر مین مطبوع ہی لکہتی ہین

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما ٭ بلطف خود سر و سامان جمع بی سر و پا کن ٭ محمد آل و اصحاب تو ام کار من حیران ٭ بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن ٭

اور حضرت [illegible]

پہنچ پیغمبر نبردی دولت پیغمبری ٭ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتی ہین قصیدۂ اطیب النغم مین
وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ٭ و یا خیر مامول و یا خیر واہب ٭ و یا من یرجی لکشف رزیۃ ٭ و من جودہ
قد فاق جود السحائب ٭ الٰہ اس دورہ آخری مین بہی جو علما و صلحاء اہل سنت و الجماعت ہین وہ سب
خطاب حاضر یا رسول اللہ کہنا جائز رکہتی ہین چنانچہ قدوۃ السالکین اسوۃ العارفین محی السنۃ ماحی
البدعۃ حضرت مرشدی و مولائی المشتہر بالالسنۃ والافواہ باسمہ المقدس شاہ امداد اللہ الحافظ الحاج
نفعنا اللہ بفیضہ الوافر المتکاثر فرماتی ہین

قصیدہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اوٹھاؤ یا رسول اللہ — مجہے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روے منور سے مری آنکہونکو نورانی — مجہے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین — بس اب چاہو ہنساؤ یا رولاؤ یا رسول اللہ
پہنسا ہون بیطرح گرداب غم مین ناخدا ہو کر — مری کشتی کناری پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہون نہ قابل مین ہان کے پر امید ہے تسے — کہ پہر مجہکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نی کر دیا ہی آپکی ہاتہون — بس اب چاہو ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پہنسا کرانی دام عشق مین امداد عاجز کو — بس اب قید دو عالم سے چہوڑاؤ یا رسول اللہ

یہہ قصیدہ جسوقت حضور حج کرکے ہندوستان مین تشریف لائی تہی تب اشتیاق مین فرمایا تہا چنانچہ
یہ مضمون ایکمصرعہ کا صاف ہی ع کہ پہر مجہکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ غرضکہ یہ ندای یا رسول اللہ
اور یہ مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو اس قصیدہ مین ہے یہ سب ملک ہند خطاب و
استمداد کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہوا چنانچہ پہر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے
ملک عرب مین بلوائی گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوی اور تعریف اونکی محتاج بیان نہین
مختصر یہہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی سب بالاتفاق معتمد
علیہ اور مسلم الثبوت مانتی ہین وہ حضور کی توصیف مین لکہتی ہین

اشعار

امام رست بازان شیخ عالم — ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ — کہ ہہر عالم ست امداد اللہ

یہ اشعار شجرۂ منظومہ صابریہ مین ہین جو قصائد قاسمی کے آخر اوراق مطبع عین الاخبار مراد آباد مین
مطبوع ہوئی ہین معلوم کرنا چاہیے کہ صدیق کی معنی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی
مین لکہی ہین صدیق آنست کہ قوت نظریہ او مثل قوت نظریہ انبیا علیہم السلام کامل باشد الخ پس
صدیق معظم فرمانا مولوی محمد قاسم صاحب کا حضور کو حجت کافی ہی اون بعض نا انصافونکی تردید و تشنیع مین
جنہون نی حضور کی نسبت یہ کہدیا کہ معاذ اللہ آپ علم شریعت سی نا واقف ہین اگرچہ ہم اونکی مرید ہین لیکن
پیر سی افضل ہین یہ نہ سمجہے جسکی قوت نظریہ ایسی بڑہی ہوئی ہوگی وہ تو حقایق احکام شریعت سے
ایسی واقف ہونگی کہ تم اوسکی عشر عشیر کو بہی نہ پہنچو گی خیر آمدم برسر مطلب جناب مرشدی و مولائی
نی خطاب یا رسول اللہ جایز رکہا خود اسپر عمل کیا اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب کی کلام مین ہم ثابت
کرتی ہین کہ انہون نے بہی خطاب و ندای رسول اللہ کو جایز رکہا چنانچہ اشعار اونکے قصاید قاسمی
مطبوعہ مراد آباد مین یہ ہین صفحہ ۷ ؎ ترے بہروسہ پہ رکہتا ہے عزۂ طاعت ٭
گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار یہ اور صفحہ ۸ مین ہے ٭ ؎

اگر جواب دیا بیکسون کو تونی ہی — تو کوئی اتنا نہین جو کرے کچہہ استفسار
کڑوڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام — کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
بہت دلون سے تمنا ہی کیجے عرض حال — اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہہ دیکہئے خطاب اور ندا کرنا اور مدد مانگنا سب کچہہ ان اشعار مین موجود ہی اللہ ہدایت کرے
منکرین کو کہ شور و شغب بیجا سے باز آئین اور مولف براہین کا یہ لکہنا کہ ان صلحون کا خطاب ندا کرنا
غلبہ شوق و محبت سی تہا وہ جائز ہی اور دوسری آدمی جو خطاب کرتی ہین وہ اس طرح نہین بلکہ

ہم بار ہا کہہ چکی کہ کسیکا یہ عقیدہ نہین جو علم نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو ذاتی مستقل سمجہی بلکہ سب
یہ اعتقاد رکہتی ہین کہ آپ کو علم اور قدرت جو کچھ ہے سب اللہ تعالی کا دیا ہوا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے
اوسکی ارادہ اور اذن سی ہوتا ہی اب بیان کرین ہم توجیہات خطاب و ندا واضح ہو کہ بعض
محبین درجہ عشق کو پہنچی ہوی ایسی ہوتی ہین کہ جیسی حضرت ابوالحسن شاذلی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین کہ اونسی ایک دم مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہوتا تہا ایسی آدمی اگر خطاب کرین
تو اونکی نزدیک تو وہ خود حاضر ناظر ہین حاضر کی معنی موجود و ناظر کی معنی دیکہنی والا جب موجود ہوی تو
دیکہنی والی بہی ہوی ایسی شخصوں کی حق مین تو خطاب بحضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ محل کلام ہی نہین باقی رہی
دوسری طرح کی آدمی کہ اون کو حضوری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل نہین اونکی حق مین بہی خطاب
کرنا درست ہی قطب ربانی امام شعرانی میزان مین لکہتی ہین کہ محمد بن زین ایک مداح رسول تہا اکثر رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین زیارت کرتا تہا ایک بار اوس سی ایک آدمی نی اپنی واسطے سفارش
حاکم سے چاہی یہ گئی اور حاکم نی اونکو اپنی مسند پر بٹہلایا اوسی دن سی دیکہنا منقطع ہو گیا اس مقام
مین خاص عبارت میزان کی یہی ہی فلم یزل یتطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیۃ حتی قرأہ شعراً
فترای لہ من بعید فقال لتطلب رؤیتی مع جلوسک علی بساط الظلمۃ فلم یبلغنا انہ رآہ بعد ذلک حتی مات
یعنی پہر ہمیشہ وہ مداح رسول سوال کرتا رہا حضرت سی کہ اپنا دیدار مبارک دکہلا دیجی یہان تک کہ ایک دفعہ
شعر پڑہا تب حضرت صلعم دور سی کچھ دکہائی دیئی اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹہتا ہے
ظالمون کی فرش پر پہر ہمکو خبر نہین ملی کہ اوسکو حضرت صلعم پہر نظر آئی یہان تک کہ وہ مرگیا انتہی اب
دیکہیی کہ محمد بن زین مداح باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نظر سے غائب ہی اور نظر نہین
آتی تہی وہ اوس حالت غیبت مین بہی حضرت سی سوال کیا کرتا تہا کہ صورت مبارک دکہا دیجی انتہی
پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر وہ آدمی جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہین آتی وہ بہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی درخواست دیدار کرین اور اشعار ندائیہ خطابیہ غلبہ شوق مین ایسی مضمون کے
پڑہین جیسی حضرت مرشدی ومولائی نی بحالت فراق وہ وہ اشتیاق ہندوستان مین

پڑہے ہتے ؂ ذرا چہرہ سی پردہ کو اوٹہا دو یا رسول اللہ ✽ مجہے دیدار تم اپنا دکہاؤ یا رسول اللہ ✽
تو صحیح اور جائز ہے اگرچہ ہم ملا خطرہ ایمان ہمکو شرک بتادی اور یہ کہی کہ تم رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے
ہو کیونکہ اصل عالم الغیب بالذات اللہ تعالی ہی لیکن اللہ تعالی اپنی رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے
تو اونکو خبر ہو جاتی ہی حضرت شاہ عبدالعزیز کا کلام جو اونکی تفسیر سورہ بقرہ مین ہی یاد رکہو کہ حضرت
مطلع ہین اپنی ہر امتی کی حال سی کیونکہ اونکو خبر دیجاتی ہی سب امتیونکی اور سعید بن مسیب سے روایت ہے
کہ امت کی اعمال صبح شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتی ہین تبصرہ حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ہرقل بادشاہ روم کو نامہ رقم فرمایا تہا بروایت بخاری اوسکی الفاظ یہ تہے
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم اس مین خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو حالانکہ آپ ملک
عرب مین تہی اور وہ روم مین تہا اور وہ خطاب کشف سی نہ تہا کہ حضرت کا خطاب ہان سی معلوم
کر لیا لیکن چونکہ یہ بات تہی کہ قاصد اس خط کو لیجا کر اوسکی ہاتہ مین دیدیگا یہ خط اوسکی نظر کی سامنی گذریگا
خطاب صحیح ہو جاویگا اسی طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خطوط مین مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکہدیتی ہین
کہ فلان چیز بہیجدو اور تاکید جانو فقط اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خط اونکو دیدیگا تو ہمارا خطاب حاضر لکہنا
صحیح ہو جاویگا جب قاصدون کی چٹہی رسانی کی اعتماد پر یہ خطاب حالت غیبوبت مین جائز ہوا تو
مضمون حدیث کی اعتماد پر کہ ہماری اعمال و اقوال ہر روز دو بار صبح و شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتے
ہین کیونکر خطاب جائز نہو جب ہماری اقوال مخفی نرہے بلکہ آپ تک پہنچائی گئی تو اگرچہ آپ کو ہم سے
بعد مکانی ہو لیکن آپ مثل حاضر کی ہین پس خطاب حاضر کرنا جائز ہے اور اگر ضعیف الایمان
آدمی اس تقریر پر بہی راضی نہون تو تیسری توجیہ اور بہی ہی یعنی جسکو کسیکا عشق ہوتا ہے
اوسکا نقشہ آنکہون مین پہرا کرتا ہی اوس اعتبار سی بہی حاضر کا خطاب کر دیتی ہین اشعار عرب مین
بات کثرت سی ہی از انجملہ دو شعر عبدالسلام ابن یوسف کی جذب القلوب سے نقل کرتا ہون
یا ساکن البطن العقیق سلام ✽ وان ہجرونی بالفراق ناموا ✽ حظرتم علی النوم وہو محلل ✽ وحللتم التعذیب وہو حرام ✽
حضرت یوسف علیہ السلام کی بی بی زلیخا کا حال جو مولوی جامی صاحب نی لکہا ہی وہ سب کو

یاد ہوگا کہ شروع عشق مین جب تک نکاح نہوا تہا کس طرح تصورات مین باتین کیا کرتی تہی از انجملہ
دو شعر اوس مقام کی لکہتا ہون ؎ خیال یار پیش دیدہ بنشاند ٭ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ ای پاکیزہ گوہر از چکانی ٭ کہ از تو دارم این گوہر فشانی ٭ دلم بردی و نام خود نہ گفتی ٭
نشانی از مقام خود نگفتی ٭ یہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سی عالم غیبوبت مین خطاب کر رہی ہین یہ ترک
نہ کفر اور خود حضرت یوسف علیہ السلام راستہ مین جب بہائیو نکی خشونت اور درشت خوئی اور آزار
اور دست درازی دیکہتی تہی جب وہ اونکو کنوین یعنی چاہ مین ڈالنی لیجلی تہی باپ کو پکار کر فریاد کرتی تہی
قال الجامی قدس سرہ ؎ گہی در خون گہ در خاک می خفت ٭ زاندوہ دل صد چاک می گفت ٭
کجائی ای پدر آخر کجائی ٭ ز حال من چنین غافل چرائی ٭ بیا بنگر مرا تا در چہ حالم ٭ بدست ظالمین جمع وان پامالم
پہر اسیطرح سمجہلو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بطور خطاب حاضر کی ہین اسلیے ہین کہ
تصور آپکا دل مین بندہا ہوا ہی غلبہ اشتیاق مین خطاب حاضرانہ بباعث حضور فی الذہن کی کرتی ہین
لیکن جن لوگونکو ایسا تصور اور ایسا خیال بندہا ہوا نہین اونکی سمجہہ مین یہ ہی نہین آتی کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ
کلام الہی سچا ہی **اب ہم چوتہی توجیہہ خطاب** کی اور بتاوین قرآن شریف مین وارد ہے
یا حسرۃ علی العباد یہان لفظ یا حرف ندا ہی جس سی مخاطب حاضر کو پکارا کرتی ہین یہ لفظ یا داخل ہوا ہے
حسرت پر اور حسرت ایسی چیز بے ادراک و شعور ہے کہ اوسکو قیامت تک کبہی خبر نہوگی کہ مجہکو کوئی
پکارتا ہی امام رازی کا کلام اس مقام مین یہ ہے المقصود ان ذلک وقت الحسرۃ فان النداء مجاز و
المراد الاخبار غرض کہ سب مفسرین اس مقام مین لکہتے ہین کہ یہ ندا کلام عرب مین شائع ہے اور مراد
سے یہ ہوتی ہی کہ یہ وقت حسرت کا ہے یعنی یہ نہین کہ حسرت کو پکارتی ہین اور بلاتی ہین اس مقام
ندا مجاز ہی جب یہ بات ثابت ہوئی کہ کہین ندا مجاز ہوتی ہی اور مراد اوس سے خبر دینا ہوتا ہی
اسیطرح اس مقام مین سمجہہ لو جو کوئی کہتا ہی ؎ تمہاری نام پہ قربان یا رسول اللہ ٭ فدا ہے
میری جان یا رسول اللہ ٭ اوس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اوس کی
خبر ہے گو اوس نی لفظ ندائیہ بولا ہے کیا ضرور کہ یون کہدیں یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جانکر پکارتا ہے

ہان البتہ یہ تم خود معنی شرک اور کفر کی لوگون کی ذہن مین جماتی ہو یہہ کہکر کہ لفظ یا نہین ہوتا مگر واسطے
حاضر کی اور خطاب نہین کیا جاتا مگر حاضر کو حالانکہ یہ قاعدہ غلط ہی **کلام صحابہ مین غائب کو خطاب**
اور ندا موجود ہی روایت ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب وقت خلافت حضرت عثمان مین ایک رات مسجد کی
طرف آئی دیکہا چراغ مسجد مین کثرت سی روشن ہین تو حضرت عمر کو دعا دی اوس دعا کی الفاظ سیرت
حلبی جلد ثانی صفحہ ۲۲۳ مین یہ ہین نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب یعنی روشن کیا تو نے
ہماری مسجدونکو اللہ روشن کری تیری قبر کو ای بیٹی خطاب کی دیکہئے یہان حضرت عمر کو حضرت علی خطاب
فرماتی ہین بعد وفات عمر اور یہان حضرت عمر کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کرنا یا بلانا جو فائدہ ندا کا ہوتا ہے
مقصود نہین غرض اونکی دعا دینی ہی یعنی اللہ روشن کری عمر کی قبر کو چنانچہ بعضی راویون نے جو
روایت بالمعنی کرتی ہین معنی مقصود کو قالب دعا مین ڈالکر روایت کر دیا ہے نور اللہ قبر عمر کما نور مساجدنا
اب ایک مسئلہ فقہ کا بہی لکہتا ہون در مختار اور قہستانی وغیرہ کتب فقہ مین لکہا ہے
کہ جسوقت اذان مین موذن کہی الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز پڑہنا اچہا ہے سونے سے اوسوقت
چاہیئے سامعین جواب اوسکا اسطرح دین صدقت وبررت یعنی تو نی سچ کہا اور بہلا کہا لکہا
فقہ شامی نی کہ یہ جواب دینا حدیث مین آیا ہے واضح ہو کہ یہ جواب دینا کتب فقہ مین ہرگز
مقید اس بات کی ساتہ نہین کہ موذن کی پاس آکر جواب دین دور سی نہ پڑہین پس اسیواسطے
یہ دستور ہے کہ جسوقت صبح صادق کو موذن اذان کہتا ہے اور آدمی اکثر اوسوقت اپنی اپنے
منازل اور مکانات مین ہوتی ہین نہ اونکو موذن وہان سے نظر آتا ہے غائب ہی نظر سے اور
نہ موذن خود انکی جواب اور انکی خطاب کو سن سکتا ہے باوجود اس حالت غیبوبت مین جہان
موذن نی کہا الصلوۃ خیر من النوم سب مسئلہ دان آدمی جواب دیتی ہین صدقت وبررت یعنی تو نی
سچ کہا اور بہلا کہا یہ غائب کو خطاب حاضر کا ہوتا ہے پس چاہیئے ان فقہاء آخر الزمان کی نزدیک
یہ سب جواب دینی والی کافر ہون حالانکہ وہ مستحق ثواب ہوتی ہین اگرچہ انہون نی خطاب کیا
لیکن مراد اونکی یہ ہی کہ موذن نی سچ بات کہی پس اس طرح جو شخص کہتا ہے ؎

ماسوای تو یا رسول اللہ بشد برای تو یا رسول اللہ بو اگرچہ خطاب کیا ہے لیکن مراد یہی ہے
کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالی نی رسول اللہ کی واسطے یعنی اونکی سبب پیدا کیا ہے اور جو کوئی فقط
یہ لفظ کہی کہ یا رسول اللہ اوسکی بنسبت ہم یہ کہتی ہین کہ شرح ملا اور غایۃ التحقیق وغیرہ مین ہے
کہ لفظ یا بمعنے ادعوہی اور ادعو کی معنی ہین ہندی مین کہ مین پکارتا ہون پس جسنی کہا یا رسول اللہ
اوسکی معنی قاعدہ عربی سی یہ ہوی کہ پکارتا ہون رسول اللہ کو یعنی اونکو یاد کرتا ہون اونکا نام لیتا ہون
کہو اسمین کیا شرک کیا کفر ہو گیا اور یہ ہی ضابطہ کلام عرب مین لفظ یا کی نسبت ٹہر چکا ہے ینادی بہا
القریب والبعید یعنی پکارا جاتا ہے لفظ یا کی ساتہ نزدیک و دور ہر طرح الحاصل ہم خطاب کو چند
توجیہات سی ثابت کر چکی اور نیز ثبوت کامل دی چکی عہد رسالت سی اسوقت تک آنحضرت کو
بالفاظ خطاب بصیغہ حاضر یاد کرنا نماز مین اور خارج نماز دعا اور غیر دعا مین نظم و نثر مین صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین او راولیاء و علماء و صلحاء مقبولین سی اب یہ کہنا چاہیی کہ یہ سب مقبولین باوجود
حالت غیبوبیت خطاب کرنیوالی معاذ اللہ معاذ اللہ ان منکرین کی نزدیک کافر ہین یا خود انکی
تکفیر انہی پر منقلب ہوتی ہی ہماری سچی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ارشاد فرمایا ہی من دعا رجلا
بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ یعنی صحیح مسلم اور بخاری مین ہی جو شخص کسیکو
کافر یا اللہ کا دشمن کہیگا حالانکہ وہ ایسا نہین تہ وہ کفر اور لعنت کا کلمہ اوسی کہنی والی پر اولٹ آئیگا انتہی
اب چاہیئے کہ مانعین اپنی ایمان کی خیر منا ئین کبہی الفاظ گستاخانہ بی باکانہ زبان پر نہ لائین اور
ابہی تہوڑ ےان ایام مین حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے فتوی جواز یا رسول اللہ کا آیا ہے بطور تلخیص اوسکا
مضمون نقل ہوتا ہے تحریر مفتی مدینہ ماقولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء و سقاۃ الشریعۃ الغراء
فی النداء بقول یا رسول اللہ ہل یجوز ام لا وہل یکفر قائلہ ام لا الجواب الحمد للہ تعالی اسال اللہ
المولی الکریم ذالطول التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول نعم یجوز النداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والتوسل والاستغاثۃ فی مہام الامور فنعم الوسیلۃ ہو الی ربنا فی مدۃ حیوتہ فی الدنیا و بعد موتہ
فی مدۃ البرزخ و بعد البعث فی عرصات القیمۃ ولا نعتقد تاثیرا ولا خلقا ولا نفعا ولا ضرا ولا ایجادا

ولا اعداما الا للہ وحدہ لا شریک لہ ولا یقول بکفر المتوسل بہ الی ربہ علی ہذا الوجہ الا من انطوت علی
فساد العقیدۃ طویتہ ولا فرق بین ان یعبر بلفظ الاستغاثۃ او التوسل او التشفع او التوجہ وان کلا منہا
واقع فی کل حال قبل خلقہ وفی مدۃ حیاتہ فی الدنیا و بعد موتہ فی البرزخ وفی القیمۃ قال فی المواہب
اما التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ فی البرزخ فہو اکثر من ان تحصی الخ و بالجملۃ فالمسئلۃ واضحۃ
جلیۃ قد افردت بالتالیف فلا حاجۃ الی الاطالۃ فان من نور اللہ بصیرتہ یکتفی باقل من ہذا ومن طمس اللہ
بصیرتہ فلا یغنی عنہ الایات والنذر ولم یزل السلف والخلف یتوسلون بسید الوجود و یستغیثون بہ
وقد شذت طائفۃ عن السواد الاعظم منہم من یجعلہ محرما ومنہم من یجعلہ کفرا واشراکا وکل ذلک باطل وللہ
در الشیخ محمد بن سلیمان الکردی رحمہ اللہ حیث قال فی رسالۃ یخاطبہ محمد بن عبد الوہاب حین قام
بالدعوۃ یا ابن عبد الوہاب سلام علی من اتبع الہدی فانی انصحک للہ تعالی ان تکف لسانک عن
المسلمین فان سمعت من شخص انہ یعتقد تاثیر ذلک المستغاث بہ من دون اللہ فاعرفہ الصواب واذکر لہ
الادلۃ علی انہ لا تاثیر لغیر اللہ تعالی فان ابی فکفرہ حینئذ بخصوصہ ولا سبیل لک الی تکفیر السواد الاعظم
من المسلمین وانت شاذ عن السواد الاعظم فنسبۃ الکفر الی من شذ عن السواد الاعظم اقرب لانہ اتبع غیر سبیل
المومنین قال تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ
جہنم وساءت مصیرا وانما یاکل الذئب القاصیۃ واللہ سبحانہ وتعالی ولی الہدایۃ وبہ العصمۃ والحمایۃ

عثمان ابن عبد السلام داغستانی

رقمہ الفقیر الی عفو ربہ القدیر عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی المدینۃ المنورۃ الحنفی
ترجمہ بطور خلاصہ کیا کہتی ہوای مفتیان شریعت جو آدمی یا رسول اللہ پکاری وہ کافر ہو جاتا ہے
یا نہین یہ پکارنا جائز ہی یا نہین الجواب الٰہی کو تعریف ہی مانگتا ہون اوس سے مدد اپنی قول و فعل مین
ہان جائز ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا اور وسیلہ پکڑنا اور فریاد رسی کا مومنین وہ اچہی وسیلے ہین جب جینا
مین تہی اور اب جو برزخ مین ہین اور جب قیامت ہولی و ٹہینگے اور ہم نہین اعتقاد رکہتی سوای وحدہ لا شریک
کی کسی مین کہ کوئی موثر ہی یا خالق ہی یا نفع دی یا نقصان پہنچاوی ہست کری یا نیست کری اور رسول اللہ
کی وسیلہ کی نسبت کفر و شرک کہیگا جسکی دل مین عقیدہ فاسدہ بہرا ہے اور کچہ فرق نہین حضرت کی نسبت لفظ

استغاثہ کی کبھی یا توسل یا شفاعت طلبی یا توجہ کی لفظ کبھی یہہ سب حضرت کی نسبت واقع ہین قبل پیدا ہونے آپکی اور حیات
عیاں فی دنیا مین اور بعد موت برزخ مین اور قیامت مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حضرت سی وسیلہ پکڑنا بعد
آپکی وفات کی اسقدر واقع ہوا ہے کہ شمار نہین ہو سکتا خلاصہ یہ کہ مسئلہ صاف ہی مینی مستقل کتاب اسمین لکھی ہی اب
کیا حول دون جسکی آنکہہ مین اللہ تعالی کا نور ہی وہ اسقدر ہی کم مین بس کریگا اور جسکی آنکہہ اندہی ہی اور کردی
ہے اوسکو آیات اور دلائل ہیشہ کافی نہین اور ہمیشہ سی سلف و خلف وسیلہ پکڑتی رہی ہین اور فریاد چاہتی رہی
ہین آپ سی اب بچہڑ گئی سواد اعظم سی ایک جماعت کوئی اونمین اسکو حرام کہتا ہی کوئی کفر اور شرک اور یہ
سب جہوٹ ہی واللہ کیا اچہا کہا شیخ محمد بن سلیمان کردی نی اپنی رسالہ مین محمد بن عبد الوہاب کو خطاب
کرکی کہ مین تجہکو نصیحت کرتا ہون عند اللہ اپنی زبان مسلمانون سی بند کر اگر تو کسیکو یہ سنی کہ وہ تاثیر الٰہی
کی سوا اوسمین اعتقاد کرتا ہی کہ جسکو وہ پکارتا ہی اوسکو راہ صواب تعلیم کر کہ تاثیر غیر اللہ مین نہین جب تمام
اوسوقت خاص اوسکو کافر کہہ یہ نہین کہ مسلمانونکی سواد اعظم کو تو کافر کہنی لگی تو خود بچہڑا ہوا ہی سواد اعظم سے
پس کفر کی طرف نسبت کرنا اوسکا بہتر ہے جو جدا ہوا سواد اعظم سے ہوا اسواسطے کہ اوسنی وہ راہ لی جو مومنین
کی نہین امر اللہ تعالی نی فرمایا جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر ہدایت کی بات اور
چلے سوا راہ مومنین کی ہم اوسکو حوالہ کرینگے اوسی طرف جو اوسنی پکڑی اور ڈالینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت
بُری جگہہ ہی اور بہیڑیا اوسی بکری کو کہائیگا جو گلہ سے دور جا کہڑی ہوگی اور اللہ پاک مالک ہی ہدایت کا
اوسی سی عصمت و حمایت ہی لکہا اسکو عفو الٰہی کی محتاج عثمان بن عبد السلام داغستانی نی جو مفتی حنفی
ہے مدینہ منورہ مین

عبارت مفتیان مکہ معظمہ

قول القایل یا رسول اللہ بطریق الاستغاثہ جائز
کما فی المواہب اللدنیہ وغیرہا واللہ سبحانہ اعلم امر برقمہ خادم الشریعہ والمنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج
مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما یہہ مفتی حنفی ہین مکہ معظمہ مین

عبد الرحمن سراج

(۲) حامداً و مصلیاً و
مسلما اصاب من اجاب

محمد الله رحمت

یہ حضرت استادنا و مولٰنا شیخ العلماء محمد رحمت اللہ دامت فیوضہم
وہ ہین جنکا شہرہ تمام ہندوستان اور ملک حجاز اور روم وغیرہ مین ہے اور حضرت سلطان روم
اسوقت تک دوبار باعزاز اہتمام اونکو بلا چکی ہین اور اصل مولد آپ کا ملک ہندوستان ہے (۳) حامداً و

مصلیاً و مسلماً للہ در من اجاب الہ سبحانہ و تعالی اعلم بالصواب

محمد عبد الحق

یہ عالم محدث اور صوفی
با برکت ہین (۴) ما حررہ مفتی الاحناف ہو عین الصواب الموافق للحق بلا شک و ارتیاب و اللہ
سبحانہ و تعالی اعلم خادم الشریعہ ببلدۃ اللہ المحمیہ

ابوبکر حجی بسیونی

مفتی المالکیہ (۵) قول الشخص
یا رسول اللہ متضمن لندائہ و توسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم اما النداء فلا شک فی جوازہ اذا کان علی وجہ
التعظیم یا نبی اللہ واما التوسل بہ فہو ایضا جائز بل مطلوب روی الطبرانی والبیہقی ان رجلا کان
یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ فی زمن خلافتہ فی حاجتہ فکان لا یلتفت الیہ
ولا ینظر الیہ فی حاجتہ فشکی ذلک لعثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فقال لہ ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت
المسجد فصل ثم قل اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک الحدیث
فہذا توسل و نداء بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ہذا القدر کفایۃ لمن ہداہ اللہ تعالی واللہ سبحانہ و تعالی اعلم
وکیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ محمد سعید بن محمد باالبصیل عفی عنہ

محمد سعید بابصیل

(۶) اما قول یا رسول اللہ
فہو من باب التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الہہ وہو انفع الوسائل عند اللہ تعالی واللہ سبحانہ و تعالی
اعلم امر برقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ بمکۃ المشرفہ

راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم

(۷) ما اجاب
بہ مفتی الاسلام فوجدتہا فی غایۃ الصواب الموافق لمذہب ہداۃ الانام لا یخالفہا الا من طمس اللہ
بصرہ و بصیرتہ فیجب علی المسلمین اتباع ما قالوہ کتبہ راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد علی خوقیر المدرس
والامام بالمسجد الحرام

لمعہ ثامنہ اعتراضات متفرقہ

اعتراض اول۔ مولود شریف پڑہنے
ہین بڑی زیب و زینت کرتی ہین فروش تکلف بچہاتی ہین چوکی اور مسند لگاتی ہین

جواب

یہ زیب و زینت کہ اپنی محفل گہر مین چاندنی قالین وغیرہ جو کچہا اوسکو بہم پہنچے بچہائے بفتوای
مفتیان مین متین جائز ہے فتاوای عالمگیریہ کی جلد خامس الباب العشرون فی الزینہ مین لکہا ہے
یجوز للانسان ان یبسط فی بیتہ ما شاء من الثیاب المتخذۃ من الصوف و القطن و الکتان المصبوغ
وغیرہا والمنقشۃ وغیرہا۔ اور در مختار کی مسائل شتی آخر کتاب مین ہے واباح اللہ الزینۃ لقولہ
تعالی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الایہ اور چوکی اور خوشبو اور لوبان وغیرہ کا

جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ و جمال و معجزات وغیرہ کا بیان کرنا اصطلاح محدثین مین
حدیث رسول اللہ ہی جیسا کا اوپر تحقیق ہو چکا اور حدیث کی لئی استعمال امور مذکورہ کو محدثین بالاتفاق
مستحب لکھتی ہین ویستحب الغسل والتطیب لقراۃ حدیثہ وروایتہ واستماعہ وان یقعد علی مکان مرتفع
عال اور امام مالک غسل کرکی کپڑی نفیس پہنکر چوکی پر بیٹھتی اور جب تک حدیث رسول اللہ پڑہتے
برابر خوشبو کی دہونی سلگتی رہتی ہتی علامہ زرقانی لکھتی ہین ولا یزال یبخر بالعود حتی یفرغ من
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلالا لہ فانہ کان یحب الرائحۃ الطیبۃ ویجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ
حیا صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا زرقانی نی کہ امام مالک جو کچھ یہ تعظیم حدیث رسول اللہ کرتی ہتی کہتی ہین
یہ سب موافق عمل سعید ابن مسیب تابعی کی کرتی ہتی پہلا جن امور کی اسناد تابعین اور تبع تابعین سے ملتی
ہو اوسپر طعن کرنا کیسی کج فہمی ہی اللہ تعالی ہدایت نصیب کری اور بغو جان امور کا ایک دوسری
تقریر سے اوپر بہی گذر چکا **اعتراض ثانی** قصائد و اشعار بہت خوش الحانی سی بنا کر پڑہتی ہین
جواب یہ کہ زینت دینا آواز کا شرع مین مطلوب ہی زینوا القرآن باصواتکم یعنی زینت دو قرآن
کو خوش آوازی سی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نی اور دارمی
کی روایت مین ہی فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا یعنی اچہی آواز سی قرآن کا حسن زیادہ
ہو جاتا ہی اور خود اس فریق کی مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات مین
فرماتی ہین دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصاید
نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ ست ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن ست و التزام رعایت مقامات
نغمہ و تردید صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح ست انتہی اس سے
معلوم ہوا کہ خوش آوازی سی ہو لو دبر پڑہنا جائز ہے ہان البتہ تالی بجانا اور رعایت راگنی کی قواعد
کی بجا ہئی یہ اونکا قول ہی اور مواہب لدنیہ مین علامہ قسطلانی لکھتی ہین والحق ان السماع
اذا وقع بصوت حسن لشعر متضمن للصفات العلیۃ او النعوت النبویۃ المحمدیۃ عریا عن الالات المحرمۃ
واثار کامن المحبۃ الشریفۃ العلیۃ کان من الحسن فی غایۃ ولتمام محرکیۃ النفس نہایۃ الی آخرہ اور

نیز مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکھتی ہین حب عشقی کی بیان مین از جملہ مویدات ان استماع
الحان خوش و اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز ست انتہی اب مولوی اسمعیل صاحب
کی دادا پیر شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کو ملاحظہ کیجئی کہ وہ سماع کو درست فرماتی ہین
وسیلۃ النجات یعنی دہ سوالات مسعدہ شاہ بخارا کی جواب مین فرماتی ہین جواب سوال ثامن کہ
قال السرخسی فی البدیع والسماع فی اوقات السرور تاکیدا للسرور مباح الکان ذلک السرور مباحا کالغناء
فی ایام العید و فی العرس و فی وقت مجئ الغائب و وقت الولیمۃ و العقیقۃ و عند الولادۃ و الختان و
حفظ القرآن یعنی کہا امام سرخسی نی بدیع مین کہ گانا سننا خوشی کی وقت واسطی خوشی زیادہ ہونیکے
درست ہی بشرطیکہ وہ خوشی بہی درست ہو جسطرح گانا ایام عید اور نکاح مین اور پردیس سے آنی
ہوی کی خوشی مین اور ولیما اور عقیقہ اور بچا پیدا ہونی اور ختنہ اور ختم قرآن مین اور یاد رکہو کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتی ہتی خوش آواز کو روایت ہی کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی پڑہنا ابی موسی کا فرمایا لقد اوتی ہذا مزمارا من مزامیر آل داود جب یہ خبر ابی موسی
اللہ عنہ کو پہونچی اونہون نی عرض کی یا رسول اللہ لو علمت انک تسمع لحبرتہ لک تحبیرا یعنی جو مین جانتا
کہ آپ سنتی ہین تو خوب ہی بنا کر پڑہتا غرضکہ حسن صوت اور خوش الحان ہر سلیم الطبع کو پسند ہے مگر
جو لوگ بلید الطبع بارد مزاج ہین وہ اسکی قدر نہین جانتی علامہ قسطلانی نی مواہب مین لکھا ہے
وہذا الجمل مع بلادۃ الطبع یتاثر بالحداء تاثرا یذل عنقہ ویصغی بسمعہ الی الحادی فمن لم یحرکہ فہو فاسد
المزاج بعید العلاج انتہی ملخصا اسی کی مین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین

اشتر بشعر عرب در حالت است و طرب ٭ گر ذوق نیست ترا کج طبع جانوری ٭

جب منکرین سے کسیطرح خوش آوازی رد نہین ہو سکتی تو کہتے ہین کہ بی ریشی لڑکون سے
قصائد و مدح پڑہواتی ہین اور بلا ہین قاطعہ صفحہ ۹ مین لکہا ہی دیکہو در مختار مین امرد صبیح کی
امامت کو مکروہ لکہا ہی تو مجالس مین مدح خوانی کب درست ہو گی انتہی ملخصا **الجواب** ہزارون
محافل میلاد ایسی ہوتی ہین کہ جو نان صلحا و علما و قراء و حفاظ پڑہتی ہین اور لڑکونکی پڑہنے تک نوبت ہی

نہین آتی منکرین اون سب کو چھوڑ کر ایسی مجلس کو زبان پر لائی کہ جسمین بعض لڑکون کی مدح خوانی
بھی ہوتی سو اول تو یہ امر خود قابل استدلال نہین یعنی کسی مجلس مین لڑکو کی پڑہنی سے علی العموم سب
مجالس میلاد پڑہنی ممنوع نہین ہو سکتا قطع نظر اس سے ہم کہتی ہین کہ مانعین کے پاس کوئی سند ایسی نہین
جسمین صراحتہً یہہ مذکور ہو کہ لڑکون بالغ یا نابالغ کا نعت پڑہنا ناجایز ہے ناچار قیاس کی حاجت
ہوئی تو امامت امرد کا مسئلہ پیش کیا سو حقیقت اوسکی سُننی چاہئی آبو المکارم شرح نقایہ وغیرہ دیگر
کتب فقہ مین ہے کہ لڑکا جبتک ٹہیک بالغ نہو اوسکی پیچھے نماز پڑہنے کا یہ حال ہے فی النفل یصح عند محمد رحمہ
اللہ ولا یصح عند ابی یوسف رحمہ اللہ یعنی امام محمد کی نزدیک نوافل نابالغ کی پیچھی ہو جاتی ہین اور امام
ابی یوسف کی نزدیک نہین ہوتی اور کافی مین ہی قال مشایخ بلخ جاز الاقتداء بالصبی فی التراویح
والسنن المطلقہ والنوافل یعنی بلخ کی بڑی بڑی علماء نی فرمایا ہی کہ نابالغ لڑکی کی پیچھی جائز ہی
تراویح اور مطلق سنتونکا اور نفلون کا اور خلاصہ مین ہی جوزہا فی التراویح مشایخ خراسان مع بہ ناخذ
وعن الشافعی رحمہ اللہ انہا یجوز فی الفرایض ایضاً یعنی خراسان کی بڑی علمانی تراویح پڑہنا نابالغو
پیچھے جائز رکہا ہے اور ہم اسیکو لیتی ہین عمل مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہ ہی کہ فرض تک بھی جایز ہین
اور جو علما ناجائز کہتی ہین یہی صحیح ہی اونکی دلیل یہ ہین کہ نابالغون کو جہر کے ساتہ پڑہنا اور سامعین
کو سُننا اوسکا مفسد صلاۃ بھی بلکہ بالاتفاق یہ دلیل قایم کرتی ہین کہ نابالغ پر نماز فرض نہین اور
بالغین جو اوسکی پیچھی پڑہینگے اونپر فرض ہی بناء علیہ غیر فرض اپنی قوت اور شان کی سبب غیر فرض پر
جو ضعیف ہی بنا نہین ہو سکتا جب دلیل منع یہ ہی تو نابالغونکی نعت خوانی اوسپر قیاس نہین
ہو سکتی کیونکہ یہ شبہہ دیگری بسر جاتی ہی کہ وہ بالاتفاق جایز ہو وہی یہ حال تو نابالغ کا تہا اور جب
لڑکا بالغ ہو گیا پہر تو کسیکا خلاف نہین بلکہ بالاتفاق اوسکی پیچھی نماز فرض و نفل جایز ہین اسلئی
کہ بالغ پر احکام فرض ہو جاتی ہین تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہے قہستانی شرح نقایہ مین ہے
ویقتدی ببالغ غیر ملتح یعنی اقتدا کیا جاوی ساتہ بالغ بی ریش کی اور در مختار مین جو کراہت ثابت
کی ہی تو شامی شارح در مختار نی کہولدیا الظاہر انہا تنزیہیۃ یعنی ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے

اور مکروہ تنزیہی کو صدر الشریعۃ رحمہ اللہ نی لکہا واما المکروہ کراہۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اور لکہا
فاضل چلپی نی وما عند محمد فہو ما کان ترکہ اولی مع عدم المنع عن الفعل اور فتح القدیر وغیرہ مین بھی مکروہ
تنزیہی کو خلاف اولی قرار دیا ہے بہلا جب یہ بات مانعین کی نزدیک اس درجہ کی کراہیت مین
ہی کہ اگر کیجائی تو گناہ ہی نہین بلکہ حلت کی طرف اقرب ہی جیسا کہ صدر الشریعۃ اور چلپی سے معلوم
ہوا تو ایسی شکل مین کیون انہون نی جنگ جدال و مخاصمت و نزاع باہمی پیدا کیا جو بالاتفاق حرام ہے
اور پہر بھی اختلاف باقی ہے کہ وہ کراہت تنزیہہ امامت امرد کی کس وجہ سی ہے
بعض علمانی لکہا اسواسطی مکروہ ہی کہ اکثر ایسی عمر والی مسائل سی ناواقف ہوتی ہین اور لوگ
اونکی امامت سی نفرت کیا کرتی ہین اور بعضون نی کہا اسلئی مکروہ ہے کہ اندیشہ ہی جب امرد
آگی کہڑا ہوگا شاید لوگون کو شہوت پیدا ہو جائی یہ دونون تعلیل فقیہ شامی نی بحث امامت مین
لکہی ہین پس شق اول کی موافق تو منع نعت خوانی کا قیاس باطل ہو جاتا رہا اور ظاہر ہی کہ اگر امرد کی
آواز موجب کراہت ہوتی تو جہر کی نمازین مکروہ ہوتین اور خفیہ قراءت کی نمازین مکروہ نہوتین
یہ بات تو نہین بلکہ علی العموم ہر نماز جہریہ و خفیہ مکروہ ہی تو کراہت بباعث آواز کی نہوئی اس
تقریر سی اونکی آواز ضابطہ منع مین داخل نہین پہر مدح خوانی اونکی کیون منع ہو اب باقی رہی
شق دوسری کہ کراہت بباعث احتمال شہوت پیدا ہونی مقتدیونکی ہی اس صورت مین ہم منع
کرتی ہین قیاس علی الامامت کو اسلئی کہ مجلس کا امام ہم اوسکو قرار دیتی ہین جو قاری مولد شریف
ہے مکان صدر یعنی منبر یا چوکی پر بیٹھکر پڑہتا ہی جسطرح امام اپنی قوم پر مقدم ہی اسیطرح وہ قاری
اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹہتا ہے اور جو لوگ حلقہ مجلس مین بیٹہتی ہین وہ تشبہ صف مقتدیون
سے رکہتی ہین پس حلقہ مجلس مین اگر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی نی نعت پڑہی تو اوسکی نظیر یہ ہی کہ جب
مسجد مین مرد اور عورتین اور لڑکی اور مخنث سب نماز کی لئی جمع ہو جائین تو حکم اونکا شرع مین
یہ ہے ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء یعنی حکم دی امام صف باندہنی کا اول
مردونکو پہر اونکی پیچھی لڑکون کو پہر اونکی پیچھی مخنثون کو پہر عورتونکو کہتی دیکھئی مخنث اور عورت

اور لڑکون کو شرع مین مسجد سی نکالدینی کا حکم نہین دیا گیا اگر کوئی اونکو امام بناتا تو منع کا حکم دیا جاتا
جب یہ بات ٹہیری کہ امام تو وہ ہی ہی جو قابل امامت ہی باقی مسجد کی اندر صف اقتدا مین جو
لوگ اپنی طور پر تسبیح و تحمید و تشہد وغیرہ پڑہ رہی ہین وہ سب حکم جواز مین ہین خواہ وہ عورتین ہین
خواہ لڑکی بالغ یا نابالغ ہین اسیطرح حلقہ محفل میلاد مین جسطرح سب آدمیونکی زبان پر درود شریف وغیرہ
کلمہ کلام جاری ہی اوسمین ہی کسی امرد بالغ یا نابالغ نی نعت شریف بہی پڑہ دی تو جائز ہے اوسکو
امامت پر قیاس کرنا ہم نہین تسلیم کرتی ہان حالت اقتدا مقتدیان پر جیسا کہ ہمنی اوپر بیان
کیا قیاس کرنا مانتے ہین اور وہ جائز ہے بالاتفاق **اب ہم مسئلہ نظر بہی لکھتی ہین**
واضح ہو کہ شہوت سی امرد کا دیکھنا مکروہ ہی اور بلا شہوت درست ہی یہ ہی درمختار مین لکھا ہے
جس سی مولف براہین نی سند پکڑی ہی عبارت یہ ہی فانہ یحرم النظر الی وجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ
اما بدونہا فیباح ولو جمیلا اور اوسی درمختار کی مسائل نظر مین لکھا ہی وینظر الرجل من الرجل ومن
غلام بلغ حد الشہوۃ ولو امرد صبیح الوجہ اور شارح درمختار فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی بیان ستر عورت
مین لکھا ہے واجمعوا علی جوازہ بغیر قصد اللذۃ والناظر مع ذلک آمن الفتنۃ یعنی سب علما نی اجماع
کیا ہے کہ نظر کرنا امرد کیطرف جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کی اور دیکھنے والا امن مین ہی
ہو فتنہ سی اس سی معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نی مسائل نظر
مین لکھا فاما الخلوۃ والنظر الیہ لا عن شہوۃ فلا باس بہ ولذا لم یومر بالنقاب یعنی امرد کو خالی
مکان مین تنہا لیکر بیٹہنا اور اوس کی صورت کو دیکھنا بغیر شہوت کی کچہہ مضایقہ نہین اور
اسیواسطہ امردون کو یہ حکم نہین دیا گیا کہ وہ منہہ پر نقاب ڈالا کرین انتہی بہلا جب خلوۃ امرد کے
ساتہہ جائز ہوئی تو مجمع عام مین بیٹہہ جانا کیون جائز نہوگا اور بہول گئی اپنے شیخ الشیوخ
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی پیران پیر شمس الدین ابو الخیر ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کو کہ
وہ فرماتی ہین مین سن سات سو بچاسی ہین بادشاہ مصر کی محفل مولد شریف مین شریک ہوا
مین خوش ہوا جس حلقہ تو نو آموز لڑکون قاریون کی اوسمین موجود ہتی ۔ اور یہ قصہ ابن جزری کا

ملا علی قاری نی مورد الروی مین اور ابو سعید بورانی نی مولد فارسی مین لکھا ہی جیسا کہ اوپر یہ تفصیل
مذکور ہو چکا **ہان یہہ بات ثابت ہی** کہ متقی و محتاط لوگون نی امردون پر نظر کرنے سے احتیاط
فرمائی ہی ہماری پیشوا جناب امام اعظم عطر اللہ تربتہ جب امام محمد کو سبق دیتی اور وہ بہت خوبرو اور
جمیل تہی رحمۃ اللہ علیہ تب اونکو کسی ستون کی پیچہی یا پس پشت اپنی بٹہلا کر سبق دیتی یہ فقیہ شامی
نی لکہا ہے اس سی ثابت ہوا کہ امرد خوبرو کی ساتہہ ہمکلامی اور اوسکی آواز کا سننا تو منع نہین مگر
صورت دیکھنے مین احتیاط اولی ہی تو مولد شریف مین اگر کوئی امرد بہی کسی گوشہ محفل مین حاضر ہو
اور بیٹہ رہے تو منع نہین ہان محتاط آدمی اپنی نظر کو بچائین تو بہتر بات ہی طرفہ ماجرا یہ ہی حضرات
مانعین جو امردونکی بابت امر بالمعروف فرما رہی ہین اپنی مکتبون اور مدرسون مین خوبرو و جمیل
امرد لڑکونکو بہی سبق دیتی ہین ہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی کسکو یاد آتا ہی کہ شاگردونکو انکھونسے
جدا کیجئی ستون کی آڑ مین یا پس پشت بٹہا کر سبق دیجئی کیون صاحب آپ تو منصب تعلیم شریعت
پر بیٹہہ کر عین اس حالت مین بہی اس تقوی کو یاد نفرماوین اور محفل میلاد مین اگر کسی لڑکی نی نعت
شریف پڑہ دی تو اوسکا ناک مین دم لائین کیا انصاف اسیکا نام ہی (الا اللہ) اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم یہ خوب معلوم رہی کہ مانعین جو اندیشہ شہوت لڑکونکی نسبت ثابت
کرتی ہین وہ ڈاڑہی والون اور بد شکلون کالے کلوتون مین بہی موجود ہی شامی شارح درمختار فرض
ستر عورت کی بیان مین لکھتی ہین ہذا شامل لمن نبت عذارہ بل بعض الفسقۃ یفضلہ علی الامرد
خالی العذار پہر دو سطر کی بعد لکہا والمراد من کونہ صبیحا ان یکون جمیلا بحسب طبع الناظر ولو کان اسود
لان الحسن یختلف باختلاف الطبائع جب بعضی مغلوب الشہوت ایسی بہی ہوی کہ اونکو مستی کی ذہن مین
نہ ڈاڑہی کا خیال نہ رنگ اور بیرنگ کا امتیاز تو معلوم نہین ایسی بہایم سیرتونکی اندیشہ سی کہان کہان
تک مجالس میلاد و وعظ و نکاح و مدارس و جلسات دستاربندی وغیرہ مجامع کو جو امارد وغیر امارد کے
اختلاط سی غالبا خالی نہین ہوتی مکروہات و محرمات مین شمار کیا جائیگا الامان الامان فقہا و مفتیان
دین نی یہ نہین لکھا کہ امرد مساجد مین نہ آئین کہ شہوت پرستونکی اونپر نظر پڑیگی اور نہ مجالس نکاح مین

آئین اور نہ جماعات فرایض و سنن و نوافل مثل تراویح و استسقا و کسوف وغیرہ میں شریک ہوتی ہین بلکہ صرف یہ لکھا کہ
اونکا امام ہونا مکروہ ہی بنا علیہ ہم بہی اونکی امامت کو مکروہ قرار دیکر لکھتی ہین کہ شریک ہونا اونکا مجالس
میلاد شریف مین منع نہین روایات فقہیہ اس باب مین نقل ہو چکین اور شریک ہونا حضرت ابن جزری رحمۃ اللہ
علیہ کا ایسی مجلس مین بیان ہو چکا اور خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے سب
لڑکے اور جوان مرد اور عورت جا بجا خوش ہو ہو کر پکارتی پہرتی تہی جاء محمد رسول اللہ اللہ اکبر جاء محمد
رسول اللہ رواہ الحاکم فی الاکلیل عن البراء اور اوسی حالت مین چند لڑکیان قبیلہ بنی النجار سی نکل کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی آئین و دف بجاتیان اور یہ شعر پڑہتیان تہین ؎
نحن جوار من بنی النجار ٭ یا حبذا محمد من جار ٭ یہ روایت بیہقی محدث اور اونکی استاد حاکم نے
انس رضی اللہ عنہ سی نقل کی ہی پس جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی سب لڑکون وغیرہم کا مجمع جا بجا
گلیون اور رستون مین دیکہا اور لڑکیون کا یہ شعر پڑہنا سنا اور منع نفرمایا یہ صریح دلیل جواز ہی ما
قدوم مبارک کی خوشی مین یہ باتین وقوع مین آئین یہان یعنی مجلس میلاد مین فرحت میلاد و ایجاد
وجود مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین ہو رہی ہین **اعتراض ثالث** سلامی و جوابی مثل
مجالس شیعہ کی معین کرتی ہین جواب مجالس شیعہ مین راقم کو اتفاق نہین ہوا کہ حال وہان کا مفصلاً
معلوم ہوتا البتہ محافل میلاد شریف کی شامل ہونی مین بعض مواقع پر ایسا دیکہا گیا کہ قاری مولد نی
جب کوئی روایت ختم کی تب بعض حاضرین نے درود و سلام پڑہا نظم آیا نثر اپہر قاری نی دوسری روایت
پڑہی پہر اون لوگون نی درود و سلام یا منقبت پڑہی اگر سلامی جوابی اسکا نام ہی تو یہ بات
عرب مین اور خاص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً مین بکثرت رائج ہی اور اہل حرمین
جسقدر شیعہ سے تنافر رکہتی ہین محتاج بیان نہین ہرگز سمجہ مین نہین آتا کہ جنسے عداوت تنفر
مذہبی ہو اونسی کوئی امر لیکر اپنی عبادات مین داخل کرین بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نی
یہ بات حضرت سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل سی استنباط کی ہے صحیحین مین انس سے روایت
ہے کہ صحابہ مہاجرین و انصار خندق کہودتی اور مٹی نکالے لیتے جاتی تہی اور زبان سے

یہ پڑہتی تہی ؎ نحن الذین بایعوا محمداً ٭ علی الجہاد ما بقینا ابداً ٭ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اونکی جواب مین پڑہتی تہی ؎ اللہم لا عیش الا عیش الآخرہ ٭ فاغفر للانصار والمہاجرہ ٭
کذا فی المشکوۃ فی باب البیان والشعر پس یہ بات قابل طعن نہین ہاں اگر پابندی قوانین موسیقی و
اہل فسق کی طریق پر تغنی کرتی لگین تو یہ بات دوسری ہی اہل اسلام کیون اپنی مجالس میں امور شنیعہ
فساق پیدا کرین اور یہ بہی اگر کوئی فقط اپنی آواز کا حسن ظاہر کرنیکو پڑہی اور اخلاص ہرگز
دل مین نہو یہ بہی ممنوع ہے جیسے بعض قاری خوش الحان محض نمود داری کی لئے قرآن مجلس مین
پڑہنی لگتی ہین پس اس نیت سی پڑہنا منع ہے امور خیر مین اخلاص ضروری ہی وما امروا الا لیعبدوا اللہ
مخلصین له الدین بنا علیہ اہل ایمان کو چاہیی کہ اخلاص مد نظر رکہین اور نیز اپنی خوش الحانی کو پابند
قواعد تغنی اہل فسق کا نکرین کیا تہوڑا ہی اونکی لئی وہ جو فقہا رحمہم اللہ نی جایز فرما دیا ہے مجمع البحار
مین ہی تحبیر تحسین صوتہ و تحزینہ یعنی پکار کر پڑہی اور آواز کو سنوار کر اور غمزدہ لہجہ بنا کر و فسر الشافعی
التحبین بالقراءۃ و ترقیقہا اور تفسیر کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اچہی طرح پڑہے نرم آواز بنا کر اور
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکہتی ہین وانما اختلاف تلک الطرق بمد المقصورۃ و قصر الممدودۃ والوقف
فی اثناء الکلمات والقطع والوصل فی بعضہا و ہذا التصرف جائز فی الشعر ولا یجوز فی القرآن
یعنی خوش الحانی سی پڑہتی مین طرق مختلف پیدا ہوتی ہین ان باتون سی کہ جہان حروف
مدہ نہ تہی وہان کہینچ دیا اور بڑہایا اور جہان تہی وہان گہٹا دیا اور کلمات کی بیچ مین دم توڑ دیا
ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے کہین قطع ہو گیا کہین فصل ہو گیا سو ایسا تصرف شعر مین جائز ہے
قرآن شریف مین جائز نہین یہ احیاء العلوم کی باب سماع مین ہی **الحاصل انصاف**
یہ چاہیی کہ جو کوئی بات کلام علماء حقانی سی کہین تک ثابت ہو اوسمین بلا دلیل اعتراض نکرین
اور فاعلین قدم آگی نہ بڑہائین یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق
اعتراض رابع محفل مین روشنی کرتی ہین اور یہ بدعت سیئہ اور حرام ہے **جواب**
مجمع البحار کی خاتمہ مین درباب کراہت روشنی یہ نقل کیا ہی کہ اول روشنی قوم برامکہ سے

نکلی ہی وہ آتش پرست ہتی جب وہ مسلمان ہوگئی اونہون نی روشنی مساجد مین کرکی مسلمانون کی
ساتہ چراغون کی طرف سجدی کئی اور مقصد اونکا آگ کا پوجنا تہا انتہی کلامہ مین کہتا ہون جن علماء نی
روشنی پر حکم بدعت سیئہ ہونیکا دیاہی غالباً اسی روایت پر مبنی کیاہی حال آنکہ یہ روایت دو وجہ سے
مخدوش ہی **اول** وجہ یہ کہ برابر علماء اعلام اول روشنی کا ہونا روایت کرتی ہین نبی کریم
علیہ الصلاۃ والتسلیم کی وقت سی اور پہر کثرت سی قنادیل لٹکانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد اور
پہر اوسوقت سی ابتک اہل اسلام مین موجود و مشہور ہی پہلا جسکا وجود عہد نبوت سی ابتک موجود ہو
کیونکر کہا جای کہ وہ زمانہ قوم برامکہ سے ایجاد ہوئی یہ مانا کہ اونہون نی بہی روشنی کی ہوگی لیکن وہ
موجد اول نہین ہوسکتی دوسری وجہ یہ ہی کہ ہماری فقہاء کرام تصریحاً لکہہ رہے ہین الصحیح انہ
لا یکرہ ان یصلی و بین یدیہ شمع او سراج لانہ لم یعبد ہما احد والمجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ
یعنی صحیح یہ ہی کہ اگر شمع یا چراغ آگی نمازی کی ہو تو نماز مکروہ نہین ہوتی کیونکہ انکو کسینی نہین پوجا
اور آتش پرست انگارون کو پوجتی ہین جلتی آگ کو نہین پوجتے جب مسئلہ یہ ٹہرا کہ اصل چراغ اور
شمع اور قندیل کی کوئی آتش پرست عبادت نہین کرتا تو کسطرح تسلیم کیاجاوی کہ برامکہ نی چراغون کو
معبود و مسجود بنایا ناچار جو علماء روشنی کو مکروہ و بدعت اس دلیل سے کہتی ہتی اونکی یہ دلیل ناتمام رہی
اب وہ دلائل جو جواز کیطرف اشارہ کررہی ہین بیان کرتا ہون - یہ بات خیال کرنی چاہئی کہ
چراغون مین زینت ہی یا نہین آیۂ کریمہ زینا السماء الدنیا بمصابیح سے معلوم ہوتاہی کہ چراغونکا
روشن کرنا موجب زینت ہی اب دیکہنا چاہئی کہ اس زینت کی حرمت مین بندون کی لئی کوئی
نص شرعی وارد ہی یا نہین ظاہر یہ ہی کہ زینت روشنی کی نہی ثابت نہین ورنہ صحابہ کرام کیون کرتی
اور یہ بات مفسرین اصولی قرار دیچکی ہین کہ جس زینت کی نہی ثابت نہین وہ مباح ہی اور داخل ہے
آیہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ مین اسقدر اشارہ تو قران مجید سی نکلا اب حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لیجئی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ پہلی ایسا کرتی ہتی کہ جب عشاء کا وقت آتا کہجور کی
لکڑیان جلاکر اوجالا کرلیتی ہتی جب تمیم داری مدینہ مین آئے اور قنادیل اور رسیان اور روغن

زیتون لائی مسجد نبوی کی ستونون سی قنادیل لٹکائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو دعا دی کہ
تونی ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالی تجہکو روشنی بخشی اور بعض کتابون سی یہ بہی ثابت
ہوتاہے کہ تمیم داری یہ قنادیل ملک شام سی لائی ہتی اپنی غلام کو حکم دیا تب اوسنی جمعرات کو رسی
یہان سی وہان تک یعنی ستونون مین تان کر اوسمین قنادیل لٹکادی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائی پوچہا یہ روشنی کسنی کی حاضرین بولی کہ تمیم داری نی آپنی اونکو فرمایا نورت الاسلام یعنی
تونی اسلام کو روشن کردیا الحدیث اور غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الثقلین نی ایک روایت
لکہی ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتی ہین روشنی کی طرف روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال من علق فی بیت من بیوت اللہ قندیلا لم تزل الملئکۃ یستغفرلہ ویصلی علیہ وہم سبعون الف ملک
حتی یطفی ذلک القندیل انتہی اب آثار صحابہ سی ثبوت لیجئی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ مستحب ہے لٹکانا
قنادیل کا مساجد مین یہ کام اول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا جب صلوۃ تراویح کی لئی لوگون کو
جمع کیا تو لٹکادیں بہت قندیل جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوسطرف گذر ہوا دیکہا کہ مسجد
روشنی سی جگمگا رہی ہی دعا فرمائی کہ تونی ہماری مسجدون کو روشن کیا اللہ تعالی تیری قبر کو روشن
کری ای عمر بن الخطاب ور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نی کتاب تنبیہ مین اور حضرت غوث الثقلین نی
غنیہ مین لکہاہی کہ جسطرح حضرت علی نی دعا دی اسیطرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نی بہی دعا دی
دیکہئی خلفاء راشدین کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا کسقدر محبوبیت اس فعل کی ظاہر کررہاہی اور
روایت سابقہ سی جو معلوم ہوا تہا کہ تمیم داری نی اول قنادیل روشن کئی اور دوسری روایت سے
معلوم ہوا کہ اول یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا اسکی تطبیق علامہ حلبی نی اسطرح کی ہے
کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سی عہد رسالت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
مین ہوئی بعد ازان حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اولیت اضافی ہی یعنی
کثرت سی قنادیل روشن کرنا اول آپ سی واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل گو
متعدد ہتی لیکن کثیر نہ ہتی اب عہد خلفاء عباسیہ کی سند لیجئی علامہ حلبی نی نقل کیاہی ایک جماعت

کہ وہ فرماتی ہین کہ مجھکو بادشاہ مامون نی حکم دیا کہ لکھدو حکم ہماری مملکت مین کہ مسجدون مین کثرت سے
روشنی کیا کرین لیکن میری کچھ خیال مین نہ آیا کہ کسطرح لکھدون تب مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ
لکھدی روشنی کثیر کیواسطی ہیلی کہ اسمین دل لگتا ہے ہتجد گزارونکا اور مسجدین خانہ خدا ہین پس
خانہ خدا سی وحشت اندہیری کی دفع ہوگی جب مینی یہ بشارت دیکھی تب مین ہوشیار ہوا اور لکھدیا
یہ حکم انتہی یہ دستور العمل بیان ہوا خلفاء عباسیہ کا اب بعض اولیاء اللہ کا حال سنئی خواجہ فریدالدین
عطار رحمۃ اللہ علیہ مولف تذکرۃ الاولیا احمد خضرویہ قدس سرہ کی حال مین لکھتی ہین وقتی درویشی مہمان
احمد رحمۃ اللہ آمد احمد ہفتاد شمع برافروخت درویش گفت مرا این ہیچ خوش نمی آید کہ تکلف با تصوف
نسبت ندارد احمد گفت برو و ہرچہ نہ از بہر خدا برافروختہ ام بکش آن شب آن درویش تا بامداد
آب و خاک بران شمعہا میریخت یک شمع بازنتوانست نشاند چون دوسرا دن ہوا شستر نصاری اونکی [illegible]
پر مسلمان ہوی اوسکا حال اسطرح لکھاہی آن شب احمد بخواب دید کہ حقتعالی گفت ای احمد از برای
ما ہفتاد شمع در گرفتی ما از برای تو ہفتاد دل بنور ایمان برافروختیم غرضکہ چند مقامات پر اولیاء مقبولین
مثل شبلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کاملین سے روشنی کا خالصاً للہ تعالی کرنا بروایت امام غزالی و علامہ عبدالرحمن
صفوری وغیرہ نقل کیا گیا ہی سبکی نقل مین طول ہوتا ہی اب مومنین کا روز مرہ سنئی کہ ہمیشہ سی روشنی کرتی
رہی ہین مساجد مین فتاوی قاضیخان جلد اول مین ہی رجل بنی مسجدا وجعلہ للہ تعالی فہو احق الناس
بمرمتہ وعمارتہ وبسط البواری والحصیر والقنادیل پہر جلد ثالث مین لکھا ویجوز الاتفاق علی قنادیل
المسجد من وقف المسجد ذکرہ الناطفی اور حضرت غوث الثقلین غنیۃ الطالبین ختم قران کی عامین ماہ رمضان
کی فضیلت مین لکھتی ہین تزہر فیہ المساجد وتزہر المصابیح تزہر اسیطرح چند مقام پر غنیۃ الطالبین مین ذکر
مصابیح والقنادیل ہی جس سی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مصابیح وقنادیل اہل اسلام مین قدیم الایام
سی معمول مروج ہین اب ہم کہتی ہین کہ جسطرح زیادہ روشنی کرنی مین وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مساجد سے
جیساکہ کلام حلبی مین منقول ہوچکا اسیطرح وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مواقع ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے
اور جسطرح زیادہ روشنی سی انس ہوتا ہی اور دل لگتا ہی نمازیونکا اسیطرح اس مجلس پاک مین دل لگتا ہی

ہین بیان صفات رسول کا صلی اللہ علیہ وسلم پس صحیح یہی ہی کہ روشنی کا کرنا ممنوع نہیں ہی مرجع
علمای منع کیا ہی نہین پہونچی اونکو وہ حدیث وآثار جو صریح جواز پر دلالت کرتی ہین ناچار اونہون
جان لیا کہ یہ فعل قوم آتش پرست برامکہ کا ہی بنا بر علیہ حکم بدعت و کراہت اوسپر لگا دیا۔ یا یون کہو
کہ فی الحقیقت قول کل علما کا ایک ہی جو مانع ہین وہ حد سی زیادہ کو منع کرتی ہین جو جایز کہتی ہین
وہ بقدر حاجت زینت جائز کہتی ہین تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ روشنی کی تین وجہی ہین
ایک بقدر حاجت ضروری لابدی وہ تو اسقدر مین حاصل ہی کہ جیسے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم
شروع امر مین لکڑیان کہجور کی جلادیتی تہی اوسمین مسجد کا فرش اور سجدہ کا مقام اور نمازی لوگ ایکدوسرے
کو نظر آجاتی تہی دوسرا زینت کی لئی وہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا تہا
کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سی چمک رہی تہی غنیۃ الطالبین مین ہی ان علیا رضی اللہ عنہ اجتاز بالمساجد
ہی تزہر بالقنادیل اور تنبیہ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ مین ہے رای القنادیل تزہر فی المساجد
اسیطرح حلبی وغیرہ مین ہی غرض کہ کل روایتون مین لفظ تزہر صیغہ مضارع موجود ہی اور وہ مشتق ہے
زہور سی اور معنی اوسکی صراح مین لکھی ہین زہور روشن شدن آتش با لاگرفتن آن بنا بر علیہ ہم کہتی
ہین کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بلا شک قدر حاجت ضروری سے زیادہ تہا
لیکن یہ بہی ہی کہ قدر حاجت زینت سی زیادہ نہ تہا تیسرا وہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے
حاصل ہو چکی تہی لیکن کسی بلہوس نے فضولی کر کی خواہ نمود و فخر وغیرہ کی نیت سی روشنی حد سے
زیادہ بڑہا دی تو اگر مانعین کی مراد یہ اخیر وجہ ہی تو کچہہ اختلاف باقی نہ رہا فتاوی قنیہ وغیرہ اگلی
کتابون مین منع کیواسطی اسیطرح کی الفاظ لکہی ہین کسینی لکہا الکثرۃ او قید زیادۃ علی الحاجۃ کسینی
اسراج السرج الکثیرۃ لکہا ہی تو اسقدر کثیر کو کہ حاجت زینت سی بہی زیادہ ہو اگر منع کیا جاوی
تو کچہہ برا ماننی کی بات نہین مگر ان ہماری ہم عصر جو ایک چراغ سے دوسرا چراغ زائد روشن کرنیکو
بدعت اور ضلالت اور حرام اور اسراف کہدیتی ہین یہ بڑی شوخی ہی انکو چاہئی کہ فعل تمیم داری
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کا ادب کرین کہ اول یہ فعل اونہون نے کیا زینت کیلیے

قدر حاجت ضروریہ سی زیادہ روشنی کی اور مجھکو تعجب آتا ہی کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتی ہونگی
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ نورانی کی گرداگرد جھاڑ اور فانوس اور قندیل
کثرت سی اسقدر جہ کہ یہان کیسیکو میسر بھی نہین آتی روشن دیکھتے ہونگی معلوم نہین یہ لوگ آنکھین
روشنی کی طرف سی بند کر لیتی ہونگی یا اوسکی غیظ مین زیارت ہی ترک کر دیتی ہونگی اگر ترک کر دیتی
ہین تو ہمکو کچھ شکایت نہین وہان محروم رہی یہان بھی محروم رہی لیکن اگر وہان اسی روشنی
مین جاکر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہی تو حضرت کی معجزات اور مدائح اور
مناقب کا سننا ہی مستحب ہے یہ بھی روشنی مین آکر سنین روغنی ظاہری سی ظاہر کی آنکھ اور
ذکر نورانی سے باطن کی آنکھ روغن کرین وہ روضہ پرانوار جسکی ذات اقدس کا مدفن ہے یہ محفل
نورانی بھی انہین کی شرح صفات کا موطن ہی **آخر الامر** یہ التماس ہی کہ اگر ان حضرات
کا دل روشنی کی سبب مکدر ہوتا ہی اچھا روغنی والی مجلسو نمین نہ آئین بہت محفلین ایسی بھی
ہوتی ہین جنمین ایک دو چراغ پر بس کرتی ہین انہی مین آئین ایک دو چراغ بھی ناگوار ہو تو کتنی
محفلین دن کو ہوتی ہین ایک بھی چراغ نہین جلتا وہان تشریف لائین بھلا کہین تو اپنا
قول سچا کر دکھائین **اعتراض خامس** بانیان محفل میلاد نی مطلق کو مقید کر دیا ہی
یہ بدعت ہی جواب ہم دعوی کرتی ہین کہ محفل مولد شریف مین کسی مطلق کو مقید نہین کیا
یعنی روایات میلاد و معجزات کا پڑہنا جسطرح ماہ ربیع الاول مین ہوتا ہی دوسری مہینون مین
بھی پڑہ لیتی ہین پھر مطلق مقید کہان ہوا اور جسطرح ذکر ولادت شریف کی وقت قیام کرتی
ہین اسیطرح اور بھی چند مقامات مین قیام کرتی ہین چنانچہ وہ موافق بیان تحقیق قیام مین
کسیقدر لکھی گئی پس قیام بھی مقید نہوا کہ نہ قیام کسی مکان اور کسی زمان اور کسی موقع مین
مگر خاص مولد شریف مین اور اسیطرح تقسیم شیرینی یا کھانا کھلانا اور بھی تقریبات دین
و دنیا مین ہوتا ہی مثل ختم قرآن تراویح و مجلس تسمیہ اللہ و عقد نکاح وغیرہ مین اور منبر یا چوکی اور
فروش کا بچھانا وعظ مین بھی ہوتا ہی اور مجلس نکاح وغیرہ مین بھی اور پڑہنا قصائد و مناقب کا

جیسا محفل مولد مین ہوتا ہی بعض غیر مجالس مین بھی ہوتا ہی اور بعض آدمی تنہا بھی پڑہ لیتے
ہین اب بیان فرماوین یہ صاحب کہ مقید کر دیا عجب کونسی مطلق شرعی کو کسطرح کہ ہم جانین
سمجھے ہون ہم اوس مطلق کو کسی وقت مین بلا قید باقی رہی یہ بات کہ اجتماع امور مذکورہ
مجلس میلاد شریف مین اس نظر سے کرنا کہ جسقدر اظہار تعظیم و محبت اور مستحسنات شرعیہ کی
کثرت ہوگی اوسیقدر افزونی خیر و برکت ہوگی سو یہ اور بات ہی تقیید مطلق اسکا نام نہین
یہ بات ہر مرد سلیم الطبع جانے وسی قبول کریگا یہ لوگ بہت اولٹ پلٹ ہو رہی ہین کہ کسیطرح
مغالطہ دیکر بدعت سیئہ ہونا اس محفل کا ثابت کر دین لیکن نہین ہو سکا حق الامر یہی ہے کہ کل
علما محققین کی نزدیک یہ محفل مستحسن ہے کیونکہ جو علما بدعت کی تقسیم مانتی ہین وہ کہتی ہین
البدعة ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اوسکو دو قسم کرتی ہین ایک حسنہ دوسرے
سیئہ پس اونکی نزدیک محفل میلاد شریف بدعت حسنہ مین داخل ہی اور مستحب ہے اور جو علما تقسیم
بدعت کی قایل نہین بدعت کی تعریف یہ کرتی ہین ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علما کی نزدیک محفل میلاد خود سنت مین داخل ہی کیونکہ یہ محدث ہی
لیکن محدث علی خلاف الحق نہین ہی کہ کوئی حکم قرآن یا حدیث یا اجماع کا بدلتی اور تغیر دیتی ہو پس
اصل حال تو یہ ہی کہ محفل میلاد شریف محققین ہر دو طائفہ کی نزدیک مستحسن ہے باقی جو بعض
علما کو انکار واقع ہوا ہی وہ نہین پہنچی اس رمز دقیق کو اوسی غلطان بھی مین یہ منکرین آگے
حق سبحانہ ہدایت فرماوی اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ **اعتراض سادس** جب
مولد شریف پڑہتی ہین منبر یا چوکی پر بیٹھ کر پڑہتی ہین اور قرآن شریف بیٹھے نیچی بیٹھی پڑہتی
ہین کتاب مولد شریف کا درجہ قرآن سی بھی زیادہ کر دیا جواب یہ بات ہرگز نہین بلکہ منبر یا چوکی
پر بیٹھ کر پڑہنا اس سبب سے ہے تاکہ قاری مولد سب اہل مجمع کو نظر آوی اور سب اوسکو نظر آوین
اور اوپر بیٹھنی سی آواز بلند ہر طرف پہنچتی ہی نیچی بیٹھنی سی آواز کسیقدر دب جاتی ہے اور واعظین
کا بھی یہی حال ہی کہ وہ وعظ جس مین شعر و قصہ و حکایات وغیرہ کیا کیا کچھ ہوتا ہے اوسکو سب

محفل مولد شریف بالاتفاق درست ہی

اس دلیل سے نکاح اور سحری بھی علی العموم حرام ہو جاوے ہر چند یہ اعتراضات واہیہ ہمارے
خیال کرنے کی قابل نہ تھی لیکن چونکہ ہمنے دیکھا کہ بعض صاحب علم جاہلونکی زبان پر یہ مقالات
لاتے ہین اور بعضے نادان انکو کمال درجہ کی حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سمجھتے ہین لہذا سلیس
الفاظ انکی جواب مین لکھی گئی اور عطر و لوبان و پھولون وغیرہ کا ذکر اور زیب و زینت
کا بیان اور چوکی یا منبر پر بیٹھکر پڑھنے کی اہلیت یہ سب باتین رسالہ مختصر و منظومہ مسمی بہ
دافع الاوہام فی محفل خیر الانام مین بھی تحقیق کی گئی ہین اور اسکی طرز اور ہے
ع ہر گلی را رنگ و بوی دیگر است ؛ طالبان حق کو چاہیے کہ وہ رسالہ بھی اپنے پاس رکھین
اور اس کتاب انوار ساطعہ مین اطناب کلام نہ فقط فتوی انکاری کے سبب واقع ہوا بلکہ اور بھی
چند رسایل منکرین کی مغالطات و شبہات کا رد کرنا مد نظر ہوا جو شخص اس کتاب کو اور
دافع الاوہام کو خوب جمیع شقوق اور قیود سے بغور ملاحظہ کرے ذہن مین جائیگا امید
خداوند کریم سے یہ ہے کہ وہ دھوکا اور مغالطہ نہ کھائیگا اور منکرین کی سب مسائل مجالس
کی تردید انمین صراحتہ یا اشارۃً پائیگا بنا علیہ اب یہ ضرور سمجھا گیا کہ عنان سمند خامہ کو
وادی طول تقریر سے جانب اختصار موڑ دیگئی اور جو علماء ربانی اور عرفاء حقانی مجوزین
میلاد شریف ہوئے ہین انکا ذکر کیجئے لمعہ تاسعہ نام ذکر کیا جاتا ہے اون محدثین
وفقہا کا جنہون نے عمل مولود شریف کو مستحب و مستحسن فرمایا ہے (۱) شیخ عمر بن محمد الملا
الموصلی من الصالحین المشہورین (۲) علامہ ابو الخطاب بن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی
کی اولاد مین تھے ذکرہ الزرقانی اور علماء و صلحاء سلطان ابو سعید مظفر کی محفل مین آتے تھے
اونکی اسماء نگاری کہانتک کیجاوے جنکو جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے وحضر عندہ فیہ العلماء
والصلحاء من غیر نکیر منہم (۳) علامہ ابو الطیب السبتی نزیل قوص من اجلۃ العلماء المالکیۃ ذکرہ
الزرقانی (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ (۵)
علامہ ابو الفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث

معروف بابن ظغربک (۷) امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری (۸) حافظ
عماد الدین ابن کثیر (۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری (۱۰) علامہ ابو القاسم
محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی (۱۲) علامہ اسمعیل
بروسوی امام جامع سلطان کشف الظنون مین لکھا ہے کہ مولد شریف انکا تالیف کیا ہوا
پڑھا جاتا ہے مجالس اور مجامع بلاد رومیہ مین (۱۳) ابن الشیخ آق شمس الدین ذکرہ صاحب
کشف الظنون (۱۴) المولی حسن البجری (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی المفتی (۱۶)
الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی (۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی (۱۸)
سید عفیف الدین شیرازی (۱۹) ابو بکر الدنقلی (۲۰) برہان محمد ناصحی (۲۱)
برہان ابو الصفا انکی مولد شریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی وکفی فی مولد المصطفی (۲۲)
الشمس الدیاطی المعروف بابن السباطی (۲۳) برہان بن یوسف القاقوسی انکا مولود
شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے (۲۴) حافظ زین الدین عراقی (۲۵) مجد الدین
محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس انکی مولد شریف کا نام ہے النفحۃ العنبریہ
فی مولد خیر البریہ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو زرعۃ العراقی (۲۷) ابو عبد اللہ محمد بن
النعمان (۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی (۲۹) یوسف الحجاز (۳۰) یوسف
بن علی بن زریق الشامی الاصل المصری المولد (۳۱) ابو بکر الحجاز (۳۲) منصور نشار
(۳۳) ابو موسی ترہونے وقیل زرہونی (۳۴) الشیخ عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف
بالمخلص (۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ (۳۶) امام علامہ ظہیر الدین بن
جعفر حسینی (۳۷) فاضل عبد اللہ بن شمس الدین الانصاری (۳۸) الشیخ الامام صدر الدین
موہوب الجزری الشافعی (۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی
سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ (۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی (۴۲) الشیخ شہاب الدین
قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و شارح صحیح بخاری (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف

سیرت حلبی (۴۴) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث
(۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انہون نی اپنی مولد شریف
مین ثابت کیا ہی عمل مولد شریف تمام ملکون مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد
ہندوستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ سے پس درحقیقت یہ ایک کتاب
گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہی اور لکھا اوسمین علی قاری نی کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشایخ
وعلماسی انکار نہین کرتا اسمین شامل ہونی سی (۴۶) عبد الرحمن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس
(۴۷) نور الدین ابو سعید بورانی انہون نی بہی کل ملکون سی مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے
اور بادشاہ مصر کی حال مین لکھا ہی کہ بادشاہ مصر سایبانی ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایہ
اوی نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب و روز انرا برافرازند و غیر آن پیچیدہ
باشند (۴۸) سید امام جعفر برزنجی انکا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے دیار عرب
مین بہت پڑہا جاتا ہی (۴۹) سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منظوم دیار عرب
شریف مین رائج ہی (۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسمعیل بخاری
تک پہنچتا ہے (۵۱) شیخ اسمعیل حقی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان (۵۲)
احمد بن تغشاشی مدنی (۵۳) محمد بن عزب مدنی (۵۴) شیخ عبد الملک کردی (۵۵)
فاضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (۵۷) شیخ سقاط استاد
الاستاد باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی (۵۹)
شیخ محمد رملی (۶۰) علامہ احمد بن حجر مولف تحفۃ الاخیار بمولد المختار (۶۱) حافظ
ابن رجب حنبلی (۶۲) ابی زکریا یحیی بن عائذ حافظ کبیر اندلسی (۶۳) سعید بن مسعود
گازرونی انہون نی بہی بہت ملکون کی علماء و صوفیہ سی مولد شریف ہونا ثابت کیا ہی (۶۴)
مولانا زین الدین محمود نقشبندی (۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ
انکا ایک رسالہ ہی عمل مولد کی جواز مین (۶۶) حضرت مولانا جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدور (۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی (۶۹)
مولنا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بہ ملا مسکین انہون نی کتاب معارج النبوۃ اسیواسطے
تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ مین پڑہا کرین دیباچہ کتاب مین یہ حال لکھا ہی (۷۰) علامہ
علامہ ابو اسحق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ ملا علی قاری نی انکا حال لکھا ہے کہ وہ مولد شریف مین کھانا
کہلاتی تہی اور یہ فرماتی کہ اگر مجہکو مقدور ہوتا مین ربیع الاول مین مہینہ بہر تک مولد شریف کیا
کرتا (۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۷۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی
(۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین مین اپنا شریک ہونا محفل مولد
شریف مین اور دیکہنا انوار کا اوسمین بیان کرتی ہین اور اونکی کلام سی یہ ظاہر ہی کہ جس جگہ ایسی
مجلسین ہوتی ہین وہان سب جگہہ فرشتی انوار رحمت لاتی ہین کما قال فتاملت تلک الانوار
فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد و بامثال ہذہ المجالس ورایت یخالطہا انوار
الملئکۃ انوار الرحمۃ واضح ہو کہ ہم شروع رسالہ مین لکہہ چکی ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ جمیع مفتیان
فتوی انکاری کی مستند اور مقتدا اور من ینتہی الیہ اسنادہم و اعتمادہم ہین پس فاتحہ طعام بہی ہمنے
اونسی ثابت کر دی اور اب مبحث مولد شریف کا اثبات بہی ہمنی اونہی کی نام پر ختم کیا اور
خاص اونکی زبان سی اس مجلس کا محل نزول ملیکہ اور مورد رحمت ہونا ثابت کر دیا و کفی بہ حجۃ

نقل مواہیر علمای عرب حضرت مولینا احمد سعید فقیہ محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ
علیہ اپنی رسالہ مین جو مولوی محبوب علی جعفری کی جواب مین لکھا ہی علمای عرب کے مفتیان مذاہب
اربعہ کا فتوی درباب قیام نقل فرماتی ہین علاوہ اوسکی غایۃ المرام مطبوعہ کلان کوٹہی مین بہی
وہ فتوی عرب کا منقول ہی اوسکو بطور تلخیص و ترک تطویل لکھتا ہون (۱) قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ
من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام وہی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار الفرح والسرور والتعظیم کالہ
بفمہ وامر برقمہ عثمان حسن الدمیاطی الشافعی المقیم بالمسجد الحرام (۲) نعم استحسنہ کثیرون کتبہ عبد اللہ
ابن محمد المیرغنی الحنفی مفتی المکۃ المکرمۃ (۳) القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین والآخرین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء کتبہ حسین ابن ابراہیم مفتی المالکیہ بمکۃ المحمیۃ (۴)
نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وھو حسن الفقیر لربہ محمد عمر بن ابی بکر
الرئیس مفتی الشافعیہ بمکۃ المکرمۃ (۵) نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما استحسنہ
العلماء الاعلام وقداۃ الدین الاسلام کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی محمد بن یحیی مفتی الحنابلۃ فی مکۃ المشرفہ
(۶) اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ
الحکام من غیر نکیر منکر ورد راد واللہ ولی التوفیق والہادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ
والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر والمحدث بمسجد الحرام واضح ہو کہ یہ عبد اللہ
سراج بڑے کمل رجال مین تھے اور غایت بزرگی مولینا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم سے بہت کچھ اونکی
تعریف سنی ہے اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ مولانا
عبد اللہ سراج حنفی مفسر و محدث حرم شریف یکتای عہد خویش بود و راس رئیس فرقہ محمدیہ بزرگی
ادب در درس او شان می نشست اعتراف بجامعیت مولانا موصوف می نمود الحاصل قیام
جایز رکھنا ایسے علامہ انتخاب روزگار کا جنکی جامعیت اور کاملیت کا ہر موافق و مخالف کو اقرار ہو
واقعی سند کامل ہے پھر خوبی دوسری یہ کہ وہ اپنے سے پہلے بڑے بڑے علما و ائمہ اعلام سے متوارث
ہونا اور جاری ہونا چلا آتا ہے اس قیام کا تحریر فرماتے ہین جیسا کہ ابھی عبارت اونکی منقول ہوئی
اور نیز عرب کے سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین فرماتے ہین
وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ درویۃ افسوس ہے کہ جب سے اب تک
کتنی صدیان گذر چکین اور مخبر صادق کا سچا وعدہ ہے کہ ہر صدی مین ایک مجدد جو بدعت کو
اوکھاڑے اور سنت کو قایم کرے پیدا ہوا کریگا کیا سبب کہ بلاد متبرکہ ہندوستان مین تو جب سے
بہتیرے مجدد ہو گئے اور وہان یعنی مکہ مین ایک بھی مجدد نہوا جو اس بدعت اور ضلالت کا
وہان سے استیصال کرتا بس معلوم ہوا کہ یہ قیام جو خیر البلاد مین سیکڑون برس سے علما اسکو مستحسن
کہتے رہے اور عبد اللہ سراج مفتی مکہ معظمہ لکھتے ہین کہ کسینے اسپر رد اور انکار نہین کیا بے شک

و شبہ جایز اور مستحسن ہے ہرگز ضلالت نہین مولوی قطب الدین خان صاحب کے کلام سے معلوم ہوتا کہ جس مسئلہ
پر مکہ اور مدینہ کے علما متفق ہون یہ اوسکی حق ہونیکی دلیل ہے مظاہر الحق مطبوعہ میرٹھ کی جلد
مین بدعتیون کے بیان مین لکھتے ہین کہ سنیون کا مذہب سچا ہے کہ مدینہ کہ دین وہین سے پیدا ہوا
وہان کے لوگ بھی سنی ہین اگر اونکا مذہب یعنی بدعتیون اور شیعون کا اچھا ہوتا تو وہ یعنی مکہ مدینہ
والے پہلے اوس مذہب مین ہوتے انتہی کلامہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام مولد شریف کا
اچھا ہوتا تو اول علماء عرب انکار کرتے کیونکہ پختہ اہل سنت الجماعت ہی ہین اب نقل کرتے مین
ہم بطور اختصار دوسرا فتوی علماء عرب کا جسکو ۱۲۸۶ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین مولوی عبد الرحیم
صاحب دہلوی مرتب کرا کر لائے تھے اور کتاب روضۃ النعیم کے آخر مین چھپا پایا تھا عبارت السوال ہے

سوال ما قولکم رحمکم اللہ فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ
مع تعیین الیوم وتزیین المکان واستعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین
ھل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا بینوا توجروا **جواب علماء مکہ معظمہ تلخیصاً** اعلم ان عمل المولد الشریف
بہذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب فالمنکر لہذا مبتدع لانکارہ علی شئی حسن عند اللہ والمسلمین
کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین الذین
کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا
من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بالاجماع فہو حق لیس بضلال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ واللہ اعلم

عبد الرحمن سراج	احمد دحلان	حسن	عبد الرحمن جمال	حسن طیب	محمد شرقی
مفتی حنفی	مفتی شافعی	مفتی حنبلی	حنفی	حنفی	مفتی مالکی
سلیمان عیسی	عبد القادر خوکیر	ابراہیم الفتن	محمد جار اللہ	احمد ابی الداغستانی	عبد القادر شمس

عبدالرحمن افندی	احمد ابوالخیر	عبدالقادر شیخینی	محمد سعید	المطلب عبد	احمد کمال
محمد سعید الادیب	علی جوده	عبیداللہ کوشک	حسین عزب	ابراہیم لوموسی	احمد امین
شیخ فروس	عبدالرحمن عجیمی	عبداللہ مشاط	عبداللہ قماشے	محمد بابصیل	محمد سیوتی
علی رہیتے	محمد صالح زواری	عبداللہ زواری	محمد حبیب اللہ	احمد النحراوی	سلیمان عقبہ
عمر سید شبلی	عبدالحمید الداغستانی	مصطفیٰ عفیفی	منصور	منشاوی	محمد راضی

جواب[۵] علماء مدینہ منورہ تلخیصاً اعلم ان ما یصنع من الولائم فی المولد الشریف قراءة بحضرة المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادة الرسول الامین ورش ماء الورد وایقاد البخور وتزیین المکان وقراءة شیء من القرآن مع الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ فلا ینکرہا الا مبتدع لا تقبل ... بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ واللہ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

محمد امین	جعفر حسینی البرزنجی	عبدالجبار	جمال الدین سید	ابراہیم بن خیار	یوسف ...
السید محمد علی	السید عبداللہ بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی	عمر ابن علی	علی حریری	مصطفیٰ

احمد سراج	حسن ادیب	ابوالبرکات	عبدالقادر مشاط	سالم	احمد الحبشی
محمد نور سلیمانی	عبدالرحیم البرعی	محمد عثمان کردی	قاسم	عبدالعزیز ہاشمی	یوسف رومی
محسن	مبارک ابن سعید	حامد	محمد ہاشم ابن حسن	عبداللہ ابن علی	عبدالرحمن صفوی

جواب علماء جدہ تلخیصاً اعلم ان[۵] ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الصورة المجموعة المذکورة بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعاً لا ینکرہا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق وکیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم

علی بن احمد باصبرین	عباس ابن جعفر ابن صدیق	احمد فتاح	محمد سلیمان	احمد حبلس
محمد صالح	احمد عثمان	احمد بن عجلان	محمد صدقہ	عبدالرحیم بن محمد زبیدی

جواب علماء حدیدہ قراءة[۵] المولد الشریف مع الاشیاء المذکورة جائزة بل مستحبۃ یثاب فاعلہا فقد الف فی ذلک العلماء وحثوا علی فعلہ وقالوا لا ینکرہا الا مبتدع فعلی حاکم الشریعۃ ان یعزرہ

الفقیر الی اللہ یحیی ابن مکرم	علی شامی	علی بن عبداللہ	محمد بن سالم عایش	محمد بن ابراہیم حشیبری	علی طحان
محمد بن عبداللہ	محمد بن داود بن عبدالرحمن	علی بن ابراہیم الزبیدی	علی بن محمد حباب	احمد بن محمد ابن الخلیل	عبدالرحمن بن علی حضرمی

اب تازہ ان ایام مین تحریر علماء عرب راقم السطور کی پاس آئی ہی عبارت مفتیان مذاہب اربعہ ملخصاً نقل کرتا ہون **سوال** ما قولکم دام فضلکم رحمکم اللہ تعالی فی عمل المولد النبوی والقیام فیہ ہل ہما جایزان ام لا بینوا توجروا **الجواب** الحمد لمن ہو بہ حقیق ومنہ استمد العون والتوفیق نعم ہما جایزان مع علیہ عمل المسلمین فی عامۃ بلاد الاسلام والاستدلال علی الجواز مبسوط فی کتب الائمۃ الاعلام ولا عبرۃ بمنع المانعین من الجہلۃ اللیام واللہ اعلم امر برقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق الکمال الحنفی مفتی المکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما

محمد صالح

(۲) عمل المولد استحسنہ جمہور السلف والخلف وقال العلامۃ الشہاب الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالۃ فی عمل المولد انہ بدعۃ حسنۃ امر برقمہ خادم الشریعۃ المنہاج عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج الحنفی

عبد الرحمن سراج

(۳) ما حررہ مفتی الاحناف ہو عین الصواب واللہ سبحانہ اعلم خادم الشریعۃ ببلدۃ اللہ المحمیۃ ابو بکر حجی بسیونی مفتی المالکیۃ

ابو بکر حجی بسیونی

(۴) ما اجاب بہ مولنا ہو المذہب الذی لا ینکرہ احد کتبہ راجی العفو من واہب العطیہ محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیہ ببلد اللہ المحمیہ

محمد ابن الشیخ حسین

(۵) اللہم ہدایۃ للصواب فی کتاب قصۃ المولد للعلامۃ الشہاب بن حجر ان عمل المولد بدعۃ لکنہا حسنۃ لما اشتملت علیہ من الاحسان من قراءۃ القرآن واکثار الذکر واظہار الفرح بہ صلی اللہ علیہ وسلم والمحبۃ لہ واغاظۃ اہل الزیغ والعناد من الزنادقۃ والملحدین من الکفرۃ والمشرکین ولم یزل اہل الاقطار فی سائر المدن والامصار یحتفلون بعمل المولد فی شہرہ الخ واما القیام فی المولد فقیل انہ مندوب شرعاً وقیل انہ بدعۃ حسنۃ امر برقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ

محمد سعید بابصیل

(۶) نعم عمل المولد جائز لاجماع المسلمین علیہ والقیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو ادب حسن ولا یخالف مشروعاً ویؤخذ من فعل الامام احمد الجواز وذلک انہ ذکر عندہ ابراہیم ابن طہمان وکان متکئاً فاستوی جالساً وقال لا ینبغی ان یذکر الصالحون فنتکئ قال ابن عقیل فاحدث من ہذا

حسن الادب فیما یفعلہ الناس عند ذکر الامام العصر من النہوض لسماع توقیعاتہ قال فی الفروع ومعلوم ان مسئلتنا اولی فمن ترکہ مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتہم فقد سلک مسلک الجفاء وربما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ ما الاخیر فیہ استخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابن الجوزی ان ترک القیام کان فی الاول ثم صار ترک القیام کالہوان بالشخص ما یجب لمن یصلح لہ القیام واللہ سبحانہ اعلم امر برقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ بمکۃ المشرفۃ حالا

راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم

(۷) قد اجمع علیہ العلماء الاعلام من المذاہب الاربعۃ فلا یجوز خرق الاجماع ومن انفرد بردہ فکلامہ باطل مردود علیہ واللہ سبحانہ تعالی اعلم امر برقمہ الراجی من ربہ التوفیق عبدہ عباس بن جعفر ابن صدیق المدرس والخطیب للحرم المکی الشریف

عباس بن جعفر

(۸) نظرت فی ہذہ الاسئلہ وما اجاب بہ مفاتی الاسلام وعلماء الانام وجدتہا فی غایۃ الصواب لا یخالفہا الا من طمس اللہ بصرہ وبصیرتہ کتبہ راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد خوکیر المدرس والامام بالمسجد الحرام

عبد القادر بن محمد علی

(۹) ما اجاب بہ مفاتی الاسلام ببلد الحرام ہو الحق الذی یعول علیہ ویجب المرجع والمصیر الیہ کتبہ العبد الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمۃ اللہ بن خلیل الرحمن عفا اللہ عنہما

محمد رحمۃ اللہ

- یہ حضرت استاذنا ومولینا محمد رحمت اللہ مہاجر ہین جنکا ذکر اوپر بہی فتوی جواز زیارت رسول اللہ مین گذرا ہی (۱۰) ما کتب فی ہذا القرطاس صحیح لاریب فیہ واللہ سبحانہ اعلم حررہ محمد عبد الحق عفی عنہ

محمد عبد الحق

یہہ عالم ہندوستان سی ہجرت کئی ہوی عرب مین مقیم ہین عالم عامل صوفی صاحب قلب سلیم ہین اللہ تعالی انکی علم وعمل مین برکت کری واضح ہو کہ نہی یہ فتاوی قدیمہ وجدیدہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کی اصلی نقل کئی کہ بعض علماء سنت اسرفہ ہین کہ اجماع حرمین کو حجت جانتی ہین حتی کہ امام بخاری نی تو یہ قرار دیدیا کہ حجت ہی ما اجمع علیہ الحرمان مکۃ والمدینۃ لکہا شارح بخاری نی دعبارۃ البخاری مشعرۃ بان اتفاق اہل الحرمین کلیہما اجماع اور جن لوگون نی وہانکی اجماع کو احتجاج قطعی کی درجہ

نہین کہا یہ ضرور کیا ہی کہ ترجیح مذہب مخالف کی لی اور اسکو معتمد علیہ اور مفتی بہ ٹہرایا ہے مثلاً
مین دو قراءت ہین مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین ہرچند صحیح دونون ہین لیکن ترجیح
علامہ بیضاوی نی قراءت ملک یوم الدین کو دی اور یہ لکہا ہوا مختار لانہ قراءۃ اہل الحرمین
اور ہدایہ مین ہی والمستحب فی الجلوس بین الترویحتین مقدار الترویحۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر
لعادۃ اہل الحرمین اور فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ مین ہی لا باس بان یحشی المسجد
بماء الذہب الخالص من مال نفسہ لان الکعبۃ مزخرفۃ بماء الذہب والفضۃ مستورۃ بالوان الدیباج
والحریر اور جمعہ کی روز زیارت قبور اول روز کرنیکو جو بعض آدمی منع کرتی ہین اوسکو فقہا رد
کرتی ہین نقل حرمین سی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بہی اوسکی طرف اشارہ فرماتے ہین
وزیارت روز جمعہ فاضل تر است از روزہای دیگر خصوصا در اول روز جمعہ چنانچہ در حرمین شریفین
وانچہ مشہور شدہ است از منع زیارت روز جمعہ اصلی صحیح ندارد انتہی بطور تلخیص یہ چند نظیرین
لکہی گئین علاوہ ان کے اور بہی نظائر موجود ہین جن سی یہ بات ظاہر ہی کہ مفتیان نے ترجیح اقوال
مرجحہ علماء حرمین پر اعتماد کیا ہی لیکن ای بہ حال مخالفین کہ وہ طرح طرح کی توقیری سی حرمین کا نام
لیتی ہین کہ اہل ایمان کی دل کو لگتی ہین لطیفہ ایک مقام پہ دو عالمون مین گفتگو ہوئی ایک
اونمین مولد شریف کی مثبت تہی اور ایک منکر منکر نے کہا کہ قصبہ دیوبند مین جتنی ہین سب دیکہو مولد
شریف کو کیا لکہتی ہین مثبت نی کہا دیوبند تو کچہ دار الاسلام نہین ہوا کہتی کہ ادہر مین حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو فتوی یہ ہین یعنی اسلئی کہ وہ مرجع ایمان کا ہی پہر حدیث مین آیا ہی کہ دین
کا مدینہ مین سمٹ آویگا جیسی سمٹ آتا ہی سانپ اپنی بل مین یعنی جیسی سانپ اپنی بل سی نکلکر
سب جگہ پہر کر پہر اوسی مین قرار پاتا ہی اور سانپ جب بل مین گہس جاتا ہی تو ایسی قوت سی چپٹ
جاتا ہی کہ کوئی اوسکا نکالنا چاہی تو مشکل ہو جاتا ہی پس اسیطرح دین لوٹ کر مدینہ سی نکلا آخر
زمانہ مین ہی اگر کہین نہ ہوگا تو یہان ضرور ہوگا اور کوئی یہان سی دین کو نکالنا چاہیگا تو
نکل نہین سکیگا اور مشکوۃ کی باب ذکر الیمن والشام مین ہی الایمان فی اہل الحجاز رواہ مسلم

حجاز کہ ملک شامل ہی مکہ اور مدینہ کو یعنی ایمان حجاز والون مین ہی غرض کہ جتنی اگر لکہا او تو
اوس ملک کے علما سی لکہوا جنکی شہادت اور تعریف احادیث مین ہی دیوبند کی شہادت کونسی
حدیث مین آئی ہی منکر صاحب بولی کہ مین تو پورا آدمی ہین راستہ چلتی مین مثبت نی جواب دیا
رہزنی مال لوٹنا وہان بدو لوگ اطراف کی رہنی والی کرتی ہین خاص مکہ کی آدمی نہین کرتی اور
یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی ہی قرآن شریف مین آیا ہی اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا
ویتخطف الناس من حولہم یعنی سورہ عنکبوت مین ہی کیا نہین دیکہتی کہ ہم نی کر دیا مکہ بناہ و امن
کی جگہ اور لوگ اچک لیے جاتی ہین اوسکی آس پاس سی انتہی سو یہ مار پیٹ اور اچک لینی کی
باتین قدیم سی وہان کی بدو آدمی خاص کرتی رہی ہین اور اب بہی کرتی ہین لیکن کفر اور شرک
سی منزہ ہین اور ان کی بدوی گنوار آدمی بہی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کرین لیکن کفر اور شرک
اوس ارض مقدسہ کی آس پاس تک کہین نہین ہوتا اور دیوبند مین تو کفر و شرک بہی ہو رہے
جا بجا سیلاب کی طرح بہا جاتی ہی مندر اور شوالی بنی ہوئی ہین مندر بنی ہین پہر دیوبند اچہا ہوا
کہ حرمین شریفین منکر صاحب کی طرف سی جواب ہوا کہ ہم دیوبند کی جاہل سلمان حاجی سی اور
مفسران قوم ہندو سی سند نہین پکڑتی ہم تو وہان کی علماء اہل اسلام کی سند پکڑتی ہین مثبت نی
کہا بس یہی تو ہی جواب ہی کہ ہم حرمین شریفین کے علماء دین اور مفتیان شرع متین کی سند
لیتی ہین وہ سب بالاتفاق محفل مولد شریف کو درست فرماتی ہین پہر تم ناحق بدو وہان اور
جنگل کی شرارت کا ذکر یہان کرتی ہو جبکہ حرمین کی خواص علماء کا حکم اور فتوی لیا جاتا تہا
کہ علی ہذا القیاس اب بہی ایسی علماء خیر البلاد کی سند دینگا لیکن منکر کو خوب معلوم تہا کہ اگر وہان استفتا
بہیجا تو وہان کی سب علماء حکم استحباب محفل میلاد لکہدینگی اسلئی اوسنی انکار کیا کہ ہم حرمین نہین
مانتی معاذ اللہ تہا ہم تو دیوبند کو مانتی ہین تب مثبت نی جواب دیا کہ آپ کو دیوبند مبارک
ہووی ہمارا دین ایمان رکہنی والون کو حرمین شریفین مبارک ہون ہمارا ایمان ان لوگون کے
ساتہ ہی اسی پر گفتگو ختم ہو گئی اب دیکہئی ان بزرگون کی یہ حالت ہو گئی کہ دیوبند کی آگی حرمین

شریفین کو حقیر جاننی لگی اہل حرم کی حقارت تحقیر حرم کو نوبت پہنچاتی ہی شرف المکان بالمکین مقرر
مشہور ہی ہای وہ حرم پاک کہ ہم پانچون وقت نمازون مین اپنا منہہ اوسکی طرف کرین قول وجہکم
شطر المسجد الحرام اور سوتی وقت بہی رو بقبلہ سونا سنت اور مرجاوین تو بہی حکم دیا جاوی قبر مین
دفناتی وقت کہ یوجہہ الی القبلہ یعنی اسکا رخ قبلہ کی طرف کیا جاوی اور وہان کی باشندی وہ ہین
جنکی بابت صحیفہ آدم علیہ السلام مین حق سبحانہ کا ارشاد ہی کہ مین مکہ کا خداوند ہون وہان کے
رہنی والی میری ہمسایہ مین اور حدیث شریف مین آیا ہی جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت
پر وہ تعظیم کری ہمسایہ بیت اللہ کی اور یہہ بہی روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عتاب بن اسید کو مکہ پر امیر کیا تو یہ فرمایا تو جانتا ہی تجھکو کسپر مقرر کیا تحقیق تو مقرر کیا گیا ہی اہل اللہ
پر وہ اہل اللہ کون ہین رہنی والی مکہ معظمہ کے پس نیکی کیجو اونکی ساتھ اور کلام اللہ مین اولیاان کعبہ
کی نسبت ارشاد ہی ان اولیاءہ الا المتقون پس کعبہ کی مسلمان اولیا کو حق سبحانہ لفظ متقون یعنی
پرہیزگارون سی تعبیر فرماتا ہی افسوس یہ لوگ اوس حرم پاک اور اوسکی رہنی والون کو جو اہل اللہ ہین
جو ہمسایہ خدا ہین جو پرہیزگار ہین کس کس حقیر لفظون سی یاد کرتی ہین کہ العظمۃ للہ حق سبحانہ ہدایت
فرماوی یہ لوگ اپنی بزرگون کا کلام بہی بہول گئی تحفۃ العرب والعجم مین مولوی قطب الدین خان صاحب
لکھتی ہین عرب کی علماء پر جو بعضی احمق لوگ طعن کرتی ہین بڑی خطا پر ہین ایسا نہ کہ وہ خیر البقاع
کی رہنی والی ہین انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین لکھتی ہین خبردار خبردار اہل مدینہ
سے ہرگز کدورت دل مین نہ لائیو ورنہ فیضان انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہوگے
ہذا الکلام ملخصا آ قدم بر سر مطلب ان ہی محمدیان دیندار حرمین کہ اقتدار اور مفتیان حرم
کہ شرف و اعتبار دل مین جاکر ذرا دیکہو تو سہی وہ کس دلربا الفاظ و معانی سی مدعا ثابت
فرماتی ہین اور یہہ نہین لکہتی کہ بس فقط ہم اہل حرم اس عمل محترم کی مجوز ہین بلکہ اپنی ساتہہ مین
سب کا ثبوت دیتی ہین کہ علماء عرب و روم و شام و مصر و اندلس سب اسکو مستحسن فرماتی
ہین اور ہم اونکی اتباع اور شمار اسماء مجوزین مین کہ سعید ابن مسعود گازرونی و ملا علی قاری اور

نور الدین ابو سعید بولانی فی تمام ملکون کی علماء کرام سے ثبوت پہنچایا ہے استحسان عمل میلاد شریف
کا بس سمجھہ لو کہ ہمنی یہ دعوی نہین کیا کہ فقط اہل حرمین اس عمل کی قایل و آمر ہین بلکہ فتوی حرمین
کو ادباً و تعظیماً اول نقل کیا ہی اب لیجئی ماسوا حرمین کی اور بہی چند مقامات کی فتاوی ملاحظہ کیجئی
فتوی بغداد شریف کا یہ شہر نہایت بابرکت ہی دو وجہہ سے ایک یہ کہ وہان حضرت
امام اعظم کا مزار ہی دوسری یہ کہ اسمین حضرت غوث اعظم کا روضہ پرانوار ہے ماسوا انکی اور بہی
وہان مقبولین خدا اسقدر کہ جنکی کچہہ حد ہے نہ شمار ہے اونکی سبب شہر مرجع صلحاء و علماء رہا ہے
بڑی بڑی فضلاء و محدثین کا وہان مقام ہے دیکہو کیا تحریر فرماتی ہین وہان کی مفتیان
اولیاء و محققان ذرف نگاہ لیکن حرفاً حرفاً عبارت طویل نقل کرنی موجب طول ہی بنا علیہ
اونکی خاص فقرات چیدہ چیدہ مختصر نقل کرتا ہون (۱) مولنا سید محمد سعید آفندی دور علی ادام
اللہ برکاتہ جو حضرت غوث الثقلین کے دربار معلی مین خطیب ہین روز جمعہ کو وہان خطبہ پڑہتے ہین
اونہون نے چار ورق کا رسالہ اثبات مولد و قیام مین لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے الحمد لمن
من علینا باظہار انوار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فقراءۃ المولد الشریف لہ اصل استخرجہ
حجۃ الاسلام الشیخ ابو الفضل ابن حجر العسقلانی الی آخرہ وقد ذکر ابن تیمیہ فی کتاب اقتضاء
الصراط المستقیم ان ثواب قراءۃ المولد المبارک غیر یسیر لما فی ذلک من محبۃ الرسول علیہ
الصلوۃ والسلام وقد بسط الکلام فیہ وفی سائر البدع المقبولۃ وغیرہا وقال السیوطی ظہر لی تخریجہا
من اصل آخر الی آخرہ ورایت الامام ابن جزری قال فی عرف التعریف فما حال المسلم الموحد من
امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاءہ
من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم وقال الحافظ ناصر الدین الدمشقی مثلہ فی کتابہ فی مولد
الہادی وقال الکمال الادفوی الطالع حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود ابن العماد ان
ابا الطیب محمد ابن ابراہیم السبتی المالکی نزیل قوص احد العلماء العاملین کان یجوز بالمکتب
فی الیوم الذی ولد فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقول یا فقیہ ہذا الیوم السرور اصرف الصبیان

فبعد عرفنا فهذا منه دلیل علی تقریره وعدم الکارہ وهذا الرجل کان فقیها مالکیا متفننا فی العلوم توفی
اخذ عنه ابو حیان وغیرہ ومات سنة خمس وتسعین وستمائة والقیام حین تذکر ولادته صلی الله علیه وسلم
بقصد التعظیم والفرح والسرور بقدوم سید الاولین والآخرین وجدھم من العلماء الاعلام وقد تذکر
جماعة باستحبابه عند ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم وفی مولد المدابغی رحمة الله جرت العادة بالقیام
اذا انتهی المداح الی ذکر مولده صلی الله تعالی علیه وسلم وهی بدعة مستحسنة مستحبة انتهی وتعظیمه واجب
کل مسلم ولا شک ان هذا القیام من باب التعظیم قال المؤلف والذی ارسله رحمة للعالمین لم تستطع
القیام علی راسی لفعلت انتهی بذلک لزلفی عند الله عز وجل والله الموفق للصواب [محمد سعید]

(۲) اس تحریر مذکور کی تصدیق فرماتی ہیں جناب مولینا عبد السلام جو حضرت غوث الثقلین
قدس سرہ کی مدرسہ میں مدرس اول ہیں اور بغداد میں لقب اونکا شیخ العلماء ہی اور حضرت نقیب
صاحب سجادہ کی استاد ہیں عبارت یہ ہی - اطلعت علی هذا الرسالة فرایتها صحیحة غیران من شک
فیها فهو مخذول حررہ مدرس الحضرة القادریة عبد السلام [عبد السلام] (۳) اور رقم
فرماتی ہیں تصدیق اس فتوی کی جناب مولینا بہاء الحق صاحب جو سلطان روم کیطرف سے حضرت
امام اعظم کی مدرسہ میں مدرس اول ہیں - تاملت فی هذه الرسالة فوجدتها مبنیة علی الایمان وواجب
بما تم الرسالة فطوبی لمن اعمل بهذه النصیحة الفائقة حررہ مدرس حضرت الامام الاعظم قدس سرہ عبدہ
بہاء الحق القرشی [الشیخ بہاء الحق] (۴) بغداد کی مفتی سابق مرحوم جنکی تفسیر روح معانی آٹھ جلد
میں چھپی ہی اونکی خلف رشید جو اپنی باپ مرحوم کی طرح عالم بے نظیر ہیں سید محمود شکری رقم فرماتی ہیں
لقد تشرفت بمطالعة هذه الرسالة فرایتها مشتملة علی نصوص العلماء الاجل شاہدة لمؤلفها بانه حاز الفضل
کتبه الفقیر الیه تعالی الوسی زادہ السید محمود شکری [السید محمود شکری] (۵) مفتی حال بغداد جنکی
بیمارتھی بناء علیه اونکی فرزند مولینا جمیل صدقی تصدیق فتوی ہذا رقم فرماتی ہیں - قد نظرت
الی هذه الرسالة الجلیلة فرایتها باحقاق الحق کفیلة وکیل المدرس فی المدرسة السلیمانیة زهاوی
زادہ جمیل صدقی [جمیل صدقی] (۶) مفتی بغداد کی مینشی میں کام کرنے والی جو جمیع احکام

شرعیہ میں فتوی دیتی ہیں تحریر فرماتی ہیں - اقول هذه الرسالة حریة بالقبول والمرتاب فیها الا معزول
ومخذول - [حسن الوہاب] (۷) مدرس حضرت غوث الثقلین جو دوسری مدرس ہیں
فی الحال جو بغداد کی آفندی ہیں مدرس اتفاقی ہیں لکھتی ہیں - قد طالعت او الفیت هذہ الرسالة حریة
حریة بالقبول یا بطلا بطلت توفی الرسل تباً سیدا او مرشدا با صغول المدرس الثانی فی حضرة الشیخ
الکیلانی زادہ سید عبد اللطیف [عبد اللطیف] (۸) علی آفندی ترک جامع حسن پاشا کے
مدرس رقم فرماتی ہیں - وجدتها مشتملة علی القول الصحیح لا یرتاب فیها الا معاند متعصب
حررہ مدرس جامع حسن پاشا علی [علی] یہ فتوی بغداد شریف کا ماہ جمادی الاولی سنہ تیرہ سو چار
ہجری میں آیا تھا تبرکا نقل کیا گیا اور جسکو زیادہ تر تحقیق منظور ہو کر اجماع جمہور امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصا قرنا بعد قرن استحسان عمل مولد شریف پر معلوم کری وہ فتوی مطبوعہ حرمین بغدادی
جسمیں تمام علماء مصر وشام وغیرہ کی مہریں ہیں اب نقل کیجاتی ہیں مہرین علماء ہندوستان
کی جواپنی وقت میں فرد کامل تہی **انا لجملہ علمای فرنگی محل** سنہ بارہ سو مشتاد
ہجری میں محمد مصطفی خان صاحب کی مجمع مصنفات میں فتوی اونکا مطبوع ہوا تھا جسکو وہ سکی
مضامین بالتفصیل دیکھنی ہوں کتاب مذکور بہم پہنچا کر دیکھیں خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ مولد شریف کی
تعیین خاص مولہ و ربیع الاول کی ساتھہ فرض یا واجب تو نہیں فان البتہ بہت علماء و محدثین نے مستحب
مستحسن فرمایا ہی اور یہ بات کہ جو چیز قرون ثلثہ میں نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہی صحیح نہیں اور جب
کہ آیۃ کریمہ وتعزروہ وتوقروہ ہی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہ اہونا محفل میلاد
میں وقت ذکر ولادت شریف جو منجملہ افراد تعظیم ہے اچھی طرح ثابت ہو گیا یہ بدعت سیئہ ہرگز نہیں
احمدہ ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی عفی عنہ ۲ - محمد سعد اللہ عفی عنہ ۳ محمد لطف
عفی اللہ عنہ وعماہ ۴ ابو الاحیاء محمد المدعو بالنعیم ۵ ابو الحسن محمد صالح ۶ محمد عبد الوحید

۸		۹	۱۰	۱۱
ابو البقاء محمد عبد الحکیم ۱۲۳۰	حفیظ اللہ ۱۲۲۲	نعیم اللہ ۱۲۴۷	علی محمد ۱۲۶۲	محمد عبد الحلیم ۱۲۶۶

ازانجملہ علمای دہلی و بریلی و رام پور افغانان واضح ہو کہ محفل مولد شریف اور قیام

کی جواز مین ایک کتاب غایۃ المرام مطبع علوی کلان کوٹہی مین واقع سنہ یکہزار و دو صد و ہفتاد
ویک مطبوع ہوئی ہی اوسمین علماء و فضلاء دہلی و بریلی و رام پور وغیرہ چند مقامات کی علماء معتبرین
کی فتوی جمع کر کی چہاپی ہی اور چونکہ سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی بہی استحباب
محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکہتی تہی اور رئیس مسلمان اسلام کی تجمل اور احتشام کا سبب ہوتا ہی
رئیس المسلمین اور زین المسلمین سمجہ کر اونکی مہر بہی علماء دہلی کی مہرون کی ساتہہ کرائی گئی تہی اور
شاہ ولی اللہ صاحب کی پوتے مولوی مخصوص اللہ صاحب مرحوم بہی اوسوقت زندہ تہی اونکی
مہر بہی استحسان محفل مولد شریف پر کرائی گئی جسکو ہر عالم فاضل کی تحریر حرفا حرفا بالتفصیل دیکہنی
منظور ہو وہی اصل کتاب بہم پہنچا کر ملاحظہ کری اوس مین محفل مولد شریف کو مع جمیع تعینات مروجہ
مثل قیام و تقسیم شیرینی وغیرہ جائز بلکہ مستحب لکہا ہی ایکسو بائیس صفحہ کی کتاب ہی اوسکی صفحات
متفرقہ پر جو مہرین اور دستخط مزین ہین اون سب کو مجتمع ایک جگہ نقل کرتا ہون مگر صرف
علماء کی دستخط اور مہرین ہین ہر عالم کا نام ایک شکل مربع مین مندرج کرتا ہون ٭

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی
ابو ظفر سراج الدین سلطان محمد

حکیم احسن اللہ خان صاحب وزیر — عبدہ احسن اللہ
صدر الصدور — محمد صدر الدین
مدرس اول مدرسہ دہلی — یا احد سید محمد
عالم فاضل کہ بلفظ حکیم در دہلی معروف بود — محمد امام الدین خان

قاضی احمد الدین خان صاحب — احمد الدین خان
قاضی محمد علی صاحب — حسبنا محمد علی درد امام درجان ماں
فقیر احمد سعید
محمد عمر
محمد مظہر

محمد کریم	دین محمد در فرید آمدہ	دستخط مولانا حیدر علی صاحب مصنف منتہی الکلام	دستخط مولوی داد ار بخش صاحب	دستخط مولوی حسن الزمان محمد عفی عنہ

محمد عزیز الدین	سید تفضل حسین	رضی سید یعقوب علی	محمد رضا علیخان	محمد اللہ مخصوص	احمد حسین
میر محمود علی	غلام حسین	محمد عبد الواحد	محمد لطف علیخان	در شہر علم محمد علی	جلال الدین محمد کمال
طالب المولی مذکر	عمدۃ العلماء مرجع متین مفتی مولوی محمد شرف الدین	محمد یعقوب علی عفی اللہ عنہ	یا حافظ	کریم نبی	واللہ یوید وینصر من یشاء
عبد الکریم	عبید اللہ ولد محمد رفیع اللہ	فخر العلماء محمد عبد الجامع خان	ان اللہ جمیل یحب الجمال	محمد عبد العلی	علی حسین
محمد لطف اللہ	نور النبی	محمد عبد اللہ	علی الدین	آل نبی	مقصود علی
حسین حافظ شریف	شد از ظہور حسن علم و عدل اشہر	سبط محمد گل باغ جاوید	نظام الدین احمد	محمد علی خادم العلماء	وزیر علی
مولانا محبوب علی شاہ علی خلف	آمدہ تاج محمد عالم علی	مت محمد سلامت اللہ	دستخط فضل رسول فاضل بدایونی	سید بشیر علی امروہوی	مولوی داد ار بخش
حسن الزمان	محمد فضل حق	رفیع اللہ	محمد جلال الدین	وحید الدین	محمد فضل اللہ
فضل حسن	محمد عبد الحق	محمد حیات	محمد خلیل الرحمن	ولد مولوی سید احمد محمد حیات	[illegible]

اہل سنت والجماعت خیال فرماویں کہ ان دو نو فتوی متاخرہ میں ہندوستان کے کیسی کیسی علما جلیل القدر
مثل مفتی سعد اللہ صاحب و مولانا تراب علی صاحب و مولانا سید محمد مدرس اعلی و مولانا فضل حق و مولانا محمد حیات
و مولانا حیدر علی مصنف منتہی الکلام و مولانا سلامت اللہ و مفتی صدر الدین خان صاحب و مفتی
شرع متین مفتی شرف الدین صاحب استحسان محفل مولد شریف پر مہر فرما رہے ہیں اور بہتی اسوقت
کی علماء ہندوستان کی مہرین نہین کرائین علماء سلف کی نقل ہماہیر پر اکتفا کیا اب یہ خیال کرنا چاہیے
کہ اس نسخہ میں بہتی جسقدر علماء عاملین اور فضلاء کاملین کی نام ذکر کیے اگرچہ یہہ جمیع آقالیم شرقی
و غربی جنوبی و شمالی کی تمامی علماء و فقہا کی نام نہین اگر اون سب کو جمع کیجی تو اللہ اکبر ایک دفتر
بنتا ہے کماقال ؎ گر آن جملہ را سعدی املا کند ٭ مگر دفتری دیگر انشا کند ٭ یہہ تو
چند مقامات کی چند علما کا تذکرہ کیا گیا ہی لیکن یہہ بھی کیا کچھ کم ہے اللہ تعالی کی عباد صالحین
کا ایک جمہور کبیر اور جمع غفیر ہے بس بموجب فرمانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکا اتباع اہل
سنت کو لازم ہی کہ فرمایا آپ نی اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار اسکی تحقیق سابقا
محدثین سے ہم نقل کر چکی ہیں وہان دیکھو معنی یہہ ہین کہ پیروی کرو بڑی جماعت کی جو جدا ہوا اون سے
وہ پڑیگا آگ مین یعنی جب اختلاف واقع ہو علماء مین تو جسطرف اکثر مسلمین ہیں ادہر عمل کرو یہ تو
حدیث ہی اب فقہ کا مسئلہ سنو علامہ شامی نی جلد ثانی شرح در مختار باب صدقہ الفطر مین تصریح
کی ہی فان بلغ المانعین جمع یسیر والمجوزین جم غفیر والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور نیز جلد اول رسم المفتی مین
لکہا ہے فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بہی اس دلیل کو
حق جانتے ہین چنانچہ مصباح التراویح مطبوعہ مطبع مجتبائی کی صفحہ ۵ مین لکہتی ہین اتفاق اکابر
وتسلیم اونشان یا جم غفیر از ونشان نیز دلیلی است الی آخرہ اور مولوی اسمعیل صاحب بہی تذکیر الاخوان
کی فصل سادس مین کتاب سنت اجماع و قیاس مجتہدین کا ذکر کر کی اوسکی بعد لکہتی ہین ہے اور
کوئی مولوی مشایخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالی تو اوسکا کیا ٹہکانا مگر ہان اگر اکثر

اس عبارت سے بہی صاف ثابت ہی کہ کسی مولوی مشایخ کی نکالی ہوئی بات کو اگرچہ سارا جہان
متفق ہوکر نہ مانی مگر اکثر دیندار محقق اوسکو مان لین تو وہ بہی حق اور معتبر ہے بس اس مسئلہ میں مولوی
اسمعیل صاحب اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب تابع فقہا اور محدثین کی ہین کہ مسئلہ مختلف فیہ مین محقق جو جانب
اکثر علماء دین کا ایک جانب مین دلیل حقیت کی ہی یہ مسئلہ خاص انہی کی زبان سے ہمنی سنو اب گر
موقع استحسان مولد شریف مین انکی تابعین ہین دلیل ہی باہر معنی لکھین تو ہم ان لوگون پر کچھ جائز
ہو کر موکل نہین ہوی کہ انکی ال زبان کو امر حق کی طرف جبراً پہیر دین خود حضرت ہادی انام علیہ
الصلوۃ والسلام کی بہ نسبت یہہ ارشاد ہی لست علیہم بمصیطر اور دوسری جگہہ فرمایا انک لا تہدی
من احببت ہمارا ذمہ توضیح امر حق تہا وہ کر چکی جس لفظ کی قید مولوی اسمعیل صاحب نے لگائی ہی یعنی
دیندار متقی پرہیزگار ون ہی جواز محفل مولد شریف ثابت کر چکی مثل امام ابو شامہ و ابو الخیر سخاوی
و ابن جزری و سیوطی و قسطلانی وغیرہم جنکی نام تاسعہ مین بہی لکہی ہین اور جو شخص شاہ ولی اللہ صاحب
کی سلاسل طریقت اور اسانید علم حدیث سی واقف ہوگا اوس پر یہہ بات مخفی نہین ہوگی کہ ان
مجوزین مولد شریف مین وہ علماء بہی بہت ہین جو شاہ ولی اللہ صاحب کی مشایخ حدیث اور شیوخ
طریقت کی پیشوا ہین پس خوب تحقیق کو پہنچا چکی ہم یہہ بات کہ مولد شریف کرنا جم غفیر سے ثابت ہی
اور یہ مضمون بہی حدیث اور فقہ سی اور انکی علما مستندین سے ثابت کر چکی کہ جو چیز جم غفیر سے ثابت ہے
وہ معتبر اور ماخوذ بہ اور معتمد علیہ لازم الاتباع ہی جب دونو مقدمہ صحیح ثابت ہو چکی تو یہ بخوبی ثابت ہو گیا
کہ مولود شریف کرنا معتبر ماخوذ بہ معتمد علیہ لازم الاتباع ہی والسلام علی من اتبع الہدی ٭

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

یا اللہ میں تیرا بندہ ہون تو سمیع و علیم ہی سنتا ہی جمیع اقوال کو جانتا ہی دلونکی حوال کو نہین
لکہی مینی یہ کتاب مگر اہلسنت کو افراط و تفریط جا نہین ہی دور ہو ہر فریق اپنی غلو و تعصب سے نفع ہو
اگر حضرات مانعین پر بباعث تکفیر و تفسیق اہل ایمان چند تنبیہات ہین تو طرفانی کو بہی اصلاح
نیت تصحیح اعمال کی فی ہدایات بنیات ہین اور مینی کیا مینی اپنی جمیع مسائل و دلائل کو اون علماء

مقبولین کی دلائل و اقوال ہین کہ وہ دنیا مین کالبدر المنیر مشہور ہین اور کتابون مین انکی ان ملکون مین
جا بجا موجود اور حوالہ دی چکا ہون مین ہر ایک مسئلہ مین تصانیف سلف صالحین کا پس میرا جو
قول ہے وہ فی الحقیقت اونہی مقبولین کا قول ہی یا اللہ اون مقبولین کے توسل سی قبول کیجو یہ
یہ کتاب اور کیجو اسکو نور یقین کے لیے فصل الخطاب یا اللہ اس کتاب کی ہر دلیل مظہر الحق اور شک مین
پڑی ہوؤنکو دافع الاوہام ہو یہ کتاب تسکین بخشی براہین حقانی سی راحت قلوب مستہام ہو یا اللہ میری
کل رسائل مغفرت کی ہسایل اور یہ انوار ساطعہ میری گور کا چراغ ہو میری قبر بہار جنت کا
باغ ہو ای ناظرین انوار ساطعہ کہو تم میری اس دعا پر آمین یا رب العالمین آمین صلی اللہ تعالے
علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ❊

نو چہارم مین تقریظات شریق ہین جو اس عصر کی فضلاء نامی نے تحقیق اور بعض احباب شفیق نی رقم فرمائی ہین

علیگڈہ صورۃ ما قرظہ ورقمہ الامام الہمام الصلہام المقدام رئیس الفضلاء عریف العلماء الذی
ذاع صیت فضلہ فی بلاد الاسلام عجما وعربا وشاع شرقا وغربا المشتہر بالالسنۃ والافواہ مولینا
محمد لطف اللہ مد اللہ ظلال افضالہ وابقاہ ❊

الحمد للہ الذی تخضع لہ النواصی ویطیع حمدہ کل مطیع وعاصی والصلوۃ والسلام علی من بعث داعیا الی الدانی
والقاصی وعلی الہ وصحبہ الذین حجروا الناس عن سلوک طریق الضلال وارتکاب المعاصی وبعد فیقول
العبد المبتہل الی اللہ محمد لطف اللہ حشرہ اللہ تحت لواء رغبۃ النبیہ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ و
ابیہ قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ الشریفۃ والصحیفۃ اللطیفۃ فوجدتہا بحرا یخرج منہ اللؤلؤ والمرجان وجنۃ فیہا
فاکہۃ ونخل ورمان وسمیتہا انوار ساطعہ مرحبا فیہا التحقیق الانیق رائقۃ کیف لا ومؤلفہا
من ہو فرید عصرہ ووحید دہرہ الذی علمہ وسیع وشانہ رفیع اعنی مولانا محمد عبد السمیع حرس
ذاتہ واسعد اوقاتہ ـ ومضمونہا ذکر ولادۃ سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء والمرسلین

حبیب رب العالمین علیہ من التسلیمات افضلہا ومن التحیات اکملہا فہذا ذکر لا یخفی علو شانہ و
رفعۃ مکانہ یحیط رحمۃ ربنا الاعلی بمکان یتشرف الناس فیہ بہذا الذکر الشریف وتحف الملائکۃ
مجلسا یجدون فیہ بہذا البیان المنیف اما طریق الفاتحۃ التی ہی من الرسالۃ لائحۃ
فلیس فی استحسانہا ارتیاب اذ ہی لایصال الثواب الی الاموات الذین یتوقعونہ من الاقرباء
والاحباب اما ما احدثہ السفہاء فیہا من الامور المنہیۃ فلا یحکم بجوازہ احد من العلماء المتبعین
للشریعۃ السنیۃ للبہ ومؤلف الرسالۃ فانہ قد اختار ما ہو مختار الاخیار وآثر ما ہو المأثور عن الہیا
ہذہ الاحبار ہذا والحمد لمن منہ الابتداء والیہ الانتہاء والصلوۃ والسلام الاتمان علی سراج ل
المخلوقات لنورہ ورحمۃ للعالمین ظہورہ ❊

سہارنپور صورۃ ما نمقہ وہذبہ مولنا المخدوم المطاع امام الفضلاء بلا نزاع المعتصم الاکرم اعظم
والمعظم الافخم المالک لازمۃ حقائق المعانی والبدیع والبیان سباق الغایات فی مضمار
کشف المعضلات یوم الرہان مقدام الجہابذہ استاذ الاساتذہ الذی زان وجودہ الزمن
الحاج المولوی فیض الحسن خصہ اللہ تعالی بجزائل منحاتہ وجلائل المنن ❊

لقد وردت علی رسالۃ کریمۃ مشتملۃ علی انوار ولمحات قد امعنت فیہا امعانا بلیغا فوجدتہا کافیۃ
وافیۃ واقعۃ علی حسن الاجابۃ وجودۃ الاصابۃ وسعۃ النظر فی الکتب حیث تمسک فیہا باقوال
العلماء الاعلام وتحریرات عمائد الاسلام والزم المنکرین بما قال بہ مرشدوہم وآمن بہ
معتقدوہم آنہا قرۃ لعیون المخلصین وسخنۃ لاعیان المنکرین والحق فی ہذہ المسئلۃ انہ لا بأس
بہ وان یتمسک بما قیل ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وینسب ہذا القول الی عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فہو مندوب مستحب من جاء مجلسہ فلہ ان یقوم ان قام سواد الآخر
فلا وہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور وقال
انہ بدعۃ فہو بدعۃ حسنۃ وقد ذکرت فی اثبات البدعۃ الحسنۃ وتخصیص کل بدعۃ ضلالۃ بحثا
طویلا فی شرحی للمشکوۃ ـ کتبہ الفیض السہارنپوری ❊

قصور ضلع لاہور - صورۃ ما رسمہ الصوفی الصافی المثبت النافی الاصولی المناظر النسول بقواطع الآیات وسواطع السنن المحقق المدقق المجادل بالتی ہی احسن الفاضل الکبیر مولانا ابو محمد **عبد الرحمن غلام دستگیر** سلمہ القوی القدیر

مسمیا حامدا مصلیا فقیر کی ایک دینی دوست کرمفرما سے تحریک تقریظ لکھنے کتاب **انوار ساطعہ فی بیان المولود والفاتحہ** کی واقع ہوئی اور فقیر ایک پنڈت آریا مقیم امرتسر کی رسالہ تکذیب براہین احمدیہ کی بہتانات و ہذیانات کا جواب لکھ رہا ہے طبیعت کو اوسطرف بہت مصروفیت ہی اسلئے اسوقت اسیقدر لکھ سکتا ہون کہ فقیر نے اخبار عربی شفاء الصدور مطبوعہ پانچوین دسمبر سنہ اٹھارہ سو پچاسی عیسوی مین جناب مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم و مغفور سہارنپوری کی عبارت دیکھی ہی انھون نے اس رسالہ کی عمدہ تعریف و توصیف لکھی ہی اور میری گمان مین مولنا موصوف مرحوم اکابر علماء ہندوستان سی تھی اور بڑی بڑی بزرگوار صوفیہ کبار کی فیض سی فیضیاب تھی اونکی تعریف سی اس رسالہ کا موصوف ہونا کافی ہی اور مغنی ہی فقیر جیسی بی بضاعت کی توصیف سی مہذا فقیر خود محفل مولد شریف کرتا ہے اور ایصال ثواب بارواح موتی کو کفر سیئات سمجھتا ہی اللہ تعالی ابناء زمان سے اختلاف کو رفع فرمائی آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعترتہ اجمعین فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ

واضح ہو کہ یہ مولوی غلام دستگیر صاحب وہ ہین جنکی تعریف مین خود مولف براہین قاطعہ نے وقت اقامت ریاست بہاولپور یہ عبارت لکھی تھی (حامی دین متین تارک اساس المبتدعۃ والضالین مولنا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر قصوری ادام اللہ فیوضہ الی یوم الدین) چنانچہ یہ عبارت ضمیمہ رسالہ تصریح الجنات فرید کوٹ کی صفحہ ۳ مین موجود ہی کمال انصافی ہی کہ مولف براہین قاطعہ نے مضامین انوار ساطعہ سی مونہہ پھیرا اور اوسکی تسلیم ہوی عالم ربانی نے جنکو وہ خود حامی دین

لکھتا ہی کتاب انوار ساطعہ کو حرفاً حرفاً ایسا قبول کیا کہ اوسکی مسائل کا طرفدار ہوکر مولف براہین قاطعہ مذکور کو مع اوسکی حمایتیان علماء دیوبند وغیرہ واقعہ مین تیرہ سو چھ ریاست بہاولپور مین شکست فاش دی جو تمام اخبارات مین چھپکر مشہور ہوچکے ہیں

ریاست رامپور معروف ازان افغانان - صورۃ مارقمہ البحر القمقام النحریر الہمام تاج المحدثین سراج المتفقہین الادیب المصقع المتکلم النبیہ العارف المحدث المفتی الفقیہ جامع الشریعۃ والطریقۃ مجمع البحرین مولنا **محمد ارشاد حسین** صانہ اللہ عن کل شین

الحمد للہ سبحانہ وتعالی حق حمدہ - والصلوۃ والسلام الاتمان علی خیر رسلہ وعبدہ وعلی آلہ مع الاصحاب الہداۃ الی مناہج رشدہ + وبعد فانی قد طالعت ہذہ العجالۃ النافعۃ + والعلالۃ الرائعۃ + التی یفوح منہا روائح مسک الاخلاص النبویۃ + ویلوح بہا والبۃ الطغام الغافلین من الرتبۃ المحمدیۃ + فالفیتہا مملوۃ من الفوائد الخریدۃ الشریدۃ + والعوائد الفریدۃ العریدۃ + مؤسسۃ براہینہا علی الحق الصراح + مؤیدۃ مضامینہا بالصدق القراح + لم یأل مولفہ العلام جہدا فی اصابۃ الحق المبین + وابانۃ غوائل غوایۃ المنکرین + بہا کشفتہم الکواشف + وکشفت وجوہہم الکواسف + وضاقت علیہم الحیل + وعیت بہم العلل + ولعمری لا وجہ لاصرارہم علی التنکیر الا الداء العضال الذی عمہم فاعمی ابصارہم + فاضاعوا فی طمس اغمۃ الرحمۃ واشاعۃ مآثر معدن الرسالۃ اعمارہم + ولم یاتوا بشیء یتعلق بہ الفہم السلیم + ویتسلی بہ العقل الفہیم + ولا یاتون بہ ولو جاؤہ بہ من حسبہم ونسبتہم ویکون بعضہم لبعضہم ظہیرا + والاجدران لانفسہم ولو القوا معاذیرہم فی تشدید التنکیر یکن اللہ سبحانہ معوانا ونصیرا + الم یعلموا ان التنکیر لہذا الامر المبین رشدہ یئول الی اساءۃ الادب + والخوض فیہ یہلک ویخرب ظلمۃ ودرمولفہا النقاد + حیث اطاب واجاد + واتی بالحق الصریح + ومیز الباطل عن الصحیح + جزاہ اللہ سبحانہ عن طالبی الحق المبین + واللہ سبحانہ الموفق والمعین +

وانا العبد الراقم المحتاج الی رب المشارقین + محمد ارشاد حسین + عفی عنہ وعن اسلافہ فی الدارین

رامپور ایضاً صورة ماہذبہ وشذبہ الفاضل الخبیر الفاضل البصیر الجلیل الشہیر الجمیل الجہبذ کشاف دقائق المعقول حلال حقائق المنقول مولنا محمد اعجاز حسین رفع اللہ درجاتہ فی الدارین - احمدک یا من جلت قدرتہ وعظمت ہیبتہ وظہرت صنعتہ الباہرة وعلت جلالتہ القاہرة ارسل رسولہ بالحق بشیرا ونذیرا واحیا الی الحسنات قمرا منیرا واجل انعقاد مجلسہ میلاد منطوق النص ورفعنا لک ذکرک ورغم انف من ترک القیام عند ذکر میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم الثابت بنص تعزروہ وتوقروہ والصلوة والسلام علی خیر الانام الی یوم القیام وعلی صحبہ البررة الکرام واہل بیتہ العظام وبعد واخوای عقیدت انتمای ذوی الافہام عاشقین سید الانام کی ہو کہ عالم باعمل فاضل اجل قامع بدعت جامع سنت حبر محقق بحر مدقق حقائق آگاہ دقائق پناہ قدوة السالکین عمدة الکاملین زبدة علماء وکیع مولوی محمد عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالی سبحانہ نے ایک تقریر پرتاثیر اور تحریر دلپذیر یعنی کتاب لاجواب اور صحیفہ لطیفہ انتخاب یادگار خلف وسلف مضمون فائقہ مسمی بانوار ساطعہ فی المولود والفاتحہ تصنیف کرکے ہر خاص وعام کو اوسکی فیض سے شادکام کیا چنانچہ ایک نسخہ اوسکا پاس راقم الحروف کے بہونچا تخیف نے وہ کتاب من اولہ الی آخرہ بالتفصیل دیکھی واہ واہ سبحان اللہ کیا عمدہ طرز جواب اور طریقہ آداب جاری رکھا ہے اور کلماتکا برتنقیدیان گروہ مخالفین سے جنکی مخالفت اونپر حرام ہے جواب مین تمسک کیا ہے مصنف نے حق جواب دندان شکن کا ادا کرکے دریا ہے نور الانوار الساطعہ بہا کر نہر لمعات کی کھولدی اسپر بھی اگر پیاس تشنگان میدان مخالفت کی باقی رہی تو خدا حافظ ؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ میدارد سکندر را ✲ وکلہ در المجیب فذاک جواب عجیب وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین فقط وانا العبد ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ والمسلمین بحق [illegible]

خاتم النبیین +

بریلی صورة مارصعہ الطمطام الغزیر والصلہام الکبیر مفحم المناظرین مسکت المجادلین مروج عقائد اہل الحق والدین قالع اصول المتبدعین فرید العصر وحید الزمان مولینا محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ العزیز الرحمن مع صان عن نوائب الزمان وخص بلطفہ ماتعاقب الملوان - انوار ساطعة سطعت من ہذا بدر الایمان + واقمار لامعة لمعت من سینا صدر الایقان + فدارت وسارت + ونارت واثارت + والی البر تدلت + وعلی البحر تجلت + فہیجت عبابا + فہیأت سحابا + فہنات بقاعا + جنات ذفاعا + وارسلت عرفا + وعصفت عصفا + فحملت وقرا + فاجرت یسرا + فقسمت امرا فاقطرت قطرا + فامطرت مطرا + ان الحمد للہ رب العالمین + والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین + رب صلاة وسلاما + یعقدان دواما + مجالس الانس + فی حظائر القدس + بتجیل مکانہ + ویقومان قیاما + لوعة وغراما + فی مجامع الاملاک + ومحافل الافلاک + بتعظیم شانہ + وسقی اللہ ذو الجلال + بزلال الافضال + تربة من قال ؎ قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب + علی فضة من خط احسن من کتب + وان ینہض الاشراف عند سماعہ + قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب + وقلت مضمنا + سواد عیون العین عین سنا ذہب + ولوح نحور الحور لاح کما یجب + فان یحل جبریل لقال اولو الادب + قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ✲ علی فضة من خط احسن من کتب

یقوم بحق المدح قوم فلا بہ		نود وقم بالوجد قومتہ وآلہ
فحق خضوع الوجہ رغما لکارہ		وان ینہض الاشراف عند سماعہ

قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

ولیعد + فاستمع یا سعد + ان الذی لا قبل لہ ولا بعد + قد قضی قبل خلق السماء

فما فیہم رشید الصدق الا + رضیع او تبیع او غلام + فما سمنی تجاوزہم ولکن عسی الحنان یہدی من یشاء + ہذا وان من ادرکت الجنود + مہلکی العنید + فی الزمان الموجود + اخانا فی اللہ ذو الفضل والجاہ + والقدر الرفیع + والفخر البدیع + والعلم الوسیع + والحلم الوکیع + والمجد المنیع والمجد السنیع + مولینا المولوی محمد عبد السمیع صین عن کل شنیع + وفرع وقلیع + کل مسار وسطیع + فانی وقفت علی بعض مالہ من لطائف الکلام + فوجدت جملۃ دافع الاوہام وراحت القلوب نہج محبوب + انوار ساطعہ وحجج قاطعہ فالہیہ بجزیہ الجزاء الحسن بمنحہ المنح ومنہ المحن + والحمد للبقی المسرو العلن + والصلاۃ والسلام علی السید الامن + وآلہ وصحبہ محاۃ الفتن + وحماۃ السنن + وہداۃ السنن + ماطلع سہیل من الیمن + قالہ بفمہ + ورقمہ بقلمہ + عبدہ الفقیر + الذلیل الحقیر + عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری + البرکاتی البریلوی + غفر اللہ لہ + وحقق املہ + واصلح عملہ + ولم شعثہ + وفی بالصلحاء بعثہ + آمین

بدایون — صورت ما زینہ نبراس المومنین منور الاسلام والدین کاشف الظلام کالبدر التمام وداعی الانام الی سبل السلام الزاہد المتورع العابد المتبرع جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ کاشف المکنونات الخفیۃ مولینا الحاج المولوی عبد القادر لازال بالمعالی والمفاخر — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رسایل راحت القلوب ودافع الاوہام وانوار ساطعہ وغیرہا مولفات حضرت بابرکت عاشق اذکار جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحامی دین قویم وصراط مستقیم حاج الحرمین الشریفین فاضل نامی ومتورع گرامی مولینا محمد عبد السمیع صاحب زاد برکاتہم کہ ہم در فضایل وکمالات جناب حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف تالیف فرمودہ اند وہم در دفع اوہام منکرین مجالس اذکار شریفہ ودیگر امور مثوبات لطیفہ نمودہ اند مطابق وموافق تحقیقات جمہور محققین از فقہاء ومحدثین اند منکران کہ براہ خدیعت وخیانت کہ شعار طوائف اہل ضلالت ست ...

بران گوش فرو نہند وسعادت اتباع جمہور ائمہ دین را از دست ندہند حق سبحانہ مولف ممدوح را برکات دارین عطا فرماید وخاتمہ فقیر وجملہ اہل اسلام بخیر نماید آمین
حررہ الفقیر احقر الطلبہ عبد القادر عفی عنہ —

بمبئی صورۃ ما افادہ العلامۃ الکبیر والمعظم الغزیر محقق العلوم العقلیہ مدقق الفنون النقلیہ الشیخ الاجل الابجل بحر الاوحد الاکمل الصوفی المقتفی باثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا الحاج المولوی عبید اللہ الحنفی القادری البدایونی البدایونی المدرس الاعلی للمدرسۃ المحمدیہ الواقعۃ فی بلدۃ بمبئی خصہ اللہ دائما بفیضہ الجلی والخفی — بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للمنیر انار الحق لاہلہ فغدت انوارہ علی منار الہدی ساطعہ + ومنور نور الصدق بتنویر ابصار اولی الابصار فاصبحت مصابیحہ من مشکوۃ صدورہم لامعہ + والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد مفتاح خزائن العلوم الذی اشاراتہ لکنوز الحقائق فاتحہ + ومصباح فائق الفہوم الذی تری الافہام بلمعاتہ دقائق المعانی علی صفحات البیان لائحہ + وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا مہجہم الکریمۃ لتنقیح الدین فتباہجت روضتہ منمنۃ یانعۃ + ورتبت بمساعیہم الجمیلۃ شقائق الحقائق فتراہا تتزہو علی ربا الاسلام رائقۃ رائعۃ + اما بعد فانی قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الصحیفۃ الشریفۃ + وسرحت نظری فی مضامینہا العجیبۃ اللطیفۃ + فوجدتہا تالیفا کاسمہا انوارا ساطعہ + ورایت نجوم الہدی من بین اسطارہا طالعہ + تہدی الی الحق لکل ضالۃ غویہ + وتہدی الصواب الی کل ذی فطرۃ سویہ + ما من مسئلۃ الا وترکتہا واضحۃ جلیلہ + ولا من معنی الا وکستہ ببیانہ الحلی حللا سندسیتہ + جمعت من المطالب رعی اللہ منشئہا کواکب دریہ + ونظمت من المارب حمی اللہ موشیہا جواہر مضیہ + تہدلت افنانہا بفنون الفوائد + وتحت اغصانہا العمر ای العوائد + تقر بہجتہا النواظر ...

بنشر بهتها الخواطر ❊ كيف لا وهي روضة رضية مزهرة بازهار التحقيق ❊ وحديقة ندية منورة بانوار التدقيق ❊ طوبى لواردها موردا هنيئا ❊ وبشرى لناظرها منظرا سنيا ❊ فما لهولاء القوم عنها راغبون ❊ ويمرون عليها وهم عنها معرضون ❊ وقد حق لها ان تترنم على قضبانها بالقبول ❊ عنادل فهوم الفحول ❊ وبلابل العقول ❊ جزى الله ممهدها جزاء موفورا ❊ وجعل سعي منضدها سعيا مشكورا ❊ حرره واملاه ❊ العبد الاواه ❊ الراجي رحمة مولاه عبيد الله ❊ عفى عنه ما جناه ❊ وحماه بجاه ❊ عما لا يرضاه ❊ وسلكه فيما يحبه ويرضاه ❊

بعينه ايضا صورة ما قرظه العابد الزاهد المرتاض العارف المرشد الفياض هادي السالكين مرشد الناسكين المولوي الصوفي **السيد عماد الدين** الرفاعي النزيل بمحلة بهندي بازار اجرى الله فيوضه الباقية الصالحة الى يوم القرار ❊

الحمد لله الذي بعث رسولا في الاميين ❊ وفضله على الانبياء والمرسلين ❊ وجعل ميلاده رحمة للعالمين ❊ وانزل الفاتحة شافية للمومنين ❊ والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيدنا محمد شفيع المذنبين ❊ وآله الطيبين ❊ واصحابه المتهدين اجمعين ❊ اما بعد فرايت الرسالة النافعة

الانوار الساطعة في بيان الميلاد والفاتحة التي الفها الفاضل

الاجل المنيع ❊ المولوي محمد عبد السميع ❊ سلمه الله تعالى وجزاه خير الجزاء فوجدتها مشتملة على الادلة القوية ❊ والروايات الصحيحة الفقهية جعل الله سعيه مشكورا ❊ ونفع به المسلمين موفورا ❊ ومن انكر الفاتحة ومجلس الميلاد فهو من المتبعين المضلين تاب عليهم خير التوابين ❊ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين كتبه العبد المسكين السيد عماد الدين الرفاعي كان الله له كما كان لاسلافه ❊ وعفى عنه وعن والديه واخلافه ❊

حيدرآباد دكن صورة ما رقمه المنطيق الكيس الخبير النحرير الجهبذ البصير الناظم

الناثر المنشي الاديب المنطقي الفلسفي الحكيم الطبيب كثير التاليف جيد التصنيف **مولينا وكيل احمد** نائب صوبه شرقي دكن صانه الله ذو المنن عن نوائب الزمن وحوادث الفتن بسم الله الرحمن الرحيم ستايش مر شارعي را كه شارع عام شريعت را از خاشاك بدعت و هوا پاك رفته ❊ تا در فضاي اين گلستان هميشه بهار هزاران گل هدايت در شگفته ❊ و نيايش مر مفتي را كه قانون اسلام را در كشورستان قلوب اهل ايمان رائج فرموده ❊ و از ميامن فيوض اين معنى ابواب تحقيق كمالات بر خواطر آل و اصحاب بر كشوده ❊ اما بعد بنده درگاه احد وكيل احمد سكندرپوري مولدا و الحنفي مذهبا و النقشبندي مشربا ميگويد كه بر ضمير منير اشراقات تنوير ارباب فضل و هنر محتجب نخواهد بود كه از تراكم ظلام بدعت و هوى آفتاب هدايت را القدر تاريك نساخته كه طراني ذرات حقايق را بال افشاني از يا و ر نيارد و خاشاك افشاني صرصر اين وادي چندان بر طرق اسلام خس و خاشاك بيفشانده كه سالك مسالك شريعت را پا لنگ در نيايد ❊ روز افزوني قدر رواج اين سنگريزها كساد بازاري متاع جوهر تحقيق ❊ و وسوسه انگيزي خيالات اين موسوسان برهزني خانمان تصديق چه روزگار عبرت انگيز است كه حكمت دران در ضلالت افتاده اند ❊ و چه زمانه حسرت خيز است كه جهالت پروران در ابجات متين حكمت آماده حرفي نخوانده اند و بدعوي تحقيق رسيده اند ❊ معني نذر يافته اند و بدم كهنه تلاشي مضمون آشنا گرديده ❊ معاني كه بضابطه شريعت نبوي وفاق دارند به ابتداع آن قائل اند ❊ و امور يكه در تحت من سن سنة حسنة داخل اند بتحريم آن مائل اند ❊ كوتهي كه در مسالك اين وادي سلوك ورزد و نجاز هره كه از پاي مخائل و اوهام غابات اين خياني را در نوردد ❊ بحمد الله و منه مصنف اين انوار ساطعه چه سحر پرده ❊ و چه اعجاز دمي به پايه بيان در آورده ❊ كه از سطوع انوارش

بر دیده بی بصران بحکم خفاش درست آمد + و از لموع لمعاتش آب در چشمهٔ آفتاب می‌لرزد

الحق نور را با ظلمت تضادی تمام متحقق بود که چون تنویرات شعشعانی آفتاب از مشرق

نهایت پرتو انگیزان گردد + زلف لیلای لیل را چه یارا که باختراق بازی جمراتش

بال کشاید + مرغان اسولهٔ معترضان در چنگال اجوبهٔ این رساله صید بازی شهباز و

فروجکان نموده‌اند + و قامت اعتراض مانند خار سر نکشیده که جلادان توقیع از شمشیر

اشارت فرقش را نه بریدند + از گلچینیش خار و خاشاک بدعات بریده شد - و از لفظ

فرمایش گلشن کدهٔ هدایت شگفته + نخل فقاهت از ریشه دوانی معانیش در عمل

جوشنی اجتهاد + و گلبن شریعت از بهار افروزی نسیم کلامش در عطر ریزی ریاض

اعتقاد + از افتتاح فاتحه کلامش معنی فتوحات حاصل + و از نور باری یواقیت اسرارش

دیده کور سوادان عاطل + عیسی می مسائل از رگیش مشتعل احیاء علوم + و گنج کاوی

سینهٔ الهام زایش قفل کشای مخازن فهوم - شعلهٔ عاتش سرمه میز سواد دیدهٔ انوار

معارف فیه ضاتش منور قلوب اسرار + توضیح عبارتش تنقیح فرمای تلویح معانی - و منار

معانی مطالبش نور الانوار مواطن روحانی + دُر مختار معانیش بی بهاست + محیط

و بدعاست + کشاف طینتی بتیانش در مختصر بیانی الفاظ مطول فروش و کان مضمون

و فتوح غیب عساکر معانیش در ملک گیری طبل نوید گوی افواج معانی موزون + چون

تمدیح نثاری این رسالهٔ سترگ در پاس مقام اطناب سر فرود آورد اولی آنکه بدین دعا

اختتام توصیف کنیم + ع قبول خاطر اهل هدی باد فقط +

احمد آباد گجرات صورة ما سطره النحر الفهامه و البحر العلامه واقف اسرار المعقول

و المنقول کاشف استار الفروع و الاصول دافع جیش الاباطیل مشقت شمل الخاذیل

المدعو بمولوی **نذیر احمد خان** الرامپوری المدرس فی بلدة احمد آباد ابقاه الله

بالصدق و السداد علی الهدایه و الرشاد + بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد للخالق الذی

خلق نور نبیه اول جمیع المخلوقات فجعل منه الانبیاء و الصدیقین و الشهداء و سائر المکنونات

و ارسله آخر کل النبیین رحمة للعالمین و سخر له الملک و الملکوت و الارضین و السموات و

افضل الصلوات و التحیات علی خیر الانام الذی من علینا ببعثته العزیز العلام بقوله

فی کتابه المنزل المکرم الذی هو اقوم البینات و ادوم المعجزات و امر فیه بتحدیث النعمة

و اٰیة نعمة تساوی ولادته فذکرها انفرادا و اجتماعا بهیئة الاحترام و الاکرام کیف لا یکون

من الحسنات و العبادات و آله و اصحابه الذین عزروه و وقروه بانفسهم و جوارحهم

فبلغوا فی الدرجات الی اقصی الغایات و من بعدهم من محققی الفضلاء البطول و الکملة

الفحول اتفقوا اهلی ممر الاعصار فی الامصار علی احتفال ذکر ولادته و استحسنوا القیام

عنده علی الاقدام فنالوا البرکات المتوالیات اما بعد فانی طالعت هذا الکتاب اعنی

الانوار الساطعه فی بیان المولود و الفاتحه للعالم الافضل و الفاضل الاجل النحریر الرفیع

و البحر المنیع المولوی عبد السمیع طال الله بقاءه و رزقنا و ایاه لقاءه و رضاه و جزاه

الله عنی و عن جمیع المؤمنین الصالحین خیرا و کفاه الله اعداءه و حساده فوجدته

منورا القلوب المحبین سید المرسلین و دلیلا قاطعا لاثبات الفاتحه و میلاد خاتم النبیین

و برهانا ساطعا لاثباتهما علی المنکرین المتبعین غیر سبیل المؤمنین فلا تختفی ضیاءه الا علی

العنید الغوی الذی مقلته عمیاء و الاعمی الغبی الذی لا یری شعاع الذکاء فی وسط

السماء قال المتنبی فی الذی هو کذلک عاذرا له لما هنالک شعر و لو خفیت علی

الغبی فعاذره ان لا تراه فی مقلة عمیاء + فجدیر للمؤلف اللوذعی فی مقابلة مثل هذا

اهل العمه و الغی الغبی ان یسلک مسلک الشاعر الماهر المتنبی و ارجو من الله جل برهانه

و عظم شانه ان لا ینکر مضامین هذا الکتاب احد من العاقلین المنصفین المتادبین مع انکار

من جهلة المقلة التدبر و انظر علی الکتب من المنکرین لان المؤلف المقلم النحریر الفهام

اوضحها ایضاحا لا یاتیه الانکار و اظهرها اظهار الشمس بلاد الشرق و الغرب فی نصف

النهار واقام البينة عليها فصارت عند الازدحام كالجبال الراسيه ۰ وتصدى لدفع
الاعتراضات التي تفوه بها اهل البدعات السيئات فاجاب عنها باجوبة مرضية شافية
فلا يسع لمن له قلب سليم الا التسليم بالتكريم واما الذين اشرب في قلوبهم حب المكابرة
والمعاندة وكان دابهم اللداد والمضادة وديدنهم عن الحق الاستكبار وعن الهداية
الاستنكار فلا عجب ان يتنفروا عن مثل هذا التحرير الازهر ويستدبروا عن هذا التقرير
الاظهر والاطهر الا ترى ان الاشيم فاقد الشامة المسك الاذفر ولم يؤمن باعجاز
انشقاق القمر المعاند الاكبر فمن ضاهاه وتشابه قلبه كيف يتخلف عنه وضح هذا الاثر
وانكان احدهما الاصغر من الاخر اللهم احفظنا بلطفك القديم وفضلك العميم عن
مثل هذه الصنيعة الشنيعة اغفر لنا كل الخطايا والذنوب بذريعة حبيبك خير البرية
صلى الله عليه وسلم وارزقنا خلة خليلك لكاملة وامتنا على الخاتمة الحسنة وآخر
دعونا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين
قرره باللسان وحرره بالبنان المفتقر الى ربه القدير محمد نذير المعروف بنذير احمد خان
عفا الله تعالى عنه وعن والديه جم الخطاء والعصيان ۰

غازیپور رسوره ماحرره شامخ المكان باذخ الشان العالم الجليل والفاضل النبيل
الشريف النجيب الذكي المنابت طاهر الاغراس اللطيف النظيف جميل الشمايل طيب
الانفاس كنز المكارم معدن المحاسن جناب مولنا محمد ابو البركات لازال بالخير والفيض
والافادات - المنة لله الفتاح المنان الذي زين بالفاتحة القران ۰ وهو
نور الانوار الساطعه ۰ ورب الاقمار الطالعه + السميع العليم + الخبير المنعم القديم + والصلوة
على من هو اكرم اولاد آدم + وافصح مصالح العالم انه خاتم المرسلين ومولده
رحمة للعالمين ۰ وعلى آله الاصفياء الواصلين ۰ وعلى اصحابه الاتقياء الكاملين ۰
اما بعد فيقول العبد المفتقر الراجي رحمة رب البريات + محمد ن المدعو بابي البركات +

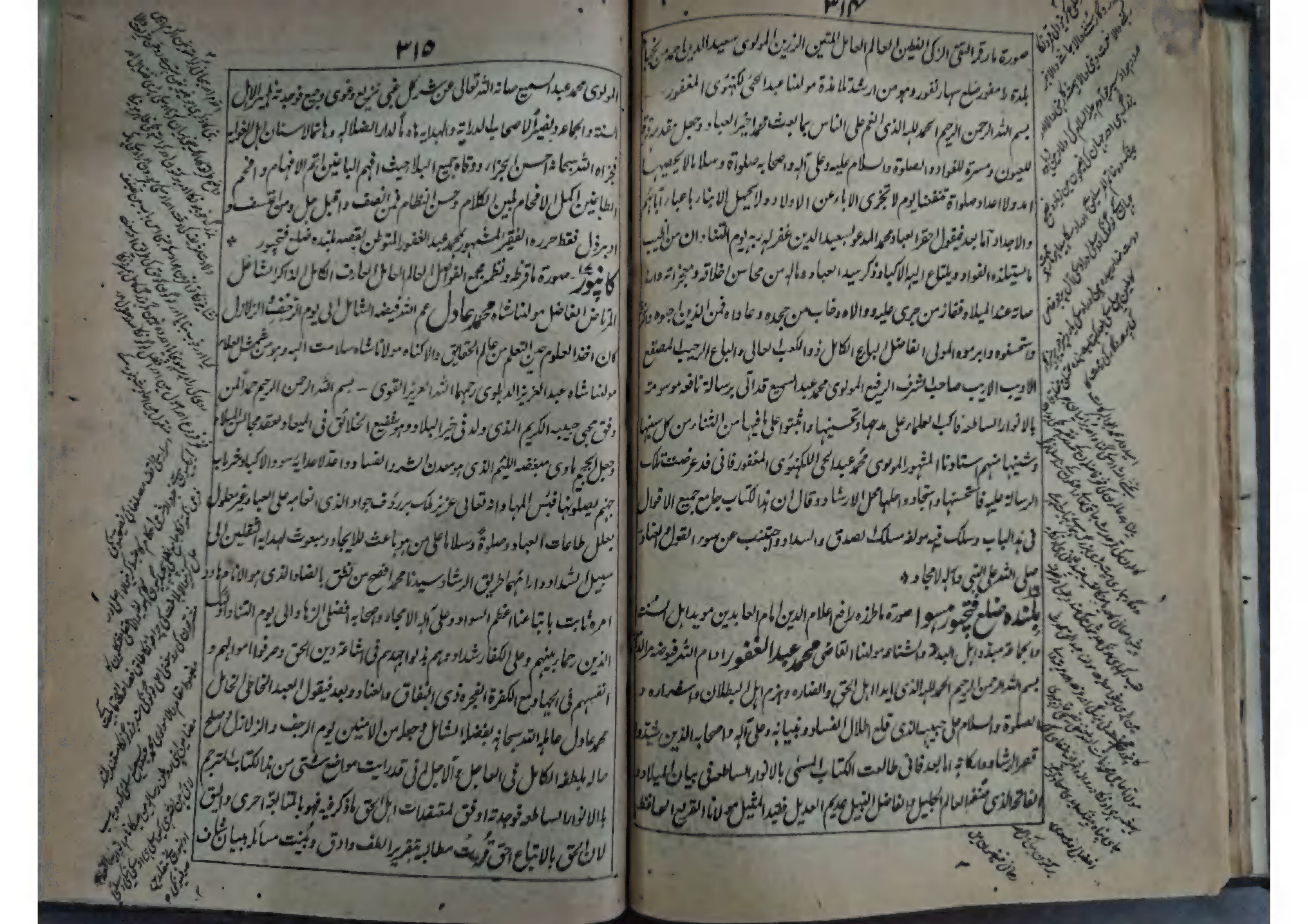
غفر الله ذنوبه والسيئات + ابن فخر العلماء + صدر الفضلاء + بدر الفقهاء + قمر الكملاء
سند الواعظين المحدثين + ناصر المسلمين + مولنا الاعظم + مقتدانا الاكرم + بحر المعاني
الملقب بالجنيد الثاني + المتبحر في اسانيده للاحاديث والتصوف الامام الهمام حضرت
مولانا عبد الحق محدث كانفوري عم فيضه ذو المجد والعز والجاه + المولنا الحاج محمد
امانت الله + الحنفي الغفيجي لازال بابه ملاذ الحنفاء الاشراف وجنابه مرجعا للاشراف
الاحناف ان افضل السعادات الابدية واكمل البركات الصمدية واقدم الفيوضات
الرحمانية واكرم الكرامات السبحانية ذكر افضل الانبياء صاحب الشريعة الغراء الملة الطريقة
الزهراء من فضائله الجليلة ومحاسنه النبيلة وظهور البركات والكرامات عند ولادته
الغريبة ومعجزاته وآياته اللطيفة فطوبى لمن صنف فيه واجاد وهدى الناس طريق الحق
سبل الرشاد وان هذا المولى الكامل فخر الاماثل في الفروع والاصول وصدر
الافاضل في المعقول والمنقول عليم باسرار الاحاديث النبوية خبير بدقائق المواعظ
المصطفية ضابط الاحكام الشرعية جامع النكات الاصلية والفرعية فاتح المغلقات
النقلية كاشف المشكلات العقلية مشكوٰة مصابيح البلاغة ضياء مشارق الفصاحة البراعة
سند الاعالي مستند ارباب المعالي ذو المقام الرفيع المنيع المولوي محمد عبد السميع فانه
قد اورد لها في رسالته اللامعة المسماة بالانوار الساطعه لله دره حيث سعى في اسعاف
مرام المتصوفين المقلدين واهتم في رد شبهات المنكرين الضالين واتى ما يناسبه المقام
باقوال العلماء الكرام وقدماء الاعلام بحيث لم يسمعها الاذان ولم يرها عيون الدهور
والازمان فوالله لقد انبسطت القلوب بمطالعتها وقرت العيون بمعاينتها الفاظها
بدور بازغة جملها شموس طالعة سطورها انهار التحقيق جداولها بحار التدقيق فيا معشر
الناظرين الطالبين الصادقين ان تنظموا ان تنتفعوا بها فاشمروا عن ساق الجد
اشتروها فانها خير لكم ان كنتم تعلمون ۰

چڑیاکوٹ صورۃ رقعہ الادیب اللوذعی والاریب الالمعی غواص بحار التحقیق سباق غایات التدقیق عالم صنائع الکلام عامل بدائع النظام التقی النقی الزکی الضابط الثبت الصدوق مولنا **محمد فاروق** مدظلہ العالی مدی الایام و اللیالی ۔ الحمد للہ رب الانوار الساطعہ + و نور الاقمار اللامعہ + والصلوٰۃ و السلام علی من اوتی الآیات الصادعۃ + والحجج القاطعہ + وبعد فان احسن ما یقصد و یراد والطیب ما یروم العباد + و یتلاقی ہواجر طلبۃ الاکباد + و یسابق فی منازلہ الرواحل اشد اسناد + و یوطا فی مراحل سعیۃ القتاد + و یستوطن فی ہواہ غوارب الرسم و ظہر الجیاد + و یجتاب لاجلہ البلاد + الشاسعۃ النائیۃ البعاد + ذکر سید العباد و العباد + خیر سلائل الخلیل و ابائہ و الاجداد + وسلالۃ انجال اسمعیل و ابنائہ الخفار الامجاد + من ذکر نسبہ خیر الانساب + و آیاتہ الحقۃ المدہشۃ للالباب + و ارہاصاتہ التی جاءت عند مولدہ الشریف المستطاب + فانہ اجل ما یدخر لیوم الحساب + و اکرم ما یقتنی بحسن الثواب + فطوبی لرجل ملاء و طاب و کمل نصابہ + وان ہو الا المولی الکریم + النبیہ الفخیم + مولی البلاغۃ والبراعۃ + مالک ازمۃ الطرس و الیراع + عالی الکعب کعبۃ المعالی + ذی المجد الشامخ و العز المصمد والمحل العالی صاحب المقام الرفیع + والجاہ المنیع + المولوی عبد السمیع + فانہ قد اتی برسالۃ فی مجالس ذکر المیلاد + و سعی و جد فیہا فاجاد + و ہدی الناس الی سبل الرشاد و ہاد فغاق اہل الآفاق و ساد + و سد موارد الغی والفساد + اللہم بارک لہ فی رزقہ و حسناتہ و انشر للناس برہ و عوارفہ و برکاتہ +

لکھنؤ صورۃ ما حررہ زین العلماء سراج الادباء الذی ہو فی عصرہ وحید و فی دہرہ فرید مولنا ابو الحسنات محمد عبد الحی ابقاہ الولی الحمید و ہو النجل السعید الکریم لمولنا الحافظ شاہ ابی الحیا محمد عبد الحلیم ابن مولنا ابی البقا محمد عبد الحکیم ابن مولنا ابی العیش محمد عبد الرب ابن ملک العلماء ابی العباس مولنا عبد العلی بحر العلوم اللکھنوی الفرنگی

محلی غفر اللہ لہم اجمعین و اعلی درجاتہم فی اعلی علیین بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اللہ اکبر انا اذل والیہ افقر ہو خالق الغنی و الغناء و انا فی غایۃ الذل و العناء تعالی اللہ شانہ علوا کبیرا لا یستطیعون ثناء علیہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا تتوالی مراحمہ علینا بلا توقف فی اللیل و الیوم یدبر الامور کلہا و لا تاخذہ سنۃ و لا نوم دہشت الالباب عن عد نعمائہ و طاشت الحلوم و بردت العقل عن حد آلائہ و تبلدت الفہوم نحن و ہمتنا قاصرون عن حد التقصر و مکاربہ فائقۃ عن الحصر فکیف احمدہ علی شانہ و اطرح الادب و کیف لا احمد حالہ تواتر نعمہ فیا عجبا بعد العجب و ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا منہا انوار ساطعہ و عجالۃ نافعۃ اعنی ہذہ الرسالۃ النجیبۃ و الرقیمۃ الغریبۃ فحاویہا لائقۃ و معانیہا فائقۃ مضامینہا من الصدق و السداد مملوۃ و الفاظہا سلیسۃ نفیسۃ حلوۃ تہدید لمن غشی قلوبہم الکدر و الکید و الریب و ہدی للمتقین الذین یومنون بالغیب طریق الاستدلال فیہا احسن الاسلوب اثبات و عاویہا قوت القلوب تمیل الیہا النفوس کما ترغب الی الماکل و الملابس بل تجلبہا جلب مغناطیس فللہ در من صنفہا و لہ حسن من صرف فیہا الاوقات و الفہا لما جاءت للمطالعۃ و رایت منہا اوراقا معدودۃ وجدتہا مرغوبۃ الطبع و محمودۃ فنظرت نظرۃ بالاجمال و الاستعجال و منعنی من الامعان العلل اللاحقۃ و النہاک فعجزت فی المطالعۃ عن الاستیعاب و اکتفیت علی عدۃ اوراق من الکتاب و علیہ حمد اللہ قاضی الحاجات و لیس حمدی الا حرکۃ الشفۃ و اللہاۃ و اعتذر الی جنابہ من من التقصیر اعتذار البائس العاجز علی باب الامیر و ارجو منہ ان یعید علینا سوابق النعم و یزید فی لواحق الکرم و اصلی و اسلم علی رسولنا و شفیعنا محمد الہادی الی سبل السلام و علی آلہ دعاۃ مالا انام و اصحابہ حماۃ الاسلام و انا الراجی رحمۃ ربہ الوحید ابو الحسنات محمد عبد الحی ابن مولنا المولوی الحافظ شاہ ابو الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم

جناب مولینا عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کا تصدیق فرمانا اس کتاب کو جیسا کہ اونکے شاگرد مولوی سعید الدین صاحب لکھتے ہیں



صورة مارقمه التقی الزکی الفطین العالم العامل المتین الوزین المولوی سعید الدین احمد من نجباء

بلدة رامفور ضلع سہارنفور وہو من ارشد تلامذة مولنا عبد الحی اللکہنوی المغفور

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی انعم علی الناس بما بعث محمدا خیر العباد وجعل مقدمه قرة

للعیون ومسرة للفواد والصلوة والسلام علیه وعلی آله واصحابه صلوٰة وسلاما لا یحصیہما

العد ولا اعداد صلوٰة تنفعنا یوم لا تجزی الآباء عن الاولاد ولا یحمل الابناء باعباء آبائہم

والاجداد اما بعد فیقول احقر العباد محمد المدعو بسعید الدین غفر له ربه یوم التناد ان من احب

ما یستلذه الفواد ویلتاع الیه الاکباد ذکر سید العباد وما له من محاسن خلاقه ومعجزاته وانه

صانه عند المیلاد وفاز من جری علیه ووالاه وخاب من جحده وعاداه فمن الذین اجوده ذکره

واستحسنوه وابرموه المولی الفاضل البارع الکامل ذو الکعب العالی والباع الرحیب المصقع

الادیب الاریب صاحب الشرف الرفیع المولوی محمد عبد السمیع قد اتی برسالة نافعة موسومة

بالانوار الساطعة فاکب العلماء علی مدحها وتحسینها واثبتوا علی ما فیها من الثناء من کل سینها

وشینها منہم استاذنا المشہور المولوی محمد عبد الحی اللکہنوی المغفور فانی قد عرضت تلک

الرسالة علیه فاستحسنها واستجاد واحلها محل الارشاد وقال ان ہذا الکتاب جامع جمیع الاقوال

فی ہذا الباب وسلک فیه مولفه مسلک الصدق والسداد واجتنب عن صور القول العناد

وصلی الله علی النبی وآله الامجاد ٭

بلنده ضلع فتحپور ہسوا صورة ما طرزه رافع اعلام الدین امام العابدین موید اہل السنة

والجماعة مبدد اہل البدعة والشناعة مولنا القاضی **محمد عبد الغفور** ادام الله فیوضه مرالدہور

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی اید اہل الحق والنضارة وہزم اہل البطلان والخسارة و

الصلوة والسلام علی حبیبه الذی قلع اطلال الفساد وبنیانه وعلی آله واصحابه الذین شیدوا

قصر الرشاد واركانه اما بعد فانی طالعت الکتاب المسمی بالانوار الساطعة فی بیان المیلاد و

الفاتحة الذی صنفه العالم الجلیل والفاضل النبیل عدیم العدیل فقید المثیل مولانا القریع الحافظ

المولوی محمد عبد السمیع صانه الله تعالی عن شر کل غبی زنیع وغوی جمیع فوجدته مویدا لاہل

السنة والجماعة ونصیرا لاصحاب الدرایة والہدایة وماحیا لدار الضلالة وقاطعا لاسنان اہل الغوایة

فجزاه الله سبحانه احسن الجزاء ووقاه جمیع البلاء حیث افہم الباغین اتم الافہام وافحم

الطاغین اکمل الافحام لمبین الکلام وحسن النظام فمن انصف واقبل جلل ومن تعسف و

ادبر ذل فقط حرره الفقیر المشہور بمحمد عبد الغفور المتوطن بقصبه بلنده ضلع فتحپور ٭

کانپور صورة ما قرظه ونظمه مجمع الفواضل العالم العامل العارف الکامل الذاکر الشاغل

المرتاض الفاضل مولنا شاه **محمد عادل** عم الله فیضه الشامل الی یوم الرجف والزلازل

کان اخذ العلوم حین التعلم من عالم الحقائق والاکناه مولانا شاه سلامت الله وہو من غمش العلماء

مولنا شاه عبد العزیز الدہلوی رحمہما الله العزیز القوی ـ بسم الله الرحمن الرحیم حمدا لمن

وفق محبی حبیبه الکریم الذی ولد فی خیر البلاد وہو شفیع الخلائق فی المیعاد لعقد مجالس المیلاد

وجعل الجحیم ماوی مبغضه اللئیم الذی ہو معدن الشر والفساد واعد لاعدائه سوء الاکباد وغراب

جہنم یصلونہا فبئس المہاد وانه تعالی عزیز ملک بر رؤف جواد الذی انعامه علی العباد غیر معلول

بعلل طاعات العباد وصلوٰة وسلاما علی من ہو باعث للایجاد ومبعوث لہدایة الثقلین الی

سبیل الرشاد واراہما طریق الرشاد سیدنا محمد افصح من نطق بالضاد الذی ہو الامام ہاد

امره ثابت باتباعنا اعظم السواد وعلی آله الامجاد واصحابه افضل الزہاد والی یوم التناد اولئک

الذین رحماء بینہم وعلی الکفار شداد وہم بذلوا جہدہم فی اشاعة دین الحق وصرفوا اموالہم و

انفسہم فی الجہاد لمحو الکفرة الفجرة ذوی النفاق والعناد وبعد فیقول العبد الخاطی الخامل

محمد عادل عامله الله سبحانه بفضله الشامل وجعله من الآمنین یوم الرجف والزلازل انی طالعت

حاله بلطفه الکامل فی العاجل والآجل انی قد رایت مواضع شتی من ہذا الکتاب المترجم

بالانوار الساطعة فوجدته اوفق لمعتقدات اہل الحق ما ذکر فیه فہو بالمتابعة احری والیق

لان الحق بالاتباع احق قریبت مطالبه بتقریر الطف وادق وبینت مسائله ببیان شاف

الی الذہن ابسق کیف لا و قد رصفہ من ہو جامع بین المنقول والمعقول حاو للفروع والاصول
اسوۃ اصحاب النہی صاحب الدرجات العلی الذی قد خص بالعلم الوسیع وہو ذو الشان
المنیع والمکان الرفیع اعنی مولنا عبد السمیع سمع اللہ لمسئولہ واستجاب بمنہ لمدعوہ ومتع
ارباب الاسلام بطول بقائہ ویسر متمنانا بتیسیر لقائہ جزاہ الہہ الولی الوہاب عنی وعن جمیع
المستفیدین من ہذا الکتاب جزاء اوفی وجعل الجنۃ لہ المثوی وخیر مآب ثوابا من عند اللہ
واللہ عندہ حسن الثواب ہذا والحمد للہ اولا وآخرا والصلوۃ علی النبی وآلہ باطنا وظاہرا۔

اکبرآباد ـ صورۃ ماکتبہ ذو المجد الظاہر والفضل الباہر غائص بحار التحقیق فارس مضمار
التدقیق المشتہر المدعو بالالسنۃ والافواہ بمولنا محمد **عبد اللہ** اول المدرسین فی مدرسۃ
اکبرآباد صانہ رب العباد عن شرور اہل التعنت والعناد ـ بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ الحمد للہ
العلی الاعلی الذی خلق الارض والسموات العلی والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان
علی من دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ الابرار واصحابہ الاخیار الی ما دار
الدوار وسار السیار اما بعد فلقد رأیت کتاب الانوار الساطعۃ مشتملۃ علی تحقیقات غامضۃ
وتدقیقات فائقۃ شموس براہینہ علی افق التحقیق طالعۃ واقمار حججہ علی فلک التدقیق لامعۃ
انوار دلائلہ متنارۃ علی الاکناف والاطراف ساطعۃ ومولفہ البحر الطمطام والبحر القمقام اجاد
بما افاد وسلک مسلک السداد وازہق الباطل والزیغ والالحاد وہدی الناس الی
سبیل الرشاد اذ ہو ہاد ولانہ لکل قوم ہاد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وعندہ
ام الکتاب نمقہ وقرظہ العبد الاواہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ماجناہ من الجناح فی المساء
والصباح المدرس الاول للمدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ ببلدۃ اکبرآباد صانہا اللہ
عن الشرور والفساد فقط۔

دہلی ـ صورۃ مارقمہ الثقیف الجلال الحصیف الجال مروج عقائد الاسلام مفہم
کلام الملک العلام مقدام فنون المناظرۃ والکلام والمعانی **المولوی ابو محمد عبد الحق**

مولف عقائد الاسلام والتفسیر الحقانی لا زال فائزا بالمآرب الامانی بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ـ مینے رسالہ انوار ساطعہ کو دیکھا ہے اور اسکی چند مقامات کو پڑھا ہے حقیقت
مین مصنف ممدوح نے کمال متانت اور بڑی لیاقت سے بحث کی ہے اگر مبالغہ نہ سمجھا
جائے تو مین کہہ سکتا ہون کہ اس مسئلہ مین یہ رسالہ بے نظیر ہے اور اسکی تحریر مین حق
بجانب مصنف ہے محفل میلاد خصوصًا اس پُر آشوب زمانہ مین نہایت نیک کام اور
باعث ترویج اسلام بین العوام ہے اب جو لوگ اس محفل متبرک مین بعض بدعات کا
ارتکاب کرتے ہین یہ انکا قصور ہے اس الزام سے یہ کام بُرا نہین ہو سکتا بنا مساجد
و مدارس جو بالاتفاق امر مستحسن ہے اگر اسمین کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے
کوئی اس نفس فعل کو بُرا کہہ سکتا ہے نہین ہرگز نہین میری نزدیک جس فریق نے
بدعت سیئہ کی معنی یہ لئے ہین (کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات پیدا ہوئی ہے وہ بدعت سیئہ ہے
اونسے بڑی غلطی کی ہے جس نے اس بنا فاسد پر تفریعات کی ہین اور اسکی پیروون نے
انکو کالوحی من السماء سمجھ لیا ہے وہ اور بھی غلطی مین پڑ گئی ہین واللہ الہادی
وبیدہ ازمۃ المقاصد والمبادی ـ ابو محمد عبد الحق ؛

ایضًا دہلی ـ صورۃ ما وشاہ ونمنمہ الفاضل الخبیر والناقد البصیر قدوۃ ارباب التدریس
التذکیر اسوۃ اصحاب التحریر والتقریر الکریم ابن الکریم الحاج الحافظ لحدود اللہ والمتبع لسنۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مولانا **محمد یعقوب** ابن خازن العلوم مولانا محمد کریم اللہ الدہلوی
التلمیذ الرشید لمولنا شاہ عبد العزیز الدہلوی خصہم اللہ بالفیض البہی والاجر السنی
ہو العزیز الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ الحمد للہ علی ما انعم علینا ببعثۃ سید الانبیاء
محمد المصطفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجتبی وآلہ المرتضی واصحابہ المہتدی وعلی
الائمۃ الکرام المقتدی وبعد فیقول العبد الراجی رحمۃ اللہ علام الغیوب محمد یعقوب حفظہ
اللہ عن الکروب فقد اطلعت علی الرسالۃ الرشیقۃ والعجالۃ الکریمۃ المسماۃ بالانوار الساطعۃ

فی بیان المولود الفاتحہ التی الفہا العلامہ ذو المحامد والمناقب الرای الثاقب حبیب المقام المنیع المولنا محمد عبد السمیع صانہ اللہ عن کل خصم شنیع فوجدتہا صحیحۃ وموافقۃ لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ ومملوۃ بالروایات المقبولۃ المرضیۃ فمن وافقہا فہو منا ومن خالفہا ورد ہا فلیس امرہ برشید وما قولہ بسدید کیف فانہا مشحونۃ بالدلائل الساطعۃ والبراہین القاطعۃ والمطالب النفیسۃ والمآرب المنیفۃ المرویۃ عن الفضلاء والکبراء نسئل اللہ تعالی ان یرزقنا اتباعہم وآخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ الطاہرین واصحابہ الطاہرین ٭ فقط

رڑکی — صورۃ ما زبرہ البحر الساحی والبحر الطامی الفاضل الوقاد والکامل النقاد الثقیف الشریف الحصیف اللطیف مولنا محمد **عبد الحق** السہارنپوری المقیم فی رڑکی للتدریس ونشر العلوم سلمہ اللہ القادر القیوم — بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی نوالہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ — اما بعد احقر الخلائق عبد الحق عفی عنہ ملتمس خدمت اہل اسلام ابقاہم اللہ الی یوم القیام ہی کہ کتاب لاجواب سراپا التحقیق وصواب مسمی انوار ساطعہ مولفہ فاضل اجل عالم باعمل مولوی محمد عبد السمیع صاحب رامپوری دام فیضہ نظر احقر سے گذری — الحق مولف موصوف فی جزاہ اللہ خیرا حسبۃ للہ بطور سعی فی الدین یہہ کتاب ایسی تحریر فرمائی ہے کہ جسکے مطالعہ سی ایمان والونکی آنکھونمین نور اور دلون مین ترقی ایمان کا سرور ہی ہان جو معاندین حق اور پیروان باطل ہی ہی وہ بلا شک اس سے متوحش اور نفور ہی سو ایسی شپر چشمونکی خواہش سے آفتاب کا سیاہ ہونا ممکن نہین اگرچہ سطوع انوار سے انکی آنکھونمین خیرگی ہو اور خاصۂ طبعی سی دلونمین تیرگی آوی ٭ نور گیتی فروز چشمۂ ہور ٭ زشت باشد بچشم موشک کور ٭ پس اگرچند فضول گو ہفوات وخرافات بکین اور فضول باتون سے اوراق سیاہ کرینکو تحریر جواب نام رکہین توانکی ناکامی اور عالم مین بدنامی خود ظاہر ہو رہا ہے اہل نظر اور ارباب بصیرت کو ایسی

بے بصرونکی شکایت نہین کہ وہ نور کو ظلمت اور سنت کو بدعت اپنی کجی باطن سے ٹہرا لیتے قرار دیتی ہین اور نور اسلام کو زائل اور حق کو باطل کرنا چاہتی ہین واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٭

میرٹھ — صورۃ ما قرظہ الشیخ النجیب الحسیب الشاعر اللبیب الادیب المتمسک بعقائد اہل الفوز والفلاح المتشبث باعمال اہل الخیر والصلاح المشہور بالمولوی **ابو محمد صادق علی** مداح سلمہ خالق الاشباح والارواح — ای بہار آرای چمنستان کون ومکان تیرا ہزار ہزار شکر اور لاکہ لاکہ احسان انوار ساطعہ کی تجلی ریزی کی گہہا سی تر وتازہ سی مشام آرزوی مشتاقان دوبارہ معطر ہوا اور اس تجلی زار کی جلوات خورشید اثر ایوان مراد عاشقان کا در ودیوار منور ہوا اللہ اللہ کیا کتاب ہے جسکے ہر اوراق اجزا سے ہر لفظ کی یہین جلوہ ریز نور ہر معنی کی تجلی تماشای طور ہر سطر اسکی سنہای بی ادب کے لیے تازیانہ ہدایت ہے ہر صفحہ اسکا صلحای صافی مشرب کی واسطی آئینہ رونمای سعادت ہی یہہ کتاب تعلیم غیبی کا وہ نادر سبق ہے جسکی فیوضات کا جوش آئینہ اسرار نہ طبق ہی یہ اوس شہسوار میدان دین وایمان کا عالی نشان ہے جسکی یکہ تازی سمند تحقیق سی کشور وہابیت پامال و ویران ہی وہ خضر وادی تحقیق وہ ہی منازل تدقیق بالا نشین صدر رفیع جناب مولنا مولوی عبد السمیع ہین سبحان اللہ دلایل وہ مدلل کہ جای گفتار نہین براہین وہ مبرہن کہ مقام انکار نہین عاشقان رسول مقبول نی اوسی آنکھونسی لگایا عالمان معقول ومنقول نی مستند ٹہیرا لیکن کا یہہ مذہب صوفیونکا یہ مشرب علمای ہندسی تا مفتیان حرمین الشریفین سب اسکی قائل ہر خانوادہ کا صوفی اوسپر جان ودل سے مائل علی الخصوص بلبل بستان حجاز یعنی مکہ معظمہ کا مفتی حنفی بلاغت طراز دیکہو کس خوش آہنگی سے زمزمہ پرداز ہے ٭ انزہ ربی عن مقالۃ کاذب ٭ کفور بما سمی براہین قاطعہ ٭ وما حکمہ فی ذا سوی ضرب ہامہ ٭

بسیف لہ فی الحق انوار ساطعہ ٭ یبادہ منہار اہ عن مکانہ ٭ وتبقی لاہل الزیغ والجہل قامعہ ٭
یہ اشعار بلیغ بطرز تلمیح حضرت مفتی حرم محترم اون فتاوی کی ذیل مین رقم فرمائی ہین جو
مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے درباب رد مسایل کتاب براہین قاطعہ مواہیر علماء
حرمین شریفین سے ۱۳۰۶ھ مین مستعد کرائی ہین اور یہ بات ان اشعار آبدار سے
آشکا ہے کہ مولف براہین قاطعہ بالکل کاذب و کفور اور اوسکا گروہ اہل جہالت و اہل
زیغ ہے اور کتاب انوار ساطعہ راہ حق مین مخالفین حق کا سر کاٹنے کے لیے تیغ بیدریغ ہے
الہی اس کتاب مستطاب کی شہرت و مقبولیت جلوہ آرای اوج کمال ہو اور اس سے
ناظرین و سامعین کا دل لذت یاب کیف جلال و جمال ہو آمین یارب العالمین ٭
مولف کہتا ہی کہ تقاریظ نقل کرتی کرتی بہت سے ہوا اور ابھی علماء عصر کی بہت
تحریرین آنی ہوئی باقی ہین جناب مولوی عبد الخالق صاحب اور عبد المجید صاحب جو
دونون حضرت بحر العلوم قدس سرہ کی اولاد امجاد ہین اور مولوی عبد الوہاب صاحب
خلف الصدق حضرت مولینا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب
اور مولوی محمد عبد الباقی صاحب اور مولوی محمد عبد العزیز صاحب یہ سب حضرات
عالیہ درجات بلدہ لکھنو محلہ فرنگی محل کی علماء باوقار ہین رفع اللہ درجاتہم و نفع المسلمین
بحسناتہم اور میری مشفق کرمفرما مولوی محمد عبد العلی صاحب مدراسی دام فیضہ اور مولینا
شاہ محمد سکندر علی صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبد السلام ہسوی رحمۃ اللہ علیہ اور سوا انکی
اور بھی مراد آباد و دہلی اور بمبئی وغیرہ کی علماء جزاہم اللہ عنا خیر الجزا ء بہیجنے ارسال
تقاریظ سے اس ذرہ بیمقدار کو مشرف فرمایا لیکن مجھکو بعض عقلاء دور اندیش نے یہ سمجھایا
کہ ان سبکی مطبوع ہونی مین بہت طول ہوگا اور لمبی تحریرونکی دیکھنی سی ہر ناظر بد داشتہ
خاطر اور ملول ہوگا بنا برعلیہ مین اون حضرات کی خدمت عالا درجت مین نہ مطبوع
ہونی تقاریظ کا یہ عذر اونکی توجہ اور بذل عنایت تقریظ نگاری کا صمیم قلب سے شکر

ادا کرتا ہون مگر ایک تقریظ جسکو خاتم التقاریظ کہنا بجا ہے اگرچہ اوسکا پہونچنا
میری پاس آخر مین ہوا ہے لیکن اوسکو شرف تقدم ذاتی کا حصہ ہے وہ
ہر ایک بشر کو مطبوع ہی اور سبکا دل اسکی مطبوع ہو جانی پر رجوع ہی اور کیون نہو
تمام عرب و عجم و ہندوستان و قسطنطنیہ و مصر و شام وغیرہ مین وہ حضرت مشہور
ہین اور آوازہ آپکی فضایل کی دور دورہ مین حضرت سلطان روم نی بکمال
اشتیاق و آرزو آپکو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا سے دو بار بلایا اور آپکا اجلال
و اعزاز اعلی درجہ پر ظاہر فرمایا چنانچہ تمام اخبار نگارون نی ممالک ہندوستان وغیرہ
مین جابجا اس خبر کو شایع کیا اور پہیلایا اور نیز حضرت سلطان نی جناب
شیخ الاسلام مفتی الانام مولینا احمد اسعد افندی کی تجویز سی (پایہ حرمین
شریفین) آپکا خطاب مقرر فرمایا اور فرمان شاہی مین آپ کو الفاظ
(اقضی قضاۃ المسلمین اولی ولاۃ الموحدین) وغیرہ القاب
عالیہ سے یاد کیا جاتا ہے آپ میری اساتذہ مین اول استاذ ہین کہ درس علم
عربی شروع آپ سے کیا اور تصحیح عقائد اہل سنت کا حصہ بھی آپ ہی سے لیا طرفہ تر یہ کہ
اس دیس کی رہنی والون مین جو صاحب میری متقابل اور مجادل ہو کر میلاد
مقدس حضرت محبوب رب العالمین کی توہین کرتی ہین وہ بھی حضرت مولینا
کو مانتی ہین از انجملہ کتاب براہین قاطعہ گنگوہی کی صفحہ اٹھارہ سطر چار مین حضرت
کا نام اس ادب سی لیا ہی کہ (ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ) پھر صفحہ
دو سو چھتیس کے دوسری سطر مین لکھا (اب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام
علماء مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ اعلم ہین) بھلا یہ صاحب بھی جب حضرت
اپنا شیخ الہند تسلیم کر چکی اور ہر عرب کی جمیع علماء پر ترجیح ترقیم کر چکے اب حضرت
کی تصدیق کمال درجہ کو پہنچ گئی اور آپ کی فضیلت کیا ہندوستان کیا عرب

سب جگہ کی علماء بر خود ہماری معاصرین کی اقرار سے ثابت ہو چکی بنا بر علیہ انکی
تقریظ کا آخر تقاریظ مین چھاپ دینا مجاورین کی اوپر آخر و انتہا و رجہ کی حجت
سمجھتا ہون علاوہ برین حضرت مولینا کی حکم کی تعمیل ادا کرتا ہون کہ اپنی مکہ معظمہ
زادہا اللہ شرفاً و تکریماً سی اسکو روانہ فرما کر مجھکو مشرف فرمایا اور مخدومی مولوی
منور علی صاحب مہاجر مقیم مکہ معظمہ کا یہ نوشتہ آیا کہ حضرت مولینا ارشاد فرماتی ہین
چونکہ کتاب در منظم اور کتاب انوار ساطعہ کا اصلی مدعا اثبات مولد و قیام مین ایک ہے
اسلئی میری طرف سی تقریظ دونون کتاب کی ایک ہی وہ تقریظ یہ ہے تقریظ

مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء حضرت مولنا
رحمۃ اللہ مہاجر مکے مد اللہ ظلہ العالی مدی الایام واللیالی

اس رسالہ کو مینی اول سی آخر تک اچھی طرح سنا اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی
پسند آیا اگر اسکی وصف مین کچھ لکھون تو لوگ وسی مبالغہ پر حمل کرینگے
اوسی چھوڑ کر دعا پر اکتفا کرتا ہون کہ خدا تعالی اسکی مصنف کو اجر جزیل
عطا فرماوی اور اس رسالہ سی منکرون کے تعصب بیجا کو توڑ کی اونکو راہ راست
پر لاوی اور مصنف کی علم اور فیض اور تندرستی مین برکت بخشی اور میرا ساتھ
کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کی باب مین قدیم سے یہی تہا اور یہی ہی بلکہ بجلنہ
سچ سچ ظاہر کرتا ہون کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ع برین زیستم ہم برین بگذرم
اور عقیدہ یہہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سی خالی ہو جیسی تغنی اور
باجا اور کثرت سی روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کی موافق ذکر معجزات اور
ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جاوی اور بعد اسکی اگر طعام پختہ یا شیرینی
بھی تقسیم کیجاوی اسمین کچھ حرج نہین بلکہ اس زمانہ مین جو ہر طرف سی پادری لونکا
شور اور بازارون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی دین کی مذمت کرتی ہین

اور دوسری طرف سی آریہ لوگ جو خدا اونکو ہدایت کری پادریون کیطرح
بلکہ اونسی زیادہ شور مچا رہی ہین ایسی محفل کا انعقاد اون شروط کی ساتھ جو مینی
اوپر ذکر کی اسوقت مین فرض کفایہ ہی مین مسلمان بھائیون کو بطور نصیحت کے کہتا
ہون کہ ایسی مجلس کے کرنی سی نہ رکین اور اقوال بیجا منکرونکی طرف جو تعصب سے کہتی ہین
ہرگز نہ التفات کرین اور تعیین یوم مین اگر یہہ عقیدہ نہو کہ اس دن کی سوا اور دن جائز
نہین تو کچھ بھی حرج نہین اور جواز اسکا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد
کی چھ سو برس سی جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے
جائز رکھا ہی اور صاحب رسالہ نی اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہی اور تعجب ہے ان
منکرون سی ایسی بڑی کہ فاکہانی مغربی کی مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور
محدثین اور صوفیہ صافیہ سی ایک ہی لڑی مین پرو دیا اور اونکو ضال مضل بتلایا اور
خدا سی نڈری کہ انہین لوگونکی اسناد اور پیر بہی تہی مثل حضرت شاہ عبد الرحیم
دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ ولی اللہ دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ
رفیع الدین دہلوی اور اونکی بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی اور اونکی نواسی حضرت مولینا
محمد اسحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سبکی سب انہین ضال مضل مین داخل ہوی جاتی ہین
اف ایسی تیزی پر کہ جسکی موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین اور مصر
اور شام اور یمن اور اور دیار عجمیہ مین لاکھون گمراہی مین ہون اور یہ حضرات
چند ہدایت پر سیا انہم ہین اور اونکو ہدایت کر اور سیدھے رستہ پر چلا آمین ثم آمین
اور وہ جو بعضی میری طرف نسبت کرتی ہین کہ عرب کے خوف سی تقیہ کی طور پر سکوت کرتا
ہون اور ظاہر نہین کرتا بالکل جھوٹ ہی اور اونکا قول مغالطہ دہی ہی مین بحلف
کہتا ہون کہ مینی کبھی حضرت سلطان کی سامنی جو میری نزدیک خلاف واقع ہوا اونکی
رعایت یا اونکی وزرا و امرا کی رعایت سے کبھی نہین کہا بلکہ صاف صاف دونون دفعہ مین

جو مین بلایا گیا ہون کہتا رہا ہون اور کبھی خیال نہین کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا اونکے
وزرا و امرا ناراض ہونگے اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان نوری پادشاہ کہ بڑے
بادشاہ صاحب رعب اور زبردست ہین اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور کا سمجھتے ہین
میری گفتگوی سخت جو مجلس عام مین آئی تمام حجاز والی خاصکر حرمین بڑے چھوٹے سب
بخوبی جانتے ہین بلکہ اگر مین تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے تقیہ کرتا
مجھے یقین ہے کہ جب انکی ہاتھ سے امام سبکی اور جلال الدین سیوطی اور ابن حجر اور
ہزارہا علمای تقوی شعار خاصکر اونکی استادون اور پیرون مین شاہ ولی اللہ وغیرہ
قدس اللہ اسرارہم نہ چھوٹے تو مین غریب نہ اونکے سلسلہ استادون مین داخل ہون اور نہ
سلسلہ پیرون مین کسطرح چھوٹ سکتا پھر تو ہر طرح سے تفسیق اور بلکہ تکفیر مین قصور نکرتے پس
اونکی ان حرکات سے خفیف نہ تھا اور جو میری ان اقوال کی تائید اور سند مع نقل رسایل
جا بجا تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہون واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط امر برقمہ وقال بفمہ
الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ المنان رحمت اللہ

اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشد زمان ہادی دوران حضور
مرشدی ومولائی تقی ورجائی المشتہر بالالسنۃ والافواہ الحافظ
الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ متع اللہ المسلمین بامداده وارشاده
وتقواہ - بعد حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض مینماید که درینولا چیزی کیفیت اعتقاد
مذہب ومشرب خود که جامع شریعت وطریقت میدانم بقلم آوردن مناسب افتاد باید
دانست ومنفہو باید شنید که فقیر مدعی مذہب حنفی ومشرب صوفی است اگرچه در دعوی خود صاحب
مگر خود را حنفی مذہب صوفی مشرب میگویاند ومیشمارد زیرا که فقیر را از راه عقل ونقل وکشف
محقق ومعلوم شد که ہر قدر که فہم معانی قرآنی وادراک حقایق ومعارف کلام الہی جل شانہ
وفہم وادراک حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم این دو گروه یعنی علمای مجتہدین احناف ومحققان

ومشایخ صوفیه را حاصل ونصیب است دیگران این درجه ندارند که از یک مسئله مسایل کثیره استخراج کرده اند
وپشت وپناه دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشته اند رضوان اللہ علیہم اجمعین لہذا فقیر بدل اعتقاد بہر دو
فریق موصوف گشته مذہب ومشرب ایشان اختیار کرده است فواید بسیار ظاہری وباطنی حاصل کرده است
ومیکند وہو الموفق ونستعین پس معتقد ومختار فقیر آنست که دران مسئله که این ہر دو فریق متفق اند
یعنی احناف وصوفیه فقیر بی تکرار وبحث بدل قبول نموده بران کاربند می شود ودران مسئله که درمیان
موصوفین اختلاف واقع شده دران مسئله دیده خواہد شد که اگر آن اختلاف در حقایق ومعارف و
توحید است رجوع بصوفیه کرام رحمہم اللہ تعالی کرده خواہد شد زیرا که این گروه محقق واہل کشف
ہستند وفریق ثانی نظر وفکر عقلی را دخل میدہند واگر اختلاف در مسایل عبادات ومعاملات است
دران نیز غور کرده خواہد شد پس اگر آن اختلاف در مسایل اعمال جوارح تعلق دارد باہل مذہب
حنفی رجوع کرده آید واگر اختلاف در اعمال قلبی است رجوع بصوفیه خواہد شد (دستور العمل حضور پرنور تمام شد)

وقال ام ارشاده وامداده از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنه بخدمت بابرکت جناب مولوی
نذیر احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالی - بعد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا نامہ مع خود بہ جناب
معه ایک پرچه مطبوعه مطبع محبوب المطابع شہر میرٹھ جو فقیر کی خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری
کو ہاتھ پہونچا فقیر کا یہ مسلک ہرگز نہین ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرات نہین کرتا بلکہ اوس سے تنفر قلبی رکھتا ہے
اور ایسی ہی وقات کو حماقت بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہے جہانتک ممکن ہے تاویل کو محبوب
سمجھتا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کی خلاف نہو اور فقیر صلح بین المؤمنین کا بدل خواہان ہے اور اپنے احباب کو
بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہین اور مسایل مختلفه فیہا مین سواد اعظم کا اتباع کرین
اگرچه وه مسئلہ اپنی تحقیق کی مخالف ہو کیونکہ سواد اعظم علما ومشایخ کا خلاف تنزل مرتبه ایمانیه کا
موجب اور انحطاط کمالات کا مثمر ہے + اوس خط مین یعنی خط مطبوعه محبوب المطابع مین جو فقیر کے خلاف ہے اوسکی
تصریح کرتا ہون جو اول مین امکان ووقوع کا فرق بتایا گیا ہے فقیر کو اوس سے اتنا معلوم ہوا کہ کذب کا
نقایص مین ہونا متفق علیہ ہے ہر ذات مقدس باریتعالی کی طرف نقص کا استناد کسطرح جایز ہو سکتا ہے گو

بر سبیل امکان ہے یہی جواب ہے نبی میں آیۂ انما انا بشر مثلکم الخ کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں ہے ہاں یہ اعتقاد
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہیں اگر
اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھکر برا بھائی کہنی لگی یا مثل اوسکی اور کلمۂ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب
خذلان ہے فقیر کی اعتقاد میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اور بعد خدا کا مناسب
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا موجب
معمول علماء ثقات صلحاء و مشایخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہی اور اکثر اوسکا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر
تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کی باعث حسنات و برکات
کی معتقد ہونیکی علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض انوار و برکات و رحمت
الٰہی کا نزول ہوتا ہی جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہی کہ علماء حرمین شریفین کی توہین
شمہ بھر جایز نہیں اور اونکا اتفاق کسی مسئلہ شرعی میں حجت سمجھتا ہوں جیسا کہ بزرگان
سلف لکھتے آئی ہیں جواب خامس فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب صوفی المشرب ہو کر رہا ہے
اگرچہ اپنی دعوی میں کامل نہ ہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہی اور اس بات کو اچھا نہیں جانتا
کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسی مسئلہ کی تائید کری جس میں حمایت لامذہبی پائی جاوی اور عوام
ضلالت میں پڑیں (فقرات مندرجہ کرامت نامہ حضور پیر و مرشدی مولوی نذیر احمد خانصاحب
مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات مرقومہ رمضان ۱۳۰۷ع) وقال دام ارشادہ وامدادہ
از امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت عزیزم پیرجی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و عزیزم
مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمام بلاد
ممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و
رامپور و بہاولپور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز حسرت خیز اسقدر آئی ہیں کہ جنکو
سنکر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہی اسکی علت یہی ہے کہ براہین قاطعہ و دیگر ایسی سے
تحریرات میں یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اوسکی حمایت

میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اوسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء و
مفاتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اوس پر اتفاق کیا دیکھو ہندوستان میں
سیکڑوں مذاہب کفریہ عقائد باطلہ مخالفین بیخ کنی اسلام ظاہر ہوتی جاتی ہیں
اور کیسی کیسی الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتی جاتی ہیں
پس ایسی وقت میں آپس کی مجادلہ کی جگہ اوسکی تردید کرنی چاہیئی اور قرآن شریف
کی خوبیاں و فضائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد و مکارم اخلاق و محاسن
اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ میں نہایت زور شور سی مشتہر کرنا چاہیئی ایسی حالت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد و صفات و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت عام
کرینکے لیے ہر مقام میں محفل مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہی (فقرات مندرجہ
کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیرجی خلیل احمد صاحب و مولوی محمود حسن صاحب مرقومہ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ)
وقال دام ارشادہ وامدادہ انوار ساطعہ کی اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا
تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا و دعا کی کہ الٰہی اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر
ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علماء دیار و امصار و اہل اسلام کر چنانچہ ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اوسکی
مسائل میں متفق ہیں اور خود کتاب کو بھی پسند کرتی ہیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ —
(مرقومہ ۲ رمضان روز سہ شنبہ ۱۳۰۶ھ اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہ وامدادہ
میں خود مولود شریف پڑھتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور اکثر وزیر یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب
بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہگیا بعد دیر کے مجھکو ہوش آیا تب بیٹھا (مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۷ھ
اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہ وامدادہ انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و
بغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب مشرب خود و بزرگان خود یافتم (مرقومہ ماہ ذیحجہ
۱۳۰۳ھ اسمی راقم الحروف) وقال دام ارشادہ وامدادہ فی الحقیقت نفس مطلب کتاب

انوار ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب شنید جزاکم اللہ خیر الجزا
اللہ تعالی ما و شما و جمیع مناں را ورز ذوق و شوق و محبت خود و و شند حسن خاتمہ نصیب کند آمین
(مرقومہ بست و دوم شوال سنہ ۱۳۰۴ اسمی راقم الحروف) تا صحیح ہو کہ اول انوار ساطعہ سنہ تیرہ سو
دو مین مطبوع ہوا تھا رفتہ رفتہ کچھ مدت بعد مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت مرشدی مولائی نی
بتدریج اوسکو ملاحظہ فرمایا بعد ازان حضور نی عیقدہ کرامت نامجات مکہ معظمہ سی رقم فرمائے
سب مین یہ مضمون تھا کہ اس کتاب کے مسایل میری مشرب اور میرے مشایخ کی مشرب سے بالکل
موافق و مطابق ہین پہر حضرت کی قبول فرمانیکی یہ برکت ہوئی کہ یہ کتاب مقبول عام ہو گئی
سب سکو ہاتہون ہاتہ لیگئے ایک نسخہ باقی نرہا اور لوگونکا اشتیاق یہ کہ دور دور سے خطوط
اسکی طلب مین آ رہی ہین گلوگیری تمنائی مشتاقین نی مجبور کردیا کہ پہر چہپوائی جسب الارشاد
حضرت مرشدی مولائی انوار ساطعہ کی نظر ثانی سنہ تیرہ سو چہہ مین شروع کی لیکن اسقدر
موانع اور حرج پیش آئی کہ العیاذ باللہ دور روز کام ہوا تو دو مہینی ناغہ گئے باری مشکل اون
مولی عز اسمہ کا کہ انجام کار تیرہ سو سات مین اس کام سی فراغ حاصل ہوا و الحمد للہ رب العالمین
و الصلوۃ علی شفیعنا خاتم النبیین اللہم اجعلنا ذاکرین لذکر حبیبک متلذذین بآلائک و
نعمائک فی الدنیا و الآخرۃ متنعمین توفنا مسلمین و الحقنا بالصالحین و ارزقنا شفاعۃ سید
المرسلین و ادخلنا الجنۃ بسلام فرحین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ
و اولیاء امتہ اجمعین اللہم ارحمنا بہم برحمتک یا ارحم الراحمین فقط ❊

تمت بالخیر

والصلوۃ والسلام علی رسول محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین ۱۲ ۱۲

یہ غلطیاں بنظر سرسری نکالی گئین باقی قرائن سے معلوم ہو سکتی ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۳	حلت	علت	۵۵	۷	تاالعین	بالعین
″	۴	حلت	علت	۵۶	۲	ان رہی	مان رہی
″	۱۱	ضغہ	صفہ	۵۷	۱۹	ان الانسان	ان للانسان
۲۰	۲	ولی اللہ صبا	ولی اللہ حسب صباکی	۵۸	۹	باہم جزئیہ	باسم جزئیہ
۲۱	۱۱	مباعث	مباحث	۷۰	۳	یہ دسل	یہ دلیل
۲۲	۱۵	یا اپنی بودگاروں سے	یا اپنے مددگاروں سے	″	۲۱	در قلیل	درجہ قلیل
۲۷	۴	فرائض	چند مسائل	۸۱	۱۱	مصنفون	مصنفون
۲۸	۱	ہو تلویح	تلویح ص۱۳۵ ہو	۸۵	۱۸	لیغنی	لیغضی
۳۲	۸	بدعتون	بدعتیون	۹۱	۱	من حد	من احد
۳۳	۶	سشرح	مشرع	۱۰۴	۱۴	تقلۃ رغبتہم	تعلۃ رغبتہم
۳۵	۹	ارنداد	ارتداد	۱۰۵	۱	خوف الکہی	خوف آلہی
۳۶	۵	کرتی	کرنی	۱۰۶	۷	الذی تعجز	الذی تعجز
″	۹	مطرود	مطردہ	۱۱۵	۷	سیتاز	امتیاز
۳۸	۱۰	فہو	فہو رد	۱۲۲	۱۲	حاص	عاص
۳۹	۵	لم یفیتم	لم یقیم	۱۲۳	۱۱	الی امرأ	الی امراۃ
″	۸	مخدشتہ	محدثہ	۱۲۸	۷	علی الطلاقہ	علی الطلاقہ
۴۲	۹	نزک لا احب	نزک الاحب	۱۳۱	۱۴	کما لکہاشمی	کما للہاشمی
۴۶	۱۸	ہی	ہنی	۱۳۹	۲۱	بینوکنا	بینو لنا
۴۷	۱۹	فقیر	فقیہ	۱۴۲	۹	فلا تفضحین	فلا تفضحن
۴۸	۸	دہار ضربی	وچار ضربی	۱۴۴	۱۳	یبدیہم	یبد یہم
۴۹	۶	کسلی صوفی	کسی اصوفی	۱۵۵	۵	المشاہدہ	المشاہدو
۵۲	۱۲	خبیتز	خبیز	″	۲۰	من الشین	من السنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۰	۱۲	لمتجدل	لمنجدل	۲۶۱	۴	مستولہ	مسئولہ
〃	۱۳	لہالنوضاء	لہالنوراضاء	۲۶۶	۸	یاجبند	یاحبذا
۱۷۸	۵	مفید	مفند	〃	۲۰	اس سے	السن سے
۱۸۲	۱۶	مخالف نہی	مخالف بہی	۲۶۷	۱۱	ونزفیقها	وترفیقها
۱۸۷	۱۴	آہنی بسطرح	آہنی جسطرح	۲۷۵	۸	رسالہ درد	رسالہ مورد
۲۰۴	۱	لقدر آہ	لقدرآہ	۲۹۱	۴	حرتة	حریتة
۲۱۳	۵	اورہ	اورنہ	۲۹۸	۲	المستزل	المستدل
۲۱۵	۴	اصل تحقیق	اہل تحقیق	۳۰۵	۴	القلبهرد	القلهدم
۲۱۶	۲۰	بنام ہے	بنام ہوتی ہی	۳۰۶	۸	وسن الکر	وسن الکر
۲۱۷	۱۹	ایک دن	ایک دن رات	۳۰۹	۱۸	والنی البنی	والنعی النعی
〃	۲۰	کرکہانا	کو کہانا	۳۱۱	۱۵	لندر ذرنہ	للہ درہ
۲۱۹	۱۱	اس درسے	اس ڈرسے	۳۱۲	۱	صورة ذرصعه	صورة مارصعه
۲۲۲	۵	ترک	تبرک	〃	۶	ولبطهانی	ولطیمافی
〃	۶	سح الرالقة	شیخ الطریقة	〃	۱۴	قدانی	قداتی
۲۲۴	۱۹	الیہ الہی	الیہا ہی	〃	۱۶	فقاق	قفاق
۲۲۹	۱۹	صورت	صوت	۳۱۳	۱۳	ومغنی	ومنغنی
۲۳۳	۳	دمل این چنیزہا	اصل این چنیزہا	۳۱۵	۱۴	ہوالانام	ہوللانام
۲۳۴	۵	فلازی بیا	فلازی بہ با	۳۱۶	۱۵	ازحق	ازہق
۲۳۵	۱۹	غالب نہین	غائب نہین	۳۱۹	۲۱	امرہ	امرئ
۲۳۹	۷	غیض	غیظ	۳۲۰	۴	ستلاع	سنہ ۱۳۰۷ھ
〃	۱۹	النبی ای ایمان	لینی اسے ایمان	〃	۹	بہت ہوا	بہت طول ہو
				〃	۱۱	عبدالجید	عبدالجید
۲۴۸	۱۰	انشطام	انتقام	۳۲۲	۱۵	ملکہ بحلت	بلکہ بجلت